المسائل الأنيقة لمذهب الإمام أبي حنيفة

معروف بہ

مسائلِ شریعت

مؤلف

مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی

ناشر

محمد اکرم انصاری اسمٰعیلی و جملہ شہزادگان

درگاہ میر محمد شہید، پیلی کوٹھی بنارس

https://alislami.net

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

نام کتاب:...... المسائل الأنيقة لمذهب الإمام أبي حنيفة

.... (معروف بہ مسائل شریعت)

تالیف: .... مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی

تصحیح وتصدیق:... حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ دامت برکاتہم

.... رکن، المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ

اشاعت:....... ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء

تعداد:.......... ۱۱۰۰

صفحات:........ ۴۹۴

------ناشر------

حاجی محمد اکرام انصاری اسماعیلی

وجملہ شہزادگان

اسلم پرویز، محمد طلحہ پرویز، اطہر پرویز انصاری اسماعیلی

(سید میر محمد شہید بابا، پیلی کوٹھی، بنارس)

Decent Weaver for Exclusive Banarsi,Sarees

Mob 9839049715- 9398204016

https://alislami.net

رباعی

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا   یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ   خُذْ یَدِیْ سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

غوث اعظم بمنِ بے سروساماں مددے   قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے
ہند میں رہتا ہوں، دل رکھتا ہوں سوئے بغداد   نگہِ لطفِ اِدھر اے شہِ جیلاں مددے

بگردابِ بلا افتادہ کشتی   ضعیفانِ شکستہ را تو پشتی
بہ حق خواجۂ عثمان ہارون   مدد کن یا معین الدین چشتی

https://alislami.net

انتساب

☆مادر علمی ,جامعہ اشرفیہ ''مصباح العلوم''،'' از ہر ہند'' کے نام،جس کی آغوش میں رہ کر علم دین کی سعادتوں سے مالا مال ہوا۔

☆امام الفقہا والمحدثین ،امام الائمہ،سراج الامہ،امام اعظم،حضرت '' ابو حنیفہ نعمان بن ثابت'' رضی اللہ عنہ کے نام، جنھوں نے دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے دین وایمان کی لاج رکھی اوران کوراہ مستقیم پر گامزن فرمایا۔

☆محبوب سبحانی،قطب ربانی،سرکار بغداد،غوث اعظم، شیخ ''محی الدین'' جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام،جن کے بارے میں مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۲۳ میں تحریر فرمایا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا وماویٰ تھے جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض وہدایت اس راہ سے پہنچی ،ان کے ذریعے سے پہنچی اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب ترتیب وار حضرات حسنین کو سپرد ہوا اوران کے بعد وہی منصب ائمہ اثنا عشر میں سے ہرایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا، یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا اوراس راہ میں فیوض وبرکات کا وصول جس کو بھی ہو خواہ وہ اقطاب ونجبا ہوں، آپ کے واسطے ہی سے مفہوم ہوتا ہے، کیوں کہ یہ مرکز ان کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہوا۔

☆ عطاے رسول ،غریب نواز ،آفتاب چشتیہ، نائب رسول اللہ،سلطان الہند، حضرت خواجہ ''معین الدین چشتی اجمیری'' علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام،جن کی بدولت آج برصغیر میں پرچم اسلام لہرا رہا ہے۔

☆امام اہل سنت ،شیخ الاسلام والمسلمین ،قطب الارشاد، قاطع نجدیت ،حامی

https://alislami.net

سنت، ماحی بدعت، مجدد دین وملت ''امام احمد رضا'' علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام، جنھوں نے تحفظ ناموس رسالت کی خاطر اپنی پوری زندگی صرف کردی۔

☆حضور شہزادۂ غوث اعظم، سید السالکین، زبدۃ العارفین، سید شاہ ''میر محمد اسمٰعیل صغروی واسطی قادری رزاقی'' علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام، جنھوں نے تبلیغ وارشاد کے ذریعے اسلام وسنیت کو فروغ بخشا۔

☆جلالۃ العلم استاذ العلما، حافظ ملت، حضرت علامہ، ابو الفیض ''شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی'' علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام، جنھوں نے مبارک پور میں دین وسنیت کا ایک ایسا چمن (الجامعۃ الاشرفیہ) آباد کیا، جس سے بلا مبالغہ پوری دنیا معطر ہورہی ہے اوران شاء اللہ ہوتی رہے گی۔

☆وقت کے مرشد اعظم، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، چراغ مسلک اہل سنت وجماعت، ترجمانِ مسلک اعلیٰ حضرت، فخر ازہر، تاج شریعت، قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت العلام ''مفتی اختر رضا قادری ازہری'' علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام، جنھوں نے دین وسنیت کے قلعہ کو تحفظ فراہم کیا اور اپنی روحانی طاقت، عزم واستقلال، ہمت و شجاعت اورصبر وتحمل سے باطل کی تیز وتند آندھیوں کا رخ موڑ دیا۔

☆نبیرۂ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، رہبر شریعت، قائد ملت، جانشین حضور تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت العلام الحاج الشاہ ''مفتی عسجد رضا قادری'' دامت برکاتہم العالیہ کے نام، جوملک وبیرونِ ملک میں مذہب اہل سنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) کی نشر واشاعت میں اہم کردار ادا کررہے ہیں، اوراس کی صحیح تشریح فرما کر بے شمار افراد کو ضلالت وگمرہی اور بدعت وکج روی سے بچارہے ہیں۔

☆نمونۂ سلف، رہبر قوم وملت، مفکر اسلام، وارث جبۂ مولائے کائنات، جانشین سرکار مسولی، حضور گلزار ملت، حضرت علامہ سید ''گلزار اسمٰعیل واسطی قادری'' دامت برکاتہم العالیہ کے نام، جن کی شبانہ روز کاوشوں سے آج مذہب اہل سنت کو

https://alislami.net

فروغ مل رہا اور جن کے نورانی چہرے کو دیکھ کر کافی تعداد میں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔

☆ مشفق و مربی، والد ماجد، حضرت مولانا الحاج ''**محمد عمر رضوی**'' نائب جنرل سکریٹری تنظیم اتحاد اہل سنت ،علوی پورہ ،بنارس ،کے نام، جنھوں نے پسماندگی اور ظلمت کے ماحول میں مجھے نور علم سے آشنا کیا، جب کبھی لڑکپن کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے میرے قدم جادہ حق سے ڈگمگانے لگے تو ان کی دعاوں اور تربیت نے ثابت قدم رہنے پر مجبور کیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

طالب دعا

غلام محی الدین قادری مصباحی

۹ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/ ۱ر مئی ۲۰۲۰ء بروز پیر

https://alislami.net

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
حامداً و مصلیاً و مسلماً

کلمات تشکر

پروردگار عالم کی بارگاہ عظمت پناہ میں میرا بال بال سپاس گزار ہے کہ اس نے مجھ جیسے کمتر اور حقیر شخص کو ''المسائل الأنیقة لمذهب الامام أبي حنيفة'' معروف بہ ''مسائل شریعت'' جیسی کتاب لکھنے کی توفیق بخشی ۔ اگر رب ذوالجلال کی غیبی تائید وحمایت نہ ہوتی اور اس کی رحمت بے کراں میرے لرزتے قدموں کو سہارا نہ دیتی تو یہ کتاب ہرگز ہرگز منظر عام پر نہ آتی۔ ہم اس عظیم نعمت پر بارگاہ ایزدی میں سر بہ سجود ہیں اور ہمارا قلب وجگر جذبات تشکر سے معمور ہے۔

میں تہ دل سے ان تمام اساتذہ کا شکر گزار اور احسان مند ہوں، جن کی شبانہ روز کاوشوں اور محنتوں اور علمی فیضان نے مجھے کچھ لکھنے پڑھنے کا سلیقہ عطا فرمایا، جن کے مخصوص ارشادات آج بھی میرے لیے مشعل راہ ہیں ۔ پروردگار عالم ان تمام کرم فرماوں کو بہتر صلہ عطا فرمائے۔ بالخصوص پیر طریقت، مبلغ اسلام، حضرت علامہ ''**محمد عبد المبین نعمانی قادری**'' (دامت فیوضہم المبارکہ) کا شکر گزار ہوں، جنھوں نے عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور اپنی گراں بہا فکر وتدبیر وبیش قیمت تحریر سے سرفراز فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے جملہ معاونین بالخصوص ''**مولانا ضیاء المصطفیٰ نعمانی قادری**'' صاحب قبلہ اور محسن قوم وملت الحاج ''**اکرام انصاری اسماعیلی**'' صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں، جنھوں نے اس کام کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مجھے بہتر مشوروں سے نوازا۔

باوجود سعی پیہم کے غلطیوں کا رہ جانا ایک فطری امر ہے۔ اس لیے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ کوئی غلطی دیکھیں تو برائے مہربانی دامن عفو میں جگہ دے کر مطلع فرمانے کی زحمت گوارا کریں تاکہ جدید ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

سراپا تشکر وامتنان
غلام محی الدین قادری مصباحی
۹ر رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ/ ۳ر مئی بروز چہار شنبہ

https://alislami.net

کلمات تبریک

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور تاج الشریعہ، قائد ملت، قاضی القضاۃ فی الہند
حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد عسجد رضا قادری مدظلہٗ العالی
سربراہ اعلیٰ، مرکز الدراسات الاسلامیہ ''جامعۃ الرضا'' بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اپنی اصلاح اور اپنی دنیا اور آخرت بنانے کی فکر کے ساتھ زمانے کی خیر خواہی اور ان کے حال و مستقبل کے سنوارنے کا جذبہ اسلامی فکر ہے، جس کی تاکید قرآن وسنت میں متعدد مقامات پر کی گئی ہے۔ زیر نظر کتاب ''المسائل الأنیقة لمذهب الامام أبي حنیفة'' معروف بہ ''مسائل شریعت'' عزیز القدر مولانا ''غلام محی الدین قادری'' رضوی زید مجدہٗ کی علمی کاوش کا نتیجہ ہے۔ میں نے اس کتاب کا چند مقامات سے مطالعہ کیا، جس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب علما اور عوام دونوں کے لیے نفع بخش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے وطفیل اس کتاب کے ذریعے لوگوں کو نفع پہنچائے اور فاضل مصنف کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبک صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ واهل بیته اجمعین

فقیر محمد عسجد رضا خاں قادری غفرلہ
۱۰ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

https://alislami.net

کلمات تحسین

نمونۂ سلف، رہبر قوم وملت، وارث جبۂ مولائے کائنات، جانشین سرکار مسولی، حضور گلزار ملت، حضرت علامہ سید ''گلزار اسماعیل واسطی قادری'' مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ فلک، بانی وسر براہ اعلیٰ جامعہ اسماعیلیہ مسولی شریف، بارہ بنکی، یوپی

باسمہ تعالیٰ وتقدس

لك الحمد یا اللہ والصلاۃ والسلام علیك یا رسول اللہ ﷺ

اللہ رب العزت نے اس عالم رنگ وبو میں بہت سے اصحاب علم وفن، صاحب زہد وورع، اخلاص واحسان، تاریخ ادب وانشا، خطابت اور صحافت کے شہسوار کو پیدا کیا، جنھوں نے اپنی صلاحیت ولیاقت کے مطابق محنت ومجاہدہ، اصابت رائے، عقل ودانائی، عزم محکم، ارادہ کی بلندی اور پختگی کی روشن مثالیں قائم کیں اور علم وادب، خدمت خلق، انسانوں کی راحت رسانی، مظلوموں کی دست گیری، سماجی ہم آہنگی کے فرائض کو بخوبی انجام دیا اور عوام وخواص کے اندر ہر دل عزیز قائد، بیدار مغز، ذہین اور زیرک رہ نما، مقبول عام، دردمند میر کارواں اور خادم دین وملت کے طور پر ابھرے۔ انھیں باکمال لوگوں میں اگر حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین قادری رضوی صاحب قبلہ زید شرفہٗ کو شمار کیا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

الحمدللہ زیر نظر کتاب ''المسائل الأنيقة لمذهب الامام أبي حنيفة'' بنام ''مسائل شریعت'' موصوف کی عرق ریزی اور محنتوں کا عوام وخواص کے لیے ایک عظیم گل دستہ ہے۔ فقیر قادری نے کثیر مصروفیات کی بنا پر جستہ جستہ مطالعہ کیا جس سے موصوف کی علمی صلاحیت ولیاقت کا بحسن وخوبی مظاہرہ ہو رہا ہے۔

فقیر قادری رب کی بارگاہ عالی میں دعا گو ہے کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو جملہ حضرات کے حق میں مفید تر بنائے اور صاحب کتاب کے حسن وجمال، علم وکمال میں مزید نکھار پیدا فرمائے، مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ عبدک الصالحین ولا سیما سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

فقیر سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی غفرلہ

۳؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

https://alislami.net

تقریب اشاعت مسائل شریعت

مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری مصباحی
رکن، المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین

حدیث شریف میں آیا ہے:

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم" رواہ ابن عدی و البیهقی بسند صحیح عن انس و الطبرانی فی الصغیر و الخطیب عن الحسن بن علی و الطبرانی فی الأوسط عن ابن عباس و فی الکبیر عن ابن مسعود و عند الخطیب عن علی و فی الطبرانی فی الأوسط و البیهقی عن ابی سعید و زاد ابن عبد البر عن انس۔ "و ان طالب العلم یستغفر له کل شیئ حتی الحیتان فی البحر"(۱)

علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان (مرد ہو یا عورت) پر فرض ہے۔ اور یہ کہ طالب علم کے لیے ہر چیز مغفرت کی دعا کرتی ہے یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں۔

اس حدیث کی روشنی میں ہر مسلمان مرد و عورت پر دین کا علم سیکھنا بقدر حاجت وضرورت واجب ہے، اس کے بغیر چھٹکارا نہیں۔ پھر مزید علم حاصل کرنا اور دیگر ابواب فقہ پر عبور اور مہارت بھی ضروری ہے؛ لیکن اس کے مکلف تمام مسلمان نہیں، یہ فرض کفایہ ہے کہ کچھ لوگوں کو حاصل کرنا فرض ہے، قرآن پاک اس سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ط فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ"(۲)

(۱) تفسیر مظهری: ۳۲۳/۴، مطبوعه کوئٹه
(۲) التوبة: ۱۲۲/۹

https://alislami.net

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں، تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کرے اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائے، اس امید پر کہ وہ بچیں۔ (اللہ کے عذاب سے دین پر عمل کر کے)

کیوں کہ دین پر عمل کرنے کے لیے علم دین کی ضرورت ہے، بغیر اس کے عمل صحیح ہو ہی نہیں سکتا اور احکام خدا اور رسول پر عمل کر کے ہی آدمی خدا کے عذاب سے بچ سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم دین کا سیکھنا فرض ہے اور سیکھ کر دوسروں کو بتانا بھی ضروری ہے۔ حدیث شریف میں آیا کہ

"الدال علی الخیر کفاعلہ"(۱)

جو کسی کو نیکی کا راستہ بتاتا ہے تو عمل کرنے والے کے برابر اس بتانے والے کو بھی ثواب ملتا ہے۔

اس سے علما کی اہمیت کا پتا چلا کہ وہ جتنوں کو دین کے احکام سے روشناس کرائیں گے، ان سب عمل کرنے والوں کے برابر ان علما کو ثواب ملے گا یعنی وہ نیکی ان کے نامۂ اعمال میں بھی لکھ دی جائے گی یا اس عمل کا جو ثواب آخرت میں ہوگا ان کے ساتھ راستہ بتانے والوں کو بھی دیا جائے گا۔

مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبائل عرب (عرب کے قبیلوں) میں سے ہر ہر قبیلے سے جماعتیں سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور وہ حضور سے دین کے مسائل سیکھتے اور تفقُّہ (فقہی بصیرت) حاصل کرتے اور اپنے لیے احکام دریافت کرتے اور اپنی قوم کے لیے بھی۔ حضور انھیں اللہ اور رسول کی فرماں برداری کا حکم دیتے اور نماز، زکات وغیرہ کی تعلیم کے لیے انھیں ان کی قوم پر

---

(۱) ترمذی شریف، رقم الحدیث: ۲۶۷۰، معجم الأوسط، رقم الحدیث: ۲۳۸۴

https://alislami.net

مامور (ومقرر) فرماتے۔جب وہ لوگ اپنی قوم میں پہنچتے تو اعلان کردیتے کہ جو اسلام لائے وہ ہم میں سے ہے اور لوگوں کو خدا کا خوف دلاتے اور دین کی مخالفت سے ڈراتے ، یہاں تک کہ لوگ (دین کی خاطر) اپنے والدین کو چھوڑ دیتے۔اور رسول کریم ﷺ انھیں دین کے تمام ضروری علوم تعلیم فرمادیتے (تفسیر خازن) اس میں بڑا معجزہ یہ ہے کہ سرکار ﷺ بالکل ان پڑھ لوگوں کو تھوڑے وقت میں احکام کا عالم بنادیتے اور قوم کا ہادی۔اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

(۱) علم دین حاصل کرنا فرض ہے، جو چیزیں بندے پر فرض وواجب ہیں اور جو اس کے لیے ممنوع وحرام، اس کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔(یعنی کچھ لوگوں کا سیکھنا کافی ہے کہ جب ضرورت پڑے بتا سکیں)

حدیث شریف میں ہے:

"علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے"

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے۔

(۲) طلب علم کے لیے سفر کا حکم۔

حدیث شریف میں ہے:

جو شخص طلبِ علم کے لیے راہ چلے، اللہ اس کے جنت کی راہ آسان کردیتا ہے۔(۱)

(۳) فقہ (مسائل شریعت کا جاننا) تمام علوم سے افضل ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے لیے بہتری چاہتا ہے، اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے، میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔(۲)

حدیث شریف میں ہے:

---

(۱) ترمذی شریف
(۲) بخاری ومسلم

https://alislami.net

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں (عبادت گزاروں) سے سخت ہے۔[۱]

فقہ احکام دین کے علم کو کہتے ہیں۔[۲]

علم دین کا طلب کرنا بڑی فضیلت کی چیز ہے۔صاحب مسند الفردوس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

"طلب العلم افضل عنداللہ من الصلاۃ و الصیام و الحج و الجھاد فی سبیل اللہ عز و جل"[۳]

یعنی علم دین کا طلب کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔اور انھیں سے یہ بھی روایت ہے:

"طلب العلم ساعۃً خیر من قیام لیلۃٍ و طلب العلم یوماً خیر من صیام ثلٰثۃ ایام"[۴]

یعنی تھوڑی دیر علم سیکھنا پوری رات کی عبادت سے بہتر ہے اور ایک دن طلبِ علم میں مشغول رہنا، تین دن کے روزوں سے بہتر ہے۔

طلب علم کی فضیلت میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں، یہاں سب کا ذکر مقصود نہیں، یہ چند حدیثیں طلب علم کی اہمیت وفضیلت بتانے کے لیے بہت کافی ہیں۔

ان احادیث سے یہ بھی پتا چلا کہ جب طلب علم کی اتنی فضیلت ہے تو جو طالب علم نہیں؛ بلکہ عالم دین ہے اس کی کتنی فضیلت ہوگی۔اس سے وہ لوگ بطور خاص سبق لیں جو علم کے معاملے میں کورے ہیں اور علم حاصل کرنے میں اپنے اندر کوئی جذبہ اور شوق بھی نہیں رکھتے، نہ علما سے سیکھنے کی کوششیں کرتے ہیں؛ بلکہ علما از خود دین کے مسائل بتائیں تو وہ ان سے دور بھاگتے ہیں۔

---

(۱) ترمذی شریف

(۲) تفسیر خزائن العرفان

(۳) تفسیر مظھری: ۳۲۳/۴

(۴) تفسیر مظھری: ۳۲۳/۴

https://alislami.net

علاوہ ازیں علما کی فضیلت میں بھی کثیر آیات واحادیث وارد ہیں۔ذیل میں صرف دوحدیثیں ذکر کی جاتی ہیں:

(۱)"قال رسول اللہ ﷺ فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم وان اللہ وملائکتہ واھل السمٰوات والارضین حتی النملۃ فی جحرھاوحتی الحوت فی الماء یصلون علی معلم الناس الخیر"(رواہ الترمذی بسند صحیح عن أبی امامۃ)

یعنی رسول پاک ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد (بغیر علم عبادت کرنے والے) پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت اس پر جو تم میں سب سے ادنیٰ ہو۔اور بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور سب آسمانوں اور زمین والے یہاں تک کہ چونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں ضرور دعا کرتی ہیں،اس عالم کے لیے جولوگوں کو نیکی کی بات بتاتا ہے۔اس حدیث میں اس عالم کو خاص کیا گیا ہے جو دین کی تعلیم وتبلیغ کرتا ہے اور وہ بھی فی سبیل اللہ۔ورنہ اجرت لے لینے کے بعد ثواب کا استحقاق ختم ہوجاتا ہے۔

(۲)"وقال رسول اللہ ﷺ:فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔رواہ الترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس"(۱)

اورفرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک عالم فقیہ شیطان پر ہزار عابد (بغیر علم عبادت کرنے والے) کے مقابلے میں بھاری ہے۔

یعنی شیطان کا ایک عالم کو بہکانا بہت مشکل ہے جب کہ ہزار عابد کو بہ آسانی بہکا دیتا ہے۔

جولوگ بغیر علم اپنے اعمال خیر پر فخر کرتے ہیں اور علما پر تفوق اختیار کرتے ہیں،وہ اس حدیث پاک سے سبق لیں اور علم وعلما کی اہمیت کو دلوں میں بیٹھائیں اور اگر علماے دین،شریعت کے احکام ومسائل بیان کرتے ہیں (زبانی یا تحریری) تو ان

(۱)تفسیر مظہری:۴/۳۲۳۔۳۲۴

کے شکر گزار ہوں اور ان کی خدمت کو اپنی زندگی کی معراج تصور کریں اور اخروی سعادت کا وسیلہ جانیں۔

عزیزی مولانا غلام محی الدین عرف قادری میاں (بن مولانا محمد عمر رضوی) نے ''**المسائل الأنیقة لمذهب الامام ابی حنیفة**'' معروف بہ ''**مسائل شریعت**'' کے نام سے ایک فقہی کتاب ترتیب دی ہے، جس میں سوال وجواب کے طریقے پر ضروری عقائد ومسائل بیان کر دیے ہیں تاکہ ہمارے اسلامی بھائی اسے پڑھیں یا پڑھوا کر سنیں اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کریں۔ فقہ کے تقریباً سارے ابواب سے ضروری مسائل کا یہ انتخاب یقیناً بڑا معلومات افزا ہے۔ اکثر مسائل میں دلائل بھی دیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب مسائل شریعت کا ایک حسین اور مدلل مجموعہ ہو گیا ہے۔ اس کی اشاعت میں ایک صاحب خیر نے مخلصانہ تعاون کیا ہے اور نام ظاہر نہ کرنے کی تاکید کی ہے۔ نام ونمود اور شہرت پسندی کے اس دور میں ایسی مثالیں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہیں۔ مولائے قدیر اس کے مؤلف اور ناشر ومعاون ہر ایک کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کے مرحومین کو مغفرت ورحمت سے سرفراز فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری
رکن، المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ
۳؍ربیع الاول شریف، ۱۴۴۲ھ/ ۲۱؍اکتوبر ۲۰۲۰ء

https://alislami.net

تقریظ جلیل

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا **مفتی احمد القادری مصباحی صاحب**
بانی وشیخ الحدیث دار العلوم عزیزیہ، امریکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیز مکرم، **مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ**، عزیز محترم، مولانا محمد عمر رضوی زید مجدہ کے ہونہار، لائق فرزند ہیں۔

ان کے دادا جان کو تقریباً پینتیس سال سے جانتا ہوں، وہ باشرع، نیک طبیعت اور احکام شریعت کے پابند ہیں۔

بنارس کچہری میں کلرک تھے، ایک زمانے تک وہاں کام کیا، کبھی رشوت نہیں لی، وہ کچہری میں کبھی کسی کی چائے بھی نہیں پیتے تھے، وہ کہتے تھے یہ بھی رشوت ہے۔

نماز کا وقت ہوجاتا تو اپنی مقررہ جگہ پر نماز کی ادائیگی کے لیے نکل جاتے۔ ایک بار کوئی اوپر کا آفیسر انکوائری کے لیے آنے والا تھا، انتظار میں نماز کا وقت ہوگیا، اپنا کام مکمل کر کے آپ نماز کے لیے نکل پڑے، بغل والے شخص نے کہا ''صاحب آنے والے ہیں، آپ نماز کے لیے جارہے ہیں، وہ اس پر لکھ دیں گے۔''

انھوں نے کہا، یہی نہ لکھیں گے کہ انصاری نماز پڑھنے گیا ہے۔

پھر وہ نماز کے لیے چلے گئے، حسن اتفاق کہ اسی دوران وہ آفیسر آگئے اور ان کے رجسٹر پر کچہری میں سب سے اچھی رپورٹ لگائی۔

کچہری میں کام کرنے والے سبھی ان کی ایمان داری، دیانت داری اور حسن اخلاق سے متاثر تھے اور سب بڑی عزت کرتے تھے۔

مولانا عمر رضوی ان کے اکلوتے بیٹے ہیں۔ انھیں عالم دین بنایا، جلالی پورہ کی

https://alislami.net

معروف دینی درس گاہ ''مدرسہ مدینۃ العلوم'' میں میرے پاس پانچ سال پڑھے، وہ مخلص شاگرد ہیں۔ زمانۂ طالب علمی میں بھی نیک، مؤدب، فرماں بردار، محنتی اور لائق ترین طلبہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

وہ اس وقت ''مدینۃ العلوم'' کے لائق استاذ اور جامع مسجد اہل سنت کے امام وخطیب ہیں اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ میرے دوران تدریس (۱۹۸۵ تا ۱۹۹۰) کرم فرماتے ہوئے مدینۃ العلوم، جلالی پورہ تشریف لائے، مدرسہ کا معائنہ فرمایا، دارالعلوم کا نصاب دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا۔ طلبہ، اساتذہ، اراکین ومعاونین وعوام اہل سنت کو دعائیں دیں اور اپنا ایک تاثر لکھ کر عنایت فرمایا۔ اسی موقع پر جہاں کثیر عوام وخواص اور طلبہ داخل سلسلہ ہوئے، مولانا محمد عمر رضوی بھی حضور تاج الشریعہ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ میں بیعت ہوئے۔

الحمدللہ! مفتی غلام محی الدین قادری اسی دین دار خانوادے کے چشم وچراغ ہیں۔ مادر علمی، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ کے فاضل اور نعت گو شاعر ہیں۔ اتنی کم عمری میں ہی مؤلفین شریعت کی صف میں کھڑے ہونے والے، خوش نصیب اور سعادت مند فقیہ ہیں۔ فقہ حنفی میں یہ کتاب قدیم اور جدید مسائل کا حسین سنگم ہے۔ اس کی تالیف پر صدہا مبارک باد پیش ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة، إلا من صدقة جارية، أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له۔''(۱)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے، مگر تین چیزیں:

---

(۱) الصحیح لمسلم، رقم الحدیث: ۱۶۳۱، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان۔۔۔الخ

https://alislami.net

(۱) صدقۂ جاریہ

(۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جائے۔

(۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

ان شاء اللہ اس کتاب سے جب تک نفع اٹھایا جاتا رہے گا، ان کے نیک عمل کا میٹر چلتا رہے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کتاب کی یہ عظیم کاوش کو قبول فرمائے، ان کے علم وعمل، فضل وکمال میں برکتیں اور درجات میں بلندیاں عطا فرمائے۔

''المسائل الأنيقة لمذهب الامام أبي حنيفة ''معروف بہ ''مسائل شریعت'' سے افادہ واستفادہ عام وتام اور کتاب مقبول انام بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

احمد القادری

خادم اسلامک اکیڈمی آف امریکہ

۲۹ رربیع الآخر/ ۱۴۴۲ھ

۱۵ردسمبر/ ۲۰۲۰ء

تاثرات

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ الحاج الشاہ **مفتی غلام یٰسین صاحب قبلہ**
مفتی وقاضی شہر بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: **''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ''**(۱)

اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

رسول ﷺ کا ارشاد ہے: **''طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم''**(۲)

علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان (مرد ہو یا عورت) پر فرض ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) کلمۂ شہادت (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکات (۵) حج۔ ان پانچوں کو ارکان اسلام قرار دیا۔(۳)

ارشاد خداوندی اور فرمان مصطفوی (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے کرانے کے لیے ضروری ہے کہ دینی کتابوں خصوصاً علمائے اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔ ہر والدین خود اور اپنی اولاد کو اس کی جانب توجہ دلائیں۔ اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔

عزیزی مولانا غلام محی الدین قادری سلمہٗ نے مذکورہ بالا احکام کی روشنی

---

(۱) القرآن المجید: ۲/۲۰۸

(۲) سنن ابن ماجۃ، رقم الحدیث: ۲۲۴، المقدمۃ/باب: فضل العلماء والحث علی طلب العلم

(۳) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۸، کتاب الایمان

https://alislami.net

میں تمام مسلمانوں کے لیے ایک فقہی کتاب بنام ''مسائل شریعت'' مرتب کیا ہے جس کا دوسرا تفصیلی نام ''**المسائل الأنيقة لمذهب الإمام أبي حنيفة**'' ہے جو امت مسلمہ کے عوام وخواص کے لیے یکساں مفید ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر مختصر و تفصیلی کتابیں موجود ہیں؛ لیکن عصر حاضر میں عوام الناس کی دنیوی مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اکثر و بیشتر مسائل کو سوال وجواب کے طور پر قلب مسلم میں اتارنے کی کوشش کی ہے۔

میری دعا ہے کہ خداوند قدوس اپنے حبیب کے طفیل اس کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے اور مرتب سلمہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نیز ان کے علم وعمل میں برکت کے ساتھ ساتھ انھیں صحت وسلامتی اور دین اسلام کی خدمت خصوصاً مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وتبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

غلام یٰسین نوری غفرلہ

مفتی وقاضی شہر بنارس

۲۰؍جمادی الاولیٰ/ ۱۴۴۲ھ

۵؍جنوری/۲۰۲۱ء

https://alislami.net

تقریظ

امیر کل ہند تحریک خاک سارانِ حق، حضرت علامہ مولانا مفتی ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب قبلہ
بانی وناظم اعلیٰ ”جامعة المومنات و الجامعة الاسلامية“ دین نگر، مرادآباد، یوپی

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ“(۱)

پھر ان کے ہر فرقے سے ایک گروہ دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لیے کیوں نہیں نکلتا۔

حمید بن عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ کہ رہے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین، وإنما أنا قاسم، واللہ یعطی۔ ولن تزال ھذہ الأمۃ قائمۃً علی أمر اللہ لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی أمر اللہ“(۲)

اللہ تعالیٰ جب بندے کے ساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا اللہ ہے اور یہ امت اللہ کے امر (دین) پر قائم رہے گی، اس کے مخالف اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے حتیٰ کہ اللہ کا فیصلہ آجائے گا۔

سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین“(۳)

(۱) التوبۃ: ۱۲۲/۹

(۲) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۷۱ باب من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین

(۳) سنن الترمذی، ابواب العلم عن رسول اللہ ﷺ/ باب: إذا اراد اللہ بعبد خیراً۔۔۔ الخ

https://alislami.net

جس شخص سے اللہ بھلائی کا ارادہ فرمالے، اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

زندگی کیا ہے اور کس لیے عطا کی گئی؟ ہم نے ان سوالات پر کبھی غور ہی نہیں کیا۔ ہمارے سر مدتوں سے محراب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمیں اپنے فرائض حیات کا سرے سے کوئی احساس ہی نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں مکافات عمل نے گھیر لیا ہے اور طرح طرح کی پریشانیاں اور مصیبتیں ہمارا مقدر بن گئی ہیں۔ زندگی کی حقیقت اور اس کے بالیدہ مقاصد کے بارے میں ہمارے دین قیم نے چودہ سو برس پہلے ہی سب کچھ بتا دیا تھا اور یہ حقیقت اچھی طرح روشن کردی تھی کہ زندگی کا دِیا اس لیے بخشا گیا ہے کہ ہم خود بھی منور ہو جائیں اور دوسروں کو بھی درخشاں کردیں۔ یعنی ہم خود بھی اچھے انسان بنیں اور دوسروں کو بھی آگاہی، اچھائی، بھلائی، خیر خواہی اور پارسائی کی راہ دکھا کر اچھے انسان بنانے کی جد وجہد کریں اور انھیں رب العزت کی بندگی اور سماج کی خدمت پر معمور کریں۔

کتنے مبارک، کس قدر معزز اور محبوب ہیں وہ لوگ جو زندگی کا اصل مقصد سمجھ کر اپنی متاعِ علم وعمل سے ابنائے آدم کی زندگی میں علم وعمل کی مشعلیں روشن کرتے ہیں اور اللہ رب العزت کی رضا کا تاج پہن لیتے ہیں۔ اس مبارک سلسلے کے جلیل القدر عالم دین **مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی** ہیں۔ آپ ایک ایسے عالم دین ہیں جو لوگوں کو قرآن وسنت کے علوم سے مالا مال کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ زیر نظر کتاب ''**المسائل الأنيقة لمذهب الإمام أبي حنيفة**'' معروف بہ (مسائل شریعت) ان کی ایسی ہی ایک سعیِ جلیل کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب مخزنِ علوم ہے جو ایمان کو جلا بخش کر ذوقِ عمل پیدا کرنے کی تاثیر سے لبریز ہے۔ مقدمۃ الکتاب، فہرست اور مضامین پر ایک نظر ڈالتے ہی اس کتاب کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ درس وتدریس اور تبلیغ ودعوت میں مصروف حضرات وخواتین اور علوم شرعیہ کے طلبہ کے لیے یہ کتاب انتہائی مفید ہے۔ فقہ اسلامی اور اس کے صحیح ترین دلائل، مختلف آرا

https://alislami.net

وفتاویٰ میں سے راجح کا انتخاب اوران کے حوالہ جات کا اہتمام اس کتاب کی امتیازی خوبی ہے۔ نیز اس کتاب میں مؤلف نے ایسے تمام جدید مسائل کو جن کا تعلق عبادات، معاشرات، معاملات اور اجتماعی مسائل سے ہے، یکجا کیا اور نہایت اختصار وایجاز کے ساتھ سہل عام فہم زبان اور دل نشیں اسلوب میں مسائل پر گفتگو کی ہے اور ہر مسئلہ مستند کتابوں سے حوالے اور نظائر کی روشنی میں لکھا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور یہ کتاب نہ صرف طلبہ، مبلغین اور مدرسین بلکہ عام مسلمانوں کے لیے نفع بخش ثابت ہو اوران کے قدموں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کردے۔

آمین بجاہ النبی المصطفیٰ ﷺ

فقیر غلام جیلانی حبیبی غفرلہ

پی۔ایچ۔ڈی ''اعلیٰ حضرت کی شاعری''

۳؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ

https://alislami.net

تاثر و دعا

اولادِ غوث اعظم، حضرت علامہ مفتی سید فاروق رضوی صاحب قبلہ
استاذ و مفتی جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس

مولانا مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی آپ اپنے والد کے سچے جانشین، علم و دانش میں گہرائی و گیرائی رکھنے والے ہیں۔ آپ نے ''المسائل الأنیقة لمذهب الامام أبي حنیفة'' معروف بہ ''مسائل شریعت'' نامی کتاب لکھی جو عوام و خواص کے لیے مفید ہے۔ واقعی آپ کی یہ کوشش لائق افتخار، قابل تقلید ہے۔ فن فقاہت میں آپ کے مرتبے کی یہ کتاب غمازی کر رہی ہے کہ آپ نے بڑی عرق ریزی کی۔ فقہی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کیے بغیر اتنی عمدہ کتاب جو اہل علم سے داد و تحسین حاصل کر رہی ہے، ممکن نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے علم و عرفان میں برکت و وسعت عطا فرمائے۔

مولانا موصوف کا گھرانا پاک طینت ہے۔ اس کا اثر ہے کہ آپ کو بھی اس وصف کا ایک گونہ حصہ ملا۔ اسی لیے تو آپ نے ایسے موضوع پر خامہ فرسائی کی جو اور لوگوں کو بھی پاک طینت اور پاکیزہ عمل والا بنائے۔

آپ کے والد مولانا محمد عمر رضوی زید مجدہ ہیں، جن کی کوششوں سے سابق پرنسپل (مدرسہ مدینۃ العلوم، جلالی پورہ) مولانا مفتی احمد القادری صاحب کی عنایتوں سے مجلس علمی کا قیام عمل میں آیا جو دینی کتابوں کی نشر و اشاعت کے مقصد سے قائم ہوا۔ تعریفات نحو، زیور کتابت جیسی کتابیں آراستہ ہوئیں اور اسلامی اکیڈمی بجرڈیہہ، بنارس کے اہتمام میں شائع ہوئیں۔

صاحب تصنیف مفتی غلام محی الدین صاحب نے بنارس اور بنارس کے علاوہ عربی یونیورسٹی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور سے بھی علم و معرفت سے سیراب ہوئے؛

https://alislami.net

لیکن آپ کے والد نے مدرسہ مدینۃ العلوم سے علم کی تشنگی بجھائی بعدہ مدرسہ حنفیہ غوثیہ، بنارس میں داخلہ لیا۔اساتذہ کے ہر دل عزیز ہوکر دستار علم وفضل سے نوازے گئے۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کا گھرانہ فیضان علم سے مستفید ہوکر علم کا فیض تقسیم کرتا رہے۔اور مجھ ناچیز کو شارح بخاری علیہ الرحمہ نے جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ کا مفتی بنایا اور مولانا عمر صاحب کو خطیب وامام (بڑی مسجد جلالی پورہ) اور استاذ (مدرسہ مدینۃ العلوم) ہونے کا شرف حاصل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کو دین متین اور فروغ اہل سنت، تبلیغ دین کی توفیق مزید عنایت فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

سید محمد فاروق رضوی

استاذ مدرسہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس

۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۲ھ

۲۴؍دسمبر ۲۰۲۰ء

https://alislami.net

تقریظ

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، حضرت علامہ الحاج ڈاکٹر شفیق اجمل قادری رضوی
ناظم اعلیٰ، زینت کلیۃ البنات، ریوڑی تالاب، بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اسلامی احکام کا جاننا ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے، کیوں کہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ یہ عقائد ونظریات اور عبادات سے لے کر اخلاقی، معاشی، سیاسی، اور تمدنی مسائل تک غرض کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس دین کی تعلیمات بڑی وسیع اور جامع ہے۔ ہر زمانے اور ہر علاقے کے مقتضات اور حوادث کے لیے ان میں رشد وہدایت ہے۔ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک زندگی گزارنے کا دستور العمل ہے۔ دین اسلام میں معاشی، معاشرتی اور کاروباری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ہدایات، حلال وحرام، معروف ومنکر، اخلاق حسنہ اور سیۂ کی تفصیل، جسم وروح کی طہارت اور پاکیزگی کی تعلیم، اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنا اور اس کے محبوب رسول اکرم ﷺ سے محبت کے تقاضے کے بھی واضح احکام ہیں۔

مسلمانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دین کی تعلیم حاصل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ان کا فرض منصبی ہے۔ انھیں اس بات سے معزول نہیں سمجھنا چاہیے۔ آج کے معاشرتی ماحول اور دنیاوی بھاگ دوڑ، نے مسلمانوں کو ایسا الجھا دیا ہے کہ وہ نہ تو مکمل دینی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ مشغولیت کی بنا پر علمائے کرام اور مفتیان عظام کی خدمت میں کثرت سے حاضر ہو سکتے ہیں، جس کی وجہ سے بہت سے اہم اور ضروری مسائل کی معرفت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اسی ضرورت کے پیش نظر عزیز گرامی وقار فاضل جلیل مفتی غلام محی الدین قادری نے ایک ایسی کتاب مرتب کی،

https://alislami.net

جس میں ایسے تمام ضروری اور اہم مسائل کا حتی الامکان احاطہ کیا ہے جو ہمیں روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''المسائل الأنيقة لمذهب الامام أبي حنيفة'' معروف بہ ''مسائل شریعت'' موصوف کی کاوش کا نتیجہ ہے۔موصوف نے اس کتاب کی تیاری میں انتہائی محنت ومشقت سے کام کیا ہے،جس کی وجہ سے آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔کتاب سوال وجواب کے طریقے پر لکھی گئی ہے، جس سے قارئین کو مسائل سمجھنے میں آسانی رہے۔موصوف نے اس کتاب میں صرف جمع وترتیب پر اکتفا نہ کیا، بلکہ تمام مسائل کی فقہی ترتیب کے ساتھ انھیں حوالے سے بھی مزین کیا ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت موصوف کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر ان کے لیے دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کا ذریعہ بنائے اور انھیں مزید علمی، اصلاحی، تربیتی اور تحقیقی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد شفیق اجمل قادری
ریوڑی تالاب، بنارس
۲۳/اکتوبر ۲۰۲۰ء

https://alislami.net

فہرست کتاب

- تفصیل کتاب ۱
- انتساب ۳
- کلمات تشکر ۶
- کلمات تبریک قاضی القضاۃ فی الہند مفتی عسجد رضا صاحب قبلہ ۷
- کلمات تحسین اولاد غوث اعظم سید شاہ گلزار اسماعیل واسطی صاحب قبلہ ۸
- تقریظ مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ ۹
- تقریظ حضرت علامہ مفتی احمد القادری مصباحی صاحب قبلہ ۱۵
- تاثرات قاضی شہر بنارس حضرت علامہ مفتی غلام یٰسین صاحب قبلہ ... ۱۸
- تقریظ حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام جیلانی صاحب قبلہ ۲۰
- تاثر و دعا حضرت علامہ مفتی سید محمد فاروق رضوی صاحب قبلہ ۲۳
- تقریظ حضرت علامہ ڈاکٹر شفیق اجمل صاحب قبلہ ۲۵

(۱)

کتاب العقائد

سوال نمبر	مسائل	صفحہ نمبر
۱	جو کہے ہمیں شریعت سے الگ رہنے دو یا شریعت ہمارے ہاتھ کی میل ہے تو کیا حکم ہے؟	۶۴
۲	جو کہے میں کافر ہوں یا دیوبندی ہوں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا تو؟....	۶۴
۳	مندر کے پجاری سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم	۶۷
۴	بعض لوگ کہتے ہیں کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے تو کیا حکم شرع ہے	۶۸
۵	بدعقیدہ اور بددین سے تعلیم دلانا کیسا ہے؟	۶۹

https://alislami.net

۶ بدمذہب سے سلام کلام اوران کے لیے دعاے مغفرت کاحکم............ ۶۹
۷ یہ کہنا ''خدا ہر جگہ موجود ہے'' کیسا ہے؟................................ ۷۲
۸ فلمی گانا سننااور بے ہودہ مذاق کرنا کیسا ہے؟.......................... ۷۲
۹ جو کہے ان کا عقیدہ ان کے ساتھ اور ہمارا ہمارے ساتھ تو ۷۳
۱۰ مال حرام سے صدقہ کرنااوراس پر ثواب کی امید رکھنا کیسا ہے؟ ۷۳
۱۱ بدمذہبوں کی خاطر ومدارت کرنا کیسا ہے؟ ۷۴
۱۲ جو بدمذہب سے رشتہ کرےاور جنازہ کی نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟ ۷۴
۱۳ جومسلمان سے اچھا کافرکو کہے تواس پر کیا حکم شرع ہے؟ ۷۵
۱۴ اللہ تعالیٰ کوآسمان میں ہونے کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟..................... ۷۶
۱۵ جو کہے مسلک کو بالائے طاق رکھ کرآپس میں سب سے متحد ہو جائیں ورنہ
انجام براہوگا تواس پر کیا حکم شرع ہے؟ ۷۶

(۲)

کتاب الطھارۃ

۱ وضوکا طریقہ کیا ہے؟.. ۷۷
۲ غسل کا طریقہ کیا ہے؟ ۷۸
۳ وضواور غسل میں مردوعورت کی احتیاط کی جگہیں ۷۸
۴ نیل پالش اور پان کے کثرت استعمال سے ناخنوں، دانتوں میں جمی تہہ کے
اوپر وضواور غسل کا مسئلہ ۸۳
۵ نجس (ناپاک) کپڑا پہن کرغسل کرنا کیسا ہے؟ ۸۳
۶ رات میں جب غسل فرض ہوجائے تو کیا کرے؟.......................... ۸۴
۷ ناپاکی کی حالت میں کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟.......................... ۸۴
۸ انگریزی بیت الخلااور ٹیشو پیپر کا استعمال کیسا ہے؟........................ ۸۵

https://alislami.net

۹ کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ۸۵
۱۰ صابن اور جدید آلات سے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ ۸۷
۱۱ جنبی نے غسل کیا اور کلی نہ کی اور کئی نمازوں کو ویسے ہی پڑھ لیا پھر بعد میں کلی کی تو کیا حکم شرع ہے؟ ۸۷
۱۲ واشنگ مشین میں پاک و ناپاک کپڑا دھونے کا طریقہ ۸۸
۱۳ دوران وضو لب خوب زور سے بند کر لیا اور کلی نہ کی تو؟ ۸۸
۱۴ لحاف، توشک اور روئی دار کپڑا وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ ۸۸
۱۵ پیٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل سے وضو، غسل اور کپڑا دھونا کیسا ہے؟ ۸۹

(۳)

باب التیمم

۱ کس چیز سے تیمم ہو سکتا ہے اور کس چیز سے نہیں؟ ۹۱
۲ کون سی چیز جنس زمین سے ہے اور کون سی نہیں؟ ۹۱
۳ تیمم کا طریقہ کیا ہے؟ ۹۱

(۴)

باب الحیض والنفاس والإستحاضة

۱ حیض و نفاس و استحاضہ کسے کہتے ہیں اور حیض و نفاس کی اقل اور اکثر مدت کیا ہے؟ نیز ان تینوں کے کیا احکام ہیں؟ ۹۳
۲ عادت سے پہلے خون رک جائے یا عادت سے متجاوز ہو جائے تو؟ ۹۹
۳ حیض کے رنگ کتنے ہیں؟ ۱۰۱
۴ جس عورت کو سالوں سال خون جاری رہے تو؟ ۱۰۱

(۵)

https://alislami.net

باب الأذان والإقامة

۱ داڑھی منڈانے والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟ ۱۰۴
۲ اذان واقامت سے قبل درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟ ۱۰۴
۳ نابالغ کی اذان کا کیا حکم ہے؟ ۱۰۵
۴ بیٹھ کر تکبیر سننا چاہیے یا کھڑے ہوکر؟ ۱۰۵
۵ اگر تنہا نماز پڑھے تو تکبیر کہنا ضروری ہے یا نہیں؟ ۱۰۵
۶ خطبہ کی اذان ازروے شرع کہاں ہو؟ ۱۰۶
۷ بہت ساری اذانیں ایک ساتھ ہوں تو کس کا جواب دینا چاہیے؟ ۱۰۶
۸ بچے کے کان میں اذان واقامت کا مسئلہ ۱۰۷
۹ قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟ ۱۰۷

(۶)

باب شروط الصلاة

۱ نماز کی شرطیں کتنی ہیں؟ شرط نہ پائی جانے کی صورت میں نماز کا حکم ۱۱۰
۲ نماز میں ''اللہ اکبر'' یا ''آکبر'' یا ''آکبار'' کہنے کا حکم ۱۱۰
۳ باریک لنگی یا دوپٹہ اوڑھ کر نماز کا حکم ۱۱۱
۴ نماز عصر کی نیت کرتے وقت عصر کے بجائے ظہر یا مغرب نکل جائے تو؟.. ۱۱۱
۵ مقتدی کو نماز کی نیت نہ آتی ہو تو کیا کرے؟ ۱۱۲
۶ کیا عورتوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے؟ ۱۱۲

(۷)

باب صفة الصلاة

۱ نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ ۱۱۳

https://alislami.net

۲ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں کتنا جھکنا چاہیے؟ ۱۱۶
۳ بعد نماز مصلیٰ کا کونہ موڑنا کیسا ہے؟ ۱۱۶
۴ قطرہ قطرہ پیشاب ہر وقت آتا ہے تو نماز کس طرح پڑھے؟ ۱۱۷
۵ کیا سجدہ میں پاوں کی انگلیوں اور ناک کا لگنا ضروری ہے؟ ۱۱۸
۶ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا اور کپڑا اسمیٹنا کیسا ہے؟........................ ۱۱۸
۷ درمیان صف کوئی سنت پڑھ رہا ہے تو کیا حکم ہے؟ ۱۱۹
۸ گھر پر نماز بلا عذر شرعی پڑھنا کیسا ہے؟ نیز اعذار شرعی کیا ہیں؟.......... ۱۱۹
۹ امام داہنی طرف سلام پھیر رہا ہے تو مقتدی شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ۱۲۰
۱۰ ریڈیو کی خبر پر نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟ ۱۲۱
۱۱ ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ۱۲۲
۱۲ بحالت نماز موبائل فون بجنے لگے تو کیا کریں؟ ۱۲۲
۱۳ چوڑی دار اور تنگ و چست لباس پہن کر عورت نماز پڑھے تو کیا حکم ہے؟ . ۱۲۴
۱۴ بعد صبح صادق، طلوع آفتاب تک نفل نمازوں کے پڑھنے کا حکم ۱۲۵

(۸)

باب الإمامة

۱ کیا ایک مشت سے کم داڑھی والا شخص امامت کرسکتا ہے؟................ ۱۲۶
۲ کیا داڑھی منڈا، داڑھی منڈے کی یا ایک مشت سے کم داڑھی والا، ایک مشت سے کم داڑھی والے کی امامت کرسکتا ہے؟ ۱۲۶
۳ علی الاعلان گالیاں دینے والی کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟.................. ۱۲۷
۴ جس کی بیوی یا لڑکیاں چست لباس پہن کر بغیر نقاب کے باہر جاتی ہیں تو اس کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟ ۱۲۸
۵ جو ڈاکٹر مرد وعورت کے بدن کو چھوئے تو اس کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟...... ۱۲۹
۶ امام کی غلطیاں اور خامیاں نکالنے والے کا حکم ۱۳۰

۷ قصداً یا سہواً بد مذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا حکم ۱۳۰
۸ جس کے ہاتھ پر پلاسٹر چڑھا ہو، اس پر مسح کرنے والا، امامت کا اہل ہے کہ نہیں؟ ۱۳۱
۹ عنین کی امامت کا حکم ۱۳۱

(۹)

باب ما یفسد الصلاۃ

۱ لاؤڈ اسپیکر سے نماز کا مسئلہ۔ اگر اس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو تو؟ ۱۳۲
۲ کیا جسم کو بار بار کھجلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟ ۱۳۲
۳ آیت غلط پڑھ کر چھوڑ دیا اور سجدۂ سہو کیا تو کیا حکم ہے؟................ ۱۳۲
۴ امام کو قاعدہ اولیٰ میں مقتدی نے یہ سوچ کر کہ سہو ہوا ہے، بلند آواز سے تکبیر کہی تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ۱۳۳
۵ لقمہ کن الفاظ کے ساتھ دینا چاہیے؟ ۱۳۴
۶ کیا تین آیت کے بعد لقمہ دینا چاہیے؟ ۱۳۵
۷ امام نے سورت بھولنے پر دوسری سورت شروع کر دی تو مقتدی نے لقمہ دیا تو کیا حکم ہے؟ ۱۳۶
۸ امام نے عید کی پہلی رکعت میں تکبیر زوائد بھول کر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کی پہلی آیت شروع کی تھی تو امام کو لقمہ دیا گیا تو کیا حکم ہے؟ ۱۳۶
۹ امام سے قراءت میں غلطی ہونے پر مقتدی نے لقمہ دیا، مگر امام نے نہ لیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟ ۱۳۷

(۱۰)

باب ما یکرہ فی الصلاۃ

۱ سردی میں کان اور داڑھی چھپا کر نماز کا حکم........................... ۱۳۸
۲ شیروانی اور صدری کا بٹن بند کیے بغیر نماز کا حکم ۱۳۸

۳ عورت جوڑا باندھ کر نماز پڑھ سکتی ہے؟ ۱۳۸
۴ سجدہ میں جاتے وقت لنگی یا پائجامہ اٹھانے کا مسئلہ ۱۳۹
۵ کانچ اور پلاسٹک کی چوڑیاں اور تانبہ پیتل کے زیورات پہن کر نماز کا حکم ۱۳۹
۶ پائجامہ یا پینٹ کو نیچے یا اوپر سے موڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ۱۴۰
۷ عمامہ کے بیچ میں ٹوپی کھلی رہے تو کیا حکم ہے؟ ۱۴۱
۸ کندھے سے چادر اوڑھ کر نماز کا حکم ۱۴۱
۹ چشمہ لگائے ہوئے سجدہ کرنے سے نماز ہوئی یا نہیں؟......................... ۱۴۱
۱۰ پینٹ شرٹ پہن کر نماز کا حکم.. ۱۴۲

(۱۱)

باب النوافل والتراویح

۱ عشا کی فرض پڑھے بغیر تراویح اور وتر پڑھنے کا حکم ۱۴۳
۲ اعلان کر کے جماعت کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنے کا مسئلہ.............. ۱۴۳
۳ جو سال بھر داڑھی منڈائے اور قریب رمضان تھوڑی سی داڑھی رکھ کر نماز پڑھائے تو کیا حکم شرع ہے؟ ۱۴۴
۴ اگر امام صحیح القراءت، صحیح العمل نہ ملے تو کیا حکم ہے؟ ۱۴۵

(۱۲)

باب قضاء الفوات

۱ صاحب ترتیب کی اگر نماز فجر قضا ہوگئی تھی اور ظہر کی آخری رکعت کو پایا تو.. ۱۴۶
۲ سفر کی قضا نمازیں گھر پر پوری پڑھی جائیں گی یا قصر کی جائیں گی؟ ۱۴۷
۳ قضائے عمری کا آسان طریقہ کیا ہے؟............................ ۱۴۷
۴ فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز کا مسئلہ ۱۴۸

(۱۳)

باب سجود السهو والتلاوة

۱ سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت کا طریقہ ۱۵۰

۲ سجدۂ سہو واجب نہ تھا پھر بھی کر لیا تو؟ ۱۵۰

۳ امام دعائے قنوت پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کے لقمہ دینے پر واپس آکر پڑھا تو کیا حکم ہے؟ ۱۵۱

۴ پہلی یا دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کے لقمہ پر امام کیا کرے؟ ۱۵۲

۵ امام عید کی پہلی رکعت میں تکبیر زوائد بھول گیا اور فاتحہ ختم کرنے کے بعد تکبیر زوائد کہہ کر دوبارہ سورۂ فاتحہ پڑھا اور سجدۂ سہو نہ کیا تو کیا حکم ہے؟ ۱۵۲

۶ کیسٹ، ٹی۔وی، موبائل، کمپیوٹر سے آیت سجدہ سنے تو کیا حکم ہے؟ ۱۵۳

۷ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی نے دو رکعت سمجھ کر لقمہ دیا اور امام نے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے؟ ۱۵۴

۸ امام قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہونے کے قریب ہو گیا، لقمہ سے بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے؟ . ۱۵۵

۹ امام بھول کر قعدۂ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو گیا تو مقتدی کیا کریں؟ ۱۵۶

۱۰ آیت سجدہ سے معلم و متعلم پر سجدۂ سہو واجب ہو گا یا نہیں؟ نیز ان کو بلا وضو قرآن چھونا کیسا ہے؟ ۱۵۷

۱۱ بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟ ۱۵۷

۱۲ اگر سجدۂ سہو واجب ہو اور نہ کیا تو؟ ۱۵۸

(۱۴)

صلاة المسافر

۱ مسافر کسے کہتے ہیں اور مسافتِ سفر کی مقدار کیا ہے؟ ۱۵۹

۲ مسافت سفر کا ارادہ ہو اور حکم سفر سے بچنے کے لیے درمیان میں ایک دو روز

https://alislami.net

ٹھہرنے کا حیلہ معتبر ہے یانہیں؟ ۱۵۹
۳ کسی کا بنارس سے ہر دس دن پر دہلی جانا ہوتا ہے، اس وجہ سے اس نے دہلی میں ایک مکان بھی خرید لیا ہے، جب کہ پوری فیملی بنارس میں ہے تو دہلی جانے پر قصر کرے گا یانہیں؟ ۱۶۰
۴ کیا مسافر کو چار رکعت والی نماز میں قصر کرنا ضروری ہے؟ ۱۶۰
۵ اڑتے جہاز پر نماز کا مسئلہ ۱۶۱

(۱۵)

صلاة الجمعة

۱ جس علاقے میں ساٹھ ستر گھر مسلمان ہوں وہاں جمعہ قائم کرنا کیسا ہے؟ .. ۱۶۲
۲ کیا حاجی میدان عرفات میں جمعہ پڑھے گا؟ نیز کیا اس کو ظہر اور عصر ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کا حکم ہے؟ ۱۶۲

(۱۶)

باب العيدين

۱ مسجد میں عیدین کی نماز کا حکم ۱۶۴
۲ کیا عورتوں پر بھی جمعہ اور عیدین واجب ہے؟ ۱۶۴
۳ امام عید کی پہلی رکعت میں تکبیر زوائد بھول گیا اور مقدی نے لقمہ دیا یا سورۂ فاتحہ کے بعد تکبیر زوائد کہا تو کیا حکم ہے؟ ۱۶۴
۴ ریڈیو اور اخبار کی خبر پر نماز عید کا حکم ۱۶۵

(۱۷)

كتاب الجنائز

۱ نماز جنازہ کی نیت کیسے کریں؟ ۱۶۶

۲ نماز جنازہ کا طریقہ.. ۱۶۶
۳ بعد نماز عصر جنازہ کی نماز کا حکم ۱۶۷
۴ میت کے غسل کا طریقہ.. ۱۶۷
۵ مرد وعورت اور نابالغ ونابالغہ کا کفن کیسا ہو اور اس کے پہنانے کا طریقہ؟ . ۱۶۸
۶ کیا شوہر بیوی کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے؟........................ ۱۷۰
۷ بیوی شوہر کو اور شوہر بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں؟................. ۱۷۰
۸ مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا کیسا ہے؟............................ ۱۷۰
۹ کیا مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نال کاٹے بغیر دفن کیا جائے گا؟ ۱۷۱
۱۰ اگر جنازہ کئی ہوں تو نماز ایک ساتھ پڑھی جا سکتی ہے؟ ۱۷۱
۱۱ میت کے سینے پر شجرۂ پیران طریقت رکھنا کیسا ہے؟.................. ۱۷۱
۱۲ بدمذہبوں کی نماز جنازہ پڑھانے اور پڑھنے والوں کا حکم ۱۷۲
۱۳ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم ۱۷۳
۱۴ جنازہ کا مصلیٰ بعد نماز جنازہ کس کام میں لایا جائے؟ ۱۷۳
۱۵ بعض لوگ نجدی بدمذہبوں کی اقتدا کر لیتے ہیں تو بعد انتقال ان کی نماز جنازہ کا حکم . ۱۷۴
۱۶ مخصوص قبرستان میں عام لوگوں کو دفن کرنا کیسا ہے؟ ۱۷۵
۱۷ کیا دفن سے قبل فاتحہ کر سکتے ہیں؟.................................. ۱۷۵
۱۸ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا کیسا ہے؟........................... ۱۷۵
۱۹ مزاروں پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ اور اس کی دعائیں ۱۷۶
۲۰ قبر پر پھول مالا ڈالنا کیسا ہے؟ ۱۷۷
۲۱ زیارت اولیا اللہ کے واسطے جانا کیسا ہے؟ ۱۷۸
۲۲ مزارات پر چادر چڑھانا کیسا ہے؟...................................... ۱۷۹
۲۳ نماز جنازہ میں اگر امام چار تکبیروں سے زیادہ یا کم کہے تو مقتدی کیا کریں؟ ۱۸۰

https://alislami.net

۲۴ اگر جنازہ میں کسی کی ایک یا زائد تکبیر چھوٹ جائے تو؟ ۱۸۰

(۱۸)

باب طعام المیت وایصال الثواب

۱ فاتحہ اور ایصال ثواب کا مختصر طریقہ ۱۸۲
۲ کیا میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے؟ ۱۸۲
۳ مصنوعی قبر کو پختہ بنا کر اس پر چادر چڑھانا کیسا ہے؟ ۱۸۳
۴ نذر و نیاز کے لیے غیر مسلموں سے شیرینی خریدنا کیسا؟ ۱۸۳

(۱۹)

کتاب الزکاۃ

۱ زکات کی تعریف اور اس کے واجب ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟........... ۱۸۶
۲ مال زکات کن لوگوں کو دینا چاہیے؟ ۱۸۸
۳ قرض میں دی گئی رقم کی زکات نکالنا کس پر واجب ہے؟ ۱۸۹
۴ کیا زکات کی رقم سے غلہ وغیرہ خرید کر فقرا و طلبہ کو کھانا کھلانے سے زکات ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ ۱۹۰
۵ بھیک مانگنے والوں کو زکات کی رقم دینے سے زکات ادا ہو جائے گی؟..... ۱۹۱
۶ جیون بیمہ کی زکات نکالنے کا طریقہ ۱۹۲
۷ فکس ڈپازٹ پر زکات نکالنے کا طریقہ ۱۹۳
۸ جی۔پی۔ایف پر زکات نکالنے کا طریقہ ۱۹۴
۹ مکان وغیرہ کرایہ پر لینے کی صورت میں کرایہ دار مکان مالک کو کچھ متعینہ رقم دیتا ہے اور اس رقم کو کرایہ دار اس وقت واپس لے سکتا ہے جب مکان خالی کر دے تو اس رقم کی زکات کس پر واجب ہے؟.................. ۱۹۴
۱۰ زکات و فطرہ کی رقم مسجد و مدرسہ میں لگانا کیسا ہے؟ ۱۹۵

۱۱ صاحب نصاب طالب علم زکات لے سکتا ہے؟ ۱۹۵
۱۲ زکات وفطرہ کی رقم کس کو دے سکتے ہیں اور کس کو نہیں؟ ۱۹۶

(۲۰)

باب صدقۃ الفطر

۱ صدقۂ فطر کس پر واجب ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟ ۱۹۷
۲ صدقۂ فطر میں گیہوں کی جگہ چاول، دھان یا دیگر اشیا کا دینا کیسا ہے؟ ۱۹۷
۳ باپ ایک صوبہ میں اور بچے دوسرے صوبہ میں تو صدقہ میں قیمت کہاں کی معتبر ہے؟ ۱۹۸
۴ چاندرات یا صبح صادق سے قبل پیدا ہونے والے بچے پر صدقہ کا حکم ۱۹۸

(۲۱)

کتاب الصوم

۱ روزہ کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا ہے؟ ۱۹۹
۲ کن صورتوں میں صرف قضا لازم ہے اور کن صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے؟ ۲۰۱
۳ روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟ ۲۰۳
۴ ہوائی جہاز پر افطار کب کیا جائے؟ ۲۰۴
۵ چند سال ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھا، اب فرض سے بری ہونا چاہتا ہے تو کیا صورت ہے؟ نیز روزہ رکھنے کی طاقت کے باوجود فدیہ سے بری ہو جا سکتا ہے؟ ۲۰۴
۶ ایک نماز یا روزہ کا فدیہ کیا ہے؟ ۲۰۵
۷ ۲۹؍رمضان کو چاند نظر نہ آنے باوجود ۳۰؍رمضان کو عید کی نماز پڑھ لی تو؟ ۲۰۵
۸ روزہ کی حالت میں کالگیٹ منجن، سوگھنی کھینی، سگریٹ، بیڑی کا استعمال کیسا ہے؟ ۲۰۶
۹ انجکشن سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ ۲۰۷
۱۰ افطار کی دعا کب پڑھی جائے؟ ۲۰۹
۱۱ ریڈیو، ٹیلی فون، واٹس ایپ، فیس بک یوٹیوب کی خبر پر نماز عید کا حکم؟ ... ۲۰۹

۱۲ جو روزہ نہ رکھے اور بلا عذر علانیہ کھائے تو اس پر کیا حکم ہے؟ ۲۱۳
۱۳ روزہ کی حالت میں تیل کی مالش کرنا کیسا ہے؟ ۲۱۳
۱۴ کیا روزہ کی نیت رات سے ضروری ہے؟ نیز بغیر سحری رات سے روزہ رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۱۴
۱۵ بحالت ناپاکی میاں بیوی روزہ رہے تو روزہ ہوا کہ نہیں؟ ۲۱۴
۱۶ انسان چاند پر روزہ کتنے دن رکھے؟ ۲۱۵
۱۷ قے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟ ۲۱۵
۱۸ چیونگم چبانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ ۲۱۶
۱۹ صبح تک پان کا بیڑا منہ میں پڑا رہے تو روزہ میں فرق آئے گا یا نہیں؟ ۲۱۶
۲۰ روزہ کی حالت میں ٹیسٹ کرنے کے لیے خون نکالنا کیسا ہے؟ کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟ ۲۱۶
۲۱ شیخ فانی کا کیا حکم ہے؟ نیز ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن روزوں کا فدیہ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ ۲۱۹

(۲۲)

باب الإعتکاف

۱ اعتکاف کسے کہتے ہیں؟ ۲۲۰
۲ کیا معتکف مسجد سے نکل کر محفل نعت میں شریک ہوسکتا ہے؟ ۲۲۰
۳ کیا معتکف غسل (مستحب) کرنے لے لیے مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟... ۲۲۲

(۲۳)

کتاب الحج

❁ اصطلاحات حج ۲۲۳
۱ حج کی تعریف اور اس کے واجب ہونے کی شرطیں ۲۲۴

۲ حجاج کی کتنی قسمیں ہیں اور اس میں کس حاجی پر قربانی واجب ہے؟ نیز یہ قربانی حاجی اپنے گھر کرا سکتا ہے یا نہیں؟ ۲۲۶
۳ وجوب ادا کے شرائط کیا ہیں؟ ۲۲۷
۴ حج وعمرہ کا طریقہ کیا ہے؟ ۲۲۷
۵ احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے محرم کا سفر ملتوی ہو گیا تو وہ احرام کیسے کھولے؟ ۲۳۰
۶ بینک میں جمع رقم سے جو فائدہ ملتا ہے، اس سے حج کرنا کیسا ہے؟ ۲۳۰
۷ حاجی حج کی نیت کب کرے؟ ۲۳۱
۸ احرام باندھتے وقت عورت کو حیض آ جائے تو کیا کرے؟ نیز مکہ سے روانگی کے وقت حیض آ جائے تو کیا طواف رخصت کر سکتی ہے؟ ۲۳۱
۹ قیام گاہ پر احرام باندھ لیا تو کیا احرام کے احکام اسی وقت سے نافذ ہوں گے؟ . ۲۳۲
۱۰ حالت احرام میں کان ڈھکنا کیسا ہے؟ ۲۳۲
۱۱ ہوائی سفر میں احرام کہاں سے باندھیں؟ ۲۳۲
۱۲ حالت احرام میں ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا ہے؟ ۲۳۲
۱۳ حالت احرام میں بام یا وکس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ ۲۳۳
۱۴ اگر کوئی شخص مکہ شریف بغیر احرام کے گیا تو اس پر کیا حکم ہے؟ ۲۳۴
۱۵ کسی پر حج فرض تھا اور نہ کیا، اب اس کے پاس مال نہیں تو کیا حکم ہے؟.... ۲۳۵
۱۶ سود کے پیسوں سے حج کرنا کیسا ہے؟ ۲۳۶
۱۷ حج کے لیے رشوت دینا پڑے تو کیا حج کو جانا واجب ہے؟ ۲۳۷
۱۸ عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کو جانا کیسا ہے؟ ۲۳۷
۱۹ ایام عدت میں عورت حج کو جا سکتی ہے یا نہیں؟ ۲۳۷
۲۰ حاجی کہلانے کے لیے حج کیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۳۸
۲۱ جن روپیوں کی زکات نہ نکالی گئی، ان سے حج کیا تو کیا حکم ہے؟.......... ۲۳۸

https://alislami.net

۲۲ طواف میں چادر کسی حاجی کے منہ یا سر پر گر جائے تو کیا حکم ہے؟ ۲۳۹
۲۳ ایام حج میں جو صدقہ واجب ہوتا ہے اس میں کہاں کے گیہوں کی قیمت معتبر ہوگی؟ ۲۳۹
۲۴ اگر حاجی مالک نصاب ہے تو کیا اس پر عیدالاضحیٰ کی قربانی واجب ہوگی؟ .. ۲۳۹
۲۵ آفاقی حاجی منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا؟.. ۲۳۹
۲۶ حج یا عمرہ کرنے والا اگر بغرض تفریح جدہ چلا گیا تو کیا مکہ مکرمہ واپس آنے کے لیے اسے احرام باندھنا واجب ہے؟ ۲۴۰
۲۷ عورت کو اگر مقام منیٰ میں حیض آ گیا تو وہ ارکان کیسے ادا کرے؟......... ۲۴۱
۲۸ بیماری کی وجہ سے ٹھہر ٹھہر کر طواف کے پھیرے کرنا کیسا ہے؟ ۲۴۲
۲۹ حالت احرام میں خوشبودار صابن، شیمپو، پاوڈر استعمال کرنا کیسا ہے؟..... ۲۴۲
۳۰ بحالت احرام الرجی کے مریض کو دھول دھواں اور مضر فضائی آلودگیوں سے بچنے کے لیے ماسک لگانا کیسا ہے؟ ۲۴۳
۳۱ محرم کو ٹیشو پیپر استعمال کرنا کیسا ہے؟ ۲۴۴
۳۲ محرم طیارہ، ائیر پورٹ، بس اور مسجد حرام کی خوشبوؤں سے بچنے کے لیے کیا کرے؟ ان مقام کی خوشبوؤں سے اس کے کپڑے یا بدن کا کوئی حصہ قصدا یا بلا قصد خوشبودار ہو گیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۴۴
۳۳ کیا دسویں ذی الحجہ سے قبل طواف زیارت ہو سکتا ہے؟ ۲۴۵
۳۴ اگر عورت حیض آنے کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک طواف زیارت نہ کر سکی اور اس کے رفقا کی فلائٹ اسی دن ہو تو وہ کیا کرے؟ ۲۴۵
۳۵ اگر کسی حاجی نے بلا عذر طواف زیارت ۱۲/ ذی الحجہ تک نہ کیا تو اس پر کیا حکم ہے اور وہ اس فریضہ سے کس طرح سبکدوش ہوگا؟ ۲۴۷
۳۶ اگر کسی نے بھیڑ کی وجہ سے کسی دن رمی نہ کی تو کیا اس کی قضا دوسرے دن کر سکتا ہے یا نہیں؟ ۲۴۷

۳۷ گیارہ، بارہ ذی الحجہ کو قبل زوال کنکری مارنا کیسا ہے؟ ۲۴۸
۳۸ کیا بلڈ پریشر کے مریض کو رات میں کنکری مارنے کی اجازت ہے؟ ۲۴۹

(۲۴)

کتاب النکاح

۱ نکاح کس کو کہتے اور اس کی شرطیں کیا ہیں؟ ۲۵۰
۲ بدمذہب کا پڑھایا ہوا نکاح ہوا کہ نہیں؟ نیز ان سے پڑھوانا کیسا ہے؟ ... ۲۵۰
۳ کیا گواہوں نے الفاظ ایجاب وقبول نہ سنا تب بھی نکاح ہو جائے گا؟.... ۲۵۱
۴ ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟ ۲۵۱
۵ نکاح میں تین بار قبول شرط ہے یا ایک بار؟ نیز گھبراہٹ میں تین بار تین طرح کہے، مثلاً کبھی قبول کیا، کبھی قبلت، کبھی قبول ہے تو کیا حکم ہے؟ ۲۵۳
۶ نوشہ کے سر پر پگڑی رکھنے کے لیے اس کے پھوپھا یا بہنوئی آتے ہیں، دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ بے روپیہ لیے رکھتے نہیں، روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں، یہ لینا دینا شرعاً کیسا ہے؟ اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے؟ ۲۵۳
۷ شادی میں نوشہ کا سہرا باندھنا کیسا ہے؟ ۲۵۴
۸ ولیمہ کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟ نیز کتنے دن ولیمہ ہو سکتا ہے؟ ... ۲۵۵
۹ بوقت جماع شوہر کا شرمگاہ زن دیکھنا اور مس کرنا کیسا ہے؟ ۲۵۵
۱۰ کن صورتوں میں شوہر بیوی کو مار سکتا ہے؟ ۲۵۶
۱۱ کیا شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ ۲۵۶
۱۲ بحالت عدت نکاح کرنا کیسا ہے اور تین مہینہ تیرہ دن گزار کر نکاح کیسا ہے؟ ۲۵۷

(۲۵)

باب المحرمات

۱ کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے؟ ۲۵۸

https://alislami.net

۲ بہو کی ماں یعنی سمدھن سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ ۲۵۸
۳ کسی نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا یا بہ شہوت چھوا تو کیا حکم ہے؟ ۲۵۹
۴ بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ ۲۵۹
۵ سوتیلی ماں کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ ۲۵۹
۶ حاملہ عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ ۲۶۰
۷ سگی ماں یا سگی چچی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ ۲۶۰
۸ دو سگی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا کیسا ہے؟ ۲۶۰
۹ اگر خسر نے اپنی بہو سے زنا کیا یا اس کو شہوت کے ساتھ مس کیا تو؟ ۲۶۰
۱۰ سالی، بیوی کی بھتیجی یا بھانجی اور پھوپھیا ساس سے پردہ کا حکم ۲۶۱

(۲۶)

باب الولی والکفوء

۱ اگر کوئی لڑکی اولیا کی اجازت کے بغیر کفو سے نکاح کر لے تو کیا حکم ہے؟ .. ۲۶۲
۲ سیدہ سے غیر سید عالم کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ ۲۶۲

(۲۷)

باب المہر

۱ مہر کی اقل مدت کیا ہے؟ نیز اگر تنہائی سے قبل شوہر نے بیوی کو طلاق دے دیا تو مہر کتنا دینا ہوگا؟ ۲۶۴
۲ مرتے وقت عورت سے مہر معاف کرانا کیسا ہے؟ ۲۶۴
۳ عورت مہر کا مطالبہ کب کر سکتی ہے؟ ۲۶۵
۴ عورت کو انتقال کر جانے کی صورت میں مہر کی ادائیگی کا طریقہ ۲۶۵
۵ اگر یاد نہ تھا کہ مہر کتنا مقرر ہوا اور عورت دس درہم سے زائد کی دعوے دار ہو اور مرد صرف دس درہم دینا چاہتا ہو تو ادائیگی کی کیا صورت ہے؟ ۲۶۶

https://alislami.net

(۲۸)

باب الجھاز

۱ جہیز کا حکم ۲۶۷

۲ جہیز کا مالک اس کی حیات میں اس کا شوہر ہے یا وہ خود؟................. ۲۶۸

(۲۹)

باب نکاح الکافر والمرتد

۱ بدمذہب کی لڑکی سنی بننے کو تیار ہے تو اس سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ نیز اگر نکاح کر دیا گیا تو بچے ثابت النسب ہوں گے یا نہیں؟.................... ۲۶۹

۲ مسلمان لڑکا غیر مسلم لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ ۲۷۰

(۳۰)

کتاب الرضاع

۱ کتنے عمر تک بچے اور بچی کو دودھ پلانا جائز ہے؟ نیز کتنی چسکی سے رضاعت ثابت ہوگی؟ ۲۷۱

۲ کیا پستان سے دودھ نکال کر پلایا تب بھی رضاعت ثابت ہو جائے گی؟ . ۲۷۱

۳ زید نے ہندہ کا دودھ پیا تو کیا ہندہ کی وہ بیٹیاں یا رضاعی بچیاں بھی حرام ہو جائیں گی جو زید کے پیدا ہونے سے پہلے دودھ پی چکی ہیں یا زید کے دودھ پینے کے بعد پیدا ہوئی ہیں یا دودھ پی ہیں؟ ۲۷۲

(۳۱)

کتاب الطلاق

۱ شراب کے نشے اور غصے میں طلاق دی تو کیا حکم ہے؟.................... ۲۷۳

۲ بیک وقت تین طلاقیں تین ہیں یا ایک؟ ۲۷۳

https://alislami.net

۳ زبان سے کہا کہ بیوی کو طلاق دی، مگر طلاق نامہ پر کسی اور کا نام لکھا تو؟ ... ۲۷۴
۴ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی ایک دو تین تو کیا حکم ہے؟ ۲۷۴
۵ اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو میرے کام کی نہیں، پھر اس نے کہا کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی تو کیا حکم ہے؟ اگر یہ کہا ''میں تجھے نہیں رکھوں گا'' تو کیا حکم ہے؟ ۲۷۵
۶ اگر مرد نے کہا ''طلاق لے لو، جاؤ'' تو اس سے کون سی طلاق پڑے گی؟ . ۲۷۵
۷ بذریعۂ خط طلاق معتبر ہوگی یا نہیں؟ ۲۷۶
۸ اگر کسی نے لوگوں کے درمیان اپنی بیوی کے متعلق کہا کہ میری بیوی کو طلاق سمجھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ۲۷۷
۹ کیا حلالہ کے لیے شوہر ثانی کا ہم بستری کرنا ضروری ہے؟ نیز کنڈوم سے حلالہ ہو جائے گا یا نہیں؟ ۲۷۷
۱۰ کیا حالت حمل اور غصے میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ ۲۷۸
۱۱ عورت کہتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاق دی اور وہ اقرار نہیں کرتا ہے تو؟ ۲۷۸
۱۲ حیض میں طلاق دی تو طلاق پڑی کہ نہیں؟ نیز عدت میں وہ حیض شمار ہوگا یا نہیں؟ ۲۷۹
۱۳ شوہر کو یاد نہیں کہ دو طلاق دی یا تین تو کتنی مانی جائے گی؟................ ۲۷۹
۱۴ موبائل کال یا بذریعۂ میسیج طلاق دینے سے طلاق پڑی کہ نہیں؟ ۲۷۹
۱۵ فاحشہ عورت کو طلاق دینا کیسا ہے؟.. ۲۸۱
۱۶ ڈر کی وجہ سے طلاق نامہ پر دستخط کر دیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۱
۱۷ غیر مدخولہ بیوی کو تین بار یوں کہا ''میں نے تجھے طلاق دیا'' تو کون سی طلاق واقع ہوئی اور اگر یوں کہا ''میں نے تجھے تین طلاقیں دی'' تو کتنی طلاقیں پڑیں گی؟
۱۸ شوہر نے بیوی سے کہا ''جہاں جانا چاہتی ہو چلی جاؤ'' تو کیا حکم ہے؟..... ۲۸۲
۱۹ اگر قرآن اٹھا کر شوہر نے کہا کہ جاؤ تم آج سے میری بیوی نہ رہی اور نہ میں

تمہارا شوہر تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۳
۲۰ مرد نے پہلے کہا ''تم میرے گھر سے نکل جاؤ'' پھر کہا ''تمہارا میرے ساتھ
نکاح ہی نہ ہوا تھا تو طلاق کیسی'' تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۳
۲۱ اگر مرد نے کہا ''میں نے اسے آزاد کیا'' تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۴
۲۲ اگر مرد نے کہا ''میں نے تجھے چھوڑ دیا تو میرے کام کی نہیں'' تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۴
۲۳ زید نے اپنی زوجہ سے جھگڑے کے درمیان کہا ''اگر تو میکے گئی تو تجھے تین طلاق''
اب زید اپنی زوجہ کو میکہ جانے کی اجازت دیتا ہے، کیا اس کی زوجہ اپنے والدین
کے گھر اس کی اجازت کے بعد جاسکتی ہے؟ کیا کوئی صورت ایسی ہے کہ ہندہ اپنے
والدین کے گھر چلی جائے اور اس پر تین طلاق واقع بھی نہ ہو؟ ______ ۲۸۵
۲۴ شوہر نے کہا ''دماغ مت خراب کرو ورنہ ماروں گا'' بیوی نے کہا ''اگر تم مارو گے
تو میں بھی ماروں گی'' تب شوہر نے کہا ''اگر تم مارو گی تو طلاق طلاق طلاق'' تو
کیا حکم ہے؟ ۲۸۶
۲۵ اگر تم میری اجازت کے بغیر کمرہ میں گئی تو تجھے طلاق تو اگر وہ کمرہ میں بغیر
اجازت گئی تو کون سی طلاق پڑی؟ ۲۸۶
۲۶ اگر شوہر نے اپنے خسر سے کہا ''اگر میں ۱ر جنوری تک آپ کے گھر نہ آؤں
تو میری بیوی کو طلاق سمجھی جائے'' لیکن تاریخ مذکورہ پر نہ گیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۸۶

(۳۲)

باب الخلع

۱ خلع کسے کہتے ہیں؟ کیا شریعت نے خلع کے لیے کچھ مال رکھا ہے؟ ۲۸۷
۲ کیا بلا ضرورت خلع کا مطالبہ درست ہے؟ ۲۸۸

(۳۳)

باب العِنّین

۱ نامرد کا کیا حکم ہے؟ ۲۸۹
۲ شوہر نامرد ہے تو کیا بیوی دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟ ۲۸۹
۳ عنین کی بیوی کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟ ۲۹۰

(۳۴)

کتاب المفقود

۱ شوہر پانچ سال سے گم ہے تو کیا بیوی دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟ ۲۹۱
۲ زوجۂ مفقود کے نکاح ثانی کے بعد اگر زوج اول آ گیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۹۲

(۳۵)

باب العدۃ

۱ مطلقہ اور بیوہ کی عدت کیا ہے؟ ۲۹۳
۲ کیا ایام عدت میں عورت سروس کرنے جاسکتی ہے؟ ۲۹۴
۳ ایام عدت میں کیا عورت تعزیت یا شادی بیاہ میں جاسکتی ہے؟ ۲۹۵
۴ پچاس سالہ عورت کو چار یا پانچ سال سے حیض نہیں آیا تو اس کی عدت کیا ہے؟ ۲۹۷
۵ مطلقہ عورت عدت کہاں گزارے گی؟ ۲۹۷
۶ حالت حمل میں طلاق دی اور بچہ ساقط ہوگیا یا ساقط کردیا تو عدت ختم ہوگئی یا نہیں؟ ۲۹۷
۷ عورت میکے میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو عدت کہاں گزارے گی؟ ۲۹۸
۸ ایام عدت میں کس کس سے پردہ کرنا ضروری ہے؟ ۲۹۸

(۳۶)

باب ثبوت النسب

۱ شوہر باہر تھا گھر پر آیا تو اس کی بیوی کو سات سال میں بچہ پیدا ہوگیا تو بچہ کس کا ہے؟ ۳۰۰
۲ چھ ماہ بیس دن بعد بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟ ۳۰۰

https://alislami.net

۳ بعد طلاق انیس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟ ۳۰۰
۴ بچہ وفات شوہر سے دو برس کے اندر پیدا ہوا تو کیا وہ شوہر کا ہے؟ ۳۰۱
۵ عورت کو زنا کا اقرار ہے اور بچہ شادی کے بعد ساڑھے چھ ماہ پر پیدا ہوا تو؟ ۳۰۱
۶ جس کے حسب ونسب سے لوگ پوری آگاہی رکھتے ہوں اور وہ شخص غیر جگہ اپنے آپ کو سید کہتا ہے اور اپنے نام سے پہلے سید لکھتا اور لکھواتا ہے تو؟ .. ۳۰۲

(۳۷)

باب الحضانۃ

۱ شوہر نے عورت کو طلاق دے دیا یا عورت کا خلع ہوا اور اس کے ساتھ بچے بھی ہیں تو وہ کس کے پاس رہیں گے؟.................................. ۳۰۳
۲ اگر ماں پرورش کی اہل نہ ہو یا اجنبی سے نکاح کرلے یا مرجائے تو کیا حکم ہے؟ نیز بچوں کے اخراجات اور پرورش کا ذمے دار کون ہے؟................ ۳۰۵

(۳۸)

باب النفقۃ

۱ بیوی میکے میں تھی، شوہر نے بلایا؛ لیکن نہ آئی تو اس نے طلاق دے دیا تو کیا طلاق سے قبل زمانہ کا نفقہ پانے کی مستحق ہے؟ ۳۰۷
۲ مطلقہ اور بچوں کے نفقات بحالت عدت کیا ہوں گے؟ ۳۰۷
۳ طلاق کا مطالبہ اگر عورت نے کیا تو کیا وہ مہر، جہیز کا سامان اور عدت کا خرچ پائے گی یا نہیں؟ ۳۰۸
۴ نامرد سے طلاق لے لی گئی تو کیا اس کی بیوی عدت کا خرچہ پائے گی؟ ۳۰۹
۵ کیا مطلقہ عورت دودھ پلانے کی اجرت وصول کرسکتی ہے؟ ۳۰۹

(۳۹)

https://alislami.net

کتاب الأیمان والنذور

۱ قسم کی کتنی قسمیں ہیں اور کس میں کفارہ لازم ہے اور کس میں نہیں؟ نیز اس کا کفارہ کیا ہے؟ ۳۱۰
۲ کفارہ میں دیا جانے والا کپڑا کیسا ہونا چاہیے؟ ۳۱۲
۳ اگر کسی نے کفارۂ یمین میں دس مساکین کو کھلانے کے بجائے ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن اس کی قیمت جوڑ کر دے تو کافی ہوگا کہ نہیں؟ ۳۱۳
۴ قسم کے الفاظ کیا ہیں؟ ۳۱۳
۵ قسم میں زمان ومکان کے اعتبار سے تغلیظ (شدت پیدا) کرنا کیسا ہے؟ . ۳۱۴
۶ ہندو سے اگر کوئی معاملہ پیش آجائے تو اس سے کس طرح قسم لی جائے؟ .. ۳۱۴
۷ زید نے قسم کھائی کہ بکر کے مکان میں نہیں جائے گا، بکر کے دو مکان ہیں، ایک میں وہ خود رہتا ہے اور دوسرے میں اس کی رہائش نہیں، تو کیا دوسرے مکان میں داخل ہونے سے اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟ ۳۱۵
۸ اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں یہ کروں تو اپنی بیٹی سے زنا کروں یا شراب پیوں یا سور کھاؤں یا مردار کھاؤں تو کیا حکم شرع ہے؟ ۳۱۵
۹ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ بکر نے مجھ سے پانچ ہزار روپے قرض لیے ہیں اور بکر بھی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زید سے قرض نہیں لیا ہے تو کیا حکم ہے؟ ۳۱۶
۱۰ جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا کیسا ہے؟ ۳۱۶
۱۱ کسی نے قسم کھائی کہ بکر سے کلام کروں تو میری بیوی کو طلاق، مرنے کے بعد قبر پر سلام کیا تو کیا حکم ہے؟ ۳۱۷
۱۲ منت کی کتنی قسمیں ہیں؟ نیز اولیا اللہ کے لیے جو منتیں مانی جاتی ہیں وہ جائز ہیں یا نہیں؟ ۳۱۷
۱۳ دس بیبیوں کی کہانی، شہادت نامہ، سولہ سیدوں کی کہانی وغیرہ پڑھنے کی منتیں

https://alislami.net

ماننا کیسا ہے؟ ۳۲۰
۱۴ میلاد شریف کی منت ماننا کیسا ہے؟ ۳۲۱
۱۵ نذر کے روپے اور اس کے گوشت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ ۳۲۱

(۴۰)

کتاب الحدود والتعزیر

۱ جس پر حد قذف لازم ہو مگر اسلامی قانون نافذ نہ ہونے کی وجہ سے حد قائم نہیں کی جاسکتی تو کیا حکم شرع ہے؟ ۳۲۲

(۴۱)

باب اللقطة

۱ لقطہ کسے کہتے ہیں اور اس کے احکام کیا ہیں؟ ۳۲۴

(۴۲)

کتاب الشرکة

۱ کسی کو دس ہزار روپے قرض اس شرط پر دیا کہ نفع میں دونوں شریک ہوں گے تو؟۔ ۳۲۵
۲ جوائنٹ فیملی میں زید نوکری کرتا ہے تو پوری تنخواہ گھر میں دیتا ہے اور میلاد شریف میں کچھ نذرانہ وغیرہ ملتا ہے تو اس میں بھی اور لوگوں کا حصہ ہے یا صرف زید کا؟ ۳۲۵
۳ جن لوگوں کا مال اس طرح مل گیا کہ تمیز مشکل ہے اور کچھ لوگ عدم امتیاز کی وجہ سے اپنا حصہ لینے سے انکار کریں تو بقیہ شرکا کیا کریں؟ ۳۲۶
۴ کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا کیسا ہے؟ نیز مشترک زمین پر بغیر اجازت مکان بنانے کا حکم ۳۲۶

(۴۳)

کتاب الوقف

۱ گاؤں میں مدرسہ کی آمدنی کے لیے عیدگاہ کی زمین میں دکان نکلوانا کیسا ہے؟ ۳۲۹
۲ قبرستان اپنے نام کرنا اور اس میں مالکانا تصرف کرنا کیسا ہے؟ ۳۲۹
۳ مشترکہ مکان تقسیم سے قبل وقف کرنا کیسا ہے؟ ۳۳۰
۴ وقف کے مال کا کیا حکم ہے؟ کیا وقف کسی کی ملکیت ہوسکتا ہے؟ ۳۳۰
۵ امام باڑہ وقف ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ۳۳۱
۶ مسجد کے لیے ہندوؤں کا وقف کیسا ہے؟................................ ۳۳۱
۷ جو زمین مسجد کے لیے وقف کی گئی تو اس کو مسجد میں شامل کب کر سکتے ہیں؟ ۳۳۱
۸ مصاحف کثیر تعداد میں مسجد میں جمع ہو گئے اور اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو کیا کریں؟ کیا ان کو بیچ کر رقم مسجد میں لگانا جائز ہے؟ ۳۳۲
۹ ایک مدرسہ کی آمدنی دوسرے مدرسہ یا مسجد میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ۳۳۲

(۴۴)

باب المسجد

۱ ایک شخص نے مسجد کے لیے زمین وقف کی اور زندگی بھر متولی رہا تو کیا بعد انتقال اس کے لڑکے تولیت کے حق دار ہوں گے؟........................ ۳۳۴
۲ مسجد کی توسیع کے وقت اوپر مسجد نیچے وضو خانہ وغسل خانہ بنانا کیسا ہے؟... ۳۳۴
۳ گانجہ اور شراب یا حرام کاروبار کرنے والوں کی رقم مسجد میں لگائی جاسکتی ہے؟ ۳۳۵
۴ مسجد کی تعمیر کے لیے بدعقیدہ اور کافر وغیرہ سے چندہ مانگنا کیسا ہے اور اگر خود بخود وہ چندہ دیں تو لینا کیسا ہے؟ ۳۳۶
۵ ایم۔پی، ایم۔ایل۔اے کے فنڈ سے جو روپیہ ملے، اسے مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ ۳۳۷
۶ مسجد کے اوپر مدرسہ یا مدرسہ کے اوپر مسجد بنانا کیسا ہے؟............... ۳۳۷
۷ مسجد تنگ ہونے کی صورت میں مدرسہ کی زمین خرید کر یا بغیر خریدے مسجد میں شامل کر سکتے ہیں؟ ۳۳۸

https://alislami.net

۸ مسجد کے تعمیری روپے سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا کیسا ہے؟ ۳۳۹
۹ مسجد کی توسیع میں محراب ومنبر بدستور اپنی جگہ باقی رہیں گے یا بیچ میں رہیں گے؟ ۳۳۹
۱۰ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے موت کا اعلان کرنا یا دیگر کام کے لیے کرایہ پر لینا کیسا ہے؟ ۳۴۰
۱۱ مسجد میں نکاح پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟ ۳۴۱
۱۲ کچا لہسن، پیاز کھا کر مسجد میں جانا کیسا ہے؟ نیز اگر اس میں نیبو نچوڑ دیا جائے تو؟ ۳۴۱
۱۳ مسجد میں روشنی کے لیے پڑومکس گیس یا مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟ ۳۴۲
۱۴ جو شخص اجرت لے کر بچوں کو پڑھائے اس کو مسجد میں تعلیم دینا کیسا ہے؟ . ۳۴۳
۱۵ کیا اے۔سی، کولر، گیزر، فریجر وغیرہ مصالح مسجد سے ہیں یا نہیں اور مساجد کی آمدنی سے ان اشیا کا خریدنا کیسا ہے؟ نیز اگر کوئی اپنی جیب خاص سے ان اشیا کو خرید کر وقف کردے تو ان کے استعمال پر بجلی کی ادائیگی کیا مسجد کی آمدنی سے ہوسکتی ہے؟ ۳۴۳
۱۶ ایک مسجد کا سامان دوسرے مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ ۳۴۶
۱۷ دکان کو مسجد بنادیا پھر اس میں دوبارہ دکان کرنا یا مسجد کا زینہ بنانا کیسا ہے؟ ۳۴۷

(۴۵)

باب فی المقبرة

۱ قبرستان میں مسجد ومدرسہ بنانا یا اس میں جلسہ وغیرہ کرنا کیسا ہے؟ ۳۴۸
۲ قبرستان میں قبروں کے نشانات مٹ جانے کے بعد اس کو قبضہ کرلینا کیسا ہے؟ ۳۴۹
۳ قبر کو پختہ بنانا کیسا ہے؟ ۳۴۹
۴ قبرستان میں جانور چرانا اور اس کی گھاس کاٹنا کیسا ہے؟ ۳۵۰
۵ قبروں پر جوتا چپل پہن کر چلنے کا حکم ۳۵۱

(۴۶)

https://alislami.net

کتاب البیوع

۱ دو ہزار کے نوٹ کو انیس یا اکیس سو روپے کے عوض خریدنا یا بیچنا کیسا ہے؟ ۳۵۲
۲ دلالی اور کمیشن پر کام کرنا کیسا ہے؟.. ۳۵۳
۳ بکر نے زید کو اپنی ضمانت پر کرایہ کا سامان دلایا، زید کرایہ ادا کیے بغیر بھاگ گیا، اب مالک بکر سے کرایہ کا روپیہ مانگ رہا ہے تو اس کا مطالبہ کیسا ہے؟ ۳۵۳
۴ اسمگلنگ کا کیا حکم ہے؟.. ۳۵۴
۵ مردار جانور کی ہڈی، سینگ بیچنا کیسا ہے؟.................................. ۳۵۴
۶ انسانی خون کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟.............................. ۳۵۵
۷ فکس ڈپازٹ اور لائف انشورینس کرانا کیسا ہے؟............................ ۳۵۵
۸ شیئر بازار میں روپے جمع کرنا کیسا ہے؟.................................... ۳۵۶
۹ اردو اخبار، ردی میں فروخت کرنا کیسا ہے؟.................................. ۳۵۷
۱۰ گارنٹی یا وارنٹی کی شرط کے ساتھ اشیا کا خریدنا کیسا ہے؟...................... ۳۵۷
۱۱ قسط پر اشیا کا خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟................................... ۳۵۸
۱۲ آن لائن یا بذریعۂ فون بیع وشرا کرنا کیسا ہے؟............................... ۳۵۹
۱۳ ویڈیو کانفرنس کے ذریعے بیع وشرا کرنا کیسا ہے؟............................. ۳۵۹

(۴۷)

باب القرض

۱ زید نے بکر کو سعودیہ عربیہ میں ایک ہزار دیا اور کہا کہ اس کے بدلے ہندوستانی روپے میرے گھر پہنچا دیجیے۔ اس طرح دوسرے ملک یا شہر روپیہ بھیجنا کیسا ہے؟۔ ۳۶۰
۲ بکر زید کو قرض دے کر لاپتہ ہو گیا تو زید ادائیگی قرض کیسے کرے گا؟ ۳۶۱

(۴۸)

باب الربا

۱ سود سے بچنے کی صورتیں کیا ہیں؟ ۳۶۲
۲ اس شرط پر قرض دینا کہ دس ہزار کا بارہ ہزار لوں گا کیسا ہے؟ ۳۶۳
۳ بینک میں روپیہ جمع کرنے پر جو زائد رقم ملتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ ۳۶۴
۴ قرض لے کر بینک کو زائد رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟ ۳۶۴
۵ ضرورت پر سودی قرض لینا یا بینک سے لون لینا کیسا ہے؟ ۳۶۴
۶ کسی چیز کو نقد دس میں اور ادھار اس سے زائد میں بیچنا کیسا ہے؟ ۳۶۷
۷ قرض دیتے وقت کوئی شرط نہ تھی، مگر لوٹاتے وقت قرض دار اس سے زیادہ دے
تو اس کا لینا کیسا ہے؟ ۳۶۷
۸ دلال کا خریدنے والے اور بیچنے والے دونوں سے کمیشن لینا کیسا ہے؟ ... ۳۶۸

(۴۹)

کتاب الإجارہ

۱ ملازمین چھٹی کے دنوں کی تنخواہ پانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟ ۳۶۹
۲ روپیہ دے کر قرآن خوانی کرانا اور پیسہ لے کر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ ۳۶۹
۳ بکرا کے جفتی (گابھن) کرنے کا پیسہ لینا کیسا ہے؟ ۳۷۱

(۵۰)

کتاب الغصب

۱ زید نے بکر کی مرغی غصب کر لی، اس مرغی نے زید کے یہاں انڈے دیے، کچھ
انڈے زید نے اپنی مغصوبہ مرغی کے نیچے دبائے اور کچھ انڈے اپنی مملوکہ مرغی کے
نیچے بیٹھائے، سب انڈوں سے بچے نکلیں، ان بچوں کا مالک کون ہے؟ زید یا بکر؟ ۳۷۲
۲ دھوبی نے کپڑا بدل دیا تو لینا کیسا ہے؟ ۳۷۳
۳ جوا کی کمائی کو حیلۂ شرعی سے پاک کرنا کیسا ہے؟ ۳۷۳

(۵۱)

https://alislami.net

کتاب الذبائح

۱ اگر جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گیا تو کیا حکم ہے؟ .. ۳۷۴
۲ بسم اللہ پڑھ کر گولی چلائی، شکار تک پہنچنے سے پہلے وہ مر گیا تو کیا حکم ہے؟ . ۳۷۴
۳ بدمذہب کا ذبیحہ کیسا ہے؟ ۳۷۵
۴ خصی وغیرہ کا پایا چمڑے کے ساتھ پکا کر کھانا کیسا ہے؟ ۳۷۵
۵ مچھلی پکڑ کر برتن میں پالا اور وہ مر گئی تو کیا حکم ہے؟ ۳۷۶
۶ ذبح کیے ہوئے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو کیا حکم ہے؟ ۳۷۶
۷ کسی بدمذہب سے قربانی کرانے کا حکم ۳۷۷

(۵۲)

کتاب الأضحیة

۱ قربانی کا وقت کیا ہے؟ غیر مقلدین ۱۰ تا ۱۳ ر ذی الحجہ قربانی کے جواز کے قائل ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ ۳۷۸
۲ قربانی میں کس قدر عیب ہو تو قربانی صحیح نہ ہوگی اور اس کا کیا ضابطہ ہے؟ ... ۳۸۲
۳ سیلاب زدگان پر قربانی واجب ہوگی کہ نہیں جب کہ ان لوگوں کے پاس سوائے زمین کے کچھ نہیں، وہ قرض بھی نہیں لے سکتے؟ ۳۸۴
۴ گوشت کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا وزن کیے بغیر تقسیم کا کوئی حیلہ ہے؟ .. ۳۸۴
۵ غیر مالک نصاب نے ایک بکرا خریدا اور وہ دسویں ذی الحجہ سے قبل اتنا بیمار ہو گیا کہ ماہر ڈاکٹر نے اپنے تجربے سے بتایا کہ بقرعید آنے سے پہلے ہی مر جائے گا، اب وہ ذبح کر کے کھالے یا یوم النحر کا انتظار کر کے قربانی کرے؟ ... ۳۸۵
۶ اگر مالک نصاب شخص کا جانور اتنا بیمار ہو جائے کہ قربانی کا دن آنے سے پہلے اس کے مر جانے کا ظن غالب ہو، لہٰذا اس نے ذبح کر دیا تو کیا حکم ہے؟ .. ۳۸۵
۷ غیر مسلم حربی یا بدمذہب کو قربانی کا گوشت دینا یا کھلانا کیسا ہے؟ ۳۸۶

https://alislami.net

۸ کسی نے بڑے جانور کی قربانی میں شرکت کی، مگر وقت ذبح اس کی جگہ دوسرے کا نام لیا گیا تو کیا حکم ہے؟ ۳۸۶
۹ بکرے کو بچپن میں کتے نے کاٹ لیا تو اس کی قربانی اور گوشت کا کیا حکم ہے؟۔ ۳۸۷
۱۰ بکرا یا بکری کی عمر ایک سال سے ایک دو دن کم ہو تو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟ ۳۸۷
۱۱ لاکھوں روپے بیمہ میں ہیں، الگ سے روپے نہیں تو وہ قربانی کیسے کرے؟ ۳۸۸
۱۲ قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کے بعد اس کو بیچ کر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا کیسا ہے؟ ۳۸۸
۱۳ اگر مالک نصاب قربانی نہ کرسکا اور ایام نحر گزر گئے تو کیا حکم ہے؟ ۳۸۹
۱۴ بکرا نے کتیا کا دودھ پیا تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ ۳۹۰
۱۵ خنثیٰ جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ ۳۹۰
۱۶ چرم قربانی، مسجد، مدرسہ، قبرستان یا عیدگاہ کی تعمیر میں لگ سکتا ہے؟ ۳۹۰
۱۷ گونگی گائے اور بکری کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ ۳۹۱
۱۸ رات کو جانور ذبح کرنا کیسا ہے؟ ۳۹۱
۱۹ بسم اللہ کہنا کس پر لازم ہے؟ ذابح پر یا جو سر یا پاؤں پکڑے ہیں ان پر؟ . ۳۹۲
۲۰ قربانی کے جانور میں کن چیزوں کا کھانا مکروہ ہے؟ ۳۹۲
۲۱ عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن، بال وغیرہ ترشوانا کیسا ہے؟ ۳۹۲
۲۲ قربانی کا جانور خریدا تو وہ دودھ والا یا گابھن نکلا تو کیا حکم ہے؟ ۳۹۳
۲۳ کیا قربانی کرنے والا قربانی سے قبل کچھ کھا سکتا ہے یا نہیں؟ ۳۹۳
۲۴ قربانی کا جانور کھو جائے تو کیا حکم شرع ہے؟ ۳۹۴

(۵۳)

باب العقیقة

۱ عقیقہ کرنا کیسا ہے اور کتنے دن پر کرنا چاہیے؟ نیز لڑکی یا لڑکے میں کتنے جانور ذبح کیے جائیں؟ ۳۹۵

https://alislami.net

۲ عقیقہ کے گوشت کا کیا حکم ہے؟ ۳۹۶
۳ بڑے جانور میں کتنے عقیقے ہو سکتے ہیں؟ نیز بڑے جانور میں کچھ قربانی کے حصے اور کچھ عقیقے کے حصے ہوں تو کیا حکم ہے اور اس صورت میں دونوں دعائیں پڑھی جائیں گی؟ ۳۹۶

(۵۴)

کتاب الحظر والإباحة

۱ والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا خواہ اس کی غلطی ہو یا نہ ہو کیسا ہے؟ . ۳۹۷
۲ یوم اساتذہ منانا کیسا ہے؟ ۳۹۸
۳ نام مصطفی ﷺ سن کر انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟ ۳۹۸
۴ کھجور اور تاڑ کے درخت کی تاڑی پینا کیسا ہے؟ ۴۰۰
۵ علما مشائخ کی دست بوسی کرنا کیسا ہے؟ ۴۰۰
۶ کیا بیوی کی موت کے بعد شوہر نہ اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ جنازہ اٹھا سکتا ہے؟ ۴۰۱
۷ رات کو آئینہ دیکھنا کیسا ہے؟ ۴۰۱
۸ ولادت کو روکنے کے لیے کنڈم اور کاپرٹی کا استعمال کیسا ہے؟ ۴۰۱
۹ نس بندی کرانا کیسا ہے؟ ۴۰۲
۱۰ الکحل آمیز دواوں کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ ۴۰۳
۱۱ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا کیا حکم ہے؟ ۴۰۴
۱۲ پوسٹ مارٹم کرنا کیسا ہے؟ نیز کن صورتوں میں پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے؟ . ۴۰۵
۱۳ عورت کو ایسا کپڑا پہن کر جس سے بدن نمایا ہو، نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ۴۰۷
۱۴ عورتوں کو بینکوں وغیرہ میں مردوں کے ساتھ بیٹھ کر کام کرنا کیسا ہے؟ ۴۰۹
۱۵ لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟ ۴۰۹

https://alislami.net

۱۶ جدید ایجاد جیسے موبائل، لیپ ٹاپ میں قرآن کریم بھرنا اور اسے چھونا کیسا ہے؟
نیز ان آلات سے قرآن کریم ڈلیٹ کرنا اور جنب یا بے وضو کو کمپوز کرنا کیسا ہے؟۔ ۴۱۰
۱۷ دوسروں کے نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر پینا کیسا ہے؟ ۴۱۲
۱۸ بیوی کا پستان منہ میں لے کر جماع کرنا کیسا ہے؟ ۴۱۲
۱۹ شادیوں اور شب براءت پر آتش بازی اور پٹاخے چھوڑنا کیسا ہے؟ ۴۱۲
۲۰ انگریزی بال مثلاً گنجی یا دیگر فلمی بال رکھنا کیسا ہے؟.......................... ۴۱۳
۲۱ بتوں کے چڑھاوے کی مٹھائی مسلمانوں کو لینا کیسا ہے؟ ۴۱۳
۲۲ سونے یا چاندی کے دانت لگوانا یا ہلتے دانتوں کو سونے چاندی کے تار سے
بندھوانا کیسا ہے؟ ۴۱۳
۲۳ انڈا خریدنے پر خراب نکلا تو بائع پر اس کی قیمت واپس کرنا لازم ہے؟ ... ۴۱۴
۲۴ حرام مغز گوشت کے ساتھ پک جائے تو کیا حکم ہے؟ ۴۱۴
۲۵ زگاٹ میں جاندار کی تصویر بنے تو کپڑا بننے والا گنہگار ہوگا یا زگاٹ بنانے والا؟ ۴۱۵
۲۶ تلاوت قرآن مجید کے دوران اذان ہونے لگے تو کیا حکم ہے؟.......... ۴۱۵
۲۷ عورت کو اپنے بالوں کو گھنگھریالے بنانا اور کلر کرنا کیسا ہے؟ ۴۱۵
۲۸ نئے سال کی مبارک باد دینا کیسا ہے؟ ۴۱۶
۲۹ بارہ ربیع الاول کو جلوس نکالنا اور جشن منانا کیسا ہے؟....................... ۴۱۷
۳۰ ٹیلی ویژن یا موبائل وغیرہ میں پکچر دیکھنے والے کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟ ... ۴۱۹

(۵۵)

باب الأکل والشرب

۱ جھینگا کھانا کیسا ہے؟.. ۴۲۰
۲ مردہ مچھلی کا کھانا کیوں جائز ہے؟... ۴۲۰
۳ پان یا تمبا کو کھانا سنت ہے یا جائز؟ ۴۲۱

۴ گٹکھا کھانا اوراس کا بیچنا کیسا ہے؟ ۴۲۱
۵ جس کے یہاں حلال وحرام دونوں کمائی ہے، وہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟ .. ۴۲۱
۶ جس کا ذریعہ معاش صرف مال حرام ہے، اس کے یہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟ ۴۲۲
۷ سگریٹ نوشی کا کیا حکم ہے؟ ۴۲۲
۸ بھنگ اور افیون کھانا کیسا ہے؟ ۴۲۳
۹ انگریزوں کے ملک سے بند ڈبوں میں آنے والے دودھ، مکھن کا کیا حکم ہے؟۔ ۴۲۳
۱۰ ٹوتھ برش مسواک کے قائم مقام ہوگا یا نہیں؟ نیز مسواک نہ ہونے کی صورت
میں انگلی یا کپڑے کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ ۴۲۴
۱۱ ہیجڑے کے یہاں دعوت کھانا کیسا ہے؟ ۴۲۵
۱۲ حقہ، چرٹ اور بیڑی پینا کیسا ہے؟ ۴۲۵
۱۳ خرگوش کا گوشت کھانا کیسا ہے؟ ۴۲۵
۱۴ کھڑے ہوکر کھانا کھانا کیسا ہے؟ ۴۲۵
۱۵ بٹ کھانا کیسا ہے؟ ۴۲۶

(۵۶)

باب النظر والمس

۱ نامحرم کو چوڑی پہنانا کیسا ہے؟ ۴۲۷
۲ عورتوں کا بھی نامحرم کو دیکھنا حرام ہے؟ ۴۲۷
۳ کس سے نکاح کرنا حرام ہے اور کس سے پردہ کرنا درست نہیں؟ ۴۲۸
۴ دولھا، دولھن کو عورتوں کا ابٹن ملنا اور اس موقع پر سب کو گڑ تقسیم کرنا کیسا ہے؟۔ ۴۲۹
۵ غیر محرم پیر سے پردہ واجب ہے یا نہیں؟ ۴۲۹

(۵۷)

باب السلام

۱ اگر کوئی کھا پی رہا ہے تو اسے سلام کرنا کیسا ہے اور کیا اس کو جواب دینا واجب ہے؟۔ ۴۳۰
۲ غیر مسلموں کو کس طرح سلام کریں اور وہ کریں تو کس طرح جواب دیں... ۴۳۱
۳ معانقہ سب سے پہلے کس نے کیا اور اس کا کرنا کیسا ہے؟................ ۴۳۱
۴ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے یا صرف ایک ہاتھ سے؟ ۴۳۲
۵ سرکار علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھا چومنا کب مستحب اور کب ممنوع ہے؟ ۴۳۳
۶ مزار کی چوکھٹ چومنا کیسا ہے؟ ۴۳۳
۷ بوسۂ قبر کا کیا حکم ہے؟ ۴۳۴
۸ کس کس کو سلام کرنا منع ہے؟ ۴۳۵

(۵۸)

باب الآداب

۱ مسجد کی چٹائی ٹوٹ گئی تو اسے جلا کر اس کی راکھ کو بطور دوا استعمال کرنا کیسا ہے؟ ۴۳۶
۲ اسٹیکر، بینر، خط وغیرہ جس پر قرآنی آیتیں، حدیثیں اور اولیاے کرام کے گنبد ہیں،
اگر وہ پھٹنے کے قریب ہیں تو انھیں کیا کیا جائے؟ ۴۳۶
۳ غیر مسلموں کو قرآن مجید بانٹنا کیسا ہے؟ ۴۳۶

(۵۹)

باب التداوی

۱ اسقاط حمل کب جائز اور کب ناجائز؟.................................. ۴۳۸
۲ کینسر، ٹی۔ وی یا دیگر مہلک امراض کے علاج میں گائے کا پیشاب یا
گوبر کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ ۴۳۹
۳ مریض نے دوا نہ کی اور مر گیا تو کیا حکم ہے؟ ۴۴۰
۴ بچے کے سلانے یا رونے سے باز رکھنے کے لیے افیون دینا کیسا ہے؟ ۴۴۰

(۶۰)

باب اللهو واللعب

١ کرکٹ، فوٹ بال، ٹینس وغیرہ کھیلنا یا ٹورنامنٹ کرانا کیسا ہے؟ ۴۴۱
٢ شطرنج کھیلنا کیسا ہے؟ ۴۴۱

(٦١)

باب الحلق والقلم

١ بدھ کے روز ناخن کاٹنا کیسا ہے؟ ۴۴۳
٢ ناخن کاٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ ۴۴۴
٣ کیا داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے؟ نیز داڑھی منڈانا اور اس کا مذاق
اڑانے کے متعلق کیا حکم شرع ہے؟ ۴۴۴
۴ لب زیریں کے نیچے جو بال ہیں، ان کا منڈانا کیسا ہے؟ ۴۴۵
۵ چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے زیر ناف یا موئے بغل رکھنا کیسا ہے؟
نیز اس حالت میں نماز کا کیا حکم ہے؟ ۴۴٦
٦ بالغ ہونے کے بعد کوئی مسلمان ہوا تو اسے ڈاکٹر سے ختنہ کروانا ضروری ہے؟۔ ۴۴٦

(٦٢)

باب الزينة

١ مردوں کو ہاتھ، پیر، سر اور داڑھی میں کالی مہندی لگانا کیسا ہے؟........... ۴۴۸
٢ مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں اور عورتوں سے مشابہت
اختیار کرنے والے مردوں کا کیا حکم ہے؟ ۴۴۹
٣ عورتوں کو کانچ کی چوڑیاں پہننا کیسا ہے؟ ۴۴۹
۴ چاندی یا سونے کے علاوہ دیگر دھاتوں کے زیورات عورتوں کو پہننا کیسا
ہے؟ نیز کتنے گرام کی انگوٹھی مردوں کو پہننا جائز ہے اور کس چیز کی؟ ۴۴۹
۵ سونے کی گھڑی یا سونا جیب میں ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟ ۴۵١

https://alislami.net

۶ چوڑی دار پائجامہ پہننا کیسا ہے؟ ۴۵۱
۷ کس رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے اور کس رنگ کے ناجائز؟ ۴۵۱

(۶۳)

کتاب الرھن

۱ بہت سی جگہوں پر یہ رواج ہے کہ اپنا کھیت یا مکان ودکان رہن پر رکھ کر قرض لے لیتے ہیں، قرض دینے والے کو جب تک اپنی رقم واپس نہیں مل جاتی ان چیزوں سے نفع اٹھانا کیسا ہے؟ اگر یہ معاملہ غیر مسلم سے ہو تو کیا حکم ہے؟ ۴۵۳
۲ شے مرہون سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟ ۴۵۴

(۶۴)

کتاب الوصایا

۱ وصیت کرنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ نیز اس کے احکام اور قسمیں کتنی ہیں؟۔ ۴۵۶
۲ کیا وارث کے لیے وصیت جائز ہے؟ ۴۵۷
۳ کسی نے وصیت کی کہ فلاں مجھے غسل دے یا فلاں میرے جنازہ کی نماز پڑھائے یا میرے مکان میں مجھے دفن کیا جائے تو کیا اس پر عمل کرنا ضروری ہے؟ ۴۵۸
۴ کسی نے کل مال کی وصیت اپنے ماموں کے لیے کردی، اب اس کے انتقال کے بعد اس کے بعض ورثہ اس وصیت کو نافذ کررہے ہیں اور بعض انکار تو کیا حکم ہے؟۔ ۴۵۹
۵ وصیت کرنے والا وصیت سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟ ۴۵۹
۶ وصی کسے کہتے ہیں اور وصیت قبول کرنے کے متعلق ائمہ کی کیا رائیں ہیں؟۔ ۴۶۰

(۶۵)

کتاب الشتی

۱ کیا مرید ہونا بے حد ضروری ہے؟ نیز پیر کی خوبیاں کیا ہیں؟ ۴۶۲
۲ مائکروفون سے شبینہ ہو تو دور والوں پر قرآن مجید سننا فرض ہے یا نہیں؟ نیز قرآن

https://alislami.net

خوانی میں سب لوگوں کا بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟ ۴۶۳
۳ موبائل یا میسیج کے ذریعے سے مرید ہونا اور دوسرے سے طالب ہونا کیسا ہے؟۔ ۴۶۵
۴ زلزلہ آنے کا کیا سبب ہے؟ ۴۶۷
۵ مرد کو اجنبیہ عورت کا اور عورت کو اجنبیہ مرد کا جوٹھا کھانا کیسا ہے؟......... ۴۶۸
۶ ایکسیڈنٹ میں کسی کی جان گئی یا حمل ساقط ہو گیا تو کیا حکم ہے؟........... ۴۶۸
۷ انبیاے کرام کے معصوم ہونے کے متعلق اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟..... ۴۶۹
۸ مشاجرات صحابہ کیا ہے اور اس کے متعلق اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟...... ۴۶۹
۹ باپ کا اپنے کسی بیٹے کو وراثت سے محروم کرنا کیسا ہے؟ اگر باپ نے محروم کر دیا
تو دیگر بھائیوں کا اپنے محروم بھائی کو وراثت میں شریک کرنا کیسا ہے؟ ... ۴۷۰
۱۰ میراث میں بہنوں کو شرعی حصے سے محروم کرنا کیسا ہے؟ ۴۷۲
۱۱ اگر بہنیں میراث کا مطالبہ نہ کرتی ہوں اور نہ ہی بہنوں کے دینے کا رواج ہو تو؟ ۴۷۲
۱۲ کیا بہنیں اپنا حصہ معاف کر سکتی ہیں؟ اگر اپنا حصہ ہبہ کر دیں تو اس کا حکم
اور طریقہ کیا ہے؟ نیز کیا بعد ہبہ رجوع کر سکتی ہیں؟ ۴۷۳
۱۳ تضمین بر کلام رضا ''عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی'' ۴۷۷
۱۴ تضمین بر کلام رضا ''صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا'' ۴۷۹
۱۵ تضمین بر کلام تاج الشریعہ ''منور میری آنکھوں کو۔۔۔'' ۴۸۱
۱۶ شجرۂ رضویہ ۴۸۳
۱۷ شجرۂ اسماعیلیہ ۴۸۴
۱۸ شجرۂ کمالیہ ۴۸۵
۱۹ شجرۂ جمالیہ ۴۸۶
۲۰ درود و سلام ۴۸۷
۲۱ مصادر و مراجع ۴۹۰

https://alislami.net

(۱)

کتاب العقائد

(عقائد کا بیان)

سوال (۱) جو کہے ''ہم کو شریعت سے الگ رہنے دو'' یا یوں کہے ''شریعت ہمارے ہاتھ کی میل ہے'' تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس کا یہ جملہ ''ہم کو شریعت سے الگ رہنے دو'' بہت ہی سخت ہے، لہٰذا کہنے والا علانیہ توبہ کرے اور اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔ (۱)

اور اس کا یہ جملہ ''شریعت ہمارے ہاتھ کی میل ہے'' کفر ہے، کیوں کہ اس میں شریعت کی تحقیر (توہین) ہے اور تحقیر شریعت کفر ہے۔ (۲)

الحدیقۃ الندیہ میں ہے:

''(والإستخفاف بالشريعة)أى عدم المبالاة بأحكامها وإهانتها وإحتقارها۔۔۔ كفر''(۳)

سوال (۲) کسی نے کہا ''میں کافر ہوں یا دیوبندی ہوں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا'' اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب اس نے کہا ''میں کافر ہوں اور ان کا ساتھ نہ چھوڑوں گا'' تو وہ اپنے اس اقرار کے سبب کافر ہو گیا۔ اس لیے کہ فقہ کا قاعدہ ہے ''المرء مواخذ باقراره'' او ''إقرار الإنسان على نفسه مقبول'' (۴) لہٰذا

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ ص:۲

(۲) ملخصاً از فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ ص:۲۷

(۳) الحديقة الندية، ج:۲ ص:۶۸ بيروت، لبنان

(۴) الوجيز فى ايضاح قواعد الفقه الكلية، ص:۳۵۳، مؤسسة الرسالة، بيروت

https://alislami.net

اسے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جائے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کیا جائے۔(۱)

اور دیو بندی بھی کفری عقائد کے سبب کافر ہیں ،لہذا جس نے کہا ''میں دیوبندی ہوں'' عقائد کو جانتا ہو تو ضرور کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ شارح بخاری علیہ الرحمہ ایک استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں جو درج ذیل ہے:

''زید کہتا ہے کہ کوئی سنی مسلمان کسی سے جھگڑا یا غصہ یا ہنسی کے عالم میں اپنے آپ کو دیوبندی یا وہابی کہہ دے تو وہ انھیں میں سے ہو جاتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ اگر اس کا عقیدہ صحیح ہے تو اس کو دیوبندی یا وہابی نہیں کہا جا سکتا ،اگرچہ وہ اپنے آپ کو دیوبندی یا وہابی کہہ رہا ہو، بلکہ اس سے پوچھا جائے کہ تو نے دیوبند یا نجد شہر کی بنا پر اپنے آپ کو دیوبندی یا وہابی کہا ہے یا کسی دیوبندی یا وہابی عقائد کی بنا پر؟ تو اس نے کہا دیوبندی عقائد کی بنا پر۔ تب بھی عمرو کہتا ہے کہ اس کو کافر نہیں کہہ سکتے ،اس لیے کہ ہو سکتا ہو کہ وہ دیوبندی، وہابی کی کفریاتی باتوں کو نہ جانتا ہو، مگر زید کہتا ہے کہ وہ دیوبندی یا وہابی عقائد کی کفریاتی باتوں کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اس کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ (میں دیوبندی یا وہابی، عقائد کی بنا پر ہوں) تو اس پر کفر لازم ہے، بلکہ ہر دیوبندی یا وہابی کو کافر کہا جائے گا ،اس لیے کہ حالیہ زمانے میں لوگ جانتے ہیں کہ دیوبندی یا وہابی ایک الگ مذہب ہے۔

الجواب: جو شخص جھگڑے کی حالت میں یا مذاق کے طور پر یہ کہے کہ میں دیوبندی ہوں ،یقیناً وہ دیوبندی کا فرمانا

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ فقیہ ملت ،ج:۱ص:۲

جائے گا۔ اقرارِ مرد، آزارِ مرد۔ عالم گیری میں ہے:

''مسلم قال أنا ملحد يكفر'' جو یہ کہے کہ میں کافر ہوں، کافر ہو گیا۔ لہذا زبان سے کوئی شخص کلمۂ کفر بکے تو اس کے اوپر کفر کا حکم لگایا جائے گا، ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ امام ابن حجر مکی اعلام میں فرماتے ہیں:

''**عملنا بما دل عليه لفظه صريحا فقلنا له أنت حيث أطلقت هٰذا اللفظ و لم تأول كنت كافرا أو إن كنت لم تقصد بذلك انا نحكم بالكفر باعتبار الظاهر و الإرادة و عدمها لا شغل لنا بها**''

ہم اس کے مطابق عمل کرتے ہیں جس پر لفظ صریحا دلالت کرتا ہے اور ہم کہتے ہیں جب تو نے اسی لفظ کا اطلاق کیا اور تاویل نہیں کی تو کافر ہو گیا، اگرچہ تیرا یہ قصد نہ ہو، اس لیے کہ ہم ظاہر کے اعتبار سے کفر کا حکم کرتے ہیں، ارادہ اور عدم ارادہ سے ہمیں کوئی کام نہیں۔

اور یہ کہنا کہ ہم نے ہنسی مذاق میں کہہ دیا تھا، یہ تاویل نہیں اور نہ اس کا اعتبار۔ اگر کوئی شخص ہنسی مذاق میں بھی کلمۂ کفر بکے گا تو کافر ہو جائے گا۔ منافقین نے یہ کہہ دیا تھا ''محمد ﷺ کو غیب کی کیا خبر'' ان سے مواخذہ ہوا تو انھوں نے کہا ''**إنما كنا نخوض و نلعب**'' ''ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا: **قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ** ''مومن ہونے کے بعد تم کافر ہو گئے۔ پھر یہاں تو اس نے صاف اقرار کر لیا ہے کہ ''میں دیوبندی یا وہابی، عقائد کی بنا پر ہوں'' تو اب

https://alislami.net

کسی تاویل کی بھی گنجائش نہیں۔اگروہ دیوبندی یا وہابی عقائد کو نہ جانتا ہوتو کیسے کہتا کہ میں عقیدے کی بنا پر دیوبندی ہوں،اگروہ دیوبندی عقائد نہ جانتا تو کہہ دیتا کہ میں نہیں جانتا کہ دیوبندی عقیدہ کیا ہے؟ غرض کہ سوال میں جو تفصیل درج ہے،اس کی بنا پر بلاشبہہ زید دیوبندی،وہابی،کافر،مرتد ہوگیا۔"(۱)

سوال (۳) جولوگ مندر میں پجاری کے پاس جا کر اس سے جھاڑ پھونک کرواتے ہیں یا کسی اوجھا کے پاس جا کر یا اس کو بلا کر عمل کرواتے ہیں تو ان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہندو اوجھا کو اپنے گھر لانے یا مندر میں جا کر اوجھا سے عمل کروانے والے سخت گنہگار،مستحق عذاب نار و مستوجب غضب جبار ہیں،ان سب لوگوں پر فرض ہے کہ علانیہ توبہ کریں اور اگر یہ لوگ توبہ نہ کریں تو ان سب کو برادری سے الگ کر دیا جائے۔اوجھا اپنے منتروں میں ہندو دیوی ، دیوتاؤں سے استعانت (مدد) طلب کرتے ہیں،ان کی جے پکارتے ہیں،ان کی دہائی دیتے ہیں۔اگر لوگوں کو یہ بات معلوم تھی پھر بھی اوجھا کو بلایا یا مندر جا کر عمل کرایا تو وہ مسلمان نہ رہے،کافر ہو گئے ۔قرآن مجید میں ہے''إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ'' علما فرماتے ہیں رضا بالکفر (کفر سے راضی ہونا) کفر ہے،ان کی بیویاں نکاح سے نکل گئیں،ان سب پر فرض ہے کہ توبہ کریں،تجدید ایمان کریں،اپنی بیویوں سے پھر سے نکاح کریں اور اگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ اپنے منتروں میں دیوی دیوتاؤں کی جے پکارتے ہیں،ان کی دہائی دیتے ہیں،صرف ایک کرتب باز سمجھ کر بلایا تو کافر نہ ہوں گے،گنہگار ضرور ہوں گے اور توبہ بہر حال فرض ہے۔اگر علانیہ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کا بائیکاٹ کریں۔(۲)

---

(۱) ازفتاوی شارح بخاری ،ج :۲ص:۳۷۶ ،۳۷۷
(۲) ملخصاً ازفتاوی شارح بخاری،ج:۲ص:۵۶۱

سوال (۴) بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے، ہوسکتا ہے کہ آگے چل کر ایمان لائے۔ وہ لوگ از روئے شرع مسلمان ہیں کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمے کا حال دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس سے یہ نہ ہوگا کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو، اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ خاتمے پر بنا روز قیامت اور ظاہر پر مدار حکم شرع ہے۔ اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر مثلاً یہودی یا نصرانی یا بت پرست مر گیا تو یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا، مگر ہم کو اللہ اور رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں۔ اس کی زندگی میں اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں، جو کافروں کے لیے ہیں، مثلاً میل جول، شادی بیاہ، نماز جنازہ، کفن دفن۔ جب اس نے کفر کیا تو فرض ہے کہ ہم اسے کافر ہی جانیں اور خاتمے کا حال علم الٰہی پر چھوڑیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہو اور اس سے کوئی قول وفعل خلافِ ایمان نہ ہو، فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں، اگرچہ ہمیں اس کے خاتمے کا بھی حال معلوم نہیں۔ (۱)

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱ص:۱۸۵،۱۸۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

سوال (۵) وہابی یا بد دین معلم یا معلمہ سے بچوں کی تعلیم دلانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حرام ہے۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت تحریر فرماتے ہیں:

''(وہابیوں سے بچوں کو تعلیم دلوانا) حرام حرام حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال ومبتلائے آثام ہے''(۱)

سوال (۶) وہابی، دیوبندی سے سلام وکلام اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وہابی، دیوبندی اپنے کفری عقائد اور رسول کی شان میں گستاخیوں کے سبب کافر اور مرتد ہیں، ان کے کفری اور گستاخانہ عقائد ان کی کتابوں کے حوالے سے ہدیۂ ناظرین ہیں، انھیں ملاحظہ کر کے خود فیصلہ کریں کہ یہ کیا ہیں؟

(غیر مقلدوں کے عقائد)

شانِ نبوت وحضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثلِ ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت، زمانۂ تبلیغ کی مانتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ، ان کی ذاتِ پاک سے بعدِ وفات ہے۔ان کے بڑوں کا مقولہ ہے (معاذ اللہ، معاذ اللہ، نقلِ کفر، کفر نہ باشد) کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی، ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلاۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۳ ص:۶۸۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) شہابِ ثاقب، ص:۴۷

https://alislami.net

(دیوبندیوں کے عقائد)

دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا:

''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کے لیے حاصل ہے۔(۱)

ہم مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کا علمِ غیب جانوروں، چوپایوں اور پاگلوں کے جیسا مانا جائے یا ان کے برابر مانا جائے، بہر حال وہ اسلام کے خلاف اور کفر ہے؛ کیوں کہ یہ حضور علیہ السلام کے شان پاک میں بہت بڑی گستاخی ہے، جو بلا شبہہ کفر ہے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی توقیر و تعظیم فرض عین ہے اور آپ کی جناب میں ذرہ برابر گستاخی بھی اسلام سے خارج کر دینے کے لیے کافی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ''(۲)

یعنی حضور علیہ السلام کی تعظیم وتوقیر کرو۔

خلیل احمد انبیٹھوی نے ''براہین قاطعہ'' میں لکھا:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا (پوری زمین کا علم) فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا

---

(۱) حفظ الایمان، ص:۱۵، کتب خانہ سلطانیہ، دیوبند

(۲) پ:۲۶، فتح:۴۸/۹

https://alislami.net

شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے ۔شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص (دلیل) سے ثابت ہوئی،فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نصِ قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص (دلائل) کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔(۱)

اس عبارت میں جس وسعت علم کو شیطان کے لیے ثابت کیا ہے اور اس پر نص (دلیل) ہونا بیان کیا ہے،اسی کو نبی کریم ﷺ کے لیے شرک بتایا ہے۔معاذ اللہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیو بندی اکابر وسعت علم میں شیطان کو خدا کا شریک اور حضور علیہ السلام سے زیادہ صاحب علم مانتے ہیں اور یہ بھی کفر ہے۔

رشید احمد گنگوہی نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں لکھا:

''اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔''(۲)

اور قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا:

''بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''(۳)

اسی میں آگے خامہ فرسائی کی:

''بلکہ اگر بالفرض بعدِ زمانۂ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''(۴)

یہ عبارت کس قدر غلط ہے۔اسے یوں سمجھیے جیسے کوئی کہے: اگر کوئی مہادیو کی پوجا

---

(۱) براہین قاطعہ، ص:۵۵،مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، طباعت اول، مارچ، ۱۹۸۷
(۲) فتاویٰ رشیدیہ، ص:۲۰
(۳) تحذیر الناس، ص:۱۴، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند
(۴) تحذیر الناس، ص:۲۵، کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند

https://alislami.net

کرلے یا کفری بات بول دے تو بھی اس کے مسلمان ہونے پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ اگر یہ بات غلط ہے تو تحذیر الناس کی وہ بات بھی ضرور غلط ہے۔اور ایسے بہت سے گندے عقائد دیوبندی مذہب کے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں اور یقیناً ایسے عقائد مسلمانوں کے نہیں ہوسکتے۔

لہذا یہ بات واضح ہوگئی کہ وہابی، دیوبندی اپنے کفریات کے سبب کافر ہیں اور کافر کے لیے دعاے مغفرت کرنا جائز نہیں۔جیسا کہ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے۔''(۱)

نیز بدمذہبوں کو سلام بھی نہ کیا جائے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ''إن لقیتموھم فلاتسلموا علیھم''یعنی بدمذہبوں سے ملاقات ہوتو انھیں سلام نہ کرو۔(۲)

سوال (۷) یہ کہنا ''خدا ہر جگہ ہے'' کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: یہ کہنا ''خدا ہر جگہ ہے'' کلمۂ کفر ہے۔ الحدیقۃ الندیہ میں ہے: لو قال ھکذا بالفارسیۃ (نہ مکانی زتو خالی نہ تو در ہیچ مکانی) فھکذا کفر۔کوئی شے کسی شے میں ہوتی ہے تو وہ شے اس کو گھیرے رہتی ہے اور اللہ عزوجل کو کوئی چیز گھیر نہیں سکتی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطاً'' یہ اور بات ہے کہ اس جملے سے قائل کافر نہ ہوگا، پھر بھی ایسے جملے سے احتیاط لازم ہے، جس کا معنیٰ ظاہری کفر ہو۔(۳)

سوال (۸) فلمیں دیکھنا، گانے سننا اور بے ہودہ مذاق کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: فلمیں دیکھنا اور فلمی گانے سننا مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس میں بالعموم فحش تصویریں اور گندے گانے ہوتے ہیں اور بسا اوقات اس میں کفری الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔حضور شارح بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

(۱) از بہار شریعت، ج:۱۶ص:۶۵۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب فی القدر- حدیث: ۹۲

(۳) ملخصاً از فتاویٰ شارح بخاری، ج:۱ص:۱۱۴

https://alislami.net

فلمی گانے سننا حرام وگناہ ہے اور بے ہودہ ہنسی مذاق کرنا مخرب اخلاق ہے۔(۱)

سوال (۹) جو کہے دیوبندی، وہابی یا دیگر بدمذہبوں کا عقیدہ ان کے ساتھ اور ہمارا ہمارے ساتھ تو اس پر کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: دیوبندی، وہابی اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر ومرتد ہیں، جیسا کہ ماقبل میں گزرا۔ لہذا ان سے میل جول، سلام کلام ہرگز جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تؤاكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم"(۲)

یعنی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ اور دوسری روایت میں یہ بھی ہے:

فإياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم "(۳)

یعنی اپنے کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہ وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے محبت رکھنے والے ہیں وہ کبھی ان کے دشمنوں سے میل جول نہیں رکھتے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ان کے ساتھ ہمارا عقیدہ ہمارے ساتھ، وہ گمراہ نہیں تو جاہل ہیں اور جاہل نہیں تو گمراہ ہیں۔

سوال (۱۰) مال حرام سے صدقہ کرنا اور اس پر ثواب کی امید رکھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: علما فرماتے ہیں جو حرام مال سے تصدّق

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ شارح بخاری، ج:۲ ص:۴۹۷

(۲) معجم کبیر طبرانی: ۱۷/ ۱۴۰، حدیث نمبر: ۳۴۹، ضعفاے کبیر عقیلی: ۱/ ۱۲۶، ترجمہ: ۱۵۳، احمد بن عمران

(۳) الصحيح لمسلم، المقدمة، باب النهى عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط فى تحملها، رقم الحديث: ۷

(صدقہ) کرے اوراس پر ثواب کی امید رکھے، کافر ہوجائے گا۔
خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:
"رجل تصدق من الحرام ویرجوا الثواب یکفر"(۱)

سوال (۱۱) زید پکا سنی ہے، مگر برادری کے ناطے وہابیوں، بدمذہبوں کے چندلوگ اس کے پاس آتے رہتے ہیں اور زیدان کی خوب خاطر ومدارت کرتا ہے، کیا ایسا کرنے سے اس کی سنیت میں فرق پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر فی الواقع زید اس کے مذہب کو برا اور وہابیوں کو کافر جانتا ہے تو وہ اس حرکت سے وہابی تو نہ ہوا مگر گنہگار فاسق ضرور ہوا، اس پر توبہ لازم ہے اور آئندہ احتیاط فرض، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ"(۲)
اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور جوان سے دوستی کرے گا تو وہی پکا ظالم ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے:
"لاتصاحب إلا مؤمنا ولا یاکل طعامک إلا تقی"(۳)
یعنی رفاقت نہ کر مگر مسلمان سے اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار یعنی سنی"(۴)

سوال (۱۲) جو اپنے کو سنی کہتے ہیں، مگر دیوبندیوں سے رشتہ کرتے ہیں اور ان کے جنازہ کی نماز بھی پڑھتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دیوبندی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافر ومرتد ہیں، جس کی تفصیل ماقبل میں گزری ہے، دیکھ لیں اور مرتد کا نکاح کسی سے نہیں

---

(۱) خلاصۃ الفتاویٰ، ج:۴ ص:۳۸۷، مکتبۃ الرشیدیۃ
(۲) پ:۱۰، توبہ:۹/۲۳
(۳) سنن أبی داود، باب الادب، حدیث: ۴۸۳۲
(۴) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱ ص:۲۶۸، ۲۶۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ہوسکتا،لہذا دیو بندی کو اپنی لڑکی دینا زنا کے لیے پیش کرنا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا ان کی نماز جنازہ پڑھنا، ان کے ساتھ بیٹھنا، عیادت کرنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، ان کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا یہ سب ناجائز وحرام ہیں۔ حدیث شریف میں بدمذہبوں کے بارے میں ہے:

"إن مرضوا فلا تعودوهم وإن ماتوا فلا تشهدوهم وإن لقيتموهم فلا تسلموا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلوا معهم"(۱)

یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات کرو تو انھیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، نہ پیو، نہ کھاؤ، نہ نکاح کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

لہذا جو لوگ اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں اور اپنی لڑکی دیوبندی کو دے دیتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں یا ان کے جنازے کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر انھیں کافر سمجھتے ہوئے کسی کے دباؤ اور چاپلوسی میں آکر ایسا کرتے ہیں تو سخت گنہگار ہیں، توبہ واستغفار کریں اور ایسی حرکتوں سے باز آئیں اور اگر لڑکی دے چکے ہیں تو فوراً لاکر کسی صحیح العقیدہ سے اس کا نکاح کروا دیں اور اگر وہ ان کے کفری عقائد کو جان کر، انھیں مسلمان سمجھ کر، یہ سب کرتے ہیں تو تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کریں کہ کافر کو مسلمان سمجھنے سے آدمی خود کافر ہوجاتا ہے۔

سوال (۱۳) جو کہے کہ مسلمان سے اچھا تو کافر ہے، اس کے متعلق کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: کافر کو مسلمان سے اچھا کہنا، اسلام سے اچھا کفر کو کہنا ہے۔ لہذا اس کا قائل توبہ واستغفار اور تجدید ایمان کرے اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو تمام مسلمان اس کا سخت سماجی بائیکاٹ کریں۔(۲)

---

(۱) سنن ابن ماجه، المقدمة باب فی القدر، رقم الحدیث: ۹۲۔ معجم کبیر طبرانی: ۱۷/ ۱۴۰، حدیث نمبر: ۳۴۹، ضعفاے کبیر عقیلی: ۱/ ۱۲۶، ترجمه: ۱۵۳، احمد بن عمران

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج: ۲ میں، ص: ۱۰۷، پر ہے۔

https://alislami.net

سوال (۱۴) اللہ تبارک وتعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ''خدا آسمان میں ہے'' یا خدا کو اوپر والا کہنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اللہ تبارک وتعالیٰ زمین وآسمان میں ہونے سے پاک ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کو آسمان میں ہونے کا عقیدہ رکھنا یا اسے اوپر والا کہنا اس کے لیے مکان ثابت کرنا ہے اور یہ کفر ہے۔ جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

''لو قال اللہ فی السماء ۔۔۔ فإن أراد به المكان يكفر وإن لم تكن له فيه يكفر عند الأكثر وهو الأصح وعليه الفتویٰ ۔۔۔ اھ''(۱)

سوال (۱۵) جو کہے مسلک کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں (یعنی دیوبندی، وہابی، شیعہ وغیرہ) سب سے متحد ہو جائیں، ورنہ انجام برا ہوگا، تو ایسا کہنے والا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: یہ سب اپنے کفریات کے سبب کافر و مرتد ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ خذلهم الله تعالیٰ اجمعین، قطعا یقینا کفار مرتدین ہیں۔ ان سے میل جول قطعی حرام ہے، ان سے سلام کلام حرام، انھیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مرجائیں تو مسلمانوں کا سا انھیں غسل وکفن دینا حرام، ان کا جنازہ اٹھانا حرام۔ (۲)

لہذا ایسا کہنے والا مزاج شریعت سے ناواقف اور فاسق معلن، مستحق عذاب نار اور لائق قہر قہار، اس پر علانیہ توبہ لازم، اگر توبہ نہ کرے تو اس کا سماجی بائیکاٹ کریں۔

---

(۱) الهندية، ج: ۲ ص: ۲۸۲، كتاب السير/باب فی أحكام المرتدين، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۴ ص: ۴۰۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۲)

کتاب الطھارۃ

(پاکی کا بیان)

سوال (۱) وضو کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سب سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھے ، پھر اس کے بعد ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئے ، پھر کم از کم تین تین مرتبہ داہنے بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں مسواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے اور اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا سنگین کپڑے سے دانت مانجھ لے۔ یوہیں اگر دانت نہ ہوں تو انگلی یا کپڑا مسوڑوں پر پھیر لے، پھر تین چلو پانی سے تین کلیاں کرے کہ ہر بار منہ کے ہر پرزے پر پانی بہہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے، پھر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کر کے داہنے ہاتھ سے تین بار ناک میں تین چلو سے پانی چڑھائے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اس پر پانی بہہ جائے اور روزہ دار نہ ہو تو ناک کی جڑ تک پانی پہنچائے، پھر منہ کو شروع پیشانی سے (یعنی جہاں سے بال جمنے کی انتہا ہو) ٹھوڑی تک طول میں اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک جلد کے ہر حصے پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے۔ نیز منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے بشرطے کہ احرام نہ باندھے ہو، یوں کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے، پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو اس طرح دھلے کہ کہنیوں سے ناخن تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے نہ رہ جائے۔ پھر سر کا مسح یوں کرے کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کا سرا دوسرے ہاتھ کی تین انگلیوں کے سرے سے ملائے اور پیشانی کے بال یا کھال پر رکھ کر گدی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں، وہاں سے ہتھیلیوں سے مسح کرتا واپس لائے اور کلمے کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصے کا مسح کرے اور

انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سطح کا اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرے ،پھر دونوں پاوں کی انگلیوں کا بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے یوں خلال کرے کہ داہنے پاوں سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاوں میں انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیاں پر ختم کرے اور (بے خلال کیے پانی انگلیوں کے اندر سے نہ بہتا ہوتو خلال فرض ہے یعنی پانی پہنچانا) دونوں پاوں کو گٹوں سمیت تین مرتبہ دھوئے۔ پھر یہ دعا پڑھے"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ"(۱)

سوال (۲) غسل کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سب سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھے، پھر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے ، پھر استنجے کی جگہ دھوئے ،خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے، پھر داہنے ہاتھ سے یوں کلی کرے کہ منہ کے ہر پرزے، گوشے، داڑھوں کے نیچے، گالوں کی تہہ میں ،دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں، زبان کی ہر کروٹ میں، ہونٹ سے حلق کے کنارے تک پانی بہہ جائے۔ پھر ناک میں ڈالے کہ دونوں نتھنوں کو جہاں تک نرم جگہ ہے یوں دھلے کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے ،بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے، ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے، نیز ناک کے بالوں کا دھونا بھی فرض ہے۔ پھر نماز کے جیسا وضو کرے، پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑ لے خصوصاً جاڑے میں، پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائے، پھر بائیں مونڈھے پر تین بار، پھر تمام بدن پر، یعنی سر کے بالوں سے پاوں کے تلووں تک جسم کے ہر پرزے، ہر رونگٹے پر پانی اچھی طرح بہائے اور نہانے میں قبلہ کی طرف رخ نہ کرے۔(۲)

سوال (۳) وضو اور غسل میں کتنی جگہ ایسی ہیں جن کی احتیاط مرد وعورت سب پر لازم ہے؟

---

(۱) ایسا ہی بہار شریعت میں، حصہ:۲ ص:۲۸۸ تا ۲۹۹ پر ہے۔(مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) ایسا ہی بہار شریعت میں، حصہ:۲ ص:۳۱۶ تا ۳۱۹ پر ہے۔(مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب:

وضو میں مرد و عورت کے لیے احتیاط کی جگہیں:

(۱) پانی مانگ یعنی ماتھے کے سرے سے پڑنا، بہت لوگ لپ یا چلو میں پانی لے کر ناک یا ابرُو (آنکھوں کے اوپر والے ہلالی شکل کے بال) یا نصف ماتھے پر ڈالتے ہیں، پانی بہہ کر نیچے آیا وہ اپنا ہاتھ چڑھا کر اوپر لے گئے، اس میں سارا ماتھا نہ دھلا، صرف بھیگا ہاتھ پھیرا اس طرح وضو نہ ہوا۔

(۲) پٹیاں جھکی ہوں تو انھیں ہٹا کر پانی ڈالے کہ جو حصہ پیشانی کا ان کے نیچے ہے دھلنے سے رہ نہ جائے۔

(۳) بھوں کے بال چھدرے ہوں کہ نیچے کی کھال چمکتی ہو تو کھال پر پانی بہانا فرض ہے، صرف بالوں پر کافی نہیں۔

(۴) آنکھوں کے چاروں کوے دھوئے، آنکھیں زور سے بند نہ کرے، یہاں کوئی سخت چیز جمی ہوئی ہو تو چھڑا لے۔

(۵) پلک کا ہر بال پورا، بعض وقت کیچڑ وغیرہ سخت ہو کر جم جاتا ہے کہ اس کے نیچے پانی نہیں بہتا، اس کا چھڑانا ضرور ہے۔

(۶) کان کے پاس تک کنپٹی، ایسا نہ ہو کہ ماتھے کا پانی گال پر اتر آئے اور یہاں صرف بھیگا ہاتھ پھیر لے۔

(۷) ناک کا سوراخ، اگر کوئی گہنا یا تنکا ہو تو اسے پھرا پھرا کر ورنہ یوں ہی دھو ڈالے، ہاں! اگر بالکل بند ہو گیا تو حاجت نہیں۔

(۸) آدمی جب خاموش بیٹھے تو دونوں لب مل کر کچھ حصہ چھپ جاتا، کچھ ظاہر رہتا ہے، یہ ظاہر رہنے والا حصہ بھی دھلنا فرض ہے، اگر کلی نہ کی اور منہ دھونے میں لب سمیٹ کر بزور بند کر لیے تو اس پر پانی نہ بہے گا۔ (اس طرح چہرے کا مکمل دھلنا نہ پایا جائے گا)

(۹) ٹھوڑی کی ہڈی اس جگہ تک جہاں نیچے کے دانت جمے ہیں۔

(۱۰) ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں۔

(۱۱) انگلیوں کی کروٹیں کہ ملنے پر بند ہوجاتی ہیں۔

(۱۲) دسوں ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی، ہاں! میل کا ڈر نہیں۔

(۱۳) ناخنوں کے سرے سے کہنیوں کے اوپر تک ہاتھ کا ہر پہلو۔ چلو میں پانی لے کر کلائی پر الٹ لینا ہرگز کافی نہیں۔

(۱۴) کلائی کا ہر بال جڑ سے نوک تک، ایسا نہ ہو کہ کھڑے بالوں کی جڑ میں پانی گزر جائے نوکیں رہ جائیں۔

(۱۵) آرسی، (ایک زیور جس میں شیشے جڑے ہوتے ہیں) چھلے اور کلائی کے ہر گہنے کے نیچے۔

(۱۶) عورتوں کو پھنسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے، انھیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں۔

(۱۷) چوتھائی سر کا مسح فرض ہے، پوروں کے سرے گزار دینا اکثر اس مقدار (چوتھائی سر) کو کافی نہیں ہوتا۔

(۱۸) پاوں کی آٹھوں گھائیاں۔

(۱۹) یہاں انگلیوں کی کروٹیں زیادہ قابل لحاظ ہیں کہ قدرتی ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

(۲۰) ناخنوں کے اندر کوئی سخت چیز نہ ہو۔

(۲۱) پاوں کے چھلے اور جو گہنا گٹوں پر یا گٹوں سے نیچے ہو اس کے نیچے سیلان شرط ہے۔

(۲۲) گٹے۔

(۲۳) تلوے۔

(۲۴) ایڑیاں۔

(۲۵) کونچیں، خاص بہ مردان۔

(۲۶) مونچھیں۔

(۲۷) صحیح مذہب میں ساری داڑھی دھونا فرض ہے، یعنی جتنی چہرے کی حد میں ہے، نہ لٹکی ہوئی کہ ہاتھ سے گلے کی طرف دباؤ تو ٹھوڑی کے اس حصے سے نکل جائے، جس پر دانت جمے ہیں کہ اس کا صرف مسح سنت اور دھونا مستحب ہے۔

https://alislami.net

(۲۸،۲۹) داڑھی، مونچھیں چھدری ہوں کہ نیچے کی کھال نظر آتی ہوتو کھال پر پانی بہنا۔

(۳۰) مونچھیں بڑھ کر لبوں کو چھپالیں تو انھیں ہٹا ہٹا کر لبوں کی کھال دھونا اگرچہ مونچھیں کیسی ہی گھنی ہوں۔

غسل میں مرد وعورت سب کے لیے احتیاط کی جگہیں:

ظاہر ہے کہ وضو میں جس جس عضو کا دھونا فرض ہے غسل میں بھی فرض ہے تو یہ سب اشیا یہاں بھی معتبر اور ان کے علاوہ یہ اور زائد ہیں:

(۳۱) سر کے بال کہ گندھے ہوئے ہوں، ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا۔

(۳۲) کانوں میں بالی پتے (کان کا ایک زیور) وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا غسل میں وہی حکم ہے جو ناک میں بلاق وغیرہ کے چھید کے غسل و وضو دونوں میں تھا۔

(۳۳) بھنووں کے نیچے کھال اگرچہ بال کیسے ہی گھنے ہوں۔

(۳۴) کان کا ہر پرزہ، اس کے سوراخ کا منہ۔

(۳۵) کانوں کے پیچھے بال ہٹا کر پانی بہائے۔

(۳۶) استنشاق بمعنی مذکور۔

(۳۷) مضمضہ بطور مسطور۔

(۳۸) داڑھوں کے پیچھے۔

(۳۹) دانتوں کی کھڑکیوں میں جو سخت چیز ہو پہلے جدا کر لیں۔

(۴۰) چونا، ریخیں (منجن یا پان کا نشان) وغیرہ جو بے ایذا چھوٹ سکے چھڑانا۔

(۴۱) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ بے منہ اٹھائے نہ دھلے گا۔

(۴۲) بغلیں بے ہاتھ اٹھائے نہ دھلیں گی۔

(۴۳) بازو کا ہر پہلو۔

(۴۴) پیٹھ کا ہر ذرہ۔

(۴۵) پیٹ وغیرہ کی بلٹیں اٹھا کر دھوئیں۔

https://alislami.net

(۴۶) ناف میں انگلی ڈال کر جب کہ بغیر اس کے پانی بہنے میں شک ہو۔
(۴۷) جسم کا کوئی رونگٹا کھڑا نہ رہ جائے۔
(۴۸) ران اور پیڑو کا جوڑ کھول کر دھوئیں۔
(۴۹) دونوں سرینیں ملنے کی جگہ، خصوصاً جب کھڑے ہو کر نہائیں۔
(۵۰) ران اور پنڈلی کا جوڑ جب کہ بیٹھ کر نہائیں۔
(۵۱) رانوں کی گولائی۔
(۵۲) پنڈلیوں کی کروٹیں۔

ان باون کے علاوہ آٹھ اور ہیں جن کی احتیاط غسل میں خاص مردوں کو ضروری ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۵۳) گندھے ہوئے بال کھول کر جڑ سے نوک تک دھونا۔
(۵۴) مونچھوں کے نیچے کی کھال اگرچہ گھنی ہوں۔
(۵۵) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک۔
(۵۶) ذکر وانثیین کے ملنے کی سطحیں کہ بے جدا کیے نہ دھلیں گی۔
(۵۷) انثیین کی سطح زیریں جوڑ تک۔
(۵۸) انثیین کے نیچے کی جگہ تک۔
(۵۹) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو بہت علما کے نزدیک اس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ کھول کر دھوئے۔
(۶۰) اس قول پر اس کھال کے اندر بھی پانی پہنچنا فرض ہوگا، بے چڑھائے اس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہو جائے گی۔

ان ۶۰ کے علاوہ ۱۰ مواضع اور ہیں جن کی احتیاط خاص عورتوں پر لازم ہے۔ وہ یہ ہیں:
(۶۱) گندھی چوٹی میں ہر بال کی جڑ تر کرنی، چوٹی کھولنی ضروری نہیں، مگر جب ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی۔

https://alislami.net

(۶۲) ڈھلکی ہوئی پستان اٹھا کر دھونا۔
(۶۳) پستان اور شکم کے جوڑ کی تحریر۔
(۶۴ تا ۶۷) فرج خارج کے چاروں لبوں کی جبیں جڑ تک۔
(۶۸) گوشت پارہ بالا کا ہر پرت کہ کھولے سے کھل سکے گا۔
(۶۹) گوشت پارہ زیریں کی سطح زیریں۔
(۷۰) اس پارہ (حصے) کے نیچے کی خالی جگہ غرض فرج خارج کے ہر گوشے، پرزے کنج (گوشے) کا خیال لازم، ہاں! فرج داخل کے اندر انگلی ڈال کر دھونا واجب نہیں، بہتر ہے۔[1]

سوال (۴) نیل پالش اور پان کے کثرت استعمال سے ناخنوں، دانتوں میں جمی تہہ کو کیا صاف کرنا ضروری ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بار بار پان کھانے سے اس کی کچھ تہہ جم جاتی ہے اور گویا وہ دانت کے درجے میں ہو جاتی ہے، لہذا اس کے ساتھ بغیر صاف کیے وضو اور غسل صحیح ہے؛ کیوں کہ اگر وہ اس کو صاف کرنے کی کوشش کریں گے تو ان دانتوں میں سوراخ ہو جائے گا، خون آئے گا اور اس کے علاوہ دوسری پریشانیاں ہوں گی۔ اس لیے حکم یہ ہے کہ اگر آسانی سے چونا وغیرہ چھوٹ جائے تو اسے صاف کرنا واجب ہے، ورنہ معاف ہے۔ اس کے برخلاف نیل پالش کے کہ اس کا زینت و آرائش کے سوا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ یہ نہ تو کوئی مرض ہے اور نہ ہی کسی مرض کا علاج، یہ محض زینت ہے۔ نیز اس کی تہہ جم بھی جاتی ہے، اس لیے اس کو صاف کرنا ضروری ہے۔[2]

سوال (۵) نجس کپڑا پہن کر غسل کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر پاک کپڑا ہو تو نجس کپڑا پہن کر غسل کرنا منع ہے۔ کیوں کہ پانی پڑنے کے بعد نجاست پھیل کر پورے بدن میں لگ جائے

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱ص:۵۹۹ تا ۶۰۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) ملخصا از سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص:۴۸

https://alislami.net

گی اور پورا جسم ناپاک ہوجائے گا، لہذا پاک کپڑا پہن کر ہی غسل کرے؛ لیکن اگر پاک کپڑا نہ ہوتو پہلے اس کی نجاست دور کرے۔ اگر تر نجاست والے کپڑے کو پہن کر پانی کے باہر غسل کیا اور خوب پانی ڈالا تو اب وہ کپڑا پاک ہوجائے گا، کیوں کہ زیادہ پانی ڈالنا تین بار دھونے اور نچوڑنے کے قائم مقام ہوجائے گا اور اگر تالاب یا ندی میں غسل کرے تو بھی پاک ہوجائے گا، کیوں کہ پانی کے بار بار گزرنے اور دباو پڑنے سے بھی نجاست دور ہوجائے گی۔

بحر الرائق میں ہے:

"لأن الجريان بمنزلة التكرار والعصر والمعتبر عليه الظن هو الصحيح"(۱)

لیکن اگر نجاست خشک ہے تو اسے رگڑنا ضروری ہے، کیوں کہ بغیر رگڑے ایسی نجاست کا زوال مشکل ہے۔ صرف پانی کا بار بار گزرنا اور دباو پڑنا کافی نہیں۔(۲)

سوال (۶) رات میں جب غسل فرض ہوجائے تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: رات میں جب غسل فرض ہوجائے تو اسے چاہیے کہ استنجا کرکے اپنے بدن پر لگی نجاست کو اچھی طرح صاف کرلے، پھر نماز کے جیسا وضو کرے۔ اس کے بعد چاہے تو سوجائے، چاہے تو کچھ کھا پی لے۔ ہاں! جب نماز کا وقت آجائے تو نہانا فرض ہے۔(۳)

سوال (۷) حالت ناپاکی میں کھانا پینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جنابت کی حالت میں کھا بھی سکتے ہیں اور پی بھی سکتے ہیں، البتہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی پر غسل واجب ہے اور وہ کچھ کھانا پینا چاہ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وضو کرلے، جیسا کہ نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے۔

---

(۱) البحر الرائق، ج: ۱ ص: ۲۱۲، کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت میں، ج: ۱ ص: ۵۷ پر ہے۔

(۳) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں، ص: ۴۸ پر ہے۔

ورنہ کم از کم اچھی طرح سے ہاتھ، منہ دھو کر کلی کر لے۔(۱)

سوال (۸) انگریزی بیت الخلا اور ٹیشو پیپر کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اس تعلق سے سراج الفقہا مفتی نظام الدین صاحب قبلہ فرماتے ہیں:

''اولا انگریزی بیت الخلا بنوانا ہی نہیں چاہیے، کیوں کہ اس میں پانی بھرا رہتا ہے جو ناپاک ہے اور اس پانی پر جب دباو پڑتا ہے تو وہ چھلکتا ہے، جس کی وجہ سے بدن ناپاک ہوجاتا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ اپنے بدن اور کپڑے کو جان بوجھ کر ناپاک کرنا حرام ہے، البتہ جو کسی وجہ سے مجبور ہے وہ معذور ہے۔ رہ گیا ٹیشو پیپر کا مسئلہ تو اس کا مصرف سوائے اس کے کچھ اور نہیں کہ جس کام کے لیے وہ بنا ہے اسی میں استعمال کیا جائے، بلکہ جسم کو گندگی سے بچانے کے لیے اس کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ ایسے بیت الخلا میں اگر ٹیشو پیپر پہلے ڈال دیں پھر بیٹھیں تو پانی چھلک کر اوپر نہیں آئے گا۔ اپنے بدن کو ناپاکی سے بچانے کے لیے اسے ڈالنا ہی چاہیے، مگر اپنے گھروں میں یہ سب چیزیں نہ لائیں۔ اگر کہیں پھنس گئے ہوں تو استعمال کی اجازت ہے۔ ہندوستانی طرز کے جو استنجا خانے ہیں ان کو استعمال کرنے میں اچھائی ہے اور نجاست سے بچاو بھی۔''(۲)

سوال (۹) کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: کپڑے میں اگر نجاست مرئی (دیکھی

---

(۱) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص ۴۶، ۴۷

(۲) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص: ۴۹

https://alislami.net

جانے والی) ہے تو پہلے اس کو دور کرے، پھر اتنا پانی ڈالے کہ اسے نجاست کے دور ہوجانے کا اطمینان ہوجائے اور اگر نجاست غیر مرئی (نہ دیکھی جانے والی) ہے جیسے پیشاب، شراب وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا دو طریقہ ہے:

(۱) ایک طریقہ یہ ہے کہ پانی ڈال کر اچھی طرح ملیں اور پوری طاقت سے نچوڑیں کہ اس میں سے پانی ٹپکنا بند ہوجائے، پھر کپڑے کو الگ رکھ کر ہاتھوں کو اچھی طرح دھل لیں، اس کے بعد پھر اس پر پانی بہائیں اور ملیں اور خوب اچھی طرح نچوڑیں، پھر اس کے بعد اس کو الگ رکھ کر اپنے ہاتھ کو دھل لیں اور ایسے ہی تیسری مرتبہ کریں، کپڑا پاک ہوجائے گا۔

اس میں طاقت کا اعتبار ہے، مثلاً کم طاقت والے نے نچوڑا تو اس سے زیادہ طاقت والا اگر نچوڑے گا تو ایک دو قطرہ ٹپک جائے گا تو کم طاقت والے کے حق میں پاک ہے، زیادہ طاقت والے کے حق میں ناپاک؛ لیکن اگر زیادہ طاقت والے نے نچوڑ دیا تو اب دونوں کے حق میں پاک ہے۔ لہذا ناپاک کپڑا بیوی سے پاک نہیں کرانا چاہیے کہ اکثر عورتیں مردوں سے طاقت میں کم ہوتی ہیں کہ ان سے قطرہ ٹپکنا بند تو ہوجائے گا، لیکن خود نچوڑنے پر ایک دو قطرہ ٹپکے گا تو یہ اس کے حق میں ناپاک ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب کپڑا پرانا ہے اور ڈر ہے کہ اگر پوری طاقت سے نچوڑا جائے گا تو کپڑا پھٹ جائے گا تو اس کا حکم یہ ہے کپڑے پر خوب تیزی سے پانی بہائیں اور اس کو ملتے جائیں حتی کہ اطمینان ہوجائے کہ اب نجاست ختم ہوگئی تو اس کو ہلکے ہاتھ سے ہی نچوڑنا کافی ہوگا۔ اس صورت میں پانی زیادہ خرچ ہوگا اور پانی کم خرچ کرنے کی صورت یہ ہے کہ کپڑا دھو کر رسی پر ڈال دیں، جب پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے پھر دھلیں پھر ڈال دیں ایسے ہی تیسری مرتبہ بھی کریں حتی کہ کپڑا خشک ہوجائے۔ یہی طریقہ بوسیدہ کپڑوں اور ان کپڑوں کا بھی ہے جن کو نچوڑنا دشوار ہو، مثلاً کمبل، قالین وغیرہ۔ (۱)

---

(۱) ملخصاً از سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص: ۵۰، ۵۱

https://alislami.net

اورحاشیہ طحطاوی میں ہے:

”(ویطھر متنجس بنجاسة مرئیة) کدم (بزوال عینها ولو بمرة) أی غسلة واحدة (علی الصحیح)۔۔۔(و) یطھر محل النجاسة (غیر المرئیة بغسلها ثلاثا) وجوبا ۔۔۔(والعصر کل مرة) تقدیرا لغلبة الظن فی استخراجها“ (۱)

سوال (۱۰) صابن اور جدید کیمیکل سے ناپاک کپڑے کو پاک کیا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نجاست اگر غیر مرئی ہو تو دھل کر بغیر نچوڑے کپڑا پاک نہیں ہوسکتا، یہ آلات نجاست دور کرنے میں ممد و معاون ہیں، لیکن ایسا نہیں کہ بغیر نچوڑے کام چل جائے، لہذا نچوڑنا ضروری ہے۔ (۲)

سوال (۱۱) ناپاک شخص نے غسل کیا اور کلی نہ کی اور کئی نمازوں کو ویسے ہی پڑھ لیا اور کلی بعد میں کی تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: غسل میں کلی کرنا فرض ہے اور جب کلی کرنا بھول گیا تو پاک نہ ہوا کہ اس کے ذمے ایک فرض باقی ہے، پھر اگر غسل کے بعد وضو جدید کیا، جیسا کہ لوگ کرتے ہیں اور اس میں کلی کر لی تو پاک ہو گیا اور تمام نمازیں ہوگئیں اور اگر کلی نہ کی تو اب بھی ناپاک ہی ہے، جب تک کلی نہ کرے گا پاک نہ ہوگا۔ بہر حال اگر کلی ہوگئی، غسل ہوگیا، نمازیں اس کے بعد کی ادا ہوگئیں، پھر سے جدید غسل کی حاجت نہیں، نہ کلی میں قصداً ازالہ جنابت کی ضرورت کہ غسل و وضو میں نیت شرط نہیں، بلکہ اگر بڑے بڑے گھونٹ سے پانی پی لیا کہ منہ کے تمام حصوں پر پانی گزر گیا جب بھی جنابت دور ہوگئی۔ (۳)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

---

(۱) حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۱۵۹۔ ۱۶۱، دار الکتب العلمية، بيروت

(۲) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں، ص: ۵۲ پر ہے۔

(۳) ملخصاً از فتاویٰ امجدیہ، ج: ۱ ص: ۱۱

https://alislami.net

”الجنب إذا شرب الماء ولم يمجه لم يضره ويجزيه عن المضمضة إذا أصاب جميع فمه كذا في الظهيرية“(۱)

سوال (۱۲)واشنگ مشین میں پاک اور ناپاک کپڑے دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: واشنگ مشین میں پہلے پاک کپڑے دھلیں، پھر ناپاک کپڑوں کو حسب سابق دھلیں، یعنی تین بار دھل کر نچوڑ دیں اور اگر پاک اور ناپاک کپڑے دونوں مل جائیں تو سب کو حسب سابق تین بار دھل کر تین بار نچوڑیں۔ تفصیل کے لیے جواب نمبر:۹ دیکھیں۔

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

”(و)يطهر محل النجاسة (غير مرئية بغسلها ثلاثا)وجوبا ۔۔۔ (والعصر كل مرة)تقدير أ لغلبة الظن في استخراجها“(۲)

سوال (۱۳) لب خوب زور سے بند کر لیے اور کلی نہ کی تو وضو ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر لب خوب زور سے بند کر لیے کہ ان کی کچھ تحریر جو عادی طور پر بند کرنے میں کھلی رہتی ہے، اب چھپ گئی اور اس پر پانی نہ بہا، نہ کلی کی، وضو نہ ہوگا۔ ہاں! عادی طور پر خاموش رہنے کی حالت میں لبوں کا جتنا حصہ باہم مل کر چھپ جاتا ہے، وہ دہن کا تابع ہے کہ وضو میں اس کا دھونا فرض نہیں۔(۳)

سوال (۱۴) لحاف، توشک، وغیر روئی دار کپڑے ناپاک ہوجائیں تو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”جو کپڑے نچوڑنے میں آسکیں، جیسے ہلکی توشک، رضائی وغیرہ وہ یوں ہی دھونے سے پاک ہوجائیں گے ورنہ بہتے

(۱) الهندية، ج:۱ ص:۱٦، كتاب الطهارة، دار الكتب العلمية، بيروت
(۲) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ص:۱٦۱، دار الكتب العلمية، بيروت
(۳) ملتقطا از فتاویٰ رضویہ، ج:۱ ص:۲۸۱، ۲۸۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

دریا میں رکھیں یا ان پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست
باقی نہ رہنے پرظن حاصل ہو یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا
وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے۔(۱)

درمختار میں ہے:

"(و)یطهر محل النجاسة۔۔أی غیر مرئیة(بغلبة ظن غاسل)۔۔۔(طهارة محلها) بلاعدد به یفتی(وقدر) ذلک لموسوس(بغسل وعصر ثلثا۔۔ فیما ینعصر)(و)۔۔۔(بتثلیث جفاف) أی إنقطاع تقاطر(فی غیره)أی غیر منعصر مما یتشرب النجاسة ۔۔۔وهذا کله إذا غسل فی إجانة إما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء کثیر أو جری علیه الماء طهر مطلقاً بلاشرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هو المختار۔"(۲)

سوال(۱۵) پٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل سے وضو، غسل کرنا یا کپڑے دھونا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: شیخین کے نزدیک ان چیزوں سے کپڑے دھونا تو جائز ہے؛ لیکن وضو اور غسل جائز نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

"ویجوز تطهیرها بالماء وبکل مائع طاهر یمکن إزالتها به کالخل وماء الورود ونحو ذلک مما إذا عصر انعصر وهذا عند أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما الله تعالیٰ"(۳)

نجاست کو دور کرنا، پانی اور ہر اس پاک سیال سے جس سے ازالہ ممکن ہو، جائز ہے۔ جیسے سرکہ، ماء گلاب وغیرہ اور اسی طرح جسے نچوڑنے میں بآسانی نچوڑا جا سکے تو

(۱) ملتقطا از فتاویٰ رضویہ، ج:۴ ص:۵۵۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، پاکستان
(۲) الدر المختار، ج:۱ ص:۵۳۹-۵۴۳، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
(۳) الهدایة، ج:۱ ص:۵۴، باب الانجاس وتطهیرها، مجلس برکات

https://alislami.net

اس سے بھی شیخین کے نزدیک پاکی حاصل کرنا جائز ہے۔ یہ پاکی کپڑے وغیرہ کے متعلق ہے اور رہا جسم یا وضو کا مسئلہ تو وہ بغیر پانی کے جائز نہیں۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

”ولا یجوز التوضی بماء الفواکہ ولا بماء اعتصر من الشجر ولا یتوضأ بشئ من الأشربۃ وأما التشرے وضی بنبیذ التمر عند وجود الماء فلا یجوز بالإجماع“(۱)

یعنی پھلوں کے پانی سے وضو جائز نہیں اور نہ ہی درخت کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو جائز ہے اور پانی کے علاوہ ہر مشروب سے بھی وضو جائز نہیں۔ رہا مسئلہ نبیذ تمر (کھجور کا پانی) سے وضو کا، تو پانی کی موجودگی میں تو بالاجماع اس سے وضو جائز نہیں اور نہ رہنے کی صورت میں اختلاف ہے۔

(۱) خلاصۃ الفتاویٰ، ج: ۱ ص: ۹، کتاب الطہارات، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

https://alislami.net

(۳)

باب التیمم

(تیمم کا بیان)

سوال (۱) کس چیز سے تیمم ہوسکتا ہے اور کس چیز سے نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: تیمم اس چیز سے ہوسکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو جنس زمین سے نہ ہو اس سے تیمم جائز نہیں۔ (۱)

سوال (۲) کون سی چیز جنس زمین سے ہے اور کون نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے، نہ پگھلتی ہے، نہ نرم ہوتی ہے، وہ زمیں کی جنس سے ہے۔ جیسے ریتا، چونا، سرمہ، ہرتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق، زمرد وغیرہ۔ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہوتی ہے، جیسے لکڑی، گھاس، وغیرہ یا پگھل جاتی یا نرم ہوجاتی ہے، جیسے چاندی، سونا، تانبا، پیتل، لوہا، وغیرہ۔ (۲)

سوال (۳) تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب تم میں سے کوئی تیمم کرنا چاہے تو پہلے بسم اللہ کرے پھر نیت کرے جو کہ اس میں فرض اول ہے۔ پھر سارے منہ پر ہاتھ پھیرے اس طرح کہ سر کے بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک اور ایک کنپٹی کی لو سے دوسری کنپٹی تک کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے، کیوں کہ اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ پھر ہاتھوں کا مسح یوں کرے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے، پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک

---

(۱) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ: ۲ ص: ۳۵۷، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ: ۲ ص: ۳۵۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے یوں ہی داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کا مسح کرے اور ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرلیا، تیمم تو ہوگیا، لیکن خلاف سنت ہوا۔

نوٹ: نماز کے لیے وہی تیمم کافی ہوگا جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھونے یا اذان واقامت یا سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وضو نے قرآن مجید پڑھنے کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں۔ (۱)

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۲ ص: ۳۵۲۔ ۳۵۷، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۴)

باب الحیض والنفاس والاستحاضۃ

(حیض،نفاس اور استحاضہ کا بیان)

سوال (۱) حیض ،نفاس ،اور استحاضہ کی تعریف کیا ہے؟ نیز حیض ،نفاس کی اقل مدت (کم سے کم مدت) کیا ہے؟ نیز ان تینوں کے احکام کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شریعت میں بالغہ عورت (یعنی نو سال سے پچپن سال والی عورت) کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر بغیر ولادت یا بیماری کے نکلتا ہے، اسے حیض کہتے ہیں اور اگر بیماری کے سبب سے نکلتا ہے تو اسے استحاضہ اور بچہ پیدا ہونے کے بعد ہو تو نفاس کہتے ہیں۔

حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس راتیں ہیں اور کم سے کم مدت تین دن تین راتیں ہیں، یعنی پورے ۷۲ گھنٹے۔اگر ایک منٹ بھی کم ہے تو حیض نہیں؛ بلکہ استحاضہ ہے ۔لہذا حائضہ عورت کو ۱ر جنوری کو خون آیا اور ۲ یا ۳ر جنوری کو یعنی ۷۲ گھنٹے سے پہلے ہی بند ہو گیا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ روزہ رکھنا اور وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے، نہانے کی بھی ضرورت نہیں۔ پھر اگر خون ۱۰ر جنوری سے پہلے یا ۱۰ر جنوری کو دوبارہ آیا اور ۱۰ر جنوری کو ختم ہو گیا تو ۱ر جنوری سے ۱۰ر جنوری تک مکمل دس دن حیض کے ہیں۔لہذا بیچ میں جتنے دن خون نہ آئے اس میں نماز اور روزہ رکھنے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوئی، نماز کی قضا بھی نہیں، لیکن روزہ کی ۱ر جنوری سے ۱۰ر جنوری تک قضا کرنی ہوگی ۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب خون دوبارہ آیا اور ۱۰ر جنوری کو بند ہو گیا؛ لیکن اگر دوبارہ آنے والا خون ۱۰ر جنوری کو بند نہ ہوا؛ بلکہ ۱۱ر جنوری یا اس سے زیادہ تک جاری رہا تو اگر عادت پہلے کی معلوم ہے، مثلاً ۶ یا ۷ر دن تک اس کی عادت تھی تو اتنے دنوں تک حیض ہے، باقی استحاضہ۔لہذا عادت کے دنوں کے بعد کی نماز اور روزوں کی قضا کرے اور عادت سے پہلے کی نمازوں کی

قضا نہیں کرے گی؛ لیکن روزوں کی قضا کرے گی، جب کہ وہ ماہ، ماہ رمضان ہو۔ اور اگر عادت مقرر نہ تھی، کبھی ۵ دن، کبھی ٦ دن، کبھی ۷ دن تک خون آتا ہے تو پچھلی مرتبہ جتنے دن خون آیا تھا اتنے دن حیض کے رہیں گے اور بقیہ استحاضہ کے؛ لیکن اگر عادت معلوم ہی نہ ہو تو ۱۰/ جنوری تک حیض کے باقی استحاضہ کے۔ اور اگر دوبارہ خون ۱۵/ دن کے اندر یعنی ۱۰/ جنوری کے بعد ۱۸/ جنوری سے پہلے آیا تو اب نہائے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا کرے اور جس کی عادت معلوم نہیں، وہ دس دن کے بعد کی نمازیں قضا کرے، ہاں! اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس دن کے بعد غسل کرلیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہو گئیں۔ قضا کی حاجت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہو گئے۔ (۱)

حیض ونفاس کے احکام:۔ یہ ہیں کہ ان کو قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھنا اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگانا یا کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل یا کوئی ایسا کپڑا جس کو پہنے، اوڑھے ہوئے ہیں، اس سے قرآن مجید چھونا حرام ہے۔ اور اگر وہ معلمہ ہیں تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر یا ہجے کرا کر پڑھائیں۔ قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار، کلمہ شریف، درود شریف، وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے؛ بلکہ مستحب ہے اور خانۂ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو ان کے لیے حرام ہے۔ اس حالت میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے، روزوں کی قضا کرنا اور دنوں میں فرض ہے؛ لیکن ان دنوں کی نمازیں معاف ہیں، قضا کی بھی حاجت نہیں۔ اگر روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا، اس کی قضا کریں۔ ایسی حالت میں سجدۂ شکر و سجدۂ تلاوت اور ہم بستری یعنی جماع حرام ہے، آیت سجدہ سننے

---

(۱) ماخوذ از بہار شریعت، حصہ: ۲ میں، ص: ۳۷۲ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

سے ان پر سجدہ واجب نہیں۔ مرد کا ان کو اپنے ساتھ کھلانا یا ایک جگہ سونا جائز؛ بلکہ اس وجہ سے ساتھ نہ سونا مکروہ ہے۔ اس حالت میں وہ عورتیں مرد کے ہر حصۂ بدن پر ہاتھ لگا سکتی ہیں؛ لیکن مرد کا ان کو ناف سے گھٹنے تک کسی عضو کا چھونا جائز نہیں، جب کہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو، شہوت سے ہو یا بے شہوت اور اگر ایسا کپڑا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہوتی ہو تو حرج نہیں اور ناف سے گھٹنے کے علاوہ چھونے میں یا کسی طرح کا نفع لینے میں یا بوس و کنار کرنے میں حرج نہیں۔ اگر ہمراہ ہونے میں غلبۂ شہوت اور اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا احتمال ہو تو ساتھ نہ سوئے اور گمان غالب ہو تو ساتھ سونا گناہ ہے۔ اگر پورے دس دن پر حیض ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی ان سے جماع جائز ہے، اگرچہ اب تک غسل نہ کیے ہوں، لیکن اگر دس دن سے کم میں پاک ہوئیں تو جب تک غسل نہ کرلیں یا وہ وقت نماز جس میں پاک ہوئیں گزر نہ جائے، ان سے جماع جائز نہیں۔ نفاس میں ان کو زچہ خانہ (پیدائش روم) سے نکلنا جائز ہے، ان کو ساتھ کھلانے یا ان کا جھوٹا کھانے میں حرج نہیں۔ ہندوستان میں جو بعض جگہ ان کے برتن الگ کر دیتی ہیں؛ بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں، یہ ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بے ہودہ رسموں سے احتیاط لازم ہے۔ اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہولے اگرچہ نفاس ختم ہولیا ہو، نہ نماز پڑھیں نہ اپنے آپ کو قابل نماز جانیں، یہ محض جہالت ہے۔ جس وقت نفاس ختم ہوا، اس وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں، اگر نہانے سے بیماری کا پورا اندیشہ ہو تو تیمم کرلیں۔ (۱)

ہندیہ میں ہے:

"الفصل الأول فی الحیض: و ہو دم من الرحم لا لولادۃ کذا فی فتح القدیر۔۔۔ منہا: الوقت و ہو من تسع سنین إلی الإیاس ہکذا فی البدائع، الإیاس مقدر بخمس و خمسین سنۃ و ہو المختار کذا فی الخلاصۃ۔۔۔

---

(۱) ماخوذ از بہار شریعت، حصہ: ۲ میں، ص: ۳۷۹ تا ۳۸۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

ومنها :النصاب أقل الحيض ثلاثة أيام وثلاث ليال فى ظاهر الرواية هكذا فى التبيين ،وأكثره عشرة أيام ولياليها كذا فى الخلاصة ـــــورو ى أبو يوسف عن أبى حنيفة أن الطهر المتخلل بين الدمين إذ كان أقل من خمسة عشر يوما لم يفصل وكثير من المتأخرين أفتوا بهذہ الرواية لأنها أسهل على المفتى والمستفتى كذا فى التبيين وهكذا فى الزاهدى ،والأخذ بهذا أيسر كذا فى الهداية ،وعليه إستقر رأى الصدر الشهيد حسام الدين وبه يفتى كذا فى المحيط ،فإن لم يجاوز العشرة فالطهر والدم كلاهما حيض سواء كانت مبتدأة أو معتادة ،وإن جاوز العشرة ففى المبتدأة حيضها عشرة أيام وفى المعتادة معروفتها فى الحيض حيض والطهر طهر هكذا فى السراج الوهاج ـــــ الفصل الثانى فى النفاس :وهو دم يعقب الولادة كذا فى المتون ـــــ أقل النفاس مايوجد ولو ساعة وعليه الفتوىٰ ،وأكثره أربعون كذا فى السراجية ـــــ الفصل الثالث فى الإستحاضة :لو رأت الدم بعد أكثر الحيض والنفاس فى أقل مدة الطهر فما رأت بعد الأكثر إن كانت مبتدأة وبعد العادة إن كانت معتادة إستحاضة ،وكذا ما نقص عن أقل الحيض وكذا ما رأته الكبيرة جداً والصغيرة جداً هكذا فى المحيط ـــــ الأحكام التى يشترك فيها الحيض والنفاس ثمانية :منها :أن يسقط عن الحائض والنفساء الصلاة فلا تقضى هكذا فى الكفاية ـــــ ومنها أنه يحرم عليها الصوم فتقضيانه ـــــ إذا شرعت فى صوم النفل ثم حاضت يلزمها القضاء احتياطاً ـــــ ومنها حرمة الطواف لهما بالبيت :وإن طافتا خارج المسجد ـــــ ومنها حرمة قرأة القرآن ـــــ وإذ حاضت المعلمة فينبغى لها أن تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين ولا يكره لها التهجى بالقرآن كذا فى المحيط ـــــ ومنها : حرمة مس المصحف ،لا

یجوز لهما ۔۔۔إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرز لا بما هو متصل به ۔۔۔والصحيح منع مس حواشی المصحف والبياض الذی لا كتابة عليه هكذا فی التبيين، ولا يجوز لهم مس المصحف بالثياب التی هم لابسوها ۔۔۔ومنها حرمة الجماع ۔۔۔وله أن يقبلها ويضاجعها ويستمتع بجميع بدنها ما خلا ما بين السرة والركبة ۔۔۔إذا مضى أكثر مدة الحيض وهو العشرة يحل وطؤها قبل الغسل مبتدأة كانت أو معتادة ۔۔۔وإذا إنقطع دم الحيض لأقل من عشرة أيام لم يجز وطؤها حتى تغتسل أو يمضی عليها آخر وقت الصلاة الذی يسع الإغتسال والتحريمة"(۱)

استحاضہ کے احکام:۔ یہ ہیں کہ اس میں نہ نماز معاف ہے، نہ روزہ، نہ ہی بیوی سے صحبت حرام ہے۔ استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائے گا اور وہ اس وقت تک معذور رہے گی جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک ایک بار بھی وہ چیز پائی جائے، مثلا عورت کو ایک وقت تو استحاضہ نے طہارت کی مہلت نہ دی اب اتنا موقع ملتا ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے، مگر اب بھی ایک آدھ مرتبہ ہر وقت میں خون آجاتا ہے تو اب بھی وہ معذور ہے اور جب پورا وقت گزر گیا اور خون نہ آیا تو اب معذور نہ رہی۔ جب پھر کبھی پہلی حالت پیدا ہو جائے تو پھر معذور ہے، اس کے بعد پھر اگر پورا وقت خالی گیا تو عذر ختم ہو گیا۔ لہذا مستحاضہ (استحاضہ والی عورت) کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مستحاضہ معذور

۲۔ مستحاضہ غیر معذور

---

(۱) الهندية، ج:۱ ص:۴۰تا ۴۴، كتاب الطهارة/باب الدماء المختصة بالنساء، ملخصاً۔دار الكتب العلمية

مستحاضہ معذور کے احکام:۔ یہ ہیں کہ وہ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے،خون آنے سے بھی اس کا وضو نہ جائے گا؛لیکن فرض نماز کا وقت جانے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔جیسے اس نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو آفتاب کے ڈوبتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا۔یوں ہی کوئی دوسرا ناقض وضو (مثلا ہوا نکلنے یا پیشاب پاخانہ)کے پائے جانے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔نیز اگر اس نے خون بہنے میں وضو کیا اور وضو کے بعد خون بند ہو گیا اور اسی وضو سے نماز پڑھی اور اس کے بعد دوسرا وقت آیا وہ بھی پورا گزر گیا کہ خون نہ آیا تو پہلی نماز کو لوٹائے۔یوہیں اگر نماز میں بند ہوا اور اس کے بعد دوسرے وقت میں بالکل نہ آیا جب بھی لوٹائے۔

مستحاضہ غیر معذور کے احکام:۔(یعنی جس کا خون نماز کے اول وقت سے اخیر وقت تک جاری نہ رہا ہو یا کبھی ایسی حالت تھی لیکن پھر ایسا وقت بھی گزر گیا کہ کسی نماز کے اول وقت سے آخر وقت تک ایک مرتبہ بھی خون نہ آیا ہو) یہ ہیں کہ جب خون بند ہو تو وضو بنا کر نماز پڑھ لے۔لہذا خون رکا تھا اور نماز نہ پڑھی اور اب پڑھنے کا ارادہ کیا تو خون جاری ہو گیا اور آخر وقت تک جاری رہا تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھے اور اگر اس کے بعد کے وقت میں بھی اول وقت سے آخر وقت تک برابر خون جاری رہا تو وہ پہلی نماز ہو جائے گی ؛لیکن اگر اس کے بعد کے وقت میں اتنی دیر کے لیے خون رک گیا کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے تو پہلی نماز کو بھی لوٹائے۔نیز اس کا وضو وقت جانے سے نہ ٹوٹے گا۔(۱)

ہندیہ میں ہے:

”ودم الإستحاضة :كالرعاف الدائم لا يمنع الصلاة ولا الصوم ولاالوطءهكذافي الهداية۔۔۔۔۔۔ومما يتصل بذلك أحكام المعذور: شرط ثبوت عذر ابتداء أن يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملا وهو الأظهر كالإنقطاع لا يثبت مالم يستوعب الوقت كله حتى لو سال دمها في

(۱)ماخوذ از بہار شریعت،حصہ:۲میں،ص:۳۸۵ تا ۳۸۷(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

https://alislami.net

بعض وقت صلاة فتوضأت وصلت ثم خرج الوقت ودخل وقت صلاة أخرىٰ وانقطع دمها فيه أعادت تلك الصلاة لعدم الإستيعاب ،وإن لم ينقطع فى وقت الصلاة الثانية حتى خرج لا تعيدها لوجود استيعاب الوقت،وشرط بقائه أن لا يمضى عليه وقت فرض إلا والحدث الذى ابتلى به يوجد فيه هكذا فى التبيين، المستحاضة ومن به سلسل البول ــــــيتوضؤون لوقت كل صلاة ويصلون بذلك الوضو فى الوقت ماشاؤوا من الفرائض والنوافل هكذا فى البحر الرائق ــــــوإن توضأ على السيلان وصلى على الإنقطاع وتم الإنقطاع بالاستيعاب الوقت الثانى أعادــــــوكذا إذا إنقطع فى خلال الصلاة وتم الإنقطاع ــــــويبطل الوضو عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابقــــــ وهو الصحيح هكذا فى المحيط فى نواقض الوضو۔(۱)

سوال (۲) جس عورت کا حیض و نفاس عادت کے دنوں سے پہلے بند ہوجائے یا عادت کے دنوں سے متجاوز (بڑھ) ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس عورت کا حیض ونفاس عادت سے پہلے بند ہوجائے ،مثلاً اس کی حیض کی عادت چھ دن تھی اوراس مرتبہ پانچ ہی دن خون آیا اور نفاس کی پچیس دن تھی اور بیس ہی دن خون آیا تو اسے حکم ہے کہ آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے نہا کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے،مگر جماع کے لیے حیض ونفاس کی عادت تک انتظار کرنا واجب ہے۔اور جس عورت کا حیض ونفاس عادت کے دنوں سے بڑھ جائے تو حیض میں دس دن اور نفاس میں چالیس دن تک انتظار کرے ۔اگر اس مدت کے اندر بند ہوگیا تو اب سے نہا

(۱) الهندية ،ج : ا ص :۴۴ تا ۴۶،كتاب الطهارة/ باب الدماء المختصة بالنساء،دار الكتب العلمية، بيروت

دھوکر نماز پڑھے اور اب اس کی عادت تبدیل ہوگئی۔اور اگر حیض و نفاس مدت کے بعد (یعنی حیض میں دس دن اور نفاس میں چالیس دن) بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے دنوں کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے۔(۱)

نوٹ:۔اگر حیض کی عادت چھ دن تھی اور پانچویں دن بوقت ظہر خون بند ہوگیا، بعد غسل آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے عورت نے ظہر کی نماز شروع کر دی اور مغرب کے وقت پھر خون آ گیا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ بند کب ہوتا ہے؟ اگر عادت سے پہلے ہی بند ہوگیا تو آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے نہا کر نماز شروع کر دے اور اگر عادت سے بڑھ گیا تو اب دس دن تک انتظار کرے، پھر اگر دس دن کے اندر بند ہوگیا تو اب سے نہا دھو کر نماز پڑھے اور پھر دو تین وقت کی نماز کے بعد تیسری مرتبہ خون آ گیا اور دس دن کے اندر پھر بند ہوگیا تو پھر سے نہا کر نماز شروع کرے اور جب بھی عادت کے بعد دس دن کے اندر خون بند ہوا تو عادت تبدیل ہو جائے گی۔اور جو نماز اس پاکی میں دو تین وقتوں کی پڑھ لی ہے، جس کے بعد پھر خون آیا تھا وہ معاف ہے اس کی قضا کی حاجت نہیں، یوں ہی اگر دس دن پر خون بند ہوگیا تو پورے دس دن مکمل حیض کے ہیں، لہذا اس کے بیچ (طہر) میں جتنی نمازیں پڑھی اس کے پڑھنے سے گنہگار ہوئی نہ اس کی قضا کی ضرورت؛ لیکن روزوں کی قضا کرے گی۔اور اگر دس دن کے بعد بھی جاری رہا تو عادت والی کے لیے عادت کے دن اور جس کی عادت مقرر نہ تھی تو پچھلی مرتبہ جتنے دن تھے وہی حیض ہے اور بقیہ استحاضہ اور جس کی عادت معلوم ہی نہ ہو اس کے لیے دس دن حیض اور بقیہ استحاضہ کے ہوں گے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔**ھٰذا ما ظھر لی و الحق عند ربی۔**

ہندیہ میں ہے:

”إذا إنقطع دم الحیض لأقل من عشرة أیام ۔۔۔لو إنقطع دمھا دون

(۱) ماخوذ از بہار شریعت، حصہ: ۲ میں، ص: ۳۸۱ تا ۳۸۳ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

عادتها يكره قربانها وإن غسلت حتى تمضى عادتها وعليها أن تصلى وتصوم للإحتياط هكذا فى التبيين"(۱)

درمختار میں ہے:

"(والناقص) عن أقله (والزائد) على أكثره أو أكثر النفاس أو على العادة وجاوز أكثرهما ۔۔۔ بقوله "أو على العادة الخ" أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيها فهو إنتقال للعادة فيها۔ فيكون حيضا و نفاسا"(۲)

سوال (۳) حیض کے رنگ کتنے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حیض کے رنگ چھ ہیں۔(۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا (۶) مٹیلا۔ سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔(۳)

ہندیہ میں ہے:

"ومنها: أن يكون على لون من الألوان الستة السواد والحمرة والصفرة والكدرة والخضرة والتربية هكذا فى النهاية"(۴)

سوال (۴) جس عورت کو سالوں سال خون جاری رہتا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سالوں سال خون جاری رہنے کی کئی صورتیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو پہلی بار خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا سالوں برابر جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لیے بھی نہ رکا تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا اس روز سے

---

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۴۴ كتاب الطهارة / باب الدماء المضتصة بالنساء، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۱ ص: ۴۷۷، كتاب الطهارة / باب الحيض۔ دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) بہار شریعت، حصہ: ۲ ص: ۳۷۳، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۴) الهندية، ج: ۱ ص: ۴۰، كتاب الطهارة / باب الدماء المختصة بالنساء، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

دس روز تک حیض اور بیس روز استحاضہ سمجھے اور جب تک خون جاری رہے یہی قاعدہ برتے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ پہلی بار خون آیا پھر کم سے کم پندرہ دن تک پاک رہی کہ خون برابر جاری ہوگیا اور اس کو صرف طہارت کے دن یاد ہیں، مثلاً پندرہ دن تھے، باقی کوئی بات یاد نہیں تو شروع کے تین دن تک نماز نہ پڑھے۔ پھر سات دن تک ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن وضو کر کے نماز پڑھے، اس کے بعد پھر تین دن اور وضو کر کے نماز پڑھے، پھر چودہ دن تک ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے، پھر ایک دن ہر وقت میں وضو کر کے نماز پڑھے، پھر ہمیشہ کے لیے جب تک خون آتا رہے، ہر وقت غسل کرے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ پہلی بار حیض آیا اور حیض کے دن یاد ہیں، مثلاً تین دن تھے، لیکن کتنے دن پاک رہی یہ یاد نہ رہا کہ خون برابر جاری ہوگیا تو شروع سے تین دنوں میں نماز چھوڑ دے، پھر اٹھارہ دن تک ہر وقت وضو کر کے نماز پڑھے، جن میں پندرہ پہلے تو یقینی طہر ہیں اور پچھلے تین مشکوک ہیں۔ پھر ہمیشہ ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ پہلی بار حیض آیا اور مہینے میں ایک ہی بار حیض آ کر مسلسل جاری ہوگیا اور وہ تین دن تھا، مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں تو ہر ماہ کے ابتدائی تین دنوں میں وضو کر کے نماز پڑھے اور ستائیس دن تک ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے۔ یوں ہی چار یا پانچ یا چھ دن حیض کے ہونا یاد ہوں تو ان چار پانچ چھ دنوں میں وضو کر کے اور باقی دنوں میں غسل کر کے نماز پڑھے۔

(۵) پانچویں صورت یہ ہے کہ یہ یاد نہیں کہ پہلے کتنے دن حیض کے تھے اور کتنے دن طہر کے تھے، مگر یہ یاد ہے کہ مہینے میں ایک ہی بار آیا تھا پھر برابر جاری ہوگیا تو جب سے خون شروع ہوا تین دن تک نماز چھوڑ دے، پھر سات دن تک ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھے اور ان دس دنوں میں شوہر کے پاس نہ جائے، پھر بیس دن تک ہر نماز کے وقت تازہ وضو کر کے نماز پڑھے اور دوسرے مہینے میں انیس دن وضو کر کے نماز پڑھے اور ان انیس یا بیس دنوں میں شوہر اس کے پاس جا سکتا ہے۔

https://alislami.net

(۶) چھٹی صورت یہ ہے کہ طہارت کے دن اور حیض کے دن یاد نہ ہوں نہ ہی یہ یاد ہو کہ ایک بار آیا ہے یا دو بار تو شروع کے تین دن میں نماز نہ پڑھے، پھر سات دن تک ہر وقت میں غسل کر کے نماز پڑھے، پھر آٹھ دن تک ہر وقت میں وضو کر کے نماز پڑھے اور صرف ان آٹھ دنوں میں شوہر اس کے پاس جا سکتا ہے اور ان آٹھ دنوں کے بعد بھی تین دن تک ہر وقت میں وضو کر کے نماز پڑھے، پھر سات دن تک غسل کر کے اور اس کے بعد آٹھ دن تک وضو کر کے نماز پڑھے اور یہی سلسلہ ہمیشہ جاری رکھے۔

(۷) ساتویں صورت یہ ہے کہ عورت کو اس سے پہلے بھی حیض آ چکا تھا اور اس کی عادت بھی مقرر تھی پھر برابر خون جاری ہو گیا تو ہر تیس دن میں اتنے دن حیض کے سمجھے، بقیہ استحاضہ سمجھے۔

(۸) آٹھویں صورت یہ ہے کہ عورت کو اس سے پہلے حیض آ چکا تھا؛ لیکن اس کی عادت مقرر نہ تھی، بلکہ کبھی چھ دن کبھی سات دن حیض کے رہتے تھے اور اب برابر خون جاری ہو گیا تو اس کے لیے نماز، روزے کے حق میں کم مدت یعنی چھ دن حیض کے قرار دیے جائیں گے، لہذا ساتویں روز نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے، اس کی قضا کرے۔ اور عدت گزرنے یا شوہر سے ہم بستری کرنے کے بارے میں زیادہ مدت یعنی سات دن حیض کے مانے جائیں گے یعنی ساتویں دن اس سے ہم بستری جائز نہیں۔

(۹) نویں صورت یہ ہے کہ یہ معلوم ہو کہ آخر مہینے میں حیض آتا تھا؛ لیکن تاریخیں یاد نہیں تو ہر مہینے میں ستائیس دن وضو کر کے نماز پڑھے اور تین دن نہ پڑھے، پھر مہینہ ختم ہونے پر ایک بار غسل کر لے۔

(۱۰) دسویں صورت یہ ہے کہ یہ معلوم ہو کہ حیض اکیس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور یہ یاد نہیں کہ کتنے دن تک آتا تھا تو ہر مہینے میں بیس تاریخ کے بعد تین دن تک نماز چھوڑ دے، اس کے بعد سات دن جو رہ گئے ان میں ہر وقت غسل کر کے نماز پڑھے۔ (۱)

(۱) ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ: ۲ ص: ۳۷۳ تا ۳۷۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۵)

باب الأذان والإقامة

(اذان واقامت کا بیان)

سوال (۱) داڑھی منڈانے والا اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: داڑھی منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔ صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''خنثیٰ وفاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے اور پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے، ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔''(۱)

درمختار میں ہے:

''یحرم علی الرجل قطع لحیتہ''(۲)

سوال (۲) اذان واقامت سے قبل درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا جائز ہے؛ مگر درود شریف پڑھنے کے بعد قدرے ٹھہر جائے پھر اذان واقامت پڑھے تاکہ دونوں کے درمیان فصل ہوجائے یا درود شریف کی آواز، اذان واقامت کی آواز سے پست رہے تاکہ امتیاز رہے۔(۳)

اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''درود شریف قبل اقامت پڑھنے میں حرج نہیں؛ مگر اقامت سے فصل چاہیے یا درود شریف کی آواز، آواز اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۴۶۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الدر المختار، ج: ۹ ص: ۵۸۳، کتاب الحظر والإباحۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱ ص: ۱۸۰

https://alislami.net

جز اقامت نہ معلوم ہو۔(۱)

سوال (۳) نابالغ کی اذان درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: نابالغ بچہ اگر سمجھ وال ہے تو اس کی اذان درست ہے اور اگر ناسمجھ ہے تو اس کی اذان مکروہ ہے، اس کی اذان کا اعادہ کیا جائے۔(۲)

اور سمجھ وال بچے کی کوئی عمر کی قید نہیں ؛ بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ جب لوگ اس کی اذان سنیں تو کھیل کود نہ سمجھیں۔

ردالمحتار میں ہے:

"یصح أذان الکل سوی الصبی الذی لایعقل من سمعه لا یعلم أنه مؤذن بل یظنه یلعب بخلاف الصبی العاقل"(۳)

سوال (۴) بیٹھ کر تکبیر سننا چاہیے یا کھڑے ہوکر؟ اگر بیٹھ کر سنے تو کب کھڑا ہونا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیے، کھڑے ہو کر سننا مکروہ ہے۔ پھر جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہونا چاہیے۔

ردالحتار میں ہے:

"یکره له الإنتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم إذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح"(۴)

سوال (۵) اگر تنہا نماز پڑھے تو تکبیر کہنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مسافر چاہے اکیلا ہو یا اپنے ساتھیوں کے ساتھ، فرض نماز کے لیے اذان واقامت دونوں کہے گا اور اگر صرف اقامت پر اقتدا کرے تو جائز ہے۔ مگر یہ حکم مسجد محلہ کے علاوہ کے لیے ہے اور مسجد محلہ میں نماز ہوجانے کے

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۵ ص:۳۸۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۳ میں، ص:۴۶۶ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) رد المحتار، ج:۲ ص:۶۲، کتاب الصلاة، باب الأذان، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۴) رد المحتار، ج:۲ ص:۷۱، کتاب الصلاة، باب الأذان، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

بعد اگر اکیلا نماز پڑھتا ہے تو اسے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے اور مقیم اگر شہر یا دیہات میں اپنے گھر میں نماز ادا کرے تو اذان واقامت دونوں چھوڑنا جائز ہے کہ مسجد محلہ کی اذان واقامت اس کے لیے کافی ہے، مگر یہ حکم اس جگہ کے لیے ہے جہاں محلہ کی مسجد میں اذان واقامت ہوتی ہو اور جہاں مسجد ہی نہ ہو یا مسجد تو ہو مگر اس میں اذان واقامت نہ ہوتی ہو تو اس جگہ اپنے گھر میں نماز پڑھنے والے کو اذان واقامت دونوں چھوڑنا یا صرف اذان پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ البتہ صرف اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے۔(۱)

سوال (۶) خطبہ کی اذان از روے شرع کہاں ہو؟

الجواب بعون الملک الوھاب: خطبہ کی اذان خطیب کے سامنے مسجد کے باہر دی جائے، کیوں کہ مسجد کے اندر اذان دینا منع ہے۔ فقہاے کرام نے مسجد کے اندر اذان دینے سے منع فرمایا۔ اور سرکار علیہ السلام اور صحابہ کے زمانے میں بھی مسجد کے دروازہ پر اذان دی جاتی رہی۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف میں ہے:

”عن السائب بن یزید قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم إذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و أبی بکر و عمر“(۲)

عالم گیری میں ہے:

”ولا یؤذن فی المسجد، کذا فی قاضی خان“(۳)

سوال (۷) بہت ساری اذانیں ایک ساتھ ہوں تو کس کا جواب دینا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر بہت ساری اذانیں یکے بعد دیگرے ہوں تو صرف پہلی کا جواب دینا مستحب ہے خواہ اپنی مسجد کی اذان ہو یا کسی دوسری اہل سنت کی مسجد کی اور بہتر یہ ہے کہ ساری اذانوں کا جواب دے اور اگر ایک ساتھ ساری اذانیں ہوں تو اس پر صرف اپنی مسجد کا جواب ہے۔

(۱) از فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ص:۹۳

(۲) ابوداؤد شریف، حدیث:۱۰۸۸

(۳) الھندیة، ج:۱ ص:۶۲، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

ردالمحتار میں ہے:

"وفی التاتارخانية إنما يجب أذان مسجده ،وسئل ظهير الدين عمن سمعه فی آن من جهات ماذا يجب عليه ؟قال :إجابة أذان مسجده بالفعل ۔ درمختار، قوله"(قال إجابة أذان مسجده بالفعل)قال فی الفتح :وهذا ليس مما نحن فيه ، إذ مقصود السائل ، أی مؤذن يجيب باللسان استحبابا أو وجوبا والذی ينبغی إجابة الأول سواء كان مؤذن مسجده أو غيره فإن سمعهم معاً أجاب معتبراً كون إجابته لمؤذن مسجده ، ولو لم يعتبر ذلك جاز "(۱)

بہارشریعت میں ہے:

"اگر چند اذانیں سنیں تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے، بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔(۲)

سوال (۸) کیا بچہ پیدا ہوتے ہی دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جائے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی ، ہاں ۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جب بچہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان، بائیں میں
تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے"(۳)

سوال (۹) قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بعد دفن میت قبر پر اذان دینا جائز ومستحب ہے۔اس موضوع پر اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ہے، جس کا نام ہے "ایذان الاجر فی اذان القبر" اس میں انھوں نے پندرہ دلیلوں سے ثابت فرمایا کہ قبر پر اذان دینا مستحب

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲ ص:۷۰، ۷۱،کتاب الصلاۃ، بیروت
(۲) بہارشریعت، ج:۳ ص:۴۷۳،(مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۴ ص:۴۵۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ہے اور انھوں نے اذان قبر کے سات فائدے شمار فرمائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) بعونہ تعالیٰ شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(۲) بدولت تکبیر عذاب قبر سے امان۔

(۳) جواب سوالات یاد آجانا۔

(۴) ذکر اذان کے باعث عذاب قبر سے نجات پانا۔

(۵) بہ برکت ذکر مصطفیٰ ﷺ نزول رحمت۔

(۶) بدولت اذان دفع وحشت۔

(۷) زوال غم وحصول سرور وفرحت۔(۱)

ردالمحتار میں ہے کہ دس جگہ اذان کہنا سنت ہے، جس کو اشعار میں یوں بیان کیا گیا:

فرض الصلاة وفی اذن الصغیر وفی
وقت الحریق والحرب الذی وقعا
خلف المسافر والغیلان إن ظهرت
فاحفظ لسنة من للدین قد شرعا
زید أربعة ذوهم أو غضب
مسافر ضل فی قفر ومن صرعا(۲)

یعنی پنجگانہ نماز کے لیے، بچے کے کان میں اور آگ لگنے کے وقت، جنگ کے وقت، مسافر کے پیچھے، جنات وغیرہ کے ظاہر ہونے پر، غصہ والے پر، جو مسافر راستہ بھول جائے، مرگی والے کے لیے۔

اسی میں ہے:

”قد یسن الأذان لغیر الصلاة، کما فی اذان المولود والموهوم والمصروع والغضبان، ومن ساء خلقه من إنسان أو بهیمة، وعند مزدحم الجیش،

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۵ ص:۶۷۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) رد المحتار، ج:۲ ص:۵۰، کتاب الصلاة، باب الأذان، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

وعند الحريق وقيل عند إنزال الميت القبر قياسا على اول خروجه للدنيا لكن رده إبن حجر فى شرح العباب وعند تغول الغيلان أى تمرد الجن"(۱)

عبارت مذکور سے ثابت ہوا کہ قبر میں میت کو اتارتے وقت اذان دینا مسنون ہے۔ جس کا امام ابنِ حجر نے رد کیا ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ یہ سنت نہیں۔ اور ہم اہل سنت اس کے سنت ہونے کے مدعی نہیں، صرف مستحب اور مفید کہتے ہیں۔ لہذا ابنِ حجر کے رد سے ہمیں کوئی نقصان بھی نہیں۔

مسند امام احمد میں ہے:

"عن جابر بن عبد الله الأنصارى، قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ يوما إلى سعد بن معاذ حين توفى، قال: فلما صلى عليه رسول الله ﷺ ووضع فى قبره وسوى عليه، سبح رسول الله ﷺ فسبحنا طويلا، ثم كبر فكبرنا، فقيل: يا رسول الله، لم سبحت ثم كبرت؟ قال "لقد تضايق على هذا العبد الصالح قبره، حتى فرجه الله عنه"(۲)

اس روایت میں امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کا واقعہ نقل کیا کہ سرکار علیہ السلام نے بعد دفن سبحٰن اللہ فرمایا، پھر اللہ اکبر فرمایا، لوگوں نے بھی اسی کلمے کو دہرایا، پھر عرض کیا کہ یا حبیب اللہ آپ نے تسبیح وتکبیر کیوں کہی؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس صالح بندے پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کی قبر کو کشادہ فرما دیا۔ لہذا پتا چلا کہ ذکر الٰہی کی برکت سے عذاب قبر دور ہوتا ہے اور قبر فراخ ہوتی ہے اور تنگی قبر سے نجات ملتی ہے۔ اسی لیے تو سرکار علیہ السلام نے "اللہ اکبر" فرمایا اور اذان میں بھی یہ کلمہ "اللہ اکبر" مذکور ہے، لہذا اس حدیث کی روشنی میں ضرور بندے سے عذاب قبر دور ہونے کی امید ہے۔ اسی لیے بحمدہ تعالیٰ ہم اہل سنت وجماعت اس عمل پر گامزن ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گے۔

---

(۱) رد المحتار، ج:۲ ص:۵۰، كتاب الصلاة، باب الأذان، دار الكتب العلمية، بيروت
(۲) مسند احمد، رقم الحديث: ۱۴۸۷۳

https://alislami.net

(۶)

باب شروط الصلاۃ

(نماز کی شرطوں کا بیان)

سوال(۱) نماز کی کتنی شرطیں ہیں؟ اگر کوئی شرط نہ پائی جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: نماز کی چھ شرطیں ہیں:

(۱) **طہارت**:۔ یعنی مصلی کے بدن کا حدث اکبر و اصغر اور نجاست حقیقیہ قدر مانع سے پاک ہونا۔ یعنی اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیے نماز ہوگی ہی نہیں۔ مثلاً نجاست غلیظہ درہم سے زائد اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصے کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو اس کا نام قدر مانع ہے۔ (یعنی اس سے نماز میں حرج واقع ہوگا)

(۲) **ستر عورت**:۔ یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، اس کو چھپانا۔ لہٰذا اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں۔ اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یوں ہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔

(۳) **استقبال قبلہ**:۔ یعنی نماز میں کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا۔

(۴) **وقت**۔

(۵) **نیت**۔

(۶) **تکبیر تحریمہ**۔[۱]

فقہ کا قاعدہ ہے "إذا فات الشرط فات المشروط" یعنی جب شرط نہ پائی جائے تو مشروط بھی نہ پایا جائے گا۔ لہٰذا اگر ان مذکورہ چھ شرائط سے اگر کوئی ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو نماز نہ ہوگی۔

سوال(۲) نماز میں "اللہ اکبر" یا "اکبار" یا "اکبر" کہنا کیسا ہے؟ کیا اس نماز

(۱) ماخوذ از بہار شریعت حصہ: ۳ ص: ۴۷۵ تا ۵۰۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

میں کچھ خرابی پیدا ہوتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: لفظ ''اللہ'' کو آللہ یا ''اکبر'' کو آکبر'' یا ''اکبار'' کہا تو نماز نہ ہوگی؛ بلکہ اگر ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہے، تو کافر ہے۔ (۱)

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> کلمۂ جلالت یا لفظ اکبر میں ہمزہ کو مد کے ساتھ '' آللہ اکبر'' یا ''اللہ آکبر'' تکبیر تحریمہ میں کہا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی اور اگر درمیان نماز تکبیرات انتقالیہ میں کہیں ایسا کہہ دیا تو نماز باطل ہوگئی۔ اس لیے کہ ایسا کہنے سے استفہام پیدا ہوجاتا ہے جو مفسد نماز ہے اور اللہ اکبار کہنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔ اس لیے کہ ''اکبار'' ''کبر'' کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں ڈھول اور یا تو ''اکبار'' حیض یا شیطان کا نام ہے۔ (۲)

سوال (۳) باریک لنگی یا دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اتنا باریک کپڑا، جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں۔ اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ اور بعض باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہ ہوئیں اور ایسا کپڑا پہنا، جس سے ستر نہ ہوسکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ (۳)

سوال (۴) عصر کی نماز کے لیے کھڑا ہو؛ مگر نیت کرنے میں زبان سے ظہر یا مغرب نکل جائے تو عصر کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عصر کی نماز ہوجائے گی، اس لیے کہ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں ہوتا؛ بلکہ دل میں جو ارادہ ہو اس کا اعتبار ہوتا ہے، تو دل میں

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۵۰۹ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱ ص: ۲۳۶
(۳) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۴۸۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

جب عصر کا ارادہ تھا تو عصر کی نماز ہوئی، اگرچہ زبان سے ظہر یا مغرب نکل جائے۔

درمختار میں ہے:

"المعتبر فیھا عمل القلب اللازم للإرادہ فلا عبرۃ للذکر باللسان إن خالف القلب لأنہ کلام لا نیۃ"(۱)

ردالمحتار میں ہے:

"فلو قصد الظھر وتلفظ بالعصر سھوا أجزأہ کما فی الزاھدی"(۲)

سوال (۵) مقتدی کو نماز کی نیت کرنا نہ آتا ہو تو وہ نیت کیسے کرے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مقتدی یہ نیت اقتدا یہ نیت کرے کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری۔(۳)

سوال (٦) کیا عورتوں کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس طرح قیام نماز میں مردوں کے لیے فرض ہے، اسی طرح عورتوں کے لیے بھی فرض ہے۔ لہذا وہ نمازیں جن میں قیام ضروری ہے (فرض) بغیر عذر صحیح عورتوں کو بھی بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ جتنی نمازیں عورتوں نے باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھیں تو ان پر ان سب کی قضا اور توبہ کرنا فرض ہے، ورنہ سخت گنہگار، مستحق عذاب نار ہوں گی۔(۴)

---

(۱) درمختار: ج:۲ ص:۹۱، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) درمختار: ج:۲ ص:۹۱، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۳) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۳ میں، ص:۴۹٦ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۴) ملخصا از فتاوی فیض الرسول، ج:۱ ص:۲۴۰

https://alislami.net

(۷)

باب صفۃ الصلاۃ

(طریقۂ نماز کا بیان)

سوال (۱) نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کان تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی رکھے، نہ خوب کھولے ہوئے؛ بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں اور نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے، یوں کہ دہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیاں کلائی کے اغل بغل ہوں پھر ثنا پڑھے۔

"سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا إِلٰہَ غَیْرُکَ"

پھر تعوذ یعنی "**اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم**" پڑھے، پھر تسمیہ یعنی "**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**" کہے، پھر الحمد شریف پڑھے اور ختم پر آمین آہستہ کہے، اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے اس طرح پکڑے کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف، ایک طرف فقط انگوٹھا اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم از کم تین بار "**سبحان ربی العظیم**" کہے، پھر "**سمع اللہ لمن حمدہ**" کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد "**اللھم ربنا و لک الحمد**" کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں یوں جائے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے

https://alislami.net

پھر ہاتھ، پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے، نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے؛ بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازووں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاوں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے، اب صرف ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ کر قراءت شروع کر دے۔ پھر اسی طرح رکوع وسجدہ کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ''

پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم وبیش نہ کرے اور اس کو تشہد کہتے ہیں اور جب کلمۂ لا کے قریب پہنچے، دہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ ''لا'' پر کلمہ کی انگلی اٹھائے؛ مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمۂ ''إلا'' پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔ اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے، مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں۔ اب پچھلا قاعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا، اس میں تشہد کے بعد درود شریف

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌمَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ'' پڑھے۔

پھر یہ دعا

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْأَمْوَات اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ''

یا کوئی اور دعاے ماثور پڑھے، پھر دہنے شانے کی طرف منہ کر کے ''السلام علیکم ورحمۃاللہ'' کہے، پھر بائیں طرف۔ یہ طریقہ جو مذکور ہوا، امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے، مقتدی کے لیے اس میں کی بعض بات جائز نہیں۔ مثلاً امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھنا نہیں ہے۔ (۱)

عورتوں کے وہ بعض مسائل جو مردوں کے خلاف ہیں درج ذیل ہیں:

(۱) عورت تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھائے گی۔

(۲) آستینوں سے باہر ہاتھ نہیں نکالے گی۔

(۳) سینے کے نیچے ہاتھ پہ ہاتھ باندھے گی۔

(۴) رکوع میں مرد کی نسبت کم جھکے گی۔

(۵) انگلیوں کو گرہ نہیں دے گی نہ انگلیاں زیادہ پھیلائے گی؛ بلکہ ملا کر رکھے گی۔

(۶) ہاتھ گھٹنوں کے اوپر رکھے گی۔

(۷) گھٹنوں کو خم نہیں کرے گی۔

(۸) رکوع وسجود میں گھٹنوں کو ملائے گی۔

(۹) سجدے میں بازو، زمین پر بچھائے گی۔

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۵۰۴، ۵۰۷، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۱۰) التحیات کے وقت دونوں پاوں دائیں طرف نکال کر بیٹھے گی۔
(۱۱) بیٹھتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو رانوں پر یوں ملا کر رکھے کہ ان کے سرے گھٹنے تک ہوں۔
(۱۲) صبح کی نماز اجالا کر کے پڑھنا عورت کے لیے مستحب نہیں۔
(۱۳) جہری نمازوں میں جہری قراءت نہیں کرے گی۔
(۱۴) سجدہ اور قعدہ میں پاوں کی انگلیاں کھڑی نہیں کرے گی۔
شامی میں ہے:

"ترفع يديها حذاء منكبيها ،ولا تخرج يديها من كميها وتضع الكف على الكف تحت ثديها وتنحنى فى الركوع قليلاً ولا تعقد ولاتفرج فيه أصابعها بل تضمها وتضع يديها على ركبتها ولا تنحنى ركبتها وتنضم فى ركوعها وسجودها وتفترش ذراعيها وتتورك فى التشهد وتضع فيه يديها تبلغ رؤوس أصابعها ركبتها وتضم فيه أصابعها ---ولا يستحب أن تسفر بالفجر ولاتجهر فى الجهرية---لاتنصب أصابع القدمين"[۱]

سوال (۲) بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں کتنا جھکنا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کا درجۂ کمال وطریقۂ اعتدال یہ ہے کہ پیشانی جھک کر گھٹنوں کے مقابل آجائے۔[۲]
شامی میں ہے:

"فى حاشية الفتال عن البرجندى ولو كان يصلى قاعدا ينبغى أن يحاذى جبهته قدام ركبتيه ليحصل الركوع"[۳]

سوال (۳) بعد نماز مصلے کا کنارہ موڑنا کیسا ہے؟

(۱) رد المحتار: ۲ ص: ۲۱۱، ۲۱۲، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، بیروت
(۲) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۶ ص:۱۵۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) رد المحتار: ۲ ص: ۱۳۴، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ،

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''**الشياطين يستمتعون بثيابكم فاذا نزع احدكم ثوبه فليطوه حتى ترجع إليها انفاسها فإن الشيطٰن لا يلبس ثوبا مطويا**'' شیطان تمہارے کپڑے استعمال میں لاتے ہیں تو کپڑا اتار کر تہہ کر دیا کرو کہ اس کا دام راست ہو جائے (یا اس کی جان میں جان آجائے) کہ شیطان تہہ کیے کپڑے نہیں پہنتا۔ ابن ابی الدنیا نے ابن حازم سے روایت کی ''**قال مامن فراش يكون مفروشا لاينام عليه احد الا نام عليه الشيطان**'' فرمایا جہاں کوئی بچھونا بچھا ہو جس پر کوئی سوتا نہ ہو اس پر شیطان سوتا ہے۔ ان احادیث سے اس کی اصل نکل سکتی ہے اور پورا لپیٹ دینا بہتر ہے۔''(۱)

سوال (۴) قطرہ قطرہ پیشاب ہر وقت آتا ہے تو نماز کس طرح ادا کی جائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس کو پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہے، اگر اس پر ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کر کے فرض نماز ادا نہ کر سکا تو وہ معذور ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ وقت کے اندر وضو کر کے اور وقت کے اخیر حصے تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھ سکتا ہے۔ قطرہ آنے سے اس کے وضو پر کچھ فرق نہ پڑے گا۔ ہاں! کسی اور ناقض وضو سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر اس پر ایک وقت ایسا نہ گزرا کہ وضو کر کے فرض نماز ادا نہ کر سکا تو وہ معذور نہیں ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ پیشاب کا قطرہ نکلنے سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور وضو ٹوٹ جائے گا، لہذا اسے اتار کر پاک کپڑے پہن کر نماز ادا کرے۔

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۶ ص:۲۰۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

درمختار میں ہے:

"وصاحب عذر من به سلسل بول أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة إن استوعب عذره تمام وقت الصلاة مفروضة حكمه الوضو لكل فرض ثم يصلي فيه فرضا ونفلا فإذا خرج الوقت بطل"(۱)

سوال (۵) کیا بحالت سجدہ پاؤں کی انگلیوں اور ناک کا زمین سے لگنا ضروری ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سجدہ میں کم ازکم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا فرض اور ہر پاؤں کی اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہونا واجب ہے۔ یوں ہی ناک کی ہڈی زمین پر لگنا واجب ہے۔ لہذا اگر اکثر انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ لگا یا ناک کی ہڈی زمین پر نہ لگی تو ترک واجب، گناہ اور عادت کے سبب فسق ہوا اور اگر کسی انگلی کا پیٹ زمین پر نہ لگا تو سجدہ باطل، نماز باطل۔ (۲)

یعنی ناک کو زمین پر اتنا دبائے کہ اس کی ہڈی گویا زمین پر لگ جائے، صرف ناک کا زمین سے چھو جانا کافی نہیں۔

سوال (۶) نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے نیز سجدے میں جاتے وقت کپڑا اسمیٹنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے، پورا چہرہ پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منہ نہ پھیرے، صرف کنکھیوں سے ادھر ادھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلا حرج نہیں۔ (۳)

عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؛ لیکن کپڑا اسمیٹنا جیسا کہ ناواقف لوگ سجدہ میں جاتے ہوئے آگے یا پیچھے کے کپڑوں کو اٹھاتے ہیں، یہ مفسد نماز نہیں؛ بلکہ مکروہ تحریمی

---

(۱) تنور الابصار مع الدر المختار ج: ۱ ص: ۵۰۴، ۵۰۵، کتاب الطهارة، باب فی الحیض، دار الكتب العلمية، بروت

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۳ میں، ص: ۲۵۳، پر ہے، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۶۲۶، (المکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

اورنا جائز ہے۔جس نماز میں ایسا کیا گیا،اس نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔(۱)

سوال(۷)درمیان صف کوئی سنت پڑھ رہا ہوتو کیا حکم ہے؟ کیا لوگ اس کا انتظار کریں گے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کوئی درمیان صف سنت پڑھ رہا ہے تو اس کا انتظار نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ اس کے پڑھتے ہوئے نماز قائم کردی جائے گی اور وہ نماز پوری کر کے صف میں شامل ہو جائے گا اور یہ صورت قطع صف میں داخل نہیں۔(۲)

سوال (۸) گھر پر نماز بلا عذر شرعی پڑھنا کیسا ہے؟ نیز وہ عذر شرعی کیا ہیں ،جس میں گھر پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

’’عاقل،بالغ ،حر،قادر، پر جماعت واجب ہے۔بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرے تو فاسق ،مردود الشہادت اور اس کو سخت سزا دی جائے گی ،اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔(۳)

اور نماز کے لیے عذر شرعی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)مریض جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو،

(۲)اپاہج۔

(۳)جس کا پاوں کٹ گیا ہو۔

(۴)جس پر فالج گرا ہو۔

(۵)اتنا بوڑھا کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔

(۶)اندھا اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔

(۷)سخت بارش۔

---

(۱)از فتاوی فیض الرسول،ج:۱ص:۲۷۶

(۲)ایسا ہی فتاوی فیض الرسول میں،ج:۱ص:۳۳۷ پر ہے۔

(۳) از بہار شریعت،حصہ:۳ص:۵۸۲(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۸) شدید کیچڑ کا حائل ہونا۔

(۹) سخت سردی۔

(۱۰) سخت تاریکی۔

(۱۱) آندھی۔

(۱۲) مال یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ۔

(۱۳) قرض خواہ کا خوف ہے اور یہ تنگ دست ہے۔

(۱۴) ظالم کا خوف۔

(۱۵) پاخانہ۔

(۱۶) پیشاب۔

(۱۷) ریاح کی حاجت شدید ہے۔

(۱۸) کھانا حاضر ہے اور نفس کو اس کی (شدید) خواہش ہو۔

(۱۹) قافلہ چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

(۲۰) مریض کی تیمارداری کہ جماعت کے لیے جانے سے اس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا، یہ سب ترک جماعت کے لیے عذر ہیں۔ (۱)

سوال (۹) امام داہنی یا بائیں جانب سلام پھیر رہا ہے۔ آنے والا جماعت میں شریک ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کی وجہ سے امام داہنی جانب سلام پھیر رہا تھا یا سجدۂ سہو تو امام پر واجب تھا؛ لیکن اس کو سہو ہونا یاد نہ تھا اور اس نے بہ نیت قطع داہنی جانب سلام پھیرنے کے بعد بائیں جانب میں مصروف تھا پھر کوئی فعل منافی نماز کرنے سے قبل سجدہ کرلیا تو ان دونوں صورتوں میں سلام پھیرنے کے وقت آنے والا جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر سجدۂ سہو تو واجب نہ تھا؛ لیکن

(۱) از بہار شریعت، حصہ: ۳ص: ۵۸۳، ۵۸۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

سجدہ اسی کے لیے کر رہا تھا یا سہو ہونا یاد تھا؛ لیکن بہ نیت قطع سلام پھیر رہا تھا یا ختم نماز کے لیے سلام پھیر رہا تھا تو ان تمام صورتوں میں سلام پھیرنے کے وقت آنے والا جماعت میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اگر ہوگا تو اس کی اقتدا صحیح نہ ہوگی، کیوں کہ سلام میں مشغول ہوتے ہی وہ نماز سے باہر ہو گیا۔

شامی میں ہے:

"سلام من عليه سجود سهو يخرجه من الصلاة خروجا موقوفا إن سجد عاد إليها وإلا لا وعلى هذا فيصح الإقتداء به۔ اھ(۱)

سوال(۱۰) لوگوں نے ریڈیو کی خبر پر اعتماد کر کے تراویح کی نماز باجماعت پڑھ لی، جب کہ ۲۹ کے چاند کا ثبوت شرعی نہیں ملا تھا، پھر دس دن کے بعد ۲۹ کے چاند کا ثبوت شرعی حاصل ہو گیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: نماز صحیح ہوجائے گی ؛لیکن بلا ثبوت شرعی اس شب کو شب رمضان سمجھنا ناجائز اور گناہ تھا۔

شامی میں ہے:

"يشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله، كما في نور الإيضاح وغيره، فلو شک في دخول وقت العبادة، فاتى بها فبان أنه فعلها في الوقت لم يجز، كما في الأشباه في بحث النية"(۲)

یعنی صحت نماز کی شرط یہ ہے کہ وقت نماز ہو چکا اور نمازی کو دخول وقت ہوجانے کا اعتماد بھی حاصل ہو اور اگر وقت نماز ہونے کا شک تھا باوجود اس کے پڑھ بھی لیا اور بعد میں ظاہر ہوا کہ اس نے وقت میں ہی نماز ادا کی تو نماز نہ ہوئی ؛ کیوں کہ شرط دوم نہ پائی گئی اور وہ یقین ہے ؛لیکن تراویح پڑھنے والوں کو وقت عبادت کے موجود ہونے

---

(۱) رد المحتار: ۲ ص: ۵۵۶، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، دار الكتب العلمية،
(۲) رد المحتار: ۲ ص: ۲۹، مطلب يشترط العلم بدخول الوقت، دار الكتب العلمية،

https://alislami.net

میں شک نہ تھا؛ بلکہ انھیں یقین حاصل تھا کہ وہ شب واقعی شب رمضان ہے اور ثبوت شرعی سے یہ معلوم بھی ہو گیا کہ دخول وقت واقع میں ہو چکا تھا تو صحت نماز کی دونوں شرطیں ان کے حق میں پا لی گئیں ،لہذا ان کی نماز تراویح صحیح ہے،مگر امر شرع میں جسارت سے ضرور گنہگار رہوئے۔

سوال (۱۱) ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ہاف شرٹ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔اگر کسی کے پاس ہاف شرٹ ہی ہے تو اسی کو پہن کر نماز پڑھے، کیوں کہ نماز فرض ہے اور اس کا ترک حرام و گناہ ہے۔(۱)

سوال (۱۲) حالت نماز میں موبائل فون بجنے لگے تو کیا کرے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: موبائل یا اس کی گھنٹی اگر عمل قلیل یعنی ایک دو مرتبہ کوئی بٹن دبانے سے بند ہو جائے گی تو اس کو بند کرنا جائز ہے۔لیکن اگر عمل کثیر سے (یعنی کئی مرتبہ بٹن دبانے سے بند ہو) کام لینا پڑے تو موبائل یا اس کی گھنٹی بند کرنے کی اجازت نہیں، کیوں کہ بوجہِ عمل کثیر نماز فاسد ہو جائے گی۔

تعریف عمل قلیل وکثیر:۔ملک العلما علامہ علاء الدین ابو بکر کاسانی حنفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

”کل عمل لو نظر الناظر إلیه من بعید لا یشک أنه فی غیر الصلاۃ فهو الکثیر ،و کل عمل لو نظر إلیه ناظر ربما یشتبه علیه أنه فی الصلاۃ فهو القلیل وهو الأصح“(۲)

”وعلی هٰذا الأصل یخرج ــــ۔إذا أخذ قوسا ورمی بها فسدت صلاته،لأن أخذ القوس وتثقیف السهم علیه ومده حتی یرمی”عمل

(۱) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں ص ۶۸ پر ہے۔
(۲) بدائع الصنائع،ج: ۱ ص: ۳۵۸،برکات رضا،فوربندر،غجرات

کثیر "ألا تری أن الناظر إلیه من بعید لا یشک أنه في غیر الصلاۃ"(۱)

حضرت نے تعریف کے ساتھ ساتھ بڑی عمدہ مثال بھی تحریر فرمائی ہے کہ عمل قلیل وکثیر کی مذکور تعریف کی روشنی میں یہ مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ نمازی کمان لے کر تیر چلائے تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، اس لیے کہ کمان کا ہاتھ میں لینا اور تیر کا اس پر لگانا اور اس کو کھینچ کر چلانا یہ عمل کثیر ہے کہ دور سے دیکھنے والا جب نمازی کو ایسا کرتے دیکھے گا تو اس کو نمازی کے نماز میں نہ رہنے کا یقین ہوجائے گا۔ اب موبائل بند کرنے کے مسئلہ پر غور فرمائیں کہ جب مصلی جیب سے موبائل نکالے گا، پھر اس کو دیکھے گا، پھر بٹن کو دیر تک دبائے گا تو دور سے دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔ لہذا اس طرح موبائل یا اس کی گھنٹی بند کرنے سے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی، جب کہ اس کے برعکس اگر مصلی ایک رکن میں ایک دو مرتبہ اندازے سے بٹن دبا دے تو دور سے دیکھنے والے کو اس کے نماز میں نہ رہنے کا یقین نہ ہوگا؛ بلکہ وہ شبہہ میں ہوگا کہ آیا وہ نماز میں ہے یا نہیں۔ لہذا اس طرح موبائل یا اس کی گھنٹی بند کرنے سے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔

اس مسئلہ کو فقہی نظائر کی روشنی میں بھی حل کیا جاسکتا ہے۔ فقہ کی کتابوں میں اس طرح کی کثیر نظائر موجود ہیں، چند مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ہر وہ عمل قلیل جو نمازی کے لیے مفید ہو، جائز ہے۔(۲)

بحالت نماز جیب کے اوپر سے موبائل یا موبائل کی گھنٹی بند کرنا عمل قلیل ہے، لہذا یہ جائز ہے۔

(۲) نماز میں ناک سے پانی بہہ رہا ہو تو زمین پر گرنے سے بہتر ہے کہ اسے پونچھ لیا جائے اور مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو ناک سے بہتا ہوا پانی پوچھنا ضروری ہے۔(۳)

---

(۱) بدائع الصنائع، ج: ۱ ص: ۳۵۸، برکات رضا، فوربندر، غجرات
(۲) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص ۶۳۱، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۳) فتاویٰ عالم گیری، ج: ۱ ص: ۱۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت

جب بحالت نماز ناک سے بہتا ہوا پانی پوچھنا جائز ہے تو موبائل کی گھنٹی یا موبائل بند کرنا بھی جائز ہوگا۔اس لیےاس سےاس کی نماز میں بھی خلل واقع ہوتا ہے اوردوسروں کی بھی۔جب کہ ناک سے بہتا پانی اس کی نماز میں مخل ہے،لہذا موبائل کی گھنٹی یا موبائل، بحالت نماز بند کرنا بدرجۂ اولی جائز ہوگا۔

(۳)اگر خیال بٹتا ہوتو نماز کی حالت میں پیشانی سے گردوغبار یا گھاس چھڑانے میں حرج نہیں۔[۱]

موبائل کی گھنٹی بجنے سے اپنا بھی خیال بٹتا ہےاوردوسروں کا بھی،لہذا موبائل یا موبائل کی گھنٹی،عمل قلیل سے بند کرنے میں حرج نہیں۔

(۴)دامن یا آستین سے اپنے آپ کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے،جب کہ ایک دو بار ہو یہ اس قول کی بنا پر کہ ایک رکن (مثلا قیام،رکوع،یا سجدہ وغیرہ) میں تین بار حرکت کو مفسد نماز کہا۔[۲]

(۵)ایسے ہی نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے،جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے۔ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے تو چھوڑ دے اور نہ اٹھانے سے خضوع مقصود ہوتو نہ اٹھانا افضل ہے۔[۳]

جیسے ٹوپی عمل قلیل سے اٹھانے میں،نماز میں کوئی فرق نہیں آتا،اسی طرح موبائل کو عمل قلیل سے بند کرنے میں بھی حرج نہیں۔

سوال (۱۳)چوڑی داراور تنگ چست لباس پہن کرعورت کو نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر چوڑی دار کپڑا اتنا باریک ہو جس سے بدن چمکتا ہو،ستر کے لیے کافی نہیں۔لہذا اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی اور اگر کپڑا باریک نہیں؛ بلکہ دبیز ہے جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو،مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا

(۱)بہار شریعت،حصہ:۳ص:۶۳۱ (مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)
(۲)بہار شریعت،حصہ:۳ص:۶۳۲ (مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)
(۳)بہار شریعت،حصہ:۳ص:۶۳۱ (مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

https://alislami.net

ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئات معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو قصداً نگاہ کرنا حرام ہے اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجۂ اولیٰ ممانعت، بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلے سے سبق لیں (۱)

ردالمحتار میں ہے:

"أما لو كان غليظا لا يرى منه لون البشرة إلا أنه إلتصق بالعضو و تشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر ،۔۔۔اھ ۔قلت سنتكلم على ذلک فی کتاب الحظر ، والذی یظهر من کلامهم هناک هو الأول"(۲)

سوال (۱۴) بعد صبح صادق، طلوع آفتاب تک نفل نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جائز نہیں ہے، جیسا کہ بہارشریعت میں ہے:

"طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوائے دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ (۳)

---

(۱) ماخوذ از بہارشریعت، حصہ: ۳ص: ۴۸۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) رد المحتار، ج: ۲ ص: ۸۴، کتاب الصلاۃ / باب شروط الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ

(۳) بہارشریعت، حصہ: ۳ص: ۴۵۵، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۸)

باب الإمامة

(امامت کا بیان)

سوال(۱) کیا ایک مشت سے کم داڑھی والا شخص امامت کرسکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: داڑھی بڑھانا انبیاے سابقین سے ہے، منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔ (۱)

درمختار میں ہے:

"**یحرم علی الرجل قطع لحیته**"(۲)

یعنی مرد کو اپنی داڑھی کاٹنا حرام ہے۔ ہاں! ایک مشت سے زائد ہوجائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔

اسی میں ہے:

"**الأخذ منها (أی من لحیته) وھی دون ذلک (أی القبضة) کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد وأخذ کلها فعل یھود الھند ومجوس الأعاجم**"(۳)

لہذا جب داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے تو اس کا مرتکب فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سوال(۲) کیا داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم داڑھی والا شخص، ایک مشت سے کم داڑھی والے کی یا داڑھی منڈے کی امامت کرسکتا ہے؟

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۶ ص:۵۸۵، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الدر المختار ج:۹ ص:۵۸۳، کتاب الحظر والإباحة، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) الدر المختار ج:۳ ص:۳۹۸، کتاب الصوم، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۴) جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں، ج:۶ ص:۵۲۷ پر ہے (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: ایسا شخص امامت نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''فاسق معلن ہے تو اسے امام کرنا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی، پڑھنی منع اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب ہے۔ غنیہ میں ہے ''لو قدموا فاسقا یأثمون''(۱)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''اگر علانیہ فسق و فجور کرتا ہے اور دوسرا کوئی امامت کے قابل نہ مل سکے تو تنہا نماز پڑھیں۔ ''فإن تقدیم الفاسق إثم والصلاۃ خلفہ مکروھۃ تحریما والجماعۃ واجبۃ فھما فی درجۃ واحدۃ ودرء المفاسد أھم من جلب المصالح''(۲)

سوال (۳) علی الاعلان فحش گالیاں دینے والے پر کیا حکم شرع عائد ہوتا ہے؟ نیز ان کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: علی الاعلان فحش گالیاں دینے والا فاسق معلن ہے، کیوں کہ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ''(۳)

یعنی بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔ اور سرکار علیہ السلام نے فرمایا ''سباب المسلم فسوق''(۴)

یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ لہذا اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ استغفار کرے اور لوگ اسی کو امامت سے اس وقت تک برطرف رکھیں جب تک خوب

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۶ ص:۵۲۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۶ ص:۶۰۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) پ:۸ سورۂ انعام، آیت:۱۵۲

https://alislami.net

اطمینان نہ ہوجائے کہ وہ اپنی توبہ پر قائم ہے اور اپنی بری عادتوں کو چھوڑ چکا ہے۔

ہندیہ میں ہے:

”الفاسق إذا تاب لا يقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه أثر التوبة“(۱)

سوال (۴) جس کی بیوی یا لڑکیاں بے نقاب سر بازار پھرتی ہیں یا دکان پر بیٹھ کر خرید و فرخت کرتی ہیں یا جنس کی پینٹ یا چست لباس پہن کر بازار جاتی ہیں تو اس کی اقتدا کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر وہ بے پردہ نکلتی ہیں یا پردہ میں نکلتی ہیں، لیکن باریک یا چست ہونے کی وجہ سے اعضا ظاہر ہوتے ہیں اور پھر بھی باپ یا شوہر اس کو منع نہیں کرتا تو وہ دیوث اور فاسق ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ”جس کی عورت بے پردہ نکلتی ہے، اس طرح کہ جن اعضا کا چھپانا فرض ہے، ان میں سے کچھ ظاہر ہوتا ہے، مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی کا حصہ، خواہ یوں کہ ان مواقع پر کپڑا ہی نہ ہو یا ہو تو باریک کہ ستر نہ کرسکے یا باہر نہیں نکلتی؛ مگر گھر میں غیر محرم بکثرت آتے جاتے ہیں اور وہ ایسی ہی حالت میں رہتی ہے اور شوہر ان امور (کے احکام شرعی) پر مطلع نہیں کرتا تو وہ خود دیوث ہے، فاسق ہے۔“(۲)

لہذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ فاسق اور دیوث کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

---

(۴) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۸

(۱) الھندیۃ، ج: ۳ ص: ۴۳۵، کتاب الشھادات، باب فیمن تقبل شھادتہ ومن لا تقبل، بیروت، لبنان

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۶ ص: ۴۹۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

اورفرماتے ہیں: اگر ایسا نہیں؛ بلکہ تمام بدن کے پورے ستر
عورت کے ساتھ گھر میں کسی نامحرم، مثلا جیٹھ، دیور، بہنوئی، یا
اپنے چچا، خالہ، ماموں، پھوپھی کے بیٹوں کے سامنے ہوتی
ہے یا کم قوم لوگوں کی عورات جو خوب موٹے اور ڈھیلے
کپڑے پہنے، سارا بدن ڈھانکے، اپنی ضرورتوں کے لیے
باہرآتی جاتی ہیں یا عورت تو بے حجابی اسی طرح کرتی ہے؛ مگر
مرد اسے اپنی حد قدرت تک روکتا ہے، منع کرتا ہے اور وہ
یوں ہی نہیں مانتی تو ان صورتوں میں شوہر پر کچھ الزام نہیں
اور اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز میں کراہت نہیں ہوسکتی۔
قال اللہ تعالیٰ ''لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی'' اللہ تعالیٰ کا
ارشاد گرامی ہے، کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔(۱)

سوال(۵) جو ڈاکٹر مرد وعورت کے بدن کو چھوئے اور کمر وغیرہ پر سوئی لگائے تو اس کی اقتدا کیسی ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ڈاکٹر اگر مرد وعورت کی کمر وغیرہ میں انجکشن لگاتا ہے اور ضرورت کی وجہ سے سروکلائی چھوتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور محض اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ شریعت نے ڈاکٹر کو ضرورت کے وقت اجنبی مرد وعورت کے تمام اعضا چھونے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''طبیب کا نبض دیکھنا حاجت کے لیے ہے اور ایسی حاجت
وضرورت کے وقت دیگر اعضا کا مس بھی جائز ہے۔''(۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:٦ ص: ۴۹۴، ۴۹۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور،

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:٦ ص:۵۹۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

سوال (٦) امام کی خامیاں اور غلطیاں نکالنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی مسلمان کے پیچھے پڑنا، اس کی خامیوں اور کمیوں کی تلاش میں لگا رہنا اور برا بھلا کہنا فسق وگناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی"(۱)

یعنی مسلمان، لعن طعن کرنے والا، فحش گو اور بے ہودہ گو نہیں ہوتا۔ اور جو شخص مسجد کا امام ہے، ظاہر ہے کہ وہ بھی انسان ہی ہے اور اس سے بھی کچھ غلطیاں ہوسکتی ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے برا بھلا کہا جائے یا بدتمیزی سے پیش آیا جائے۔ یہ قطعاً درست نہیں؛ کیوں کہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے اور مسلمان کو تکلیف دینا سرکار ﷺ کو تکلیف دینا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"من أذی مسلما فقد أذانی ومن أذانی فقد أذی اللہ"(۲)

جب ایک عام مسلمان کو تکلیف دینے سے سرکار کو تکلیف ہوتی ہے تو امام کو تکلیف دینے سے سرکار ﷺ کو کتنی تکلیف ہوگی۔ لہذا امام کو تھوڑی تھوڑی بات میں علی الاعلان رسوا کرنے والے حضرات یہ جان لیں کہ وہ جیسا کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرے گا۔ لہذا ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ امام کو برا بھلا کہنے اور رسوا کرنے سے باز آئیں اور ان سے معافی تلافی کریں اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا عہد کریں۔(۳)

سوال (۷) قصداً یا سہواً دیوبندی، وہابی یا دیگر مذہب کے ماننے والوں کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر قصداً دیوبندی، وہابی یا دیگر مذہب کے ماننے

---

(۱) ترمذی شریف، رقم الحدیث: ۱۹۷۷، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ

(۲) الجامع الصغیر، الرقم: ۸۲۵۰

(۳) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت میں، ج: ۱ ص: ۱۴۷ پر ہے۔

https://alislami.net

والوں کے پیچھے ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے نماز پڑھی تو کفر ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ تجدید ایمان کرے اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی۔ (۱)

اور اگر بھول کر یا ان کی کفری عقائد پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا تو جو نماز ان کے پیچھے پڑھ چکا اس کا لوٹانا فرض ہے۔ (۲)

سوال (۸) زید کے ہاتھ میں کچھ حصے پر پلاسٹر چڑھا ہوا ہے، جس پر وہ مسح کرتا ہے تو کیا وہ امامت کا اہل ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں۔ وہ امامت کا اہل ہے، اس کی اقتدا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”اعضاے وضو کا دھلنے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی اقتدا کر سکتا ہے۔“ (۳)

اور عالم گیری میں ہے:

”یجوز اقتدأ الغاسل بماسح الخف وبالماسح علی الجبیرۃ“ (۴)

اور پلاسٹر بھی پٹی ہی کے حکم میں ہے۔ اس لیے وہ امامت کا اہل ہے بہ شرطے کہ کوئی اور وجہ مانع امامت نہ ہو۔

سوال (۹) عِنِّین (نامرد) کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس کی امامت درست ہے، جب کہ اور کوئی وجہ مانع امامت نہ ہو۔

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ میں، ص:۱۴۸ پر ہے۔

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱ میں، ص: ۲۸۴ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۵۷۳ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۴) الهندیة، ج: ۱ ص: ۹۴، کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، دار الکتب العمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

(۹)

باب ما یفسد الصلاۃ

(مفسدات نماز کا بیان)

سوال (۱) لاؤڈ اسپیکر سے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس مسئلے میں اکابر علماے اہل سنت کا اختلاف ہے۔ بعض اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں۔ جو لوگ اس کی آواز پر رکوع سجود کرتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔ بعض اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے، اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی؛ لیکن احوط (زیادہ احتیاط کا) موقف یہ ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کیا جائے اور اگر کوئی ایسی مسجد نہ ملے جہاں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ ہو تو اس صورت میں نماز پنج وقتہ اور جمعہ وعیدین سب امام کے قریب پڑھے اور بجاے اسپیکر کے امام کی آواز پر رکوع وسجود کرے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

سوال (۲) کیا جسم کو بحالت نماز بار بار کھجلانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ایک رکن میں تین بار یوں کھجلایا کہ کھجلا کر ہاتھ ہٹایا پھر کھجلایا پھر ہٹایا، اس طرح تین بار کیا تو نماز جاتی رہے گی اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر کئی بار حرکت دی تو یہ ایک ہی بار کھجلانا ہوا، اس صورت میں نماز فاسد نہ ہوگی۔

ہندیہ میں ہے:

"إذا حک ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاتہ ھذا رفع یدہ فی کل مرۃ۔ أما إذا لم یرفع فی کل مرۃ فلا تفسد کذا فی الخلاصۃ"(۱)

سوال (۳) آیت غلط پڑھ کر چھوڑ دیا پھر دوسری سورتیں پڑھیں اور سجدہ سہو کیا تو

---

(۱) الھندیۃ، ج: ۱ ص: ۱۱۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

https://alislami.net

کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:اگر غلطی ایسی تھی جس سے معنی فاسد ہوگیا تو اسے چھوڑ کر دوسری سورت پڑھنے اور سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہیں ہوگی اور اگر غلطی ایسی تھی کہ جس سے معنیٰ فاسد نہ ہوا تو نماز ہوگئی ،سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں؛لیکن کچھ مقتدیوں کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی تھیں تو وہ امام کے ساتھ سجدۂ سہو میں شریک رہیں تو فعل لغو میں اتباع کے سبب ان کی نماز باطل ہوگئی۔

ہندیہ میں ہے:

"إذا ظن الإمام أن عليه سهواً فسجد للسهو وتابعه المسبوق فی ذٰلک ثم علم أن الإمام لم یکن علیه سهوا فأشهر الروايتين أن صلاة المسبوق تفسد۔۔۔الخ"(۱)

سوال(۴)امام کو قعدہ اولیٰ میں اپنی عادت سے دیر لگی اور مقتدی نے یہ سوچ کر کہ امام کو سہو ہوا ہے بلند آواز سے تکبیر کہی تا کہ امام کو اطلاع ہوجائے کہ یہ قعدۂ اولیٰ ہے،قعدۂ اخیرہ نہیں۔تو مقتدی کی نماز فاسد ہوئی کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب:جب امام کو قعدۂ اولیٰ میں دیر ہوئی اور مقتدی نے اس گمان سے کہ یہ قعدۂ اخیرہ سمجھا ہے،تنبیہ کی تو دو حال سے خالی نہیں۔یا تو واقع میں اس کا گمان غلط ہوگا یعنی امام قعدۂ اولیٰ ہی سمجھا ہے اور دیر اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے اس بار التحیات زیادہ ترتیل سے ادا کی ،جب تو ظاہر ہے کہ مقتدی کا بتانا نہ صرف بے ضرورت ؛ بلکہ محض غلط واقع ہوا تو یقیناً کلام ٹھہرا اور مفسد نماز ہوا۔یا اس کا گمان صحیح تھا تو اس صورت میں بھی اس بتانے کا محض لغو و بے حاجت واقع ہونا اور اصلاح نماز سے اصلاً تعلق نہ رکھنا ثابت کہ جب امام قعدۂ اولیٰ میں اتنی تاخیر کر چکا جس سے مقتدی اس کے سہو پر مطلع ہوا تو لا جرم یہ تاخیر بقدر کثیر ہوئی اور جو کچھ ہونا تھا

(۱)الهندية،ج:۱ ص:۱۰۲،کتاب الصلاة،باب الإمامة،دار الکتب العلمية،بيروت

https://alislami.net

یعنی ترک واجب ولزوم سجدۂ سہو، ہو چکا۔اب اس کے بتانے سے مرتفع نہیں ہوسکتا اوراس سے زیادہ کسی دوسرے خلل کا اندیشہ نہیں،جس سے بچنے کو یہ فعل کیا جائے کہ غایت درجہ وہ بھول کر سلام پھیر دے گا پھر اس سے نماز تو نہیں جاتی، وہی سہو کا سہو رہے گا۔ہاں! جس وقت سلام شروع کرتا اس وقت حاجت متحقق ہوتی اور مقتدی کو بتانا چاہیے تھا کہ اب نہ بتانے میں خلل وفساد کا اندیشہ ہے کہ یہ تو اپنے گمان میں نماز تمام کر چکا۔عجب نہیں کہ کلام وغیرہ کوئی قاطع نماز اس سے واقع ہو جائے۔اس سے پہلے نہ خلل واقع کا ازالہ تھا نہ خلل آئندہ کا اندیشہ،تو سوائے فضول اور بے فائدہ کے کیا باقی رہا،لہذا مقتضائے نظر فقہی پر اس صورت میں بھی فساد نماز ہے،نظیر اس کی یہ ہے کہ جب امام قعدۂ اولیٰ چھوڑ کر پورا کھڑا ہو جائے تو اب مقتدی بیٹھنے کا اشارہ نہ کرے،ورنہ ہمارے امام کے مذہب پر مقتدی کی نماز جاتی رہے گی کہ پورا کھڑا ہونے کے بعد امام کو قعدۂ اولیٰ کی طرف عود ناجائز تھا تو اس کا بتانا محض بے فائدہ رہا اور اپنے اصلی حکم کی رو سے کلام ٹھہر کر مفسد نماز ہوا۔(۱)

لہذا مقتدی کی نماز لقمہ دینے کی وجہ سے دونوں صورتوں میں فاسد ہو جائے گی۔

سوال (۵) لقمہ کن الفاظ کے ساتھ دینا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب امام قرآن شریف بھول جائے تو جو بھولا ہے صرف وہی بتادے یا جہاں سے بھولا،اس کے پیچھے کی آیت بتائے، پھر بھولی ہوئی آیت بتادے۔

تاتارخانیہ میں ہے:

”وفی فتاوی الحجۃ والأولیٰ اذا فتح علی امامه أن یقرأ آیة قبلھا ثم وصلھا بما معه کیلا یشبه التعلیم والتعلم وھذا لیس بلازم“(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷ ص:۲۶۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الفتاویٰ التاتارخانیة، ج:۱ ص:۳۶۳، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت،

https://alislami.net

اور اگر امام سورت میں سے کچھ پڑھتے پڑھتے بھول گیا اور آگے یاد نہیں آتا تو کسی اور سورت کا لقمہ دینا بھی جائز ہے۔ اور لقمہ لینے کی وجہ سے امام کو سجدہ سہو بھی نہیں کرنا پڑے گا، کیوں کہ سجدہ سہو اسی وقت ہوتا ہے جب نماز کا کوئی واجب بھولے سے رہ جائے۔ جیسا کہ محیط برہانی میں ہے:

"وعن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه أنه قرأ سورة النجم وسجد فلما عاد الی القیام ارتج علیه فلقن "اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ" فقرأها ولم ینکر علیه"(۱)

یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحالت نماز سورۂ نجم پڑھی اور آیت سجدہ پر سجدہ کر کے قیام کی طرف لوٹے تو بھول گئے، پس کسی نے "اِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ" کا لقمہ دیا تو آپ نے اسی کو پڑھا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہ کیا۔

اور جب انتقال رکن میں سہو ہو (یعنی ایک سے دوسرے رکن کی طرف آنے میں) تو تسبیح و تکبیر کے ذریعے لقمہ دینا جائز ہے۔ لیکن تسبیح کے ذریعے بہتر ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

"المصلی اذا کبر بنیة أن یعلم غیره أنه فی الصلاة لا تفسد صلاته ، الاولیٰ التسبیح لقوله علیه السلام "التسبیح للرجال والتصفیق للنساء"(۲)

سوال (۶) کیا تین آیت کے بعد لقمہ دینا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: امام جہاں غلطی کرے، مقتدی کو لقمہ دینا جائز ہے۔ اگرچہ امام ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو۔

ردالمحتار اور حاشیہ طحطاوی میں ہے:

"الفتح علی امامه غیر منهی عنه بحر ۔۔۔۔ سواء قرأ الامام قدر ما یجوز به الصلاة ام لا، انتقل الی آیة أخری ام لا تکرر الفتح ام لا هو الأصح نهر"(۳)

---

(۱) المحیط البرہانی، ج: ۱ ص: ۳۸۹، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) الفتاویٰ التاتارخانیۃ، ج: ۱ ص: ۳۵۹، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،

https://alislami.net

سوال (۷) زید نماز پڑھ رہا تھا کہ دوران قراءت بھول گیا اور اس نے کہیں اور سے سورت شروع کر دی، اس کے شروع کرنے کے بعد مقتدی نے لقمہ دیا۔ لقمہ دینے والے کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: لقمہ دینے والے کی نماز ہو جائے گی۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''صحیح یہ ہے کہ جب امام قراءت میں بھول جائے مقتدی کو مطلقاً بتانا روا، اگرچہ قدر واجب پڑھ لیا ہو۔ اگرچہ ایک سے دوسرے کی طرف انتقال ہی کیا ہو کہ صورت اولیٰ میں گو واجب ادا ہو چکا؛ مگر احتمال ہے کہ رکنے، الجھنے کے سبب کوئی لفظ اس کی زبان سے ایسا نکل جائے جو مفسد نماز ہو، لہذا مقتدی کو اپنی نماز درست رکھنے کے لیے بتانے کی حاجت ہے۔''(۱)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''أما إذا قرأ أو تحول ففتح عليه تفسد صلاة الفاتح أنها لا تفسد صلاة الفاتح لكل حال و لا صلاة الإمام لو أخذ منه على الصحيح هكذا في الكافي''(۲)

سوال (۸) زید نے عید کی امامت کے لیے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھے اور ثنا پڑھنے کے بعد قراءت سے پہلے تکبیر کہنے کے بجائے قراءت شروع کر دی حتی کہ سورۂ فاتحہ ختم ہوگئی اور دوسری سورت کی پہلی ہی آیت شروع کی تھی کہ زید کو لقمہ دیا گیا اور زید نے لقمہ لے کر تینوں تکبیروں کو کہا اور الحمد و سورت سے پھر سے قراءت شروع کر

---

(۳) رد المحتار، ج:۲ ص:۳۸۲، کتاب الصلاة، دار الکتب العلمية--------
حاشية طحطاوی علی الدر المختار، ج:۲ ص:۳۳۶، دار الکتب العلمية، بيروت، لبنان
(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷ ص:۲۵۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) الهندية، ج:۱ ص:۱۱۰، کتاب الصلاة /باب فيما يفسد الصلاة وما يکره فيها، دار الکتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

کے نماز ختم کی تو ایسی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مسئولہ میں کسی کی نماز نہ ہوئی ،نہ لقمہ دینے والے کی، نہ ہی امام اور بقیہ مقتدی کی؛ کیوں کہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت میں تکبیرات زوائد بھول جائے تو سورۂ فاتحہ ختم ہونے تک یاد آ جائے تو اسی وقت تینوں تکبیریں کہہ لے اور سورۂ فاتحہ کا اعادہ کرے؛ تاہم اگر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کوئی سورت شروع کر دے تو درمیان میں تکبیر نہ کہے؛ بلکہ قراءت مکمل کرنے کے بعد کہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

"ان بدأ الامام بالقراءة سهوا فتذكر بعد الفاتحة والسورة يمضى فى صلاته وان لم يقرأ الا الفاتحة كبر و أعاد القراءة لزوما" (۱)

لہذا امام پر لازم تھا کہ اس وقت مقتدی کا لقمہ نہ لیتا اور قراءت مکمل کرنے کے بعد تکبیر زوائد کہتا؛ لیکن اس نے لقمہ لے لیا تو یہ بے جا اور خلاف شرع لقمہ لینا ہوا۔ اور بے جا لقمہ دینے سے لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور امام کا بے جا لقمہ لینے سے اس کی اور سارے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں امام اور مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

سوال (۹) امام سے قراءت میں غلطی ہوئی، مقتدی نے لقمہ دیا، مگر امام نے نہ لیا تو ایسی صورت میں لقمہ دینے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر غلطی ایسی تھی کہ لقمہ لیے بغیر معنی درست نہ ہوتے ہوں، تو کسی کی نماز نہ ہوئی۔ نہ ہی امام کی، نہ ہی مقتدی کی؛ لیکن اگر غلطی ایسی تھی جس سے معنی فاسد نہ ہوئے ہوں تو جس کا لقمہ امام نے نہ لیا، اس کی نماز پر کوئی اثر نہ پڑا۔ (۲)

---

(۱) رد المحتار، ج:۳ص:۵۵، کتاب الصلاۃ/باب العیدین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،

(۲) ایسا ہی فتاویٰ امجدیہ میں، ج:۱ص:۱۸۹، پر ہے۔

https://alislami.net

(۱۰)

باب مایکرہ فی الصلاۃ

(مکروہاتِ نماز کا بیان)

سوال (۱) سردی میں ٹھنڈک کی وجہ سے کان اور داڑھی چھپا کر نماز پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بہ وجہ سردی نماز میں کان چھپانے میں حرج نہیں، لیکن داڑھی چھپانا مکروہ ہے۔ (۱)

سوال (۲) شیروانی یا صدری کا بٹن بند کیے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کرتے پر شیروانی یا صدری ہو اور اس کے بٹن کھلے رہے تو حرج نہیں؛ کیوں کہ عرف عام میں ان کا کوئی بوتام بھی نہیں لگاتے اور اسے معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا؛ لیکن کسی نے کپڑے کو ایسا خلاف عادت پہننا، جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب، خفیف الحرکات سمجھا جائے، تو یہ مکروہ ہے۔ جیسے ایسا کرتا جس کے بٹن سینے پر ہیں، پہننا اور بوتام (بٹن) اتنے لگانا کہ سینہ یا شانہ کھلا رہے۔ (۲)

بہار شریعت میں ہے:

"انگرکھے (قبا کے مثل ایک طرح کا لباس) کے بند نہ باندھنا اور اچکن (قبا، ایک قسم کا لباس) وغیرہ کے بٹن نہ لگانا، اگر اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہیں اور سینا کھلا رہا تو ظاہر کراہت تحریم ہے۔ (۳)

سوال (۳) جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

---

(۱) فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ص: ۱۷۳

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۷ میں، ص:۳۸۶، ۳۸۷، پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) بہار شریعت، حصہ: ۳ص: ۶۳۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: مرد کے لیے جائز نہیں ؛لیکن عورتوں کے لیے جائز ہے۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جوڑا باندھنے کی کراہت مرد کے لیے ضروری ہے، حدیث میں صاف ''نھی الرجل'' ہے پھر چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں: امام زین الدین عراقی نے فرمایا ''ھو مختص بالرجال دون النساء'' (یہ کراہت مردوں کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ عورتوں کے لیے)۔''(۱)

سوال (۴) سجدہ میں جاتے وقت لنگی یا پائجامہ اوپر اٹھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مکروہ ہے۔جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا، اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے۔''(۲)

ہندیہ میں ہے:

''یکرہ للمصلی أن یکف ثوبہ بأن یرفع ثوبہ من بین یدیہ أو من خلفہ إذا اراد السجود کذا فی معراج الدرایۃ''(۳)

سوال (۵) کانچ اور پلاسٹک کی چوڑیاں اور تانبا، پیتل کے زیورات پہن کر عورتوں کو نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کانچ (شیشہ) اور پلاسٹک کی چوڑیاں پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا درست ہے اور سونے چاندی کے علاوہ تمام دھاتوں

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷ ص:۲۹۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ملتقطا از بہار شریعت، حصہ:۳ ص:۶۲۴، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) الھندیۃ، ج:۱ ص:۱۱۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

کی چوڑیاں پہننا ناجائز ہے اور پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ''کانچ کی چوڑیاں جائز ہے یا نہیں'' کے جواب میں فرمایا:

> ''جائز ہیں۔''**لعدم المنع الشرعی**''(اس لیے کہ کوئی شرعی مانع نہیں؛ بلکہ شوہر کے لیے سنگار کی نیت سے مستحب، ''**إنما الأعمال بالنيات**''(اعمال کا دارومدار، ارادوں پر ہے) بلکہ شوہر یا ماں باپ کا حکم ہو تو واجب۔''(۱)

اعلیٰ حضرت اور آگے فرماتے ہیں:

> ''چاندی سونے کے سوا، لوہے، پیتل، تانبے، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں۔'' (۲)

اور تحریر فرماتے ہیں:

> ''تانبا، پیتل، کانسہ، لوہا، تو عورت کو بھی پہننا ممنوع اور اس سے نماز ان کی بھی مکروہ ہے۔'' (۳)

سوال (۶) پائجامہ یا پینٹ کو نیچے یا اوپر سے موڑ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مکروہ تحریمی ہے، جس کا اعادہ ضروری ہے۔ اس لیے نہ اوپر سے موڑا جائے اور نہ ہی نیچے سے؛ بلکہ اپنی حالت پر رہنے دیں، اگر چہ ٹخنا چھپ جائے اور ٹخنا اگر تکبر کی وجہ سے چھپا ہے تو بھی نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور بغیر تکبر کے ہے تو مکروہ تنزیہی؛ لیکن کف ثوب تو مطلقا مکروہ تحریمی ہے۔

درمختار میں ہے:

''(و) کره (كفه)۔۔۔۔وحرر الخير الرملي ما يفيد أن الكراهة فيه تحريمية''(۴)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۱۱۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲، ص:۱۵۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲، ص:۱۳۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

اوراعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے نماز میں کپڑا سمیٹنے ،کھرسنے (کھونسنے) سے منع فرمایا''(۱)

لہذا کھونس کرنماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۷) ٹوپی پرعمامہ اس طرح باندھنا کہ چاروں طرف سر کے عمامہ ہو اور درمیان میں ٹوپی کھلی رہے تو کیا حکم ہے؟اوراس طرح باندھ کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: پگڑی اس طرح باندھنا کہ پیچ سر پرنہ ہو،مکروہ تحریمی ہے۔نماز کےعلاوہ بھی اس طرح عمامہ باندھنا مکروہ ہے۔(۲)

لہذا اگراس طرح باندھ کرنماز پڑھ لیا تو نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے۔جیسا کہ رد المحتار میں ہے:

''تکویر عمامتہ علی راسہ وترک وسطہ مکشوفا کراھۃ تحریمیۃ'' (۳)

سوال (۸) کندھے سے چادر یا شال اوڑھ کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: خلاف سنت اور مکروہ تنزیہی ہے۔(۴)

سوال (۹) چشمہ لگائے ہوئے سجدہ کرنے سے نماز ہوگی یانہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: چشمہ لگا کر نماز پڑھنے میں کراہت نہیں۔کمانی اگرچہ کسی چیز کی ہو کہ کمانی تابع ہے،خود ملبوس نہیں۔تو جس طرح بٹن کا استعمال جائز ہے،اس کا بھی جائز کہ علت مشترک ہے۔(۵)

---

(۴) الدرالمختار مع رد المحتار ج: ۲ ص: ۴۰۶، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۷ ص: ۳۸۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۶۲۶، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) رد المحتار ج: ۲ ص: ۴۲۳، کتاب الصلاۃ، باب ما یکرہ الصلاۃ وما یکرہ فیھا، بیروت

(۴) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱ میں، ص: ۲۷۵ پر ہے۔

(۵) فتاویٰ امجدیہ، ج: ۴ ص: ۵۲

https://alislami.net

لیکن جس کا چشمہ ایسا ہو کہ سجدے میں اس کی وجہ سے ناک کی ہڈی زمین پر نہ لگے تو سجدہ نہیں ہوگا اور اس کا نماز میں استعمال بھی منع ہوگا۔

سوال(۱۰) پینٹ،شرٹ، پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: انگریزوں کے زمانے میں ہمارے اکابرین نے فتویٰ دیا تھا کہ پینٹ،شرٹ پہن کر نماز پڑھنا گناہ اور مکروہ تحریمی ہے۔لہذا اگر اسے پہن کر نمازیں پڑھی گئیں تو دہرانا لازم ہے۔اس لیے کہ یہ لباس انگریزوں کا تھا اور ان کے علاوہ کوئی قوم یہ لباس نہیں پہنتی تھی؛لیکن اب یہ ان کا شعار نہ رہا، بلکہ مسلمانوں نے بھی اسے اپنا لیا تو اب یہ انگریزوں کی پہچان نہیں رہا اور حکم شرع، زمانے کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے۔ایسا ہی محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب فرماتے ہیں:

> ''اب یہ لباس پہننا مباح ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھی جائے تو ہوجائے گی؛لیکن اگر کوئی آدمی کرتا پہن کر، جو ہمارے عالموں ،حافظوں ،قاریوں کا لباس ہے۔نماز پڑھے تو کیا پوچھنا، یہ سب سے اچھی بات ہے۔''(۱)

لیکن اگر پینٹ اتنا چست ہے کہ شرم گاہ کی ہیئات واضح ہوتی ہے،جیسا کہ آج کل کا جنس پینٹ اس کا استعمال ضرور ناجائز وحرام ہے اور اس کی طرف قصداً دیکھنا بھی جائز نہیں۔

---

(۱) سراج الفقہا کی دینی مجالس،ص:۶۹

https://alislami.net

(۱۱)

باب النوافل والتراویح

(نوافل اور تراویح کا بیان)

سوال(۱) عشا کی فرض نماز، جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں امام کے ساتھ تراویح اور وتر پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عشا کی فرض نماز، جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں اسے وتر کی جماعت میں شامل ہونے کی اجازت نہیں، اسے حکم ہے کہ تنہا پڑھے اور تراویح امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"إذا لم یصل الفرض معه لا یتبعه فی الوتر"(۱)

درمختار میں ہے:

"فمصلیه (الفرض) وحده یصلیها (أی التراویح) معه (أی مع الإمام)"(۲)

سوال(۲) لاؤڈ اسپیکر سے تہجد کی نماز کے لیے لوگوں کو بلانا اور اسے جماعت کے ساتھ پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: تہجد کی نماز سنت غیر مؤکدہ، نفل کے حکم میں ہے۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر سے لوگوں کو بلانا اور اسے جماعت سے ادا کرنا جائز تو ہے؛ لیکن مکروہ تنزیہی ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"تراویح وکسوف واستسقا کے سوا جماعت، نوافل میں
ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم کا مذہب معلوم ومشہور اور عامۂ
کتب مذہب میں مذکور ومسطور ہے کہ بلاتداعی مضائقہ نہیں

(۱) رد المحتار ج: ۲ ص: ۵۰۰، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
(۲) رد المحتار ج: ۲ ص: ۴۹۹، کتاب الصلاۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

اور تداعی کے ساتھ مکروہ۔ تداعی ایک دوسرے کو بلانا جمع کرنا اور اسے کثرت جماعت لازم عادی ہے۔'' اور آگے فرماتے ہیں:

''بالجملہ دو مقتدیوں میں بالاجماع جائز اور پانچ میں بالاتفاق مکروہ اور تین چار میں اختلاف نقل ومشائخ اور اصح یہ کہ تین میں کراہت نہیں۔ چار میں ہے تو مذہب مختار یہ نکلا کہ امام کے سوا چار یا زائد ہوں تو کراہت ہے ورنہ نہیں۔ لہذا درر وغرر پھر درمختار میں فرمایا: **یکرہ ذلک و لو علی سبیل التداعی بأن یقتدی أربعة لو احد**'' پھر اظہر یہ کہ یہ کراہت صرف تنزیہی ہے، یعنی خلاف اولیٰ ''**لمخالفة التوارث**'' نہ تحریمی کہ گناہ وممنوع۔ اھ''(۱)

سوال (۳) بعض حفاظ سال بھر داڑھی منڈاتے ہیں اور قریب رمضان تھوڑی سی یا ایک بالشت داڑھی رکھ کر نماز پڑھانے لگتے ہیں۔ ہر سال ان کا معاملہ یہی رہتا ہے تو ایسے حفاظ کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جو حافظ داڑھی منڈانے اور کتروانے سے توبہ کرکے تراویح پڑھاتے ہیں اور بعد رمضان پھر منڈا لیتے ہیں اور دو ماہ پہلے پھر تھوڑی سی داڑھی رکھ لیتے ہیں اور عین موقع پر توبہ کرکے تراویح پڑھاتے ہیں اور ہر سال ان کا یہی معاملہ رہتا ہے تو ان کی یہ توبہ قبول نہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کہ وہ صرف مصلحتاً ایسا کرتے ہیں تاکہ تراویح پڑھا کر پیسے وصول کرلیں۔ لہذا ایسے حافظ کو توبہ کے بعد کچھ دنوں تک دیکھیں کہ وہ اپنی توبہ پہ قائم ہے یا نہیں۔ جب خوب اطمینان ہوجائے تب اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ جیسے کہ شرابی اور زناکار کے لیے حکم

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷ ص:۴۳۱، ۴۳۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ہے۔لہذا فوراً اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔[1]

ہندیہ میں ہے:

"الفاسق إذا تاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه أثر التوبة۔۔۔اھ"[2]

سوال (۴) اگر داڑھی والا، صحیح العمل، صحیح القراءت حافظ نہ ملے، تو کیا سورہ تراویح پڑھی جاسکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر صحیح العمل اور صحیح القراءت حافظ قرآن نہ ملے تو سورہ تراویح یعنی "الم تر کیف" سے "ناس" تک کو دو بار میں پڑھیں تو بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔اس کے علاوہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں "قل ھو اللہ احد" (پوری سورہ) پڑھ کر بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاسکتی ہے۔

حضرت صدر الشریعہ، مصنف بہارِ شریعت فرماتے ہیں:

"خوش خوان کو امام بنانا نہ چاہیے؛ بلکہ درست خوان کو بنائیں۔افسوس صد افسوس کہ اس زمانے میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ "يَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ" کے سوا کچھ پتا نہیں چلتا، الفاظ وحروف کھا جایا کرتے ہیں، جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں، انھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے۔ ہمزہ، الف، عین، اور ذ، ز، ظ، ث، س، ص، ط، وغیرہا حروف میں تفرقہ (فرق) نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی۔فقیر کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال قرآن مجید سننا نہ ملا۔اور فرماتے ہیں کہ اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ "الم تر کیف" سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔[3]

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ میں، ص:۲۰۶ پر ہے۔
(۲) الهندية، ج:۳ص:۴۳۵، کتاب الشهادات، باب فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، لبنان
(۳) ایسا ہی بہار شریعت حصہ:۴ میں، ص:۶۹۱ تا ۶۹۴ پر ہے (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۱۲)

باب قضاء الفوات

(قضا نمازوں کا بیان)

سوال (۱) صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟ نیز اگر صاحب ترتیب کی نماز فجر قضا ہوگئی، اس نے امام کو نماز ظہر کے آخری رکعت میں پایا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: صاحب ترتیب: اس کو کہتے ہیں جس کی چھ وقتوں کی نمازیں قضا نہ ہوں۔ اور وقت میں گنجائش ہو تو اس کو جائز نہیں کہ یاد ہوتے ہوئے وقتی نماز پڑھے۔ لہذا اگر اس کو اپنی نماز قضا ہونا یاد ہو اور وقت میں گنجائش ہو کہ فجر کی قضا پڑھ کر جماعت میں شریک ہوسکتا ہے تو ایسا ہی کرے ورنہ جماعت ترک کر کے پہلے قضا پڑھے، اس کے بعد ظہر کی نماز تنہا ادا کرے۔ اگر اس کو نماز قضا ہونا یاد ہو اور وقت میں گنجائش نہ ہو کہ پہلے فجر پڑھے پھر ظہر، یعنی صرف ظہر پڑھنے کا وقت ہو تو پہلے ظہر کی نماز ادا کرے، پھر فجر کی قضا بعد میں کرے۔

التعریفات الفقہیہ میں ہے:

"من لم تكن عليه الفوائت ستاً غير الوتر من ضيق الوقت والنسيان"(۱)

ہندیہ میں ہے:

"إذا صلى الظهر وهو ذاكر أنه لم يصل الفجر فسد ظهره ۔۔۔۔إذا ذكر الفجر في آخر وقت الظهر فوقع على ظنه أن الوقت لايحتمل الصلاتين فافتتح الظهر فصلاها وقد بقي من وقت الظهر بعضه نظر فيه فإن كان مابقي من وقت الظهر ما أمكنه أن يصلي فيه الفجر ثم الظهر لم تجزئه التي صلى وعليه أن يقضي الفجر ثم يعيد الظهر"(۲)

---

(۱) التعريفات الفقهية، ص: ۱۲۶، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الهندية، ج: ۱ ص: ۱۳۵، كتاب الصلاة، باب القضاء الفوات، دار الكتب العلمية،

https://alislami.net

سوال (۲) سفر کی قضا نمازیں گھر پر پوری پڑھی جائیں گی یا قصر کی جائیں گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قضا نمازیں گھر پر پوری پڑھی جائیں گی، جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی، اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے، اگرچہ سفر میں پڑھے۔''(۱)

ہندیہ میں ہے:

''أن الفائته تقضی علی صفة التی فاتت إلا لعذر وضرورة فیقضی مسافر فی السفر مافاته فی الحضر من الفرائض الرباعی أربعا والمقیم فی الإقامة مافاته فی السفر منها رکعتین۔ اھ''(۲)

سوال (۳) قضائے عمری کا آسان طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے:

''قضا ہر روز کی صرف بیس رکعتوں کی ہے۔ دو فرض فجر کے، چار ظہر، تین مغرب، چار عشا کے تین وتر۔ قضا میں یوں نیت ضروری ہے کہ نیت کی میں نے پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی ظہر جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں کیا کریں اور جس پر قضا نمازیں بہت کثرت سے ہیں، وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کریں تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار، سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلیٰ، کی جگہ صرف ایک بار کہیں۔ مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۴ ص: ۷۰۳، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الهندية، ج: ۱ ص: ۱۳۴، کتاب الصلاة، باب قضاء الفوات، دار الکتب العلمية، بیروت

https://alislami.net

کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت ''سبحان'' کا سین شروع کرے اور جب ''عظیم'' کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے۔ اسی طرح جب سجدوں میں پورا پہنچ لے، اس وقت تسبیح شروع کرے اور جب پوری تسبیح ختم کر لے، اس وقت سجدہ سے سر اٹھائے۔

دوسری تخفیف یہ ہے کہ فرضوں کی تیسری و چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ ''سبحان'' تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں، مگر وہی خیال یہاں بھی ضروری ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر ''سبحان اللہ'' شروع کریں اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لیے سر جھکائیں۔ یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری و چوتھی رکعت میں ہے، وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔

تیسری تخفیف پہلی التحیات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف ''اللھم صل علی محمد و آلہ'' کہہ کر سلام پھیر دیں۔

چوتھی تخفیف وتروں کی تیسری رکعتوں میں دعائے قنوت کی جگہ ''اللہ اکبر'' کہہ کر فقط ایک یا تین بار ''ربی اغفرلی'' کہے۔(۱)

سوال (۴) فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: تین اوقات ایسے ہیں جن میں قضا نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۱۔ سورج طلوع ہونے کے بیس منٹ تک۔

۲۔ ضحوۂ کبریٰ کے وقت۔

۳۔ غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے تک۔

ان تین اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت قضا نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لہذا نماز فجر کے بعد بھی طلوع آفتاب سے پہلے تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب سے بیس منٹ پہلے

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۸ ص: ۱۵۷۔۱۵۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

تک قضا نماز پڑھ سکتے ہیں۔

قدوری میں ہے:

”لا تجوز الصلاة عند طلوع الشمس ولا عند قیامها ولا غروبها ۔۔۔۔الا عصر یومه عند غروب الشمس ویکره أن یتنفل بعد صلاة الفجر حتی تطلع الشمس و بعد صلاة العصر حتی تغرب الشمس ،ولا بأس بأن یصلی فی هٰذین الوقتین الفوائت“(۱)

لیکن اس کا لحاظ کرے کہ بعد فجر وعصر قضا پڑھنا ہوتو عوام کے سامنے نہ پڑھے کہ ان پر نماز قضا کرنے کے گناہ کا اظہار ہوگا اور گناہ کا اظہار بھی منع ہے۔جیسا کہ وتر کی قضا میں حکم ہے کہ دعاے قنوت والی تکبیر تو کہے؛مگر ہاتھ نہ اٹھائے کہ دیکھنے والا سمجھ جائے گا کہ یہ وتر کی قضا پڑھ رہا ہے۔یہی علت عام نمازوں کی قضا میں بھی پائی جاتی ہے کہ بعد فجر یا عصر پڑھے گا تو دیکھنے والا جان جائے گا کہ یہ قضا نماز پڑھ رہا ہے، یہ اظہار گناہ ہے۔اوران دونوں وقتوں میں نفل نماز تو ہے نہیں کہ کوئی یہ سوچے کہ پڑھنے والا نفل پڑھ رہا ہے۔(۲)

---

(۱) مختصر القدوری ،ص:۳۲، باب الأوقات التی تکره فیها الصلاة، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) ایسا ہی بہار شریعت حصہ:۴ میں،ص:۶۵۷، ۶۵۸ پر ہے(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۱۳)

باب سجود السهو والتلاوة

(سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت کا بیان)

سوال (۱) سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سجدۂ سہو کا طریقہ: قعدۂ اخیرہ میں صرف تشہد پڑھ کر دائیں طرف سلام پھیرے، پھر دو سجدہ کرے پھر قعدہ میں تشہد و درود شریف کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

"إذا فرغ من التشهد الثاني يسلم ثم يكبر ويعود إلى سجود السهو ثم يرفع رأسه مكبرا ثم يتشهد ويصلي على النبي صلى الله عليه وآله وسلم وهو إختيار الكرخي وإختيار عامة مشائخنا بما وراء النهر"(۱)

سجدۂ تلاوت کا طریقہ: سجدۂ تلاوت کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائیں اور تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہیں، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑے ہو جائیں۔

ہندیہ میں ہے:

"والمستحب أنه إذا أراد أن يسجد للتلاوة يقوم ثم يسجد وإذا رفع راسه من السجود، يقوم ثم يقعد كذا في الظهيرة"(۲)

سوال (۲) سجدۂ سہو واجب نہ تھا پھر بھی اگر کر لیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر تنہا پڑھ رہا تھا اور سہو نہ ہونے

---

(۱) بدائع الصنائع، ج: ۱ ص: ۴۱۵، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان محل سجود السھو، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) الھندیة، ج: ۱ ص: ۱۴۹، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوة، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

کے باوجود سجدہ کرلیا تب بھی نماز ہوجائے گی۔ یوں ہی اگر جماعت سے پڑھ رہا تھا اور مدرک (جس کی ایک رکعت بھی نہ چھوٹی ہو) تھا تب بھی ہوجائے گی؛ لیکن اگر مسبوق (جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں ہوں) اور لاحق (جو شروع سے نماز میں تھا اور بیچ میں حدث وغیرہ سے ایک دو رکعتیں چھوٹ گئیں ہوں) کی نماز فاسد ہوجائے گی؛ کیوں کہ جب سجدہ سہو واجب نہ تھا تو داہنی جانب سلام پھیرتے ہی نماز ختم ہوگئی۔ تو یہ اقتدا محل انفراد میں پائی گئی۔

درمختار میں ہے:

"سلام من علیه سجود سهو یخرجه من الصلاة خروجا موقوفا إن سجد عاد إلیها وإلا لا ---أنه إذا سجد وقع لغوا فکأنه لم یسجد فلم یعد إلی حرمة الصلاة"(۱)

ہندیہ میں ہے:

"إذا ظن الإمام أن علیه سهواً فسجد للسهو وتابعه المسبوق فی ذٰلک ثم علم أن الإمام لم یکن علیه سهوا فأشهر الروایتین أن صلاة المسبوق تفسد---الخ"(۲)

سوال (۳) امام دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا، مقتدی نے لقمہ دیا، امام نے لوٹ کر دعائے قنوت پڑھی اور سجدہ سہو بھی کیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جب امام بھول کر بغیر دعائے قنوت پڑھے رکوع میں چلا جائے تو دعائے قنوت کے لیے رکوع سے پلٹنا اس کے لیے جائز نہیں؛ بلکہ حکم ہے کہ وہ نماز پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ اگر اس کو یاد آجائے اور رکوع سے پلٹ کر دعائے قنوت پڑھے تو اصح یہ ہے کہ گنہگار ہوا، مگر نماز فاسد نہ ہوئی۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۲ ص: ۵۵۷، ۵۵۶ کتاب الصلاة، دار الکتب العلمیة،

(۲) الهندیة، ج: ۱ ص: ۱۰۲، کتاب الصلاة، باب الإمامة، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

”(رکوع میں) تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی کچھ نہ پڑھنے پایا، اسے قنوت پڑھنے کے لیے رکوع چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ اگر قنوت کے لیے قیام کی طرف عود کیا، پھر قنوت پڑھے یا نہ پڑھے، اس پر سجدۂ سہو ہے (جب کہ بھول کر واپس آیا ہو)۔“(۱)

چنانچہ صورت مذکورہ میں مقتدی نے نماز کی اصلاح کی خاطر جو لقمہ دیا، وہ درست نہ تھا کہ اس کا لقمہ دینا اس جگہ اصلاح نماز نہیں کہ خود امام کو منع ہے کہ وہ رکوع سے واپس لوٹے، لہذا اس نے بے محل لقمہ دیا، جس کی بنا پر اس کی نماز فاسد ہوگئی، پھر امام اس کے بتانے سے پلٹا تو امام کی بھی فاسد ہوگئی کہ اس نے اس کا لقمہ لیا جو نماز سے باہر تھا اور اس کے سبب کسی کی بھی نماز نہ ہوئی۔ (۲)

سوال (۴) دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد امام رکوع میں چلا جائے اور مقتدی کے لقمہ دینے پر امام کیا کرے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر امام کو رکوع میں خود یاد آ گیا یا مقتدی نے لقمہ دیا، تو وہ فوراً قیام کی طرف پلٹ آئے اور سورہ پڑھ کر پھر رکوع کرے اور بقیہ رکعتوں کو پوری کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر سجدہ میں یاد آئے تو قیام کی طرف نہ پلٹے؛ بلکہ آخر میں صرف سجدۂ سہو کر لے۔

ہندیہ میں ہے:

”وفي الخلاصة إذا ركع ولم يقرأ السورة رفع راسه وقرأ السورة وأعاد الركوع وعليه السهو وهو الصحيح“(۳)

سوال (۵) عید کی پہلی رکعت میں امام تکبیرات زوائد بھول گیا اور فاتحہ ختم کرنے کے بعد تکبیرات زوائد کہہ کر دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھی اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا،

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۸، ص:۲۱۲ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۲) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول ج:۱ میں، ص:۳۸۶ پر ہے۔
(۳) الهندية، ج:۱ ص:۱۴۰ كتاب الصلاة، باب سجود السهو، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو بھی بڑی جماعت میں معاف ہے۔جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

"فی البحر عن المحیط ان بدأ الإمام بالقراءۃ سھوا فتذکر بعد الفاتحۃ والسورۃ یمضی فی صلاتہ وإن لم یقرأ إلا الفاتحۃ کبر وأعاد القراءۃ لزوما لأن القراءۃ إذا لم تتم کان امتناعا من الإتمام لا رفضا للفرض"(۱)

ہندیہ میں ہے:

"أن مشائخنا قالوا لا یسجد للسھو فی العیدین والجمعۃ لئلا یقع الناس فی فتنۃ کذا فی المضمرات ناقلا عن المحیط"(۲)

سوال (۶) کیسٹ، ٹی۔وی، یا موبائل اور کمپیوٹر سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

ہندیہ میں ہے:

"ولا تجب إذا سمعھا من الطیر ھو المختار"(۳)

بمطابق مذہب مختار پرندے کی زبان سے آیت سجدہ سنی جائے تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، یوں ہی موبائل، ٹی۔وی، کیسٹ، اور کمپیوٹر سے بھی، کیوں کہ جب پرندے سے سننے پر سجدہ واجب نہیں جو جاندار ہے، موبائل وغیرہ تو بے جان آلات ہیں، لہذا ان تمام آلات سے سنی گئی آیت سجدہ سے بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

مزید برآں یہ کہ سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قاری یعنی قرآن کی تلاوت کرنے والا، تلاوت کا اہل اور مکلف ہو، یہ مذکورہ آلات نہ

(۱) رد المحتار، ج:۳ ص:۵۵، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) الھندیۃ، ج:۱ ص:۱۴۱، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، دار الکتب العلمیۃ،

(۳) الھندیۃ، ج:۱ ص:۱۳۲، زکریا بک دفو

قرآن کی تلاوت کے اہل ہیں نہ ہی احکام شرع کے مکلف۔ لہٰذا جس طرح خود ان تمام آلات پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں، اسی طرح ان تمام آلات کے ذریعے سنی گئی آیت کریمہ سے سننے والوں پر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

”ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار لعدم أهلية القارى“(۱)

اس کی تائید علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

”یوں ہی پرندے کی آواز سنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ سے آواز گونجی
اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔“(۲)

درمختار میں ہے:

”(لا)تجب (بسماع من الصدى)۔۔۔۔هو ما يجيبك مثل صوتك فى الجبال والصحارئ ونحوهما كما فى الصحاح۔۔۔۔ (والطير)هو الأصح“(۳)

سوال (۷) امام کے سلام پھیرنے پر مقتدی نے دو رکعت سمجھ کر لقمہ دیا حالاں کہ چاروں رکعت ہو چکی تھیں اور امام نے قبول کر لیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: امام اور ان کے ساتھ جتنے لوگوں نے لفظ سلام کہا، فوراً ان کی نماز تمام ہوگئی؛ لیکن اس کا دہرانا واجب ہے۔ کیوں کہ ایک سلام چھوٹ گیا اور وہ واجب ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

---

(۱) الأشباه والنظائر، ج: ۱ ص: ۵۴، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ: ۴ ص: ۷۳۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) الدر المختار ج: ۲ ص: ۵۸۳، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر فى سجود التلاوة،

https://alislami.net

لفظ ''السلام'' دوبار کہنا واجب ہے''(۱)

لیکن لقمہ دینے والے مقتدی کی بے محل لقمہ دینے کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی؛ کیوں کہ ترک واجب لازم آیا۔

ردالمحتار میں ہے:

''لأن سلامه عمل فيخرجه من الصلاة و لا تفسد صلاته لأنه لم يبق عليه ركن من أركان الصلاة بل تكون ناقصة لترك الواجب''(۲)

دوسری جگہ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

''أي بصنع المصلي أي فعله الإختياري بأي وجه كان من قول أو فعل ينافي الصلاة بعد تمامها كما في البحر''(۳)

سوال (۸) امام قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہوگیا یا کھڑا ہونے کے قریب ہوگیا اور مقتدی کے لقمہ سے بیٹھ گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر امام قعدۂ اولیٰ بھول کر سیدھا کھڑا ہوگیا تو اسے قعدہ کی طرف پلٹنا گناہ ہے، لہذا جب مقتدی نے کھڑے ہونے پر لقمہ دیا تو اس کا یہ عمل غیر محل میں ہوا، جس کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اب یہ شخص نماز سے باہر ہوگیا اور اس کا لقمہ لینے کی وجہ سے امام اور سارے مقتدی کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

درمختار میں ہے:

''إن إستقام قائما لا يعود فلو عاد إلى القعود تفسد صلاته''(۴)

اور اگر سیدھا کھڑا نہ ہوا تھا؛ بلکہ کھڑے ہونے کے قریب تھا اور مقتدی کے لقمہ دینے پر بیٹھ گیا، پھر بعد میں سجدہ سہو بھی کرلیا تو مقتدی اور امام سب کی نماز ہوجائے گی۔ اس لیے

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۳ ص: ۵۱۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) رد المحتار ج: ۲ ص: ۵۵۸ كتاب الصلاة، دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) رد المحتار ج: ۲ ص: ۱۳۷، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، دار الكتب العلمية،

(۴) الدر المختار ج: ۲ ص: ۵۴۹، كتاب الصلاة، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

کہ جب سیدھا کھڑا نہ ہو تو بیٹھ جانے کا حکم ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اگر ابھی قعود سے قریب ہے کہ نیچے کا آدھا بدن ہنوز سیدھا نہ ہونے پایا جب تو بالاتفاق لوٹ آئے اور مذہب اصح میں اس پر سجدۂ سہو نہیں۔ اگر قیام سے قریب ہو گیا یعنی بدن کا نصف زیریں سیدھا اور پیٹھ میں خم باقی ہے تو بھی مذہب اصح وارجح میں پلٹ آنے ہی کا حکم ہے، مگر اب اس پر سجدہ سہو واجب۔''(۱)

ردالمحتار میں ہے:

''قوله (ولا سهو عليه فی الأصح) يعنی إذا عاد قبل أن يستتم قائما وكان إلى القعود أقرب فإنه لا سجود عليه فی الأصح وعليه الأكثر ---- وأما إذا عاد وهو إلى القيام أقرب فعليه سجود السهو كما فی نور الايضاح''(۲)

سوال (۹) امام اگر قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد امام بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں؛ بلکہ بیٹھے ہوئے اس کا انتظار کریں۔ اگر سجدہ کرنے سے پہلے امام لوٹ آئے تو مقتدی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے کے بعد تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ اور اگر امام نہ لوٹے یہاں تک کہ سجدہ کر لے تو مقتدی تنہا سلام پھیر لیں اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بقدر تشہد بیٹھے بغیر امام بھول کر کھڑا ہو گیا اور لقمہ دینے پر واپس نہ ہوا یہاں تک کہ سجدہ کر لیا تو سب کی فرض نماز باطل ہو گئی اور جس نے امام کے سجدہ کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا اس کی بھی باطل ہو گئی۔ (۳)

مراقی الفلاح میں ہے:

''(قام بعد القعود الأخير ساهيا لا يتبعه المؤتم) فيما ليس من صلاته بل يمكث فإن عاد الإمام قبل تقييده الزائد بسجدة سلم معه فإن جلس عن

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸ ص:۱۸۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) رد المحتار ج:۲ ص:۵۴۸، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، دار الكتب العلمية

(۳) ملتقطا از فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱ ص:۳۹

https://alislami.net

قیامه یسلم معه (وإن قیدها) أی الإمام أی الرکعة الزائد بسجدة (سلم) المقتدی (وحده ۔۔۔وإن قام الإمام قبل القعود ساهیا إنتظر المأموم) وسبح لیتنبه امامه (فإن سلم المقتدی قبل أن قید إمامه الزائد بسجدة فسد فرضه) لإنفراده برکن القعود حال الإقتداء کما تفسد بتقیید الإمام الزائد بسجدة لترکه القعود الأخیر فی محله"(۱)

سوال (۱۰) کیا آیت سجدہ کی تلاوت سے معلم اور متعلم پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟ نیز بلا وضو ان کا قرآن مجید کو چھونا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر معلم و متعلم دونوں نابالغ ہیں تو آیت سجدہ کی تلاوت سے ان دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں، مگر کرلینا بہتر ہے اور اگر ان میں سے ایک بالغ ہے تو صرف بالغ پر واجب ہوگا، خواہ اس نے آیت سجدہ پڑھی یا سنی اور اگر دونوں بالغ ہیں تو پڑھنے اور سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا ، پھر اگر ایک ہی مجلس میں وہی آیت سجدہ بار بار پڑھا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اور الگ الگ آیت سجدہ ایک ہی مجلس میں پڑھا تو جتنی بار پڑھے گا، اتنا سجدہ واجب ہوگا۔(۲)

معلم و متعلم اگر دونوں نابالغ ہیں تو ان کو بے وضو قرآن مجید چھونا بہتر نہیں، لیکن چھو سکتے ہیں اور اگر ان میں سے ایک بالغ یا دونوں بالغ ہیں تو ان کو بغیر وضو قرآن مجید یا اس کی سورہ یا آیت کا چھونا حرام ہے۔ بغیر چھوئے یا دور سے دیکھ کر یا زبانی پڑھنے کی اجازت ہے۔(۳)

سوال (۱۱) بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر رکوع میں تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی

---

(۱) مراقی الفلاح بإمداد الفتاح، ص: ۱۱۵، بیروت

(۲) ملخصاً از فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱ص: ۳۹۱،۳۹۲

(۳) ملخصا از فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱ص: ۳۹۲

https://alislami.net

کچھ نہ پڑھا تھا، پھر بھی اسے قنوت پڑھنے کے لیے رکوع چھوڑنے کی اجازت نہیں، اگر قنوت کے لیے قیام کی طرف عود کیا تو گناہ، کیا خواہ قنوت پڑھے یا نہ پڑھے، اس پر سجدۂ سہو ہے۔ (۱)

سوال (۱۲) اگر سجدۂ سہو واجب ہو اور سجدہ نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دوبارہ نماز کو لوٹایا جائے۔

(۱) ملخصا از فتاوی رضویہ، ج:۸ ص:۱۱۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۱۴)

باب صلاۃ المسافر

(مسافر کی نماز کا بیان)

سوال (۱) مسافر کسے کہتے ہیں؟ نیز سفر کی مقدار کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا۔ اور اس کی مسافت کی مقدار خشکی میں میل کے حساب سے ساڑھے ستاون میل یعنی ۹۲ کیلومیٹر ہے۔ (۱)

سوال (۲) سفر کی مقدار کا ارادہ ہو اور حکم سفر سے بچنے کے لیے درمیان میں ایک دو روز ٹھہرنے کا حیلہ معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: یہ حیلہ معتبر نہیں۔ مثلا وہ بنارس کا رہنے والا ہے اور مبارک پور جانے کا قصد ہے اور بنارس سے مبارک پور کی دوری تقریبا ۱۰۰ کیلومیٹر ہے اور آدمی ۹۲ کیلومیٹر پر ہی مسافر ہو جاتا ہے، لہذا وہ مبارک پور جانے میں مسافر ہو جائے گا اب وہ کراکت ہی میں اپنے دوست کے یہاں رکنا چاہتا ہے تاکہ احکام سفر سے بچ جائے؛ کیوں کہ بنارس سے کراکت مسافت سفر نہیں۔ تو اس کا یہ حیلہ بے کار ہے، اس لیے کہ کراکت ٹھہرنے کی نیت اس کی ضمنی طور پر ہے اور اصل ارادہ مبارک پور ہی جانے کا ہے اور ضمناً کہیں ٹھہرنے کی نیت سے سفر منقطع نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''آدمی اگر کسی مقام اقامت سے خاص ایسی جگہ کے قصد پر چلے جو وہاں سے تین منزل ہو تو اس کے مسافر ہونے میں کلام نہیں۔ اگر چہ راہ میں ضمنی طور پر اور موضع میں بھی دو ایک روز ٹھہرنے کی نیت رکھے'' (۲)

---

(۱) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۴ میں، ص: ۷۴۰، پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۸ ص: ۲۴۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

سوال (۳) کسی کا بنارس سے ہر دس دن پر دہلی جانا ہوتا ہے، اس وجہ سے اس نے دہلی میں ایک مکان بھی خرید لیا، جب کہ پوری فیملی بنارس میں ہے تو دہلی جانے پر (جب پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو) قصر کرے گا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب وہ پوری فیملی کے ساتھ بنارس میں ہی رہتا ہے، دہلی اس کا آنا جانا بغرض تجارت ونوکری ہے اور دہلی کو وطن بھی نہ بنایا ہو تو دہلی میں مکان خرید لینے کی وجہ سے وہ وطن اصلی نہیں ہو جائے گا (جب تک کہ یہ عزم نہ کر لے کہ یہاں کی سکونت چھوڑوں گا) لہذا اگر دہلی میں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے، تو قصر کرے گا ورنہ اتمام۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''جب کہ وہ دوسری جگہ نہ اس کا مولد ہے نہ وہاں اس نے شادی کی نہ اسے اپنا وطن بنالیا، یعنی یہ عزم نہ کر لیا کہ اب یہیں رہوں گا اور یہاں کی سکونت نہ چھوڑوں گا، بلکہ وہاں کا قیام صرف عارضی، بر بنائے تعلق تجارت یا نوکری ہے تو وہ جگہ وطن اصلی نہ ہوئی۔ اگرچہ وہاں بضرورت معلومہ قیام زیادہ، اگرچہ وہاں برائے چندے یا تا حاجت اقامت بعض یا کل اہل وعیال کو بھی لے جائے کہ بہر حال یہ قیام بیک وجہ خاص سے ہے، نہ مستقل و مستقر تو جب وہاں سفر سے آئے گا، جب تک ۱۵/ دن کی نیت نہ کرے گا قصر ہی پڑھے گا۔(۱)

سوال (۴) کیا مسافر شرعی کو چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرنا ضروری ہے؟ نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مسافر کو چار رکعت والی فرض نماز میں قصر کرنا واجب ہے۔ (یعنی چار رکعت کو دو رکعت) اور چار رکعت پڑھنے کی صورت میں گنہگار ہوگا، البتہ اگر مقیم امام کی اقتدا میں پڑھے تو چار رکعت پڑھنا پڑے گا۔

بنایہ فی شرح الہدایہ میں ہے:

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸ ص:۲۷۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

”قال وفرض المسافر فی الرباعیة رکعتان لا یزید علیھما ۔۔۔۔وإن صلی أربعاً وقعد فی الثانیة قدر التشھد أجزأته أولیان عن الفرض ، والآخر یکون له نافلة اعتباراً بالفجر ، ویصیر مسیئاً لتاخیر السلام“(۱)

سوال (۵) ہوائی جہاز فضا میں اڑ رہا ہو تو اس میں نماز پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جہاز اڑ رہا ہو اور مسافر کو غالب گمان ہو کہ جب جہاز ہوائی اڈے پر اترے گا تو وقت باقی نہیں رہے گا تو اسے حکم ہے کہ اسی پر اڑنے کی حالت میں ہی نماز پڑھ لے اور اس پر پڑھی گئی نماز کا اعادہ بھی نہیں ہے۔(۲)

(۱) البنایة فی شرح الھدایة ، ج:۳ص:۱۰ تا۱۵ ، دار الفکر، بیروت
(۲) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت ، ج:۱میں ،ص:۲۲۷ پر ہے۔

https://alislami.net

(۱۵)

باب صلاۃ الجمعۃ

(جمعہ کی نماز کا بیان)

سوال (۱) جس علاقے میں ساٹھ ستر گھر مسلمان آباد ہوں، وہاں جمعہ قائم کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ظاہر الروایہ کے مطابق اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''ایک روایت نادرہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے آئی ہے کہ جس آبادی میں اتنے مسلمان مرد، عاقل، بالغ ایسے تندرست جن پر جمعہ فرض ہو سکے آباد ہوں کہ اگر وہ وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں، یہاں تک کہ انھیں جمعہ کے لیے مسجد جامع بنانی پڑے، وہ صحت جمعہ کے لیے شہر سمجھی جائے گی۔ جس میں یہ حالت پائی جائے اس میں اس روایت نادرہ کی بنا پر جمعہ وعیدین ہو سکتے ہیں، اگر چہ اصل مذہب کے خلاف ہے، مگر اسے بھی ایک جماعت متاخرین نے اختیار فرمایا اور جہاں یہ بھی نہیں وہاں ہرگز جمعہ خواہ عید مذہب حنفی میں جائز نہیں ہو سکتا، بلکہ گناہ ہے۔''(۱)

سوال (۲) کیا حاجی میدان عرفات میں جمعہ پڑھے گا؟ نیز کیا اس کو ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حاجی میدان عرفات میں جمعہ کی نماز نہیں پڑھے گا، اس لیے کہ عرفات ایک میدان کا نام ہے، وہ کوئی آبادی نہیں تو وہاں جمعہ کی نماز

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۸ ص:۳۴۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

کسی پر فرض ہی نہیں خواہ حاجی ہو یا غیر حاجی۔

درمختار میں ہے:

”(جازت)الجمعة (بمنى فى الموسم)فقط ۔۔۔(ولا بعرفات) لأنهامفازة۔۔۔اھ“(۱)

اور رہا مسئلہ میدان عرفات میں ظہر اور عصر ملا کر پڑھنے کا مسئلہ تو اس تعلق سے مفتی جلال الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

> ’’حاجی میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ملا کر پڑھے گا بشرطے کہ وہاں کی مسجد میں پڑھے؛ لیکن اس کا امام چوں کہ بدعقیدہ نجدی وہابی ہوتا ہے، اس لیے ظہر کی نماز اپنے خیمہ میں پڑھے گا اور اس صورت میں عصر کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں، چاہے تنہا پڑھے یا اپنی خاص جماعت کے ساتھ۔‘‘(۲)

---

(۱) الدر المختار، ج:۳ص:۱۴، ۱۵، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، دار الکتب العلمیۃ
(۲) فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ص:۲۴۳

https://alislami.net

(۱۶)

باب العیدین

(عیدین کا بیان)

سوال(۱) عیدین کی نماز مسجد میں پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بلاشبہہ جائز ہے؛ لیکن اس کی شرط ہے کہ خود سلطان اسلام پڑھائے یا اس کا نائب یا اس کا ماذون ۔(جس کو اجازت ملی ہو) اور جہاں سلطان اسلام نہ ہو وہاں شہر کے سنی علما میں سب سے بڑا عالم اس کا قائم مقام ہے اور جہاں یہ بھی نہ ہو، وہاں بہ سبب مجبوری عام مسلمان جسے مقرر کرلیں، وہ پڑھائے اور جہاں یہ صورتیں نہ پائی جائیں وہاں جمعہ اور عیدین پڑھنا صحیح نہیں۔ (۱)

سوال(۲) کیا عورتوں پر بھی جمعہ اور عیدین واجب ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورتوں پر جمعہ اور عیدین واجب نہیں ہے۔جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

”لوجوبها شرائط في المصلي :وهي الحرية والذكورةوالإقامة والصحة كذافي المكان۔۔۔۔حتى لاتجب الجمعة على العبيدو النسوان والمسافرين والمرضى كذافي المحيط۔۔۔ (۲)

اسی میں ہے:

”تجب صلاة العيد على كل من تجب عليه صلاة الجمعة كذا في الهداية،ويشترط للعيدمايشترط للجمعةإلا الخطبة كذافي الخلاصة“(۳)

سوال(۳) عید کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے تکبیر زوائد بھول گیا اور

(۱) ایساہی فتاوی فقیہ ملت، ج:۱میں،ص:۲۵۱پر ہے۔

(۲) الهندية،ج:۱ص:۱۵۹ كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) الهندية،ج:۱ص:۱۵۹ كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

مقتدی نے لقمہ دیا تو سورہ فاتحہ کے بعد تکبیر زوائد کہا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد اور سورت ملانے سے پہلے اگر یاد آ گیا تو تکبیر زوائد کہہ لے اور سورۂ فاتحہ کا اعادہ بھی کر لے۔ ردالمحتار میں ہے:

”إن بدأ الإمام بالقراءة سهواً فتذكر بعد الفاتحة والسورة يمضي في صلاته وإن لم يقرأ إلا الفاتحة كبر واعاد القراءة (الفاتحة) لزوما“(۱)

اور اگر سورت ملانے کے بعد یاد آیا یا لقمہ دیا گیا تو حکم ہے کہ قراءت کے بعد کہے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔ جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

”إذا نسي الإمام تكبيرات العيد حتى قرأ فإنه يكبر بعد القراءة أو في الركوع مالم يرفع راسه كذا في التاتارخانية“(۲)

سوال (۴) ریڈیو اور اخبار کی خبر پر نماز عید پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ریڈیو اور اخبار کی خبر پر روزہ چھوڑنا اور عید کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں! اگر اس کے بعد چاند کا ثبوت شرعی ہو جائے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شریعت کے مطابق چاند دیکھنے کی گواہی دے دیں یا حکم قاضی پر شہادت دے دیں یا خبر مستفیض یا خبر متواتر سے چاند ہونے کا علم حاصل ہو جائے تو اب عید منانا جائز اور ضروری ہو گا؛ لیکن ریڈیو اور اخبار کی خبر، خبر مستفیض نہیں اور نہ چاند دیکھنے کی شہادت ہے، نہ حکم قاضی پر شہادت ہے۔ لہذا ریڈیو اور اخبار کی خبر عید کے چاند کے لیے شرعاً معتبر نہیں کہ ان کے ذریعے خبر تو پہنچائی جا سکتی ہے؛ لیکن شہادتوں میں ان کی خبر کا اعتبار نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) رد المحتار ج:۳ ص:۵۵، كتاب الصلاة، باب العيدين دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الهندية، ج:۱ ص:۱۶۸ دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) ملخصاً از فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱ ص:۵۲۲

https://alislami.net

(۱۷)

کتاب الجنائز

(جنازے کا بیان)

سوال (۱) نماز جنازہ کی نیت کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر امام ہے تو یوں نیت کرے کہ نیت کی میں نے نماز جنازہ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دعا اس میت کے لیے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لے اور اگر مقتدی ہے تو یوں نیت کرے کہ نیت کی میں نے نماز جنازہ کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے اور دعا اس میت کے لیے پیچھے اس امام کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لے۔ (۱)

سوال (۲) نماز جنازہ کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے۔ یعنی

"سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ"

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے، بہتر وہ درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین مومنات کے لیے دعا کرے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دعا چاہے پڑھے، مگر وہ دعا ایسی ہو کہ امور آخرت سے متعلق ہو۔ ماثور دعا جو عام طور پر پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے:

---

(۱) ماخوذ از بہار شریعت

https://alislami.net

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَأَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ"

امام جتنی دیر میں دعائیں پڑھے اگر مقتدی کو یاد نہ ہوں تو پہلی دعا کے بعد آمین آمین کہتا رہے۔مذکورہ دعا یعنی "اللھم اغفر ۔۔۔الخ "مرد وعورت بالغ کے جنازہ میں پڑھی جائے گی اور اگر جنازہ نابالغ ومجنون لڑکے کا ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْہُ لَنَا ذُخْراً وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً "اور اگر لڑکی ہو تو "اِجْعَلْہُ "کی جگہ پر "اِجْعَلْھَا "اور "شَافِعاً وَّمُشَفَّعاً "کی جگہ پر "شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً" کہے۔پھر چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔سلام میں میت،فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے اور صرف پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے،پھر نہ اٹھائے۔اور سلام سے قبل ہی ہاتھ چھوڑ دے (۱)

سوال (۳) کیا عصر کی نماز کے بعد جنازہ کی نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں،جائز ہے؛ بلکہ اگر مکروہ وقت مثلاً آفتاب غروب ہونے سے دس منٹ پیشتر جنازہ لایا جائے تو اسی وقت پڑھا جائے تو بھی اس میں کراہت نہیں۔کراہت اس صورت میں ہے کہ پہلے سے جنازہ تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ وقت مکروہ آ گیا۔(۲)

سوال (۴) میت کے غسل کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز سے وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں۔اور اس پر میت کو لٹا کر ناف

(۱) ملخصاً از بہار شریعت،حصہ:۴ص:۸۲۹ تا ۸۳۵ (مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)
(۲) جیسا کہ فتاویٰ فیض الرسول ج:۱میں،ص:۴۴۳ پر ہے۔

https://alislami.net

سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپادیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے، پھر پاوں دھوئے، مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا، کلی کرنا اور ناک میں پانی نہیں ہے۔ ہاں! کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں، مسوڑوں، ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں، پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں، یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیس یا کسی اور چیز سے، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاوں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے، پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوں ہی کریں اور بیری کے پتے سے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بیٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں۔ اگر کچھ نکلے دھوڈالیں۔ وضو اور غسل کا اعادہ نہ کریں، پھر آخر میں سر سے پاوں تک کافور کا پانی بہائیں، پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔ (۱)

سوال (۵) مرد وعورت اور نابالغ کا کفن کتنا ہونا چاہیے؟ اور کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔ لفافہ، ازار اور قمیص۔ عورت کے لیے پانچ کپڑے ہیں۔ لفافہ، ازار، قمیص، اوڑھنی، سینہ بند۔

لفافہ:۔ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

ازار:۔ یعنی تہہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔

قمیص:۔ جس کو کفنی کہتے ہیں، گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور

(۱) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ: ۴ ص: ۸۱۱ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں، یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہوں، پھر یہ کہ مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف۔

اوڑھنی:۔ تین ہاتھ کی ہونی چاہیے۔ یعنی ڈیڑھ گز۔

سینہ بند:۔ پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

نابالغ و نابالغہ جب حدِ شہوت کو پہنچے ہوں تو ان کو بالغ اور بالغہ کا کفن دیا جائے اور اگر اس سے چھوٹے ہوں تو لڑکے کو ایک اور لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور بہتر ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیا جائے، اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔(۱)

کفن پہنانے کا طریقہ: یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں، اس سے زیادہ نہیں۔ پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور موضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں، پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں جانب سے پھر داہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں، پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے تا کہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھیں کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے۔ عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے۔ اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اڑھاتے ہیں، بیجا و خلاف سنت ہے، پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں، پھر سب

(۱) ایسا ہی بہارِ شریعت حصہ: ۴ میں، ص: ۸۱۹ پر ہے (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لاکر باندھیں۔(۱)

سوال(۶) کیا شوہر بیوی کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شوہر کا اپنے بیوی کے جنازہ کو کندھا دینا جائز ہے۔

سوال(۷) بیوی شوہر کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟ نیز مرد کا اپنی بیوی کو غسل دینا اور دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے۔

ہندیہ میں ہے:

"**یجوز للمرأۃ أن تغسل زوجھا إذا لم یحدث بعد موتہ ما یوجب البینونۃ۔۔اھ**"(۲)

اس تعلق سے سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے، مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں "**لإنقطاع النکاح بالموت**" اور عورت جب تک عدت میں ہے شوہر مرد کا بدن چھو سکتی، اسے غسل دے سکتی ہے، جب کہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو۔"(۳)

سوال(۸) مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مردہ کے بالوں میں کنگھی کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے:

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۴ ص:۸۲۰ تا ۸۲۱ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الھندیۃ، ج:۱ ص:۱۷۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۳۳۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

”أخرج الإمام محمد فی کتاب الآثار و ابو عبید القاسم بن سلّام وإبراهیم الحربی کلاهما فی غریب الحدیث عن إبراهیم النخعی عن أم المؤمنین الصدیقة رضی اللہ عنهما إنما سئلت عن المیت یسرح راسه فقالت علام تنصون میتکم وأخرج عبد الرزاق فی مصنفه عنها رضی اللہ عنها“ ابراہیم حربی نے ابراہیم نخعی کے حوالے سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کی کہ ان سے عورت کی میت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کے سر کے بالوں میں کنگھی کی جا سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا: کاہے کے لیے تم میت کے بالوں میں کنگھی کرتے ہو (اور اسے تکلیف پہنچاتے ہو یعنی ایسا کرنا مناسب اور ٹھیک نہیں) (۱)

سوال (۹) کیا مردہ پیدا ہونے والے بچے کو نال کاٹے بغیر دفن کیا جائے گا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ہاں، اس کے نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ ایذاء بے سبب ہے کہ جب بالوں میں کنگھی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ کنگھی نہ کرو، اس سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے تو پھر اس کے جسم سے گوشت کا ٹکڑا کاٹنے میں کتنی تکلیف ہوگی، لہذا بغیر نال کاٹے دفن کیا جائے گا (۲)

سوال (۱۰) اگر جنازہ کئی ہوں تو نماز ایک ساتھ پڑھی جا سکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جی ہاں۔ ایک ساتھ پڑھی جا سکتی ہے؛ لیکن افضل و بہتر یہ ہے کہ الگ الگ پڑھی جائے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے:

”(وإذا إجتمعت الجنائز فافراد الصلاة) علی کل واحدة (اولیٰ) من الجمع، وتقدیم الأفضل (وإن جمع) جاز“ (۳)

سوال (۱۱) میت کے سینے پر شجرۂ پیران طریقت رکھنا کیسا ہے؟

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۱۱۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ میں ص: ۱۱۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) تنویر الابصار مع الدر المختار، ج: ۳ ص: ۱۱۸، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: جائز و بہتر ہے، اس میں مغفرت کی بھی امید ہے۔ امام حکیم ترمذی محمد بن علی بن حسن بن بشر، معاصر امام بخاری نے نوادرالاصول میں روایت کی کہ خود حضور پرنور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

"**من کتب ھذا الدعاء و جعلہ بین صدر المیت و کفنہ فی رقعۃ لم ینلہ عذاب القبر و لا یریٰ منکرا و نکیراً و ھو ھذا لا إلٰہ إلا اللہ و اللہ أکبر لا إلٰہ إلا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا إلٰہ إلا اللہ لہ الملک و لہ الحمد لا إلٰہ إلا اللہ و لا حول و لا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم**" جو یہ دعا یعنی "لا إلٰہ إلا اللہ۔۔۔ الخ" کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینے پر کفن کے نیچے رکھ دے، اسے عذاب قبر نہ ہو نہ منکر نکیر نظر آئیں۔ (١)

اس سے تو میت کے سینے پر شجرۂ پیران طریقت رکھنے کی تائید ہوتی ہے۔ بعض شوافع نے سینے پر رکھنے سے اختلاف کیا، اس لیے اختلاف سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ سرہانے طاق بنا کر رکھا جائے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"بہتر یہ ہے کہ قبر میں طاق کھود کر اس میں شجرہ رکھا جائے اور تبرکات اگر سینے پر رکھیں تو اس کی ممانعت ثابت نہیں" (٢)

سوال (١٢) سنی امام اگر کٹر وہابی، دیوبندی کا جنازہ پڑھائے اور کچھ لوگ اس کی اقتدا میں نماز پڑھیں تو ان دونوں پر کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وہابی، دیوبندی اپنے کفری عقائد کے سبب کافر اور مرتد ہیں اور ان کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ لہذا اگر امام اور مقتدی نے ان کو مسلمان سمجھ کر نماز جنازہ پڑھائی یا پڑھی، تو ان پر لازم ہے کہ تجدید ایمان کریں اور اگر شادی شدہ ہیں تو تجدید نکاح کریں اور آئندہ کبھی بھی کسی بد مذہب کی نماز جنازہ نہ پڑھانے اور نہ پڑھنے کا عہد کریں۔ لہذا جب تک امام توبہ نہ

(١) فتاویٰ رضویہ، ج:٩ ص:١٠٩، ١١٠ رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(٢) فتاویٰ رضویہ، ج:٩ ص:١٠٩، ١١٠ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

کرلے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اور اس کو امام بنانے کی صورت میں بنانے والے گنہگار ہوں گے اور جن لوگوں نے بدمذہبوں کی نماز جنازہ پڑھی ہے جب تک علانیہ توبہ واستغفار نہ کرلیں ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔(۱)

سوال (۱۳) خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

''جس نے خودکشی کی حالاں کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اس کی جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو۔''(۲)

درمختار میں ہے:

''(من قتل نفسه) ولو (عمداً يغسل ويصلى عليه) به يفتى''(۳)

سوال (۱۴) جنازہ کا مصلے بعد جنازہ کس کام میں لاسکتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مصلے اگر میت کے مال سے نہ ہو تو صدقہ کردیا جائے اور اگر میت کے مال سے خریدا گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ ورثہ بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو تو بھی صدقہ کرسکتے ہیں اور سب کی اجازت نہ ہو تو جس نے میت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمے دونوں چیزیں ہیں، یعنی ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ورثہ میں کل یا بعض نابالغ ہیں تو اب دونوں چیزیں ترکہ سے ہرگز نہیں دی جاسکتیں اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دے دی ہو

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت میں، ج:۱ ص:۲۶۰، ۲۶۱ پر ہے۔

(۲) بہار شریعت حصہ:۴ ص:۸۲۷ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) الدر المختار ج:۳ ص:۱۰۸، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

کہ نابالغ کے مال کو صرف کرنا حرام ہے۔ (۱)

سوال (۱۵) عرب میں ملازمین اور حج وعمرہ میں جانے والے اکثر باطلوں، نجدیوں کی اقتدا کرتے ہیں اگر ان کا انتقال ہوجائے تو ان کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر وہ ان کے پیچھے نماز جبراً یا مصلحتاً پڑھتے ہیں تو ان کی تمام نمازیں باطل ہیں، ان سب کا لوٹانا فرض ہے۔ اگر وہ انتقال کر جائیں تو ان کی بھی جنازہ کی نماز پڑھنا فرض ہے؛ کیوں کہ ان کا بدمذہبوں کی اقتدا میں نماز مصلحتاً یا جبراً پڑھ لینا کفر نہیں، جیسا کہ بعض لوگ ایسا ہی کرتے ہیں کہ ان کے پیچھے برائے نام کھڑے ہوجاتے ہیں، پھر اپنی نماز الگ پڑھتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اگر وہ جانتے ہیں کہ انھوں نے حضور علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کی ہیں پھر بھی انھیں مسلمان جان کر ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کرتے ہیں تو وہ کافر ہیں، لہذا ان کے انتقال پر ان کی نماز جناہ نہ پڑھی جائے جب تک وہ اپنی زندگی میں علانیہ توبہ اور تجدید ایمان اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں تجدید نکاح نہیں کر لیتے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے حضور علیہ السلام کی توہین کی ہے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، اسے مسلمان نہ کہا جائے گا، پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے اور جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، جن کو ان کی خبر نہیں، اجمالا اتنا معلوم ہے کہ یہ برے لوگ ہیں، بدعقیدہ، بدمذہب ہیں وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے سخت اشد گنہگار ہوتے ہیں اور ان

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۴ ص ۸۲۱، ۸۲۲ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

کی وہ نمازیں سب باطل و بے کار ہیں۔"(۱)

سوال (۱۶) مخصوص قبرستان میں عام لوگوں کو دفن کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر مخصوص قبرستان کسی شخص خاص یا خاندان کی ملک ہو اس زمین میں مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو دفن کرنا جائز نہیں اور جو زمین کہ عام مسلمانوں کے دفن کے لیے وقف ہو اس میں ہر مسلمان کو دفن ہونے کا حق ہے۔ کسی مسلمان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ہاں! اگر وقف کرنے والے نے کسی خاص خاندان کے دفن کے لیے وقف کیا ہے تو اس خاندان کے علاوہ دوسرے کو اس میں دفن کرنا جائز نہیں۔ (۲)

سوال (۱۷) کیا دفن سے پہلے تیجہ کی فاتحہ کر سکتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی ہاں، کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"میت کے لیے دفن سے پہلے فاتحہ ودعا درست ہے اور یہی روایت معمول بہا ہے۔ ایسا ہی خلاصۃ الفقہ میں ہے۔"(۳)

سوال (۱۸) قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مطلقاً کھڑے ہو کر دعا کرنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "**یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰماً وَّ قُعُوْداً عَلٰی جُنُوْبِھِمْ**" وہ کھڑے بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ (۴)

اس سے پتا چلا کہ کھڑے ہو کر دعا کرنا جائز ہے اور خاص میت کے لیے کھڑے ہو کر دعا کرنا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ خود سرکار علیہ السلام سے کھڑے ہو کر میت کے لیے

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۴ ص: ۷۷ ۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱ میں، ص: ۴۷۳ پر ہے۔

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج: ۹ ص: ۲۵۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) القرآن المجید: ۱۹۱/۳

https://alislami.net

دعا کرنا ثابت ہے۔فقہا فرماتے ہیں: قبر کے پاس کھڑے ہوکر دعا کرنا سنت ہے۔ جیسا کہ فتح القدیر میں ہے:

''**المعهود منها (أى من سنة) ليس إلا زيارتها والدعاء عندها قائما كما كان يفعل رسول الله ﷺ في الخروج إلى البقيع** '' سنت سے معہود صرف قبروں کی زیارت ہے اور وہاں کھڑے ہوکر دعا کرنا۔جیسے بقیع تشریف لے جانے کے وقت رسول ﷺ کا عمل مبارک تھا۔(۱)

سوال (۱۹) مزاروں پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ اور اس کی دعائیں کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان ایک استفتا کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''مزار شریف پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب عرض کرے ''**السلام عليك يا سيدى ورحمة الله وبركاته**'' پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قراءت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر فرما، پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو، اس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اس طرح سلام کرکے واپس

(۱) ملخصاً از فتاوی رضویہ، ج:۹ ص:۲۴۵، ۲۴۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

آئے ۔مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام"[1]

سوال (۲۰) قبر پر پھول مالا ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبر پر پھول ڈالنا مفید ہے، وہ جب تک تر ہے رب العزت کی تسبیح کرتا ہے اور میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"**وضع الورد والرياحين على القبور حسن**"[2]

یعنی قبروں پر گلاب اور پھولوں کا رکھنا اچھا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"**أنه مادام رطبا يسبح فيؤنس الميت وتنزل بذكره الرحمة**"[3]

یعنی پھول جب تک تر ہے تسبیح کرتا رہتا ہے، جس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور اس کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

"**عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وآله وسلم أنه مر بقبرين يعذبان فقال: إنهما ليعذبان وما يعذبان فى كبير أما أحدهما فكان لا يستتر من البول، وأما الآخر فكان يمشى بالنميمة، ثم أخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين، ثم غرز فى كل قبر واحدة فقالوا يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لم صنعت هذا؟ فقال: لعله أن يخفف عنهما مالم ييبسا**"[4]

یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۹ ص:۵۲۳، ۵۲۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الهندية، ج:۵ ص:۴۳۱، دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) رد المحتار ج:۳ ص:۱۵۵، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، دار الكتب العلمية،

(۴) صحيح البخارى، كتاب الوضوء، رقم الحديث:۲۱۵

https://alislami.net

روایت کرتے ہیں کہ سرکار ابد قرار علیہ السلام کا دو ایسے قبروں پر گزر ہوا جن کو عذاب دیا جا رہا تھا، سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: دونوں میتوں کو عذاب ہو رہا ہے، ان میں ایک پیشاب کی چھینٹ سے نہیں بچتا تھا، دوسرا چغلی کیا کرتا تھا۔ پھر سرکار ﷺ نے ایک تر شاخ لیا اور دو حصوں میں تقسیم کر کے دونوں قبروں پر نصب فرما دیا تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں فرمایا؟ آقا نے ارشاد فرمایا، جب تک یہ تر رہیں گے ان کے عذاب میں کمی ہوگی۔

لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے، کیوں کہ تر پھول میں زندگی ہے، اس لیے تسبیح وتہلیل کرتا ہے، جس سے میت کو ثواب ہوتا ہے یا اس کے عذاب میں کمی ہوتی ہے، نیز زائرین کو خوشبو حاصل ہوتی ہے۔ لہذا یہ ہر مسلمان کی قبر پر ڈالنا چاہیے کہ اگر مردے کو عذاب ہو رہا ہے تو اس کی تسبیح کی برکت سے کم ہوگا اور اس کی اصل وہی حدیث ہے جو ماقبل میں گزری۔

سوال (۲۱) زیارت اولیا اللہ کے واسطے جانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بلاشبہہ جائز ہے۔ کیوں کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ''نھیتکم عن زیارۃ القبور الآن فزوروھا''(۱)

یعنی ہم تمھیں پہلے زیارت قبر سے منع کرتے تھے، لیکن اب تمھیں اجازت ہے، تم اس کی زیارت کرو۔ جب عام قبروں کے متعلق حکم ہے کہ زیارت کرو تو ولیوں کے مزار پر بہ نیت زیارت جانا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔

اپنے اپنے زمانے میں ہمارے اسلاف مزارات اولیا پر حاضری دیتے رہے، دیکھیے امام شافعی علیہ الرحمۃ والرضوان فلسطین کی سرزمین سے چل کر بغداد معلیٰ امام اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر حاضری دیتے اور جو مسئلہ ان کی چہار

---

(۱) الصحیح لمسلم، کتاب الجنائز، باب استئذان النبی ربه عزوجل فی زیارۃ قبر امه۔ رقم الحدیث: ۹۷۷

https://alislami.net

دیواری میں حل نہ ہوتا آپ وہاں جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور ان کے وسیلے سے دعا کرتے تو دعا قبول ہوجایا کرتی اور وہ مسئلہ بآسانی حل ہوجایا کرتا تھا۔جیسا کہ ردالمحتار کی عبارت شاہد ہے:

”قال: إنی لأتبرک بأبی حنیفۃ و أجیئ إلی قبرہ و إذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین و سألت اللہ تعالیٰ عند قبرہ فتقضی سریعا“(۱)

لہذا معلوم ہوا کہ زیارت اولیا اللہ کے لیے سفر کرنا جائز ہی نہیں؛ بلکہ ثواب کا کام ہے۔یہ اولیاے کرام طبیب روحانی ہیں اور ان کے فیوض مختلف ہیں ان کے مزارات پر پہنچنے سے شان الٰہی نظر آتی ہے کہ اللہ والے بعد وفات بھی دنیا پر راج کرتے ہیں اور ان کے مزار پر دعائیں بھی قبول ہوا کرتی ہیں ،جیسا کہ ابھی ردالمحتار کی عبارت سے معلوم ہوا۔اس لیے ہمیں اولیاے کرام کے مزار پر شوق سے جانا چاہیے۔

سوال (۲۲) مزارات پر چادر ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بلاشبہہ جائز ہے، کیوں کہ اس وجہ سے عام زائرین کی نگاہ میں صاحب قبر کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

”کرہ بعض الفقہاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والأولیاء۔قال فی فتاویٰ الحجۃ: وتکرہ الستور علی القبور۔اھ ولکن نحن نقول الآن: إذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا صاحب القبر، ولجلب الخشوع والأدب للغافلین الزائرین، فھو جائز لأن الأعمال بالنیات“(۲)

شامی کی اس عبارت نے فیصلہ کر دیا کہ جو کام اولیا اللہ کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے ہو، وہ جائز ہے۔

---

(۱) ردالمحتار ج: ۱ ص: ۱۴۹، مقدمہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) ردالمحتار ج: ۹ ص: ۵۲۲، کتاب الحظر والإباحۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

https://alislami.net

روح البیان میں ہے:

"فبناء القباب علی قبور العلماء والأولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورهم أمر جائز إذا کان القصد بذلک التعظیم فی أعین العامة حتی لا یحتقروا اصاحب هذا القبر"(۱)

یعنی علما، اولیا، اور صلحا کی قبروں پر عمارت بنانا، ان پر غلاف، عمامہ اور کپڑے ڈالنا ایک جائز کام ہے، جب کہ اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں ان کی تعظیم ہو اور لوگ صاحب مزار کو حقیر نہ جانیں۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ یہ امر جائز ہے، جس پر ہم اہل سنت و جماعت شوق سے عمل پیرا ہیں۔ لہذا اسے ناجائز و حرام کہنا، اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۲۳) نماز جنازہ میں اگر امام چار تکبیروں سے زیادہ یا کم کہے تو مقتدی کیا کریں اور ان کی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر امام چار تکبیروں سے زیادہ کہے تو مقتدی مزید تکبیروں میں امام کی پیروی نہ کرے؛ بلکہ اس کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے۔ ایسی صورت میں سب کی نماز صحیح ہو جائے گی۔ اگر چار تکبیروں سے کم کہے تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی بہ شرطے کہ ارادۃً کم کہی ہو۔ اگر امام نے سہواً تکبیر کم کہی تو اس کی تلافی، نماز میں کمی کی تلافی کی طرح کر لی جائے لیکن اس میں سجدۂ سہو نہیں۔ یعنی جب تک سلام نہ پھیرے ہو جو تکبیر چھوٹ گئی ہو اس کو کہہ لے اور سجدۂ سہو کی ضرورت اس میں نہیں۔ (۲)

سوال (۲۴) اگر نماز جنازہ میں کسی کی ایک یا زائد تکبیر چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

---

(۱) تفسیر روح البیان، ج:۳ ص:۴۰۰ زیر آیت "إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ" أحياء التراث، بیروت

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۴ میں، ص:۸۳۸ پر ہے (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
اور ایسا ہی "کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة" ج:۱ میں، ص:۶۴۶، ۶۴۷ پر ہے۔

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کوئی شخص اس وقت آئے جب کہ امام تکبیر اولیٰ کہہ چکا ہو اور ثنا پڑھنے میں مصروف ہو یا دوسری تکبیر بھی ہو چکی ہے اور امام درود پڑھ رہا ہے یا تیسری تکبیر بھی ہو چکی ہے اور امام دعا پڑھنے میں لگا ہے تو مقتدی سر دست کوئی تکبیر نہ کہے، بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے اور اس کے ساتھ تکبیر کہے۔ اگر انتظار نہ کیا اور کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوگی؛ لیکن یہ تکبیریں (نماز جنازہ کی تکبیروں میں شمار نہ کی جائیں گی) مسبوق (بعد میں شامل جماعت ہونے والا) کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد رہ گئی تکبیروں کو پورا کرے بہ شرطے کہ جنازہ کو فوراً نہ اٹھالیا گیا ہو۔ اگر جنازہ اٹھالیا گیا ہو تو چاہیے کہ سلام پھیر دے اور فوت شدہ تکبیروں کو پورا نہ کرے۔ اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو؛ لیکن ہنوز سلام نہ پھیرا ہو تو صحیح طریقہ یہ ہے کہ امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز بموجب طریقۂ سابقہ پوری کرے۔ (۱)

---

(۱) کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ، ج:۱ص:۶۴۸

۔۔بہار شریعت حصہ:۴ص:۸۳۸، ۸۳۹ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(١٨)

باب طعام المیت وایصال الثواب

(دعوت میت اور ایصال ثواب کا بیان)

سوال (١) فاتحہ اور ایصال ثواب کا مختصر طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبر پر پائنتی کی جانب سے جائے اور میت کے منہ کے سامنے کم از کم چار قدم دور بادب ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو اور یہ کہے ''السلام علیکم دار قوم مؤمنین یغفر اللہ لنا ولکم أنتم لنا سلف ونحن بالأثر'' پھر اس کے بعد فاتحہ پڑھے اس کا مختصر اور آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے تین، پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے پھر چاروں قل یعنی ''قل یا أیھا الکفرون، قل ھو اللہ احد، قل أعوذ برب الفلق، قل أعوذ برب الناس'' پڑھے پھر سورۂ فاتحہ یعنی الحمد للہ شریف پڑھے اور پھر ''الم'' سے ''مفلحون'' تک پڑھے، پھر آخر میں تین، پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ان کا ثواب (اگر کھانا یا شیرینی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانا اور شیرینی کا ثواب) میری جانب سے حضور اکرم ﷺ کو نذر پہنچا دے پھر ان کے وسیلے سے تمام انبیاے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور صحابہ وتمام اولیا وعلما کو عطا فرما (پھر خصوصیت کے ساتھ صاحب قبر کا نام لے) مثلا یوں کہے خصوصاً ہمارے والد، والدہ یا دادا، دادی یا نانا، نانی کی روحوں کو ثواب پہنچا دے اور پھر جملہ مؤمنین ومومنات کی روحوں کو عطا فرما۔ (١)

سوال (٢) کیا میت کا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب میت کے کھانے کے انتظار میں

(١) فتاویٰ فقیہ ملت، ج:١ص:٢٤٩

رہے کہ نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے تو ایسا کھانا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"یہ تجربہ کی بات ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو میت کے کھانے کے متمنی رہتے ہیں، ان کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔ ذکر وطاعت الٰہی کے لیے حیات وچستی اس میں نہیں رہتی کہ وہ اپنے پیٹ کے لقمہ کے لیے موت مسلمین کے منتظر رہتے ہیں اور کھانا کھاتے وقت موت سے غافل اور اس کی لذت میں شاغل مصروف"(۱)

سوال (۳) مصنوعی قبر کو پختہ بنا کر اس پر چادر چڑھانا اور اس جگہ فاتحہ دلانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مصنوعی قبر کو پختہ بنانا، اس پر چادر چڑھانا، اس جگہ نیاز و فاتحہ دلانا ناجائز ہے، کسی بزرگ کی جانب اس کی نسبت محض افترا ہے، لہٰذا یہ سب واہیات، خرافات اور جاہلانا حماقتیں ہیں، جس کا ازالہ لازم وضروری ہے۔ (۲)

سوال (۴) بزرگوں کی نذر و نیاز کے لیے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی خریدنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ان سے شیرینی خریدنے سے (خصوصاً نذر و نیاز کے لیے) بچنا چاہیے، کیوں کہ وہ اکثر طہارت کا خیال نہیں کرتے جیسا کہ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"شک نہیں ہنود عموماً سخت ناپاکیوں میں آلودہ رہتے ہیں، دھوتیوں میں پیشاب کرتے ہیں اور انھیں اپنے کنوں کی من (مینڈھ) پر کھڑے ہو کر ایک لٹیا پانی کھینچتے ہیں، سب

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹ ص:۶۶۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ میں، ص:۲۹۶ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

چھینٹیں کنویں میں جاتی ہیں، پاخانے میں ڈھیلے لے جانا انھیں کہاں نصیب، چھوٹی سی لٹیا ہوتی ہے، وہ بھی بارہا آدھی یا پونی، پھر اس میں آب دست، اسی میں ہاتھ دھونا اور کچھ بچا بھی لینا، مشاہدہ ہوا کہ ان کے حلوائیوں نے اپنی اس بے احتیاطی کے پانی سے کڑاہی دھوئی اور اسی انگوچے سے پونچھ لی جو سال سال بھر بدلا نہیں جاتا۔علاوہ ازیں ان کے مذہب میں گائے، بھینس کا گوبر اور بچھیا کا موت متر پاک، بلکہ پیتر یعنی پاک کرنے والا ہوتا ہے تو اس سے احتراز (پرہیز) کیا معنیٰ؟ اسے مشک وعطر کی جگہ استعمال کرنا ان سے بعید نہیں۔ایسی حالتوں میں اگرچہ سرکار علیہ السلام نے جب تک کسی خاص شے میں وقوع نجاست کا یقین نہ ہو بحکم قاعدہ کلیہ ''**الأصل الطهارة**'' وضابطہ ''**الیقین لایزول بالشک**''، حکم فتویٰ میں آسانی فرمائی، مگر شبہہ نہیں کہ تقویٰ حتی الامکان اس سے بچنا ہے، خصوصاً جب کہ وہ باوصف اپنی گندگیوں، ناپاکیوں کے پاک ستھرے نظیف مسلمانوں سے کس درجہ پرہیز رکھتے اور بحکم ''**المرء یقیس علی نفسه**'' معاذ اللہ انھیں ملیچھ سمجھتے ہیں۔عجب کہ ناپاکوں کو پاکوں سے احتراز اور پاک ناپاک سے اختلاط رکھیں۔ مانا کہ اپنے نفس کے لیے نہ بچیں، مگر بے شک حضرات بزرگان دین صلے اللہ تعالیٰ وسلم علی سیدھم ومولاھم وعلیہم اجمعین کی نذر ونیاز، بلکہ عموماً صدقات وامور خیرات میں اس سے احتراز چاہیے کہ یہ امور بامید قبول کیے

جاتے ہیں اور حدیث میں ارشاد ہوا''**إن اللہ طیب لا یقبل إلا الطیب**''[(۱)] (بے شک اللہ عزوجل طیب ہے، طیب کو ہی قبول فرماتا ہے) تو اگر علم الٰہی میں ان شیرینیوں کی ناپاکی معاذاللہ باعث عدم قبول ہوئی ، کیسا خسارہ ہے ؟ غرض جہاں تک ممکن ہو ہنود کی ایسی اشیا سے کھانے پینے میں عموما اور نذر و نیاز، فاتحہ، صدقات میں خصوصاً احتراز (بچنا) اولیٰ ہے''[(۲)]

(۱) سنن دارمی، رقم الحدیث: ۲۷۵۹

۔۔الصحیح لمسلم، کتاب الزکاۃ رقم الحدیث: ۱۰۱۵ میں ''إلا طیبا'' ہے۔

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۱۱۶، ۱۱۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۱۹)

کتاب الزکاۃ

(زکات کا بیان)

سوال (۱) زکات کسے کہتے ہیں اور اس کے واجب ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: زکات شریعت میں اللہ عزوجل کے لیے مال کے ایک حصے کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام، اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر لے۔ (۱)

زکات واجب ہونے کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) **مسلمان ہونا:**۔ لہذا غیر مسلم پر زکات واجب نہیں، یعنی جو ابھی ابھی مسلمان ہوا، اسے زمانۂ کفر کی زکات ادا کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا۔

(۲) **بلوغ۔**

(۳) **عقل:**۔ لہذا نابالغ پر زکات واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال ہے تو زکات واجب نہیں اور اگر شروع سال اور اخیر میں افاقہ ہوتا ہے اور باقی زمانوں میں جنون باقی رہتا ہے تو زکات واجب ہوگی۔

(۴) **آزاد ہونا:**۔ لہذا غلام پر زکات واجب نہیں، خواہ وہ کسی قسم کا ہو۔

(۵) **مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہونا:**۔ لہذا اگر نصاب سے کم کا مالک ہے تو زکات واجب نہیں۔ اور نصاب کی مقدار ساڑھے سات تولہ سونا یعنی ترانوے گرام اور تین سو بارہ ملی گرام (93.312g) یا ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی چھ سو ترپن گرام اور ایک سو چوراسی ملی گرام (653.184g) یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر پیسے کا مالک ہو۔

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۸۷۴، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۶) **پورے طور پر اس کا مالک ہو:** ۔یعنی اس پر قابض ہو، لہذا جو مال گم ہوگیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کرلیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیون نے دین سے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں، پھر یہ اموال مل گئے تو جب تک نہ ملے تھے، اس زمانہ کی زکات واجب نہیں۔

(۷) **نصاب کا دین سے فارغ ہونا:** ۔یعنی نصاب کا مالک ہے، مگر اس پر قرض ہے کہ ادا کر دینے کے بعد نصاب باقی ہی نہیں رہتا تو زکات واجب نہیں۔ خواہ دین بندہ کا ہو، جیسے قرض، کسی خریدی گئی چیز کے دام یا اللہ عزوجل کا دین ہو، جیسے زکات، مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکات نہ دی تو صرف پہلے سال کی زکات واجب ہے، دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکات اس پر دین ہے، اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا، لہذا دوسرے سال کی زکات واجب نہ ہوگی۔

(۸) **نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو:** ۔حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے، اس میں زکات واجب نہیں۔ جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے نوکر وغیرہ۔ آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ وغیرہ۔

(۹) **مال نامی ہونا:** ۔یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقتاً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو یا تو وہ اسی لیے پیدا کیا گیا ہو، اسے خِلقی کہتے ہیں، جیسے سونا، چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا وہ اس لیے پیدا نہ کیا گیا ہو، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں کہ سونے چاندی کے علاوہ ساری چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نمو ہوگا۔

https://alislami.net

(۱۰) **سال گزرنا**:۔ اور اس سے مراد قمری سال ہے، یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی، یعنی زکات واجب ہے۔(۱)

سوال (۲) مال زکات کن لوگوں کو دینا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ"

یعنی صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ عزوجل کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ عزوجل کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ عزوجل علم و حکمت والا ہے۔(۲)

زکات کے مصارف سات ہیں:

(۱) **فقیر**:۔ وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو، مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلا رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، خدمت کے لیے لونڈی غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں۔ یوں ہی مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے، اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔

(۲) **مسکین**:۔ وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال کرنا حلال

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۵ ص:۸۷۵ تا ۸۸۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) پ:۱۰، التوبہ:۹/ ۶۰

https://alislami.net

ہے ،فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اسے بغیر ضرورت ومجبوری سوال حرام ہے۔

(۳) **عامل:**۔وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکات اورعشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا،اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اوراس کے مددگاروں کا متوسط طور پر کافی ہو،مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کرلایا ہے،اس کے نصف سے زیادہ ہوجائے۔

(۴) **رقاب:**۔اس سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکات سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔

(۵) **غارم:**۔اس سے مراد مدیون ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے،اگر چہ اس کا اوروں پر باقی ہو،مگر لینے پر قادر نہ ہو۔مگر شرط یہ ہے کہ ہاشمی نہ ہو۔

(۶) **فی سبیل اللہ:**۔یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں،مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے،سواری اور زادراہ اس کے پاس نہیں تو اسے مال زکات دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہو۔وغیرہ وغیرہ

(۷) **ابن السبیل:**۔یعنی مسافر،جس کے پاس مال نہ رہا،زکات لے سکتا ہے،اگر چہ اس کے گھر مال موجود ہو،مگر اسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہوجائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔[1]

سوال (۳) قرض میں دی گئی رقم کی زکات نکالنا کس پر واجب ہے؟ نیز نکالنے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس آدمی کا روپیہ کسی کے ذمے باقی ہو تو اس کی زکات اسی شخص پر واجب ہے،قرض دار پر نہیں۔مگر واجب الادا اس وقت ہے جب بقدر نصاب یا خمس نصاب مل جائے۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت،حصہ:۵ ص:۹۲۳ تا ۹۲۶ (مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

https://alislami.net

تحریر فرماتے ہیں:

''جو روپیہ قرض میں پھیلا ہے اس کی بھی زکات لازم ہے، مگر جب بقدر نصاب یا خمس نصاب وصول ہو، اس وقت واجب الادا ہوگی، جتنے برس گزرے ہوں سب کا حساب لگا کر''(۱)

لہذا جو مال قرض میں دیا جاتا ہے، اس کی زکات سال تمام پر واجب ہو جاتی ہے، مگر ادائیگی واجب نہیں ہوتی۔ جب نصاب کا پانچواں حصہ مل جائے یا نصاب کی مقدار مل جائے تو اس میں سے چالیسواں حصہ زکات ادا کرے اور جب کئی سال کے بعد رقم وصول ہوا تو اس صورت میں گزرے ہوئے سالوں کی زکات ادا کرے اور جو رقم وصول نہ ہو اس کی زکات ادا کرنا واجب نہیں، مثلاً زید کا بکر پر ایک لاکھ قرض تھا تو اس نے چار سال بعد واپس کیا تو پچھلے سالوں کی بھی زکات واجب ہوگی اور نکالنے کا طریقہ یہ ہے ڈھائی ہزار ایک لاکھ میں سے نکالنے پر پہلے سال کی زکات ادا ہوگئی، پھر ساڑھے ستانوے ہزار پر ڈھائی پرسنٹ، علیٰ ھٰذا القیاس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۴) کیا زکات کی رقم سے غلہ وغیرہ خرید کر فقرا وطلبہ کو کھانا کھلانے سے زکات ادا ہو جائے گی؟

الجواب بعون الملک الوهاب: زکات ادا نہیں ہوگی، اس لیے کہ کھانا کھلانے میں تملیک یعنی محتاج وفقیر کو مالک بنا دینا نہیں پایا گیا؛ بلکہ صرف اباحت پائی گئی اور صرف اباحت سے زکات ادا نہیں ہوتی ہے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

''کہ مباح کر دینے سے زکات ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکات کھانا کھلا دیا، زکات ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا۔ ہاں! اگر کھانا دے دیا جائے کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ص:۱۷۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بہار شریعت، حصہ:۵ ص: ۸۷۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''ادائے زکات کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس قدر مال کا محتاجوں کو مالک کر دیا جائے اسی واسطے اگر فقراومساکین کومثلا اپنے گھر بلا کر کھانا پکا کر بطریق دعوت کھلا دیا تو ہرگز زکات ادا نہ ہوگی، یہ صورت اباحت ہے، نہ تملیک یعنی مدعواس طعام کو ملک داعی پر کھاتا ہے اور اس کا مالک نہیں ہوجاتا، اسی واسطے مہمانوں کو روانہیں کہ طعام دعوت سے بے اذن میزبان گداوں یا جانوروں کو دے دیں یا ایک خوان والے دوسرے خوان والوں کو اپنے پاس کچھ اٹھادیں یا بعد فراغ جو باقی بچے اپنے گھر لے جائیں۔(۱)

درمختار میں ہے:

''لو اطعم یتیما ناویا الزکاۃ لا یجزیہ إلا إذا دفع المطعوم'' (۲)

سوال (۵) بھیک مانگنے والوں کو زکات کی رقم دینے سے زکات ادا ہوجائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بھیک مانگنے والے تین قسم کے ہیں:

(۱) اگر بھیک مانگنے والا مالک نصاب ہے تو اسے بھیک مانگنا حرام ہے اور ان کو رقم زکات دینے سے زکات ادا بھی نہیں ہوتی۔

(۲) اگر بھیک مانگنے والا مالک نصاب نہیں ہے، لیکن قوی اور تندرست ہے، کمانے کی طاقت بھی ہے؛ لیکن مفت کھانا کھانے کا عادی ہے اسے سوال کرنا حرام، اسے دینا گناہ اور جو کچھ اسے اس سے ملے اس کے حق میں برا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

''لا تحل الصدقۃ لغنی و لا لذی مرۃ سوی''(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ ص:۴۷، ۵۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الدر المختار ج:۳ ص: ۱۷۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۳) سنن نسائی، رقم الحدیث: ۲۹۹۸

https://alislami.net

سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: صدقہ کسی مال دار، طاقت ور اور صحیح سالم شخص کے لیے درست نہیں، مگر ایسے شخص کو مالی زکات دینے سے زکات ادا ہو جائے گی، اس لیے کہ وہ غریب ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاءِ"(۱)

(۳) اور اگر بھیک مانگنے والا نہ مالک نصاب ہے، نہ کمانے پر قادر ہے، اسے بقدر حاجت سوال حلال ہے اور اس سے جو کچھ ملے، اس کے لیے جائز ہے۔ایسے ہی لوگ زکات کے عمدہ مصارف میں سے ہیں اور انھیں دینا بڑا ثواب ہے اور ان کو جڑھکنا حرام ہے۔(۲)

درمختار میں ہے:

"(ولا) يحل أن (يسأل) شيئًا من القوت (من له قوت يومه) بالفعل أو بالقوة كالصحيح المكتسب ،ويأثم معطيه إن علم بحاله لإعانته على المحرم"(۳)

سوال (۶) جیون بیمہ میں جمع شدہ رقم کی زکات کس طرح دی جائے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اصل جمع شدہ رقم کی زکات سال بہ سال واجب ہے، مگر جب وہ مل جائے گی تب واجب الادا ہوگی اور زائد رقم حاصل ہونے کے بعد اصل نصاب سے ملحق ہو جائے گی ،لہذا اس کی زکات نصاب کے حولان حول پر واجب ہوگی۔(۴)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"وقت واپسی جتنا جمع ہوا تھا اس کی ہر سال کی زکات لازم آئے گی اور اگر اس

---

(۱) پ:۱۰، سورہ توبہ:۹/ ۶۰

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ میں، ص:۲۵۷، ۲۶۸، (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) الدر المختار ج:۳ص:۳۰۵، ۳۰۶، کتاب الزکاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۴) ایسا ہی صحیفۂ فقہ اسلامی، ج:۱ میں، ص:۳۲ پر ہے۔

https://alislami.net

سے زائد ملے گا تو اس کی زکات نہیں کہ بیمہ کرانے والے کی ملک نہ تھا۔"(۱)

سوال (۷) فکس ڈپازٹ پر زکات واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کس طرح ادا کی جائے گی؟ جب کہ فکس ڈپازٹ جس کی مدت پانچ سال ہو، جس میں ایک ہزار روپے پانچ سال کے لیے جمع کرنے پر دوگنا ہوجاتے ہیں یا کچھ زائد ہوجاتے ہیں تو کیا ہر سال اس فکس روپے پر زکات واجب ہے یا جب کل روپے وصول کرے گا اس وقت گزشتہ پانچ سال کی زکات دے گا یا کل روپے ملنے کے بعد سے اس پر زکات واجب ہوگی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر فکس ڈپازٹ کرنے والا مالک نصاب ہے تو اس رقم پر ہر سال زکات واجب ہوگی، ورنہ مالک نصاب ہونے کی صورت میں واجب ہوگی۔ اس کی صورت مثل دین کی ہے کہ دین قوی کی زکات، دین کی حالت میں ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب الادا اس وقت ہے جب نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہوجائے۔ اگر ۴۰۰۰۰ روپے وصول ہوجائے تو ایک ہزار واجب الادا ہوگا، اگر ۸۰۰۰۰ روپے وصول ہوجائے تو دو ہزار، علیٰ ھذا القیاس۔

درمختار میں ہے:

"تجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول لكن فوراً بل عند قبض أربعين درهما من الدين القوى كقرض"(۲)

اور اس میں جو انٹرسٹ مل رہا ہے اس پر زکات اس کے ملنے کے بعد اور اس پر سال بھی گزر جائے تب واجب ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ پہلے سے مالک نصاب نہ ہو، ورنہ پہلے سے مالک نصاب تھا تو پہلے مال کا حولان حول اس کا بھی حولان حول ہوگا، نئے سرے سے حولان حول کی حاجت پیش نہ آئے گی، جب کہ مال

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۹ص:۵۰۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الدر المختار ج:۳ص:۲۳۶، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، دار الکتب العلمیۃ،

https://alislami.net

اسی قسم کا ہو اور اگر سال بہ سال زکات ادا نہ کی تو اس صورت میں زکات یوں ادا کی جائے گی۔مثلا ۴۰۰۰۰ جمع کیا تھا اور وہ پانچ سال کے لیے فکس تھا تو پہلے سال کی زکات ڈھائی پرسنٹ نکالے گا پھر اب دوسرے سال ۳۹۰۰۰ پر ڈھائی پرسنٹ علیٰ ھٰذا القیاس۔واللہ تعالیٰ اعلم والحق عند ربی

سوال(۸) جی۔پی۔ایف پر زکات واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کس طرح ادا کی جائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں۔زکات واجب ہوگی اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مدرس، ملازم مالک نصاب ہے تو دیگر زکاتی مالوں کے ساتھ مذکورہ فنڈ میں جب سے رقم جمع ہونی شروع ہوئی، اسی وقت سے اس رقم کی بھی زکات ہر سال واجب ہوگی اور اگر مالک نصاب نہیں تو جب فنڈ کی رقم زکات کے دوسرے سالوں کے ساتھ جوڑنے سے ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی چھپن بھری کی مقدار کو پہنچ جائے اور حوائج اصلیہ سے بچ کر اس پر سال گزر جائے، اس وقت فنڈ کی رقم پر زکات واجب ہوگی، پھر سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی۔[۱]

سوال(۹) مکان وغیرہ کرایہ پر لینے کی صورت میں کرایہ دار، مکان مالک کو کرایہ کی متعینہ رقم کے علاوہ ایک بڑی رقم (پگڑی) ضمانت کے نام پر دیتا ہے اور اس رقم کو کرایہ دار اس وقت واپس لے سکتا ہے جب مکان خالی کر دے، درمیان میں لینے کا اختیار نہیں، البتہ جتنی رقم دیتے رہتا ہے وہ پوری رقم مل جاتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس رقم کی زکات کس پر واجب ہے؟ کرایہ دار پر یا مکان مالک پر؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس کی زکات کرایہ دار پر واجب ہے، مکان مالک پر نہیں اور جب کرایہ دار اپنا رہن چھڑا لے تب اس پر گذشتہ برسوں کی زکات بھی واجب ہوگی، مگر قرض نکال کر۔[۲]

---

(۱) فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ ص:۳۲۰

https://alislami.net

سوال (۱۰) زکات وفطرہ کی رقم مسجد ومدرسہ میں لگانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حیلۂ شرعی کے بعد مذکورہ رقم کو مسجد ومدرسہ میں لگانا جائز ہے۔ کیوں کہ حیلۂ شرعی کے ذریعے زکات اور صدقات واجبہ کی رقم نیک کاموں میں خرچ کرنے کی اجازت ہے۔

درمختار میں ہے:

"وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیر ثم هو یکفن فیکون الثواب بهما وکذافی تعمیر المسجد"(۱)

یعنی تکفین کے لیے حیلہ کی صورت یہ ہے زکات فقیر کو دی جائے پھر فقیر کفن بنوادے تو اب ثواب دونوں کا ہوگا یعنی اس کی زکات بھی ادا ہوجائے گی اور اس کو کفن دینے کا ثواب بھی مل جائے گا، اس طرح مسجد ومدرسہ میں بھی حیلہ کیا جاسکتا ہے؛ لیکن جہاں کے لوگ مسجد و مدرسہ کا خرچ دوسری رقموں سے اٹھا سکتے ہیں انھیں اس طرح کے حیلہ سے بچنا چاہیے تاکہ غربا ومساکین وغیرہ جو اس کے اصل مصارف میں ہیں، ان کی حق تلفی نہ ہو۔ خاص طور سے مسجد میں جب تک حاجت شرعیہ متحقق نہ ہو، ہرگز ہرگز حیلہ کر کے بھی زکات کی رقم نہ لگائے کہ عوام مسلمین خود ہی مساجد میں شوق سے چندہ دیتے ہیں۔ کچھ ذمے دار حضرات سوچتے ہیں کہ کون چندہ کی زحمت گوارہ کرے۔ زکات بہ آسانی مل جاتی ہے تو اسی سے کام چلانا چاہتے ہیں۔ یہ غریبوں کے حق مارنے کے برابر ہے۔

سوال (۱۱) صاحب نصاب طالب علم کو زکات لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: طالب علم اگر صاحب نصاب ہے؛ مگر نصاب پر اس کو دست رس نہیں اسے زکات لینا جائز ہے۔

---

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ میں، ص:۳۲۱ پر ہے۔

(۱) الدر المختار، ج:۳ ص: ۱۹۱، کتاب الزکاۃ، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جو نصاب پر دست رس رکھتا ہے ہرگز زکات نہیں پا سکتا،
اگرچہ غازی ہو یا حاجی یا طالب علم یا مفتی''(۱)

سوال (۱۲) زکات اور فطرہ کی رقم کس کو دے سکتے ہیں اور کس کو نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب:

وہ لوگ جنھیں زکات وفطرہ کی رقم دینا جائز نہیں ہے:

''ہاشمی (سید) شوہر، اپنی مطلقہ عورت جب تک وہ عدت میں ہو، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی، ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، اپنا یا ان پانچوں قسم میں کسی کا مملوک اگرچہ مکاتب ہو، کسی غنی کا غیر مکاتب غلام، مرد غنی کا نابالغ بچہ، سید کا آزاد کردہ غلام۔

وہ لوگ جنھیں زکات وفطرہ کی رقم دینا جائز ہے:

''ہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹا جب کہ باپ سید نہ ہو، زن غنیّہ کا نابالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو، بہن، بھائی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، اپنی بہو، داماد، ماں کا شوہر (سوتیلا باپ)، باپ کی عورت (سوتیلی ماں)، اور اپنے زوج اور زوجہ کی اولاد (یعنی سوتیلی اولاد) ان کو زکات وفطرہ کی رقم دینا جائز ہے، جب کہ انھیں اپنے مال مملوک سے مقدار نصاب فارغ عن الحوائج الاصلیہ پر دست رس نہ ہو، ورنہ انھیں بھی زکات دینا جائز نہ ہوگا۔(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ ص:۱۱۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ میں، ص:۱۱۳، ۱۱۴ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

https://alislami.net

(۲۰)

باب صدقۃ الفطر

(صدقۂ فطر کا بیان)

سوال (۱) صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟ نیز اس کی مقدار کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے واجب ہے۔ جب کہ بچہ خود مالک نصاب نہ ہو۔ ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ ایسے ہی مجنون اولاد جب کہ غنی نہ ہو اگرچہ بالغ ہو جب بھی اس کا صدقہ اس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ ماں پر واجب نہیں۔ [۱]

صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع۔ کھجور یا منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ [۲]

اور ایک صاع کا وزن ۴ ر کیلو ۹۴ ر گرام اور نصف صاع ۲ ر کیلو ۷ ۴ گرام ہے۔

سوال (۲) صدقۂ فطر میں گیہوں کی جگہ چاول، دھان یا دیگر اشیا کا دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دیگر اشیا کا دینا جائز ہے۔ لیکن قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا۔ اس تعلق سے صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار (مکئی)، باجرہ یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۹۳۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۹۳۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا
ایک صاع جو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس
میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا، اگرچہ گیہوں یا جو کی ہو۔ (۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"چاول، قیمت کے اعتبار سے دیے جائیں گے خواہ وزن میں نصف صاع ہوں یا زیادہ یا کم یعنی نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں اتنے دیے جائیں گے۔ (۲)

سوال (۳) باپ ایک صوبہ میں ہے اور بچے دوسرے صوبہ میں تو صدقہ میں قیمت کہاں کی معتبر ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: فطرہ میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں صدقۂ فطر نکالا جائے خواہ اس کے بچے وہاں رہتے ہوں یا کسی اور شہر میں۔ جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"فی صدقة الفطر یعتبر مکانه لا مکان أولاده الصغار وعبیده فی الصحیح کذا فی التبیین، علیه الفتویٰ، کذا فی المضمرات" (۳)

سوال (۴) کیا چاند رات یا صبح صادق سے قبل بچہ پیدا ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر واجب ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے، لہذا چاند رات یا صبح طلوع ہونے سے قبل اگر بچہ پیدا ہوا تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب ہے۔ جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"وقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانی من یوم الفطر فمن مات قبل ذالک لم تجب علیه الصدقة ومن ولد أو أسلم بعده لم تجب کذا الفقیر" (۴)

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۹۳۹ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰ ص: ۳۰۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) الهندیة، ج: ۱ ص: ۲۰۹، کتاب الزکاة، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۴) الهندیة، ج: ۱ ص: ۲۱۱، کتاب الزکاة، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

(۲۱)

کتاب الصوم

(روزے کا بیان)

سوال (۱) روزہ کن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا ہے اور کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا وہ یہ ہیں:

(۱) بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا، خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد، مگر یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے، تو اب ٹوٹ جائے گا بہ شرطے کہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں۔

(۲) مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے، خواہ کسی چیز کا غبار ہو اگر چہ روزہ دار ہونا یاد تھا، جب کہ قصداً نہ پہنچایا ہو۔

(۳) بھری سنگی لگوانے سے۔

(۴) تیل یا سرمہ لگانے سے اگر چہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو، اگر چہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو۔

(۵) بوسہ لیا، مگر انزال نہ ہوا۔

(۶) عورت یا اس کی شرم گاہ کی طرف بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کا خیال دیر تک جمانے سے انزال ہو گیا، جب کہ عورت کو ہاتھ نہ لگایا ہو۔

(۷) غسل کیا اور پانی کی خُنکی (ٹھنڈک) اندر محسوس ہوئی۔

(۸) کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا، صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا۔

(۹) کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجلایا اور اس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگر چہ کئی بار کیا ہو۔

(۱۰) بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے پی گیا۔

(۱۱) منہ سے رال ٹپکی؛ مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اسے چڑھا کر پی گیا۔

(۱۲) ناک میں رینٹھ آگئی؛ بلکہ ناک سے باہر ہو گئی، مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا۔

(۱۳) کھنکار منہ میں آیا اور کھا گیا، اگرچہ کتنا ہی ہو۔

(۱۴) غیر سبیلین (آگے یا پیچھے کے مقام کے علاوہ) میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں۔

(۱۵) چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا۔ یوہیں جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج (شرم گاہ) کو چھوا، اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔

(۱۶) احتلام سے۔

(۱۷) تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی؛ لیکن اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا، تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹے گا۔(۱)

اور جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) کھانے، پینے، جماع کرنے سے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔

(۲) حقہ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچتا ہو۔

(۳) صرف پان یا تمبا کو کھانے سے اگرچہ پیک تھوک دی ہو۔

(۴) شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھ کر تھوک نگل لینے سے۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی؛ مگر منہ سے نکال کر پھر کھالی۔

(۵) دانتوں سے خون نکل کر حلق کے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۹۸۱ تا ۹۸۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

یا کم تھا؛ مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا۔

(۶) عورت کے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھنے سے جب کہ بالکل باہر نہ ہو۔

(۷) مبالغہ کے ساتھ استنجا کرنے سے جب کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا ہو۔

(۸) عورت کا اپنی شرم گاہ میں پانی یا تیل ٹپکانے سے۔

(۹) دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہونے کی صورت میں اس میں دوا ڈالنے پر دماغ یا شکم تک پہنچ جانے سے خواہ وہ تر ہو یا خشک۔

(۱۰) حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا۔

(۱۱) روزہ یاد ہوتے ہوئے کلی کی اور پانی بلا قصد حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا۔

(۱۲) سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھالیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا۔

(۱۳) دوسرے کا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ میں لے کر نگلنے سے۔

(۱۴) آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل لیا۔ جب کہ قطرہ دو قطرہ نہ ہو؛ بلکہ اتنا زیادہ ہو کہ اس کی نمکینی منہ میں محسوس ہو۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۵) عورت کا بوسہ لینے یا چھونے یا مباشرت کرنے یا گلے لگانے سے، جب کہ انزال بھی ہوا ہو۔

(۱۶) قصداً منہ بھر قے کرنے سے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ان تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔[۱]

سوال (۲) کن صورتوں میں صرف قضا لازم ہے اور کن صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:

وہ صورتیں جن میں صرف قضا لازم ہے:

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۵، ص ۹۸۵ تا ۹۸۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۱) صبح نہ ہونے کے گمان پر کھا پی لیا یا جماع کر لیا پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی ہے۔

(۲) اکراہ شرعی پایا گیا اگر چہ اپنے ہاتھ سے ہی کھایا ہو۔

(۳) بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا یا نظر کرنے سے انزال ہوا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی ان تمام صورتوں میں گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا اب قصداً تمام چیزوں کو کر گزرا۔

(۳) کان میں تیل ٹپکایا۔

(۴) پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اور اس میں دوا ڈالی تو پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی۔

(۵) حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا ایسی چیز کھائی جن سے لوگ گھن کرتے ہیں، مثلاً کنکر، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ۔

(۶) بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا۔

(۷) غیر مشتہات لڑکی سے یا مردہ جانور سے وطی کرنے یا ران یا پیٹ پر جماع کرنے یا بوسہ لینے یا عورت کے ہونٹ چوسنے یا بدن عورت چھونے سے (جب کہ کپڑا حائل ہو پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہو رہی ہو) انزال ہو گیا۔

(۸) ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے منی نکل گئی۔

(۹) روزہ دار عورت سے بحالت نیند وطی کی۔

(۱۰) غروب شمس کے گمان پر افطار کر لیا، پھر معلوم ہوا کہ ابھی غروب شمس ہوا ہی نہیں تو ان تمام صورتوں میں صرف اور صرف قضا لازم ہے۔

وہ صورتیں جن میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں:

(۱) رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے ادائے روزۂ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور قابل شہوت مرد سے اس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا۔

(۲) کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا جس سے گمان افطار نہ ہوتا ہو اس نے گمان کر لیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ

https://alislami.net

جاتا رہا، پھر قصداً کھاپی لیا۔ مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی؛ مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصداً کھاپی لیا۔

(۳) اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر قصداً کھالیا۔

(۴) محبوب یا معظم دینی کا لعاب بطور تلذذ یا تبرک نگل لیا۔

(۵) کچا گوشت اگرچہ مردار کا ہو کھالیا، جب کہ سڑا نہ ہو۔

(۶) وہ گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کا عادی ہے اسے کھالیا۔

(۷) نمک اگر تھوڑا کھایا ہو۔

(۸) نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھالی۔

(۹) خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو یا تر بادام مسلم نگل گیا ہو۔

(۱۰) چنے کا ساگ یا درخت کے کھائے جانے والے پتے کھایا۔

(۱۱) بھنے چاول، باجرہ، مسور اور مونگ کھائی۔

(۱۲) مشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربزہ ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو ان تمام صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔[۱]

سوال (۳) روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سب سے پہلے ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور اگر نہ یہ ہے اور نہ ہی اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے؛ لیکن رقبہ میسر نہیں، جیسے آج کل ہندوستان میں تو لگاتار ساٹھ روزے رکھے، اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب پھر سے ساٹھ روزے رکھے کہ پہلے کے روزے شمار نہ ہوں گے۔ اگرچہ ۵۹ رکھ چکا تھا۔ اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو؛ لیکن

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۵، ص: ۹۹۱ تا ۹۹۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

اگر حیض کے سبب چھوٹا ہے تو حیض کے پہلے اور بعد دونوں شمار ہوں گے اور اگر ساٹھ روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے۔(۱)

سوال (۴) ہوائی جہاز پر افطار کب کیا جائے، کیوں کہ بسا اوقات شہر میں سورج ڈوب جاتا ہے؛ لیکن اوپر کی جگہوں سے اس وقت سورج نظر آتا ہے تو کیا جہاز میں نیچے کے وقت پر افطار کر لیا جائے جب کہ سورج جہاز پر رہنے کی وجہ سے دکھائی دیتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: سورج ڈوبنے میں اعتبار اسی جگہ کا ہے، جہاں روزہ دار ہے لہذا یوپی کا رہنے والا ممبئی چلا جائے تو وہاں کے اعتبار سے افطار کرے، یوں ہی زمین پر رہنے والا ہوائی جہاز پر ہے تو جب اوپر سے سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے تب افطار کرے۔

سوال (۵) چند سال ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھا، اب فرض سے بری ہونا چاہتا ہے تو کیا کرے؟ نیز طاقت ہونے کے باوجود فدیہ ادا کرنے سے بری الذمہ ہو جائے گا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جب روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو فدیہ سے ہرگز بری الذمہ نہ ہوگا، جب تک تمام روزوں کی قضا نہ کر لے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”بعض جاہلوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لیے جائز ہے، جب کہ روزہ میں اسے کچھ تکلیف ہو۔ ایسا ہرگز نہیں، فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا ہے، جو بہ سبب پیرانہ سالی حقیقتاً قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا، اس کے لیے فدیہ کا حکم ہے اور جو شخص روزہ خود رکھ سکتا ہو اور ایسا مرض نہیں جس کے مرض کو روزہ مضر ہو، اس پر خود روزہ رکھنا فرض ہے، اگرچہ تکلیف ہو۔ بھوک پیاس، گرمی خشکی کی تکلیف تو گویا لازم روزہ ہے اور اسی حکمت کے لیے روزہ کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس کے ڈر سے اگر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو تو معاذ اللہ

(۱) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۵ میں، ص: ۹۹۴، ۹۹۵ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

روزے کا حکم ہی بے کار و معطل ہو جائے گا۔لہذا اگر کوئی واقعی ایسے مرض میں مبتلا ہے، جسے روزہ ضرر پہنچتا ہے تو تا حصول صحت اسے روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے بدلے اگر مسکین کو کھانا دے تو مستحب ہے،ثواب ہے، جب کہ اسے روزہ کا بدلہ نہ سمجھے اور سچے دل سے نیت رکھے کہ جب صحت پائے گا، جتنے روزے قضا ہوئے ہیں، ادا کرے گا"(۱)

اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتا، مگر نہ رکھا تو اس پر فدیہ کہ وصیت کرنا واجب ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"لیس علیٰ غیرہ (أی الشیخ الفانی) الفداء لأن نحو المرض والسفر فی عرضة الزوال فیجب القضا وعند العجز بالموت تجب الوصیة بالفدیة"(۲)

سوال (۶) ایک نماز یا ایک روزہ کا فدیہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس کا فدیہ ایک مسکین کی خوراک، یا ایک شخص کا صدقۂ فطر۔ یہ سب گیہوں سے نیم صاع (۲رکیلو تقریباً ۴۷رگرام) اور جو سے ایک صاع (۴رکیلو ۹۴رگرام) ہے۔(۳)

سوال (۷) ۲۹ررمضان المبارک کو چاند نظر نہ آیا اور کچھ لوگوں نے تیس رمضان کو نماز عید پڑھ لی تو ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ کیا ان پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب ۲۹ررمضان المبارک کو چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پورا کرو۔حدیث شریف میں ہے: "صوموا الرویته وأفطروا لرویته فإن غم علیکم فأکملوا اعدة شعبان ثلاثین"(۴)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ص:۵۲۸، باب الفدیہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ردالمحتار ج:۳ ص:۴۱۰، کتاب الصوم /باب ما یفسد الصوم ومالا یفسدہ، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰میں، ص:۵۳۲ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۴) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "إذا رأیتم الھلال فصوموا، رقم الحدیث:۱۹۰۹

https://alislami.net

یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھواور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو،اگرانتیس کو چاند نظر نہ آئے تو تیس کی گنتی پوری کرو۔بغیر ثبوت شرعی ۳۰ر رمضان کوعید کی نماز پڑھنا جائز نہیں،لہذا عید کی نماز پڑھنے اور پڑھانے والے علانیہ توبہ واستغفار کریں اور ان پر کفارہ لازم نہیں،صرف اورصرف قضالازم ہے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جولوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مان کر عید کرلیں تو ان پر ایک روزے کی قضالازم ہے،اگر چہ واقع میں وہ دن عید ہی کا ہو،مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہوجائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی،صرف بے ثبوت شرعی عید کر لینے کا گناہ رہے گا،جس سے توبہ کریں۔''(۱)

سوال (۸) روزہ کی حالت میں کالگیٹ،منجن،گل،سوگھنی،کھینی سگریٹ، بیڑی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے باریک اجزاحلق سے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور نہ اترے تو نہ ٹوٹے گا،البتہ ایسی چیزوں کومنہ میں رکھنا،روزہ کومکروہ کردیگا۔(۲)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

منجن ناجائز وحرام نہیں؛ بلکہ اطمینان کافی ہوکہ اس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا،مگر بے ضرورت صحیحہ کراہت ضرور ہے۔(۳)

لیکن کھینی (تمباکو)،سگریٹ،بیڑی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے،اگر چہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچا تا ہو۔(۴)

(۱) السنية الانيقة فی فتاویٰ افريقه ص: ۱۴۲، ۱۴۳، مکتبه نوريه
(۲) فتاویٰ بحرالعلوم، ج:۲ ص:۲۷۶
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ ص:۵۵۸، رضافاؤنڈیشن، لاہور
(۴) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۵ میں ص:۹۸۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

اسی سے سونگھنی اور گل کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔(۱)

سوال (۹) بحالت روزہ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ رگ کا انجکشن ہو یا گوشت کا؛ کیوں کہ اس سلسلے میں ضابطہ کلیہ یہ ہے کہ جماع اور اس کے ملحقات کے علاوہ وہ دوا یا غذا خواہ خشک ہو یا تر جو مسامات یا رگ کے علاوہ کسی منفذ کے ذریعے دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ جیسا کہ درمختار کی عبارت سے یہی مفہوم اخذ ہوتا ہے:

"الضابط وصول مافیه صلاح بدنه لجوفه"(۲)

اور ردالمحتار میں ہے:

"الذی ذکره المحققون أن معنی المفطر وصول مافیه صلاح البدن إلی الجوف أعم من کونه غذاءً ودواءً"(۳)

ہندیہ میں ہے:

"وفی الدواء الجائفة والآمة اکثر المشائخ علی أن العبرة للوصول إلی الجوف والدماغ لا لکونه رطبا أو یابسا حتی إذا علم أن الیابس وصل یفسد صومه ولو علم أن الرطب لم یصل لم یفسد"(۴)

ایک شبہہ ہوتا ہے کہ دماغ تک دوا یا غذا پہنچنے سے روزہ کیوں ٹوٹ جاتا ہے؟ پیٹ تک پہنچنے میں تو بات سمجھ میں آتی ہے؛ لیکن دماغ ـــــــ ایسا کیوں؟

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ بحرالعلوم، ج:۲ میں، ص:۲۷۶ پر ہے۔

(۲) الدرالمختار، ج:۲ ص:۱۰۸، کتاب الصوم /باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۳) الدرالمختار، ج:۲ ص:۱۰۸، کتاب الصوم /باب مایفسد الصوم ومالا یفسده، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۴) الهندیة، ج:۱ ص:۱۰۴، مطبوعة رحیمیة

https://alislami.net

اس کی علت یہ بیان کی گئی کہ دماغ سے پیٹ تک ایک منفذ (سوراخ) ہے۔ لہذا جو چیز دماغ میں جائے گی، وہ پیٹ میں بذریعۂ منفذ جائے گی تو دماغ میں پہنچنا، بذریعۂ منفذ پیٹ ہی میں پہنچنا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

"التحقيق أن بين جوف الرأس و جوف المعدة منفذاً اصلياً فما وصل إلى جوف الرأس يصل إلى جوف البدن"(۱)

اب یہ بات ثابت ہوگئی کہ روزہ دوا یا غذا اسے ٹوٹتا ہے، جو منفذ کے ذریعے سے پیٹ یا دماغ میں پہنچ جائے۔ اب آئیے انجکشن پر غور کرتے ہیں۔ انجکشن دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) وہ انجکشن جو گوشت میں لگایا جاتا ہے۔

(۲) وہ انجکشن جو رگ میں لگایا جاتا ہے۔

گوشت والے انجکشن کو دیکھیے، گوشت میں انجکشن لگنے سے دوا پیٹ یا دماغ تک منفذ کے ذریعے نہیں؛ بلکہ مسامات کے ذریعے پورے جسم میں پھیل جاتی ہے اور مسامات کے ذریعے داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ہندیہ میں ہے:

"وما يدخل من مسام البدن من الدهن لا يفطر هكذا فی شرح المجمع"(۲)

اور رگ کے انجکشن میں دوا، خون کے ساتھ جسم میں پھیلتی ہے اور ماہرین اطبا خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ خون رگوں سے دل میں جاتا ہے، پھر دل سے رگوں میں واپس آتا ہے۔ دل سے پیٹ اور دماغ تک کوئی منفذ نہیں ہے تو بات صاف ہے کہ دوا منفذ کے ذریعے جسم میں نہیں پہنچتی؛ بلکہ بذریعۂ مسامات ہی پہنچتی ہے اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

---

(۱) ردالمحتار ج:۲ ص:۱۰۲، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الهندية، ج:۱ ص:۱۰۴، مطبوعة رحيمية

https://alislami.net

سوال (۱۰) افطار کی دعا کب پڑھی جائے؟ افطار سے قبل یا بعد؟

الجواب بعون الملک الوھاب: افطار کی دعا افطار کے بعد پڑھی جائے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''فی الواقع اس کا محل بعد افطار ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''ابو داؤد عن معاذ بن زهرة أنه بلغه أن النبی ﷺ كان إذا أفطر اللهم لک صمت وعلى رزقک فحمل أفطر على معنى إرادة الإفطار وصرف عن الحقيقة من دون حاجة إليه وذا لا يجوز وهكذا في أفطرت''

یعنی ابوداؤد میں حضرت معاذ بن زہرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے ''اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا، تیرے رزق پر افطار کیا۔ تو یہاں ''افطر'' سے مراد، ارادۂ افطار لینا اور حقیقی معنی سے بے ضرورت اعراض کرنا ہے، حالاں کہ یہ جائز نہیں ہے اور اسی طرح کا معاملہ ''افطرت'' میں ہے۔

مولانا ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقات شرح مشکاۃ میں فرماتے ہیں:

''(كان إذا أفطر قال) أي دعا وقال ابن الملک أی قرأ بعد الإفطار''

(جب افطار کرتے تو کہتے) یعنی دعا کرتے اور ابن ملک نے کہا کہ افطار کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔(۱)

سوال (۱۱) دور حاضر میں جدید آلات، مثلاً موبائل، لیپ ٹاپ، ٹیب لیٹ وغیرہ میں انٹرنیٹ کی مدد سے آمنے سامنے گفتگو ہوتی ہے۔ اس میں رویت ہلال سے متعلق متعدد باشرع سنی صحیح العقیدہ کی ایک جماعت آکر خبر دے کہ ہم لوگوں نے چاند دیکھا ہے، اس صورت میں وہ خبر مستفیض ہو کر شرعاً قابل قبول ہے کہ نہیں؟ یا ہم سے باشرع سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں نے گواہی دے کر ہمیں گواہ بنایا ہے۔ اب ہم رویت

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ ص:۶۳۶، ۶۳۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ہلال کی گواہی دے رہے ہیں ،اس صورت میں وہ گواہی شہادت شرعیہ سے ہے یا نہیں اوراس پر اعتبار کر کے ۳۰؍رمضان کوعید کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: رویت ہلال میں اس طرح کے آلات سے بچنا ہی لازم ہے،اس لیے فقہا کا ایک طبقہ لیپ ٹاپ اور انٹرنیٹ پر آنے والے عکس کو تصویر سمجھتا ہے اور اسے ناجائز گردانتا ہے، اس لیے بہ سبب اختلاف آرا احتراز ہی بہتر ہے۔ رہا خبر مستفیض تو بہر حال یہ ثبوت رویت ہلال کا ایک طریقہ تو ضرور ہے؛ لیکن اس کے لیے کچھ شرائط بھی درکار ہیں، ورنہ اس کی حقیقت مثل افواہ ہوگی۔ دوسری بات لیپ ٹاپ ،موبائل ،انٹرنیٹ پر قاضی اور شاہدین کی تصویر نظر آنے اوراس کی لی جانے والی شہادت حقیقتاً شہادت ہے ہی نہیں ؛ بلکہ شہادت کا معنی لغت میں ''حضور'' کے اور ''شاہد'' کا حاضر کے آتے ہیں ،لہذا یہاں تو شاہد مجلس قضا میں حاضر ہوا ہی نہیں ؛ بلکہ وہ وہاں سے دور اور غائب ہے اور جو تصویر نیٹ یا لیپ ٹاپ نظر آرہی ہے، وہ محض عکس ہے اور عکس کی رویت، شخص کا شہود وحضور قطعاً نہیں ہو سکتا۔اس لیے کہ شاہد شخص ہے نہ کہ عکس ۔لہذا انٹرنیٹ، لیپ ٹاپ اور جدید آلات پر شہادت کے کلمات ادا کرنے سے شرعی حیثیت محض خبر کی ہے،شہادت کی نہیں۔(۱)

نیز ملا جیون علیہ الرحمۃ والرضوان نے عند الشرع ثبوت رویت ہلال کے سات طریقے ''تفسیرات احمدیہ'' میں درج کیے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ۲۹؍رمضان کو جب مطلع صاف نہ ہونے کے باوجود ایک مسلمان عاقل، بالغ ،عادل نے آکر چاند دیکھنے کی گواہی دی تو اس کے بیان کو رویت کے لیے کافی سمجھا جائے گا۔ایسے ہی جب مطلع صاف ہو اور مذکورہ اوصاف کا حامل شخص، جنگل یا اونچی جگہ سے آکر گواہی دے، جب بھی کافی سمجھا جائے گا۔ ہاں! اگر لوگ چاند دیکھنے کے معاملے میں سستی کرتے ہوں تو کم از کم دو آدمی ضرور ہونے چاہئیں، ورنہ پھر ثبوت

---

(۱) ملخصاً از آپ کے مسائل، ص:۱۲۱

https://alislami.net

کے لیے ایک جماعت عظیم درکار ہوگی جو اپنی اپنی آنکھوں سے چاند دیکھنا بیان کرے۔

(۲) شہادت علی الشہادت یعنی جن لوگوں نے چاند خود دیکھا، ان کے سامنے چاند دیکھنے والوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی، ساتھ ہی ساتھ ان کو گواہ بھی بنایا ہو ، پھر انھوں نے اسی گواہی کی گواہی دی ہو۔

(۳) کسی اسلامی شہر میں قاضی شرع کے سامنے رویت ہلال کی گواہیاں ہوئیں اور حاکم اسلام یا قاضیِ شرع نے چاند ہوجانے کا حکم دے دیا، اسی وقت دو عادل گواہ بھی دوران شہادت وقضا مجلس میں تھے، انھوں نے کسی دوسرے شہر میں حاکم اسلام یا قاضیِ شرع کے سامنے آکر گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے سامنے فلاں فلاں نے رویت ہلال کی شہادت دی تو اس شہر کے حاکم یا قاضی شرع نے چاند ہوجانے کا حکم دے دیا۔

(۴) حاکم اسلام نے کسی کو شرعی قاضی مقرر کردیا، جس کو مختلف مقدمات کے فیصلہ کرنے کا اختیار ہوگیا۔ اس نے کسی دوسرے شہر کے قاضی کو اس کے نام اور اپنے نام کے ساتھ نیز دیگر امتیازی باتوں کے ساتھ خط لکھا ہے، جسے دو شاہد عادل کے حوالے کیا، وہ پوری احتیاط کے ساتھ قاضی کے پاس لائے (بذریعۂ ڈاک خانہ نہ روانہ کیا ہو اور مکتوب الیہ پہنچنے اور اس کے پڑھنے تک کاتب کی موت نہ ہوئی ہو، نہ ہی اس پر عمل درآمد تک کاتب عہدۂ قضا سے معزول ہوا ہو) اور یہاں آکر گواہی دی کہ یہ خط فلاں قاضی نے آپ کے نام ہمیں دے کر ہمیں گواہ بنایا کہ یہ خط اس کا ہے۔ اس خط کے ملنے پر قاضی اپنے مذہب کے مطابق اگر عمل کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

(۵) کسی اسلامی شہر یا اسلامی ملک سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب نے آکر یہ خبر دی کہ فلاں شہر میں فلاں دن چاند دیکھے جانے کی بنا پر عید و روزۂ رمضان رکھا گیا۔ اسے خبر مستفیض اور اس کو استفاضہ کہا جاتا ہے۔

(۶) کسی مہینہ کے مکمل ۳۰؍دن ہوجانے کے بعد اگلہ مہینہ خود بخود شروع ہو جاتا ہے، اس میں گواہ کی بھی حاجت نہیں، اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد

https://alislami.net

فرمایا: جب مطلع صاف نہ ہوتو ۳۰؍دن پورے کرو،لہذا کسی مہینے کا تیس سے زائد نہ ہونا امر یقینی ہے؛لیکن تیس کی بنیاد کو دیکھنا ضروری ہے۔اگر سابق ہلال کی گواہی دو عادل گواہوں سے ثابت ہوئی تھی تو اگر آج مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نہ دکھے جب بھی حرج نہیں؛لیکن اگر سابق چاند ہونے پر صرف ایک گواہ تھا اور آج مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند کسی کو نظر نہ آیا تو تیس کی گنتی کافی نہ ہوگی، بلکہ وہ اب بھی ۲۹ ہی ہے۔لہذا ایک دن اور بڑھایا جائے گا۔

(۷) کسی اسلامی شہر میں ۳۰؍کی شب کو کچھ مخصوص امور واقع ہوئے جو چاند دیکھے جانے پر ہوا کرتے ہیں،مثلا اعلان کرنا،توپیں چلانا،وغیرہ وغیرہ[1]

ان سات شرعی طریقوں کے علاوہ لوگوں کے اور بھی ایجاد کردہ طریقے ہیں،جن کا اعتبار نہیں ہے۔مثلا متعدد آدمی کہیں سے آکر یہ خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند دیکھا گیا،لہذا اس کے حساب سے آج یہ تاریخ بنتی ہے یا شہر میں کوئی خبر اڑی کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا ہے،لیکن چاند کسی نے دیکھا؟ سب اس سے بے خبر یا کہیں سے خط،فیکس،ای میل یا اخبار میں لکھا ہے یا ٹیلی ویژن پر ابھی ابھی میں نے خبر سنی کہ فلاں جگہ چاند ہوگیا یا انٹرنیٹ پر دیکھا تو معلوم ہوا کہ فلاں جگہ چاند کی تصدیق ہوگئی ہے یا فیس بک، واٹس ایپ میں یا انٹرنیٹ پر فیس ٹو فیس کچھ ساتھیوں نے جو کہ باشرع ہیں خبر دی کہ ہم نے چاند دیکھا،لہذا اس طرح کی دیگر خبروں کا اعتبار نہیں؛لیکن واٹس ایپ، انٹرنیٹ پر بتائی گئی خبر تو محض خبر ہی رہے گی۔شہادت نہ بن پائے گی،جیسا کہ ابھی تفصیل سے گزرا۔

لہذا جب وہ خبر ہی رہی،شہادت نہ بن پائی تو اس کا اعتبار کر کے عید کر لینا،بغیر ثبوت شرعی عید کرنا ہوگا جو کہ جائز نہیں۔لہذا ان پر توبہ واستغفار لازم ہے اور روزے کی قضا بھی،اگر چہ وہ دن عید ہی ہو؛لیکن اگر بعد میں شرعی ثبوت سے ثابت ہوجائے کہ وہ دن عید کا ہی دن تھا تو قضا لازم نہیں؛لیکن توبہ واستغفار لازم ہے کہ بغیر ثبوت

---

(۱) ملخصاً از تفسیرات احمدیہ مترجم،ص:۱۳۹ تا ۱۴۱،ادبی دنیا،دہلی

https://alislami.net

شرعی عید کر لینا گناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”جو لوگ غیر ثبوت شرعی کو ثبوت مان کر عید کر لیں تو ان پر ایک روزے کی قضا لازم ہے، اگرچہ واقع میں وہ دن عید ہی کا ہو، مگر یہ کہ بعد کو ثبوت شرعی سے اس دن کی عید ثابت ہو جائے تو اب اس روزے کی قضا نہ ہوگی۔ صرف بے ثبوت شرعی عید کر لینے کا گناہ رہے گا، جس سے توبہ کریں۔“(۱)

سوال (۱۲) جو روزہ نہ رکھے اور بلا عذر علانیہ کھائے اس پر کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اسلامی حکومت ہو تو حاکم اسلام اس پر قتل کا حکم کرے اور اس کو قتل کر دیا جائے؛ کیوں کہ بلا عذر علانیہ کھانے والا، گویا دین کا مذاق اڑانے والا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

”قال شرنبلالی صورتها تعمد من لا عذر له الأكل جهاراً يقتل لأنه مستهزء بالدين أو منكر لما يثبت منه بالضرورة“(۲)

لیکن اگر اس کا علانیہ کھانا کھانا، مذاق اڑانے کے طور پر نہ ہو تو اس کا یہ فعل اگرچہ حرام ہے؛ لیکن اس کے سبب وہ خارج از اسلام نہ ہوگا؛ البتہ ایسے شخص کے لیے اسلامی حکومت میں سخت سزا ہے۔

”إن علياً أتى بالنجاشي الشاعر وقد شرب الخمر في رمضان فضربه ثمانين ثم ضربه من الغد عشرين وقال: ضربناك العشرين بجرأتك على الله تعالىٰ وإفطارك في رمضان“(۳)

سوال (۱۳) کیا روزہ دار جسم میں تیل کی مالش کر سکتا ہے؟

(۱) فتاویٰ افریقہ، ص: ۱۴۲، ۱۴۳، مکتبہ نوریہ

(۲) رد المحتار ج: ۳ ص: ۳۹۲، کتاب الصوم / باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۳) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج: ۷ ص: ۲۰۳۔ دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: جی ہاں، مالش کرسکتا ہے، اس سے روزہ پر کچھ اثر نہ پڑے گا۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

”تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو۔“(۱)

سوال (۱۴) کیا روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری ہے؟ نیز بغیر سحری روزہ رکھا جا سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ادائے رمضان، نذرِ معین اور نفلی روزہ کی نیت رات سے کرنا ضروری نہیں۔ اگر ضحوۂ کبریٰ یعنی دوپہر سے پہلے نیت کرلی تب بھی یہ روزے ہو جائیں گے اور ان تینوں روزوں کے علاوہ قضائے رمضان، نذرِ غیر معین اور نفل کی قضا کے روزوں میں رات میں یا عین اجالا شروع ہونے کے وقت نیت کرنا ضروری ہے۔ ورنہ روزہ نہ ہوگا۔

ہندیہ میں ہے:

”جاز صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیة ذٰلک الیوم أو بنیة المطلق الصوم أو بنیة النفل من اللیل إلی ما قبل نصف النهار وهو المذکور فی الجامع الصغیر ۔۔۔ وشرط القضا والکفارات أن یبیت ویعین کذا فی النقایة وکذا النذر المطلق هٰکذا فی السراج الوهاج“(۲)

اور بغیر سحری کے روزہ رکھنا جائز ہے، مگر مستحب یہ ہے کہ سحری کھا کر روزہ رہے۔(۳)

سوال (۱۵) بحالت ناپاکی میاں بیوی روزہ رہے تو روزہ ہوا کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دونوں کا روزہ ہو جائے گا، البتہ دونوں وقت پر نماز نہ پڑھنے کے سبب سخت گنہگار ہوئے۔

ہندیہ میں ہے:

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۹۸۲ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) الهندیة، ج: ۱ ص: ۲۱۴، کتاب الصوم/باب فی تعریفه وتقسیمه، دار الکتب العلمیة
(۳) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱ میں، ص: ۵۱۳ پر ہے۔

https://alislami.net

"من أصبح جنبا و احتلم فی النهار لم یضره کذا فی محیط السرخسی"(۱)

سوال(۱۶) انسان چاند پر روزہ کتنے دن رکھے؟ کیوں کہ وہاں ہمہ وقت چاند نظروں کے سامنے رہتا ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب: اس تعلق سے محقق عصر مفتی نظام الدین دامت برکاتہم القدسیہ تحریر فرماتے ہیں:

"وہ ہمیشہ تیس دن روزے رکھیں گے، اس لیے کہ چاند برابر ان کے پیش نظر ہوگا۔(۲)

سوال(۱۷) قے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس تعلق سے صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"قصداً بھر منہ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقا روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہوگئی تو بھر منہ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ حلق میں چلی گئی یا اس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹائی یا نہ لوٹی نہ لوٹائی تو اگر بھر منہ نہ ہے تو روزہ نہ گیا، اگر چہ لوٹ گئی یا اس نے خود لوٹائی اور بھر منہ ہے اور اس نے لوٹائی، اگر چہ اس میں صرف چنے برابر حلق سے اتری تو روزہ جاتا رہا، ورنہ نہیں۔(۳)

درمختار میں ہے:

"قال العلامة الحصکفی (وإن ذرعه القئی و خرج) و لم یعد (لا یفطر

(۱) الھندیة، ج:۱ ص:۲۲۰، کتاب الصوم/باب فیما یکره للصائم و ما لا یکره، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) ملخصاً از سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص:۸۳

(۳) بہار شریعت، حصہ:۵ ص:۹۸۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

مطلقاً) ملأ أو لا (فإن عاد) بلا صنعه (و) لو (هو ملء الفم مع تذكره للصوم لا يفسده)۔۔۔إن كان ملء الفم وأعاد أو شيئًا منه قدر الحمصة فصاعداً أفطر إجماعاً لأنه خارج أدخله جوفه ولوجود الصنع"(۱)

سوال (۱۸) چیونگم (chewing gum) چبانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیوں کہ اس کا مزہ حلق میں پایا جاتا ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

"إذا إبتلع سمسمة كانت بين أسنانه لا يفسد صومه وفي جامع الجوامع ابو يوسف فطره، وإن تناولها من الخارج إن مضغها لا يفسد صومه إلا أن يجد طعمه في حلقه"(۲)

سوال (۱۹) صبح تک پان کا بیڑا منہ میں پڑا رہے تو روزہ میں فرق آئے گا کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر پان کھالیا تھا منہ میں صرف چند دانے چھالیاں کے دانتوں میں لگے رہ گئے تو روزہ صحیح ہوجائے گا اور اگر صبح کے بعد بھی ایسا اگال کثیر منہ میں تھا، جس کا جرم خواہ عرق لعاب کے ساتھ حلق میں جانا مظنون ہے تو روزہ نہ ہوگا۔(۳)

سوال (۲۰) روزہ کی حالت میں ٹیسٹ کرانے کے لیے خون نکالنا یا کسی حاجت مند کے لیے خون نکالنا کیسا ہے؟ کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

الجواب بعون الملک الوھاب: چاہے ٹیسٹ کرانے کے لیے کسی حاجت مند کی

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ج:۳ص: ۳۹۲، کتاب الصوم/باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی، ج:۲ ص:۳۸۴، کتاب الصوم، بیروت

۔۔ الفتاویٰ التاتارخانیة ج:۳ص: ۳۸۱، فصل ما یفسد الصوم وما لا یفسد، زکریا بک ڈپو

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ص:۴۹۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

خاطر خون نکالنا یا نکلوانا مفسد صوم نہیں، روزہ اپنی جگہ صحیح رہتا ہے۔

حدیث رسول ہے:

”(وقال ابن عباس وعکرمة :الصوم مما دخل ولیس مما خرج)أما قول إبن فوصله إبن أبی شیبة عن وکیع عن الأعمش علی أبی ثبیان عن إبن عباس فی الحجامة للصائم قال:الفطر مما دخل لیس مما خرج“(۱)

یعنی بدن میں کسی چیز کے دخول سے روزہ ٹوٹتا ہے نہ کہ خروج سے۔جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے:

”لقوله علیه السلام ”ثلاث لا یفطرن الصائم :الحجامة والقئی والإحتلام“(۲)

یعنی تین چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔پچھنا لگوانے، الٹی اور احتلام سے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حجامت کسے کہتے ہیں؟ نیز اس میں کیا ہوتا ہے؟ تو اس تعلق سے بدائع الصنائع کی عبارت بہت ہی واضح ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

”لأن الحجامة لیست إلا إخراج شئٍ من الدم والفطر یدخل“(۳)

یعنی پچھنا میں کچھ فاسد خون باہر نکالنا ہوتا ہے اور روزہ بدن میں کسی چیز کے داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے اور دخول بھی منفذ کے ذریعے ہو، نہ کہ مسامات کے ذریعہ۔

رہا مسئلہ خون دینے کا تو بعض صورتوں میں انسانی خون کا استعمال اور اس کو دینا درست ہے اور بعض میں نہیں۔

---

(۱)فتح الباری شرح بخاری ،ج:۵ ص:۳۲۶،کتاب الصوم بالحجامة والقئی للصائم، مکتبة دار الطیبة،

(۲)سنن ترمذی :رقم الحدیث:۷۱۹،ابواب الصوم عن رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ماجاء فی الصائم بذرعه القئی

(۳)بدائع الصنائع،ج:۲ص:۱۴۶،کتاب الصوم،دار الکتب العلمیة،بیروت،لبنان

https://alislami.net

(استعمال خون کی صورتیں)

(۱) مریض کی جان بچانے کے لیے۔

(۲) اعضا کو بے کار ہونے سے بچانے کے لیے۔

(۳) جمال مقصود کے تحفظ، حلقۂ چشم کی حفاظت یا کسی اور عضو کی حفاظت کے لیے بہ شرطے کہ کسی اور ذریعۂ جائز سے اس کا تحفظ نہ ہو سکے۔

(۴) خون نہ چڑھانے سے جب مریض کو زیادہ دنوں تک مرض کی تکلیف ہو، اگر یہ نا قابل برداشت حد تک ہو تو خون چڑھانا جائز ہے۔

(۵) خون کی کمی کے باعث اسچنل ہرنیا ہونے کا خطرہ ہو تو خون چڑھانے کی اجازت ہے، (جیسا کہ آپریشن کے بعد خون کی کمی سے ایسا ہوجاتا ہے۔)

(۶) ہلکا تناؤ، بے چینی، پیلا پن، بدن ٹھنڈا ہوجانا، پسینہ، پیاس، کھڑے ہونے سے اس طرح بے حوشی طاری ہونا کہ گر جائے، ایک سے دو لیٹر خون کی کمی، یعنی ۲۰% سے ۳۹%۔

(۷) بہت زیادہ تناؤ، ہوش وحواس میں اختلال، شدید تنفس یعنی سانس کا تیز چلنا، ہاتھ پیر کا برف کے مانند ٹھنڈا ہوجانا نیز پورے بدن کا ٹھنڈا ہوجانا، بہت زیادہ پیاس، خون کی کمی ۲ سے ساڑھے تین لیٹر یعنی ۴۰% سے ۷۰% پیشاب کی مقدار صفر۔

(۸) خون نہ چڑھانے کے باعث عضو کے بے کار ہوجانے کا ظن غالب ہو تو بھی خون چڑھانے کی اجازت ہے۔ جتنی صورتوں میں اجازت دی گئی ہے، وہ اتنی ہی مقدار میں خون چڑھانے کی ہے، جتنے سے کام چل سکے۔

(خون استعمال نہ کرنے کی صورتیں)

(۱) جمال غیر مقصود کے تحفظ یا غیر حلقۂ چشم کی حفاظت کے لیے خون چڑھانے کی اجازت نہیں۔

(۲) خون نہ چڑھانے سے مریض کو زیادہ دنوں تک مرض کی تکلیف نہ ہو، اگر

https://alislami.net

یہ قابل برداشت حد تک ہو تو خون چڑھانا ناجائز ہے۔
(۳) مریض ٹھیک ہے، کوئی گھبراہٹ یا تناؤ نہیں ہے، خون کی کمی ۱۵% سے کم ہے۔ (۱)

سوال (۲۱) شیخ فانی کا کیا حکم ہے؟ نیز کیا ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن کئی روزوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے، نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے دے؛ لیکن ایسا بوڑھا کہ گرمیوں میں بوجہ گرمی روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب افطار کر لے اور ان کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ ایسے ہی اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے تو فدیہ صدقۂ نفل ہو کر رہ گیا۔ ان روزوں کی قضا رکھے۔ (۲)

اور ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن کئی روزوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''اسے اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے؛ بلکہ ایک ہی مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔'' (۳)

---

(۱) ملخصاً از جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، ج:۱ص: ۳۵۴، مجلس شرعی، مبارک پور
(۲) بہار شریعت، حصہ:۵ ص:۱۰۰۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۳) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۵ ص:۱۰۰۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲۲)

باب الإعتكاف

(اعتکاف کا بیان)

سوال (۱) اعتکاف کسے کہتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مسجد میں اللہ عزوجل کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے۔(۱)

سوال (۲) کیا معتکف مسجد سے نکل کر محفل نعت میں شریک ہوسکتا ہے؟ نیز معتکف کے لیے مسجد سے نکلنے کے کتنے عذر ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: معتکف کا اعتکاف واجب یا سنت مؤکدہ میں اپنی مسجد سے نکل کر محفل نعت میں شریک ہونا جائز نہیں۔ اگر شریک ہوا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا؛ لیکن اگر اعتکاف واجب میں منت مانتے وقت محفل نعت میں شریک ہونے کی شرط زبان سے کہہ لیا تھا تو شریک ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''اگر منت مانتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں نیت کر لینا کافی نہیں؛ بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔''(۲)

لہذا اگر زبان سے نہ کہا یا منت مانتے وقت کوئی شرط تھی ہی نہیں تو مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۵ ص: ۱۰۲۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) بہار شریعت، حصہ: ۵، ص: ۱۰۲۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

معتکف کے لیے مسجد سے نکلنے کے اعذار:

(۱) **ایک حاجت طبعی:**۔ کہ مسجد میں پوری نہ ہوسکے، جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا وضواور غسل کی ضرورت ہوتو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہوسکیں، یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو، جس میں وضواور غسل کا پانی لے سکے، اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضواور غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوں ہی اگر مسجد میں وضواور غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہوتو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

(۲) **دوم حاجت شرعی:**۔ مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جب کہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہوتو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے۔"(۱)

درمختار میں ہے:

"(وحرم عليه)أي على المعتكف إعتكافا واجبا۔۔۔(الخروج إلا لحاجة الإنسان)طبيعية كبول وغائط وغسل لو إحتلم ولا يمكنه الإغتسال في المسجد ، كذا في النهر (أو)شرعية كعيد وأذان لو مؤذنا وباب المنارة خارج المسجد و(الجمعة وقت الزوال ومن بعد منزله خرج في وقت يدركها)۔۔۔(فلو خرج)ولو ناسيا (ساعة بلاعذر فسد) ۔۔۔(و)إن خرج (بعذر يغلب وقوعه لا)يفسد"(۲)

ہندیہ میں ہے:

"ولو خرج لجنازة يفسد اعتكافه وكذا الصلاة ولو تعينت عليه أو

---

(۱) بہارشریعت، حصہ:۵،ص:۱۰۳۳، ۱۰۳۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الدرالمختار ج :۳ ص :۴۳۴تا ۴۳۸ ،كتاب الصوم ،باب الإعتكاف ،دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

لإنجاء الغريق أو الحريق أو الجهاد إذا كان النفير عاماً أو لأداء الشهادة، هٰكذا في التبيين"(۱)

سوال (۳) کیا معتکف غسل کرنے کے لیے مسجد سے باہر جا سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر غسل واجب ہے تو دوران اعتکاف، مسجد سے باہر قریب تر مقام پر غسل کرنے کے لیے جانا جائز ہے؛ لیکن جب غسل واجب نہ ہو تو معتکف کے لیے مسجد سے باہر جا کر غسل کرنے کی اجازت نہیں۔ اگرچہ غسل کرنے میں مختصر وقت لگے، ہاں! اگر قضاے حاجت کے لیے جائے اور اسی ضمن میں چند لوٹے پانی اپنے بدن پر ڈال لے تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> ''فناے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لیے ہے، مثلا جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔'' مزید آگے فرماتے ہیں ''فناے مسجد اس معاملے میں حکم مسجد میں ہے۔''(۲)

(۱) الهندية۔ج: ١ ص: ٢٣٤، كتاب الصوم/باب الإعتكاف، دار الكتب العلمية، بيروت
(۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱ص:۳۹۹

https://alislami.net

(۲۳)

کتاب الحج

(حج کا بیان)

(اصطلاحات حج)

(۱) **احرام:**۔حج یا عمرے کی ادائیگی کے لیے جو لباس پہنا جاتا ہے اسے احرام کہتے ہیں۔مردوں کے لیے دو بغیر سلے کپڑے ہیں (ایک چادر اور ایک تہبند) اور عورتوں کے لیے وہی لباس جو عموماً پہنتی ہیں،صرف یہ کہ چہرہ نہ ڈھکا رہے یعنی چہرے پر کپڑا نہ ڈالنا ہی ان کا احرام ہے؛لیکن سر چھپا رہنا ضروری ہے۔

(۲) **طواف قدوم:**۔مکہ شریف پہنچنے کے بعد مسجد حرام شریف میں پہنچتے ہی جو خانۂ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے،اس کو طواف قدوم کہتے ہیں۔یہ متمتع کے لیے واجب ہے،جب کہ ''مفرد'' و ''قارن'' کے لیے سنت ہے۔

(۳) **طواف زیارت:**۔دسویں ذی الحجہ کو قربانی وحلق کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے،اسے طواف زیارت کہتے ہیں۔یہ حج کا رکن ہے،اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔

(۴) **طواف وداع:**۔اس کو طواف رخصت اور طواف صدر بھی کہتے ہیں۔یہ حج کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت ہر آفاقی حاجی پر واجب ہے۔

(۵) **سعی:**۔صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے لگانے کو سعی کہتے ہیں۔

(۶) **وقوف عرفہ:**۔نویں ذی الحجہ کو سورج ڈھلنے کے بعد سے غروب آفتاب تک حدود عرفات میں ٹھہرنا اور ذکر و دعا میں مشغول رہنا۔

(۷) **وقوف مزدلفہ:**۔دسویں ذی الحجہ کو طلوع فجر سے اجالا ہونے تک مشعر الحرام میں یا وادی محسر کے علاوہ جہاں جگہ ملے ٹھہرنا۔

(۸) **حلق:**۔قربانی کے بعد احرام کھولنے سے پہلے پورا سر منڈانا۔یہ افضل ہے۔

https://alislami.net

(۹) تقصیر:۔ بال چھوٹے کرانا۔

(۱۰) بدنہ:۔ بڑے جانور کی قربانی۔ جیسے اونٹ یا گاے وغیرہ

(۱۱) دم:۔ چھوٹے جانور کی قربانی۔ جیسے بکرا، بکری، بھیڑ وغیرہ

(۱۲) صدقہ:۔ ۲ رکیلو ۴۷ رگرام گیہوں یا اس کی قیمت فقرا کو دینا۔

سوال (۱) حج کسے کہتے ہیں؟ نیز حج واجب ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظّمہ کے طواف کا اور اس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں۔[۱]

حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں۔ وہ شرطیں درج ذیل ہیں:

(۱) اسلام:۔ یعنی مسلمان ہونا، لہذا اگر مسلمان ہونے سے قبل استطاعت تھی، پھر فقیر ہو گیا اور اسلام لایا تو اب پچھلی استطاعت کی بنا پر حج فرض نہ ہوگا، کیوں کہ جب استطاعت تھی تو اس کا اہل نہ تھا اور اب اہل ہوا تو استطاعت نہیں۔ اگر مسلمان کو استطاعت تھی اور حج نہ کیا اور اب فقیر ہو گیا تو اب بھی فرض ہے۔ (لہذا جیسے بھی ہو حج کرے، مثلا قرض لے یا کوئی سامان یا جائیداد بیچے، ورنہ گنہ گار رہوگا)

(۲) دار الحرب:۔ میں اگر ہو تو حج کی فرضیت کا بھی علم ہو۔ لہذا جس وقت دار الحرب میں استطاعت تھی، یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہو، اس وقت استطاعت نہ ہو تو فرض نہ ہوا۔

(۳) بلوغ:۔ نابالغ سمجھ دار نے جو حج کیا ہو یا اس کی طرف سے اس کے ولی نے احرام باندھا ہو، بہر حال وہ حج نفل ہی ہوگا، حج فرض کے قائم مقام نہ ہوگا۔

(۴) عاقل ہونا:۔ لہذا پاگل پر فرض نہیں۔

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۶ ص:۵ ۱۰۳، ۱۰۳۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۵) **آزاد ہونا:**۔لہذا غلام باندی پر حج فرض نہیں۔اگر اجازت مولیٰ سے کرلیا تو بھی نفل ہی ہوگا،آزاد ہونے کے بعد شرائط پائے جانے پر پھر کرنا ہوگا۔

(۶) **تندرست ہونا:**۔یعنی اتنی طاقت ہو کہ حج کو جا سکے،یعنی اعضا سلامت ہوں۔انکھیارا ہو،اپاہج اور فالج والے اور جن کے پاوں کٹے ہوں اور وہ بوڑھا جو خود سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو،حج فرض نہیں۔یوہیں اندھے پر بھی فرض نہیں،اگر چہ ہاتھ پکڑ کر چلنے والا اسے ملے؛لیکن اگر تکلیف اٹھا کر کرلیا تو حج فرض ادا ہو جائے گا۔

(۷) **سفر خرچ کا مالک ہو اور سواری پر بھی قادر ہو:**۔خواہ سواری اس کی ملک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرایہ پر لے سکے۔سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ چیزیں اس کی حاجت سے فاضل ہوں،یعنی مکان ولباس وخادم اور سواری کا جانور اور پیشہ کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دین سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظّمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور سواری بھی عرفا وعادتاً اس شخص کے حال کے موافق ہو،مثلا اگر متمول یعنی مال دار، آرام پسند ہو تو اس کے مناسب ہو،یوں ہی توشہ میں غذائیں بھی مناسب ہوں، معمولی کھانا میسر آنا،حج فرض ہونے کے لیے کافی نہیں اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے اور جانے آنے میں اپنے نفقہ اور اہل وعیال کے نفقہ میں قدر متوسط کا اعتبار ہے،نہ کمی ہو نہ اسراف اور یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔

(۸) **وقت:**۔یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر دور کا رہنے والا ہو تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں،اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔یوں ہی اگر عادت کے موافق سفر کرے تو نہیں پہنچے گا اور تیزی اور رواروی کر کے جائے تو پہنچ جائے گا جب بھی فرض نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ نمازیں پڑھ سکے اگر اتنا وقت ہے کہ

https://alislami.net

نمازیں وقت میں پڑھے گا تو نہ پہنچے گا اور نہ پڑھے تو پہنچ جائے گا تو فرض نہیں۔[1]

سوال (۲) حجاج کی کتنی قسمیں ہیں؟ ان میں کن کن حاجی پر قربانی واجب ہے؟ اور یہ قربانی حاجی اپنے گھر کرا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: حجاج کی تین قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مُفْرِدْ:۔ جو صرف حج کا احرام باندھے۔

(۲) قارِن:۔ وہ آفاقی جو حج یا عمرہ کے احرام کو ایک ساتھ باندھے تو پہلے عمرہ ادا کرے، لیکن عمرہ کے بعد وہ حلال نہ ہوگا، (یعنی احرام سے باہر نہ نکلے گا) بلکہ حالت احرام ہی میں رہے گا، جب تک حج نہ کرلے۔

(۳) مُتَمَتِّع:۔ اسے کہتے ہیں جو حج کے مہینہ میں عمرہ کرنے کے بعد اس سال حج کا احرام باندھے یا پورا عمرہ نہ کیا، بلکہ صرف چار پھیرے کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے اور قربانی صرف متمتع اور قارن پر واجب ہے اور یہ قربانی حاجی اپنے گھر نہیں کروا سکتا، بلکہ حرم ہی میں ہونی ضروری ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

"وهم فی الأصل أنواع ثلاثة ۔۔۔فالمفرد بالحج :هو الذی یحرم بالحج لا غیر ۔۔۔أما القارن فی عرف الشرع :فهو اسم لآفاقی یجمع بین إحرام العمرة وإحرام الحج قبل وجود رکن العمرة ۔۔۔فیاتی بالعمرة أولی، ثم یاتی بالحج قبل أن یحل من العمرة بالحلق أو التقصیر ۔۔۔ولو کان إحرامه للحج بعد طواف العمرة أو أکثره، لا یکون قارنا بل یکون متمتعاً"[2]

اسی میں ہے:

---

(۱) ملخصا از بہار شریعت، حصہ:۶ ص:۱۰۳۶ تا ۱۰۴۳ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) بدائع الصنائع، ج:۳ ص:۱۶۸، کتاب الحج، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

"أما المتمتع :فيجب عليه الهدى بالإجماع ـ ـ ـوأما القارن : فحكمه حكم المتمتع فى وجوب الهدى عليه إن وجد"(۱)

اسی میں ہے:

"وأما مكان هٰذا الدم :فالحرم ،لايجوز فى غيره ،لقوله تعالىٰ (وَالْهَدْىَ مَعْكُوْفاًأَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهٗ):الحرم"(۲)

سوال (۳) حج فرض ہونے کے بعد فوراً حج کرنا واجب ہے یا اس کے ادا کرنے میں کچھ گنجائش ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حج ادا کرنے کے شرائط درج ذیل ہیں:

(۱) راستہ میں امن ہونا،یعنی اگر غالب گمان سلامتی ہوتو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہوجائے گی تو جانا ضروری نہیں۔

(۲) عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو(یعنی ۹۲ کیلومیٹر کی راہ یا اس سے زیادہ) تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے،خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جاسکتی ہے۔

(۳) جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو،خواہ وہ عدت وفات ہو یا طلاق یا بائن یا رجعی۔

(۴) قید میں نہ ہو،مگر جب کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو عذر ہے۔(۳)

سوال (۴) حج کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حج کا طریقہ :۔اگر حجاج کرام

---

(۱) بدائع الصنائع،ج:۳،ص:۱۷۹،کتاب الحج،دار الکتب العلمية،بيروت،لبنان

(۲) بدائع الصنائع،ج:۳،ص:۱۸۳،کتاب الحج،دار الکتب العلمية،بيروت،لبنان

(۳) ملخصا از بہار شریعت،حصہ:۶ص:۱۰۴۳تا۱۰۴۶(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

https://alislami.net

کی فلائٹ جدہ کے لیے ہے تو وہ جہاز پر سوار ہونے سے قبل یہیں سے احرام باندھیں اور اگر ان کی فلائٹ مدینہ منورہ کے لیے ہے تو ان کو احرام باندھنا ضروری نہیں۔ جب وہاں سے واپسی کا ارادہ ہو تو اہل مدینہ کی میقات یعنی ذوالحلیفہ میں احرام باندھیں۔ اب اگر حج افراد کا ارادہ ہے تو یوں نیت کریں ''اَللّٰھُمَّ إِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَأَحْرَمْتُ بِہٖ مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی'' اور اگر تمتع کا ارادہ ہو تو یوں نیت کریں ''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اُرِیْدُالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرھَا لِی وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ وَأَحْرَمْتُ بِھَا مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی'' اور اگر قران کا ارادہ ہے تو یوں نیت کریں ''اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَفَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ وَأَحْرَمْتُ بِھَا مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی'' اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد بلند آواز سے تلبیہ یوں پڑھیں:

''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَوَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ''

پھر مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کے لیے سات پھیرے کا طواف کریں اس کے بعد سعی کریں اگر تمتع کی نیت تھی تو مرد، سعی کے بعد حلق یا تقصیر کریں اور عورتیں صرف ایک پورے بال کتروائیں اور احرام کھول دیں، اس طرح عمرہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت حج افراد یا حج قران کی تھی تو احرام سے باہر قربانی کے بعد ہوں گے، کیوں کہ ان کے لیے بال کٹوانے کی نوبت قربانی کے بعد آئے گی۔ چوں کہ مفرد اور قارن تو پہلے ہی سے احرام میں ہیں۔ متمتع حجاج، احرام سے باہر تھے، لہذا وہ آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے یا حرم سے حج کا احرام باندھیں اور حج کی نیت کریں، پھر دو رکعت نفل پڑھیں اور تین بار بلند آواز سے تلبیہ پڑھ کر زوال سے پہلے منیٰ پہنچیں اور وہاں ظہر ،عصر ،مغرب ،عشا کی نمازیں ادا کریں اور نویں ذی الحجہ کو منیٰ سے فجر کی نماز مع تکبیر تشریق ادا کر کے عرفات کو روانہ ہو جائیں اور مسجد نمرہ میں ظہر کے وقت ،نماز ظہر اور

https://alislami.net

عصر ملا کر ایک اذان اور ایک تکبیر سے امام کے پیچھے پڑھیں (جب کہ امام سنی صحیح العقیدہ ہو، ورنہ اپنے خیموں میں ظہر کے وقت ظہر اور عصر کے وقت عصر ادا کریں) اور غروب آفتاب تک عرفات میں وقوف کریں، پھر مغرب کی نماز ادا کیے بغیر مزدلفہ کو روانہ ہوجائیں اور وہاں مغرب اور عشا کی نماز، عشا کے وقت میں ایک اذان اور ایک تکبیر سے ادا کریں اور رات مزدلفہ ہی میں گزاریں اور یہیں سے ۷۰ ر کنکریاں شیطانوں کو مارنے کے لیے چن لیں۔ اور دسویں ذی الحجہ کو نماز فجر کے بعد کثرت سے ذکر کرتے ہوئے مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوجائیں، پھر زوال سے پہلے صرف بڑے شیطان کو ۷ ر کنکریاں ماریں اور تلبیہ موقوف کردیں، پھر قربانی کریں، پھر سر کا بال منڈائیں یا کتروائیں؛ لیکن منڈانا افضل ہے۔ پھر مکہ مکرمہ جاکر طواف زیارت کریں کہ آج کے دن طواف زیارت کرنا افضل ہے۔ (ورنہ گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو طواف زیارت کر لیں) اب آپ کا حج پورا ہوگیا۔ اگر ۸ ر ذی الحجہ کو حج کی سعی نہ کی ہو تو سعی بھی کریں اور اگر کر لی ہو تو اب نہ سعی کی ضرورت ہے اور نہ طواف میں رمل اور اضطباع کی۔ پھر مغرب سے پہلے پہلے منیٰ واپس ہوجائیں اور رات منیٰ میں ہی گزاریں، پھر گیارہویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد پہلے چھوٹے شیطان کو ۷ ر کنکریاں ماریں، پھر درمیان والے کو ۷ ر کنکریاں، پھر بڑے شیطان کو ۷ ر کنکریاں ماریں۔ پھر اپنے خیموں کو واپس ہوجائیں اور شب منیٰ ہی میں گزاریں، پھر بالکل اسی طرح بارہویں ذی الحجہ کو بعد زوال تینوں شیطانوں کو کنکریاں ماریں۔ اور غروب آفتاب سے قبل مکہ مکرمہ روانہ ہوجائیں۔ اگر سورج ڈوب گیا تو ایک دن اور رکیں اور ۷۰ ر کنکریوں میں سے جو ۲۱ ر کنکریاں بچی ہیں، بعد زوال مار کر ہی مکہ مکرمہ روانہ ہوجائیں۔ اگر تیرہویں ذی الحجہ تک منیٰ میں نہ رکیں تو باقی بچی ۲۱ ر کنکریاں وہیں چھوڑ دیں۔ پھر جب ارادۂ رخصت ہو تو طواف وداع بغیر رمل و سعی و اضطباع کریں؛ لیکن یہ صرف باہر سے آنے والوں پر واجب ہے اور اگر عورت حیض و نفاس سے ہو تو اس پر بھی

https://alislami.net

واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۵) احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے محرم کا سفر ملتوی ہوگیا تو وہ احرام کیسے کھولے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے سفر ملتوی ہوگیا تو وہ شرع کے نزدیک محصر ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ وہ قربانی کا جانور یا اس کی قیمت کسی حاجی کو دے دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کردے، کیوں کہ اس قربانی کا حرم میں ہونا شرط ہے، اس کے باہر نہیں ہوسکتی اور اس کے لیے دس، گیارہ، بارہ کی شرط نہیں خواہ ان تاریخوں سے پہلے کرے یا بعد، لیکن جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرالے کہ فلاں دن، فلاں وقت جانور ذبح کرے اور جب مقررہ وقت گزر جائے تو سر منڈوا کر احرام سے باہر ہوجائے۔ اگر اسی دن قربانی ہوئی جو ٹھہرایا تھا یا اس سے پہلے تب تو ٹھیک ہے اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے احرام سے باہر ہونے کی وجہ سے دم لازم آئے گا۔ (۱)

سوال (۶) بینک میں جمع رقم سے جو فائدہ ملتا ہے، اس سے حج کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں جائز ہے۔ کیوں کہ گورنمنٹ سے جو رقم زائد ملتی ہے سود نہیں کہ سود ہونے کے لیے مال معصوم کا ہونا ضروری ہے۔ ''ومال الحربی لیس بمعصوم'' (اور حربی کا مال معصوم نہیں) جب گورنمنٹ اپنی خوشی سے زائد رقم دیتی ہے تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں کہ وہ سود نہیں، مگر سود جان کر لینا گناہ ہے اور سود سمجھ کر لینے سے وہ سود نہیں ہوجائے گا۔ لہذا جو زائد مال اخذ کیا، مال حلال ہے، مگر حرام سمجھ کر لینے کا گناہ ضرور ہوا، لہذا جب وہ مال، مال حلال ہے تو اس سے حج کرنا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) ایسا ہی بہار شریعت میں، حصہ:۶ ص:۱۱۹۶ پر ہے (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) ملخصاً از فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۴۱۴

https://alislami.net

سوال (۷) حاجی حج کی نیت کب کرے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حاجی جب احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھ کر فارغ ہوجائے تو مُفرِد تلبیہ کہنے سے پہلے اس طرح نیت کرے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ"

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"إذا فرغ من صلاته يطلب من الله التيسير ويدعوا اللهم إنی اريد الحج فيسره لی وتقبله منی كذافی المحيط"(۱)

اور متمتع یوں نیت کرے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَۃَ مُخْلِصاً لِلّٰہِ تَعَالٰی" اور مقرن یوں نیت کرے:

"اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ"(۲)

سوال (۸) احرام باندھتے وقت عورت کو حیض آجائے تو کیا کرے؟ نیز مکہ سے روانگی کے وقت اگر حیض آجائے تو کیا طواف رخصت کرسکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت کو احرام باندھتے وقت حیض آجائے تو دیگر حاجیوں کے مثل وہ بھی غسل کرے، احرام باندھے، سعی اور طواف کے علاوہ تمام افعال حج ادا کرے۔

ردالمحتار میں ہے:

"فلوحاضت قبل الإحرام إغتسلت وأحرمت وشهدت جميع المناسک إلا الطواف والسعی(۳)

---

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۲۴۶، كتاب المناسک، باب الإحرام، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰ میں، ص: ۷۳۹ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) رد المحتار ج: ۳ ص: ۵۵۳، كتاب الحج، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

اور اگر مکہ سے روانگی کے وقت عورت کو حیض آجائے تو اس پر طواف رخصت واجب نہیں، لہذا وہ درکعبہ پر حسرت بھری نگاہ سے دیکھے اور دعا کرتی ہوئی پلٹ جائے۔

سوال (۹) قیام گاہ پر احرام باندھ دیا تو کیا احرام کے احکام اسی وقت نافذ ہوں گے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: صرف احرام باندھنے سے اس کے احکام نافذ نہیں ہوں گے، جب تک کہ نیت کے ساتھ تلبیہ نہ کہے یا اس کے قائم مقام کوئی چیز نہ ہو۔

قاضی خان میں ہے:

"لا يصير محرما عندنا بمجرد النية مالم يضم إليها التلبية أو يسوق الهدى"(۱)

سوال (۱۰) حالت احرام میں کان ڈھکنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جائز ہے اور اس کے چھپانے کی صورت یہ ہے کہ رومال یا کوئی کپڑا کان پر رکھ کر ہاتھ پر دبائے رکھے، البتہ سر بارہ گھنٹے یا اس سے زیادہ چھپائے تو دم ہے ورنہ صدقہ ہے۔(۲)

سوال (۱۱) ہوائی سفر میں احرام کہاں سے باندھے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہندوستان کے حاجیوں کے لیے جہاں سے جدہ کی پرواز ہو وہاں سے احرام باندھ لینا بہتر ہے۔(۳)

سوال (۱۲) حالت احرام میں ٹوتھ پیسٹ کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حالت احرام میں خوشبو لگانے کی ممانعت ہے تو اگر ٹوتھ پیسٹ میں بھی خوشبو ہو تو اس کا لگانا بھی حرام ہوگا اور عام طور

---

(۱) فتاویٰ قاضی خان، ج:۱ ص:۲۵۲، کتاب الحج، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان
(۲) ملخصاً از فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ ص:۳۶۱
(۳) ملتقطاً از فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ ص:۳۶۱

https://alislami.net

سے اس میں خوشبو باقی رہتی ہے، لہذا اس کے استعمال سے صدقہ واجب ہوگا، اس لیے کہ اس کی خوشبو بہت کم ہوتی ہے، لہذا صدقہ واجب ہوگا اور اگر زیادہ خوشبو ہو تو اس کے لگانے سے دم بھی واجب ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

''خوشبو اگر بہت سی لگائی، جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں، اگرچہ عضو کے تھوڑے حصے پر یا کسی بڑے عضو، جیسے سر، منہ، ران، پنڈلی، کو سان دیا، اگرچہ خوشبو تھوڑی ہے تو ان دونوں صورتوں میں دم ہے اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصے میں لگائی تو صدقہ ہے۔ (۱)

اور ٹوتھ پیسٹ کی خوشبو تھوڑی ہی رہتی ہے اور عضو کے تھوڑے ہی حصے پر لگائی جاتی ہے، لہذا صدقہ تو بہر حال واجب ہوگا اور اگر ٹوتھ پیسٹ میں خوشبو نہ ہو تو اس کا استعمال کرنے میں حرج نہیں، جیسے خوشبودار سرمہ کہ ایک یا دو بار لگانے پر صدقہ ہے، ایک دو بار سے زیادہ لگانے پر دم اور جس سرمہ میں خوشبو نہ ہو اس کے استعمال میں حرج نہیں، جب کہ ضرورتاً ہو۔ (۲)

سوال (۱۳) حالت احرام میں بام یا وِکس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ٹائیگر بام ہو یا اس جنس کا کوئی اور بام یا وکس یا اس کا قائم مقام کیپ سول، اسے پیشانی اور ناک وغیرہ پر لگانا مکروہ ہے، پھر اگر کسی نے اس مقدار میں بام وغیرہ لگایا کہ دیکھنے والے یہ محسوس کریں کہ اس نے خوشبو لگائی ہے تو اس پر دم واجب ہے اور اگر دیکھنے والے خوشبو نہ کہیں، بلکہ بام یا وکس وغیرہ تو صرف صدقہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

''واما إذا خلط بما يستعمل في البدن كأشنان ونحوه ففي شرح اللباب

---

(۱) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ:۶ ص:۱۱۶۳، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۶ میں، ص:۱۱۶۴ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

عن المنتقی: کان إذا نظر إلیہ قالوا: ہٰذا أشنان فعلیہ صدقۃ، وإن قالوا ہٰذا طیب فعلیہ دم۔۔اھ‘‘ (۱)

یعنی خوشبو کو اشنان گھاس یا اس طرح کی کسی چیز میں ملا کر بدن پر لگایا تو ’’شرح اللباب‘‘ میں ’’منتقی‘‘ کے حوالے سے ہے کہ اگر لوگوں نے اسے دیکھا تو کہا کہ یہ گھاس ہے تو اس پر صدقہ ہے اور اگر لوگوں نے کہا کہ یہ خوشبو ہے تو اس پر دم واجب ہے۔ چوں کہ گھاس میں بہت کم خوشبو ہوا کرتی ہے، اس لیے صدقہ ہی واجب ہے دم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۱۴) اگر کوئی شخص مکہ شریف بغیر احرام کے گیا تو اس پر کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: میقات کے باہر سے کوئی شخص مکہ مکرمہ بغیر احرام کے گیا، اگرچہ حج وعمرہ کا ارادہ نہ ہو پھر بھی حج یا عمرہ واجب ہو گیا۔ پھر اگر میقات کو واپس نہ گیا اور احرام یہیں باندھ لیا تو دم واجب ہے اور اگر میقات کو واپس جا کر احرام باندھ کر واپس آیا تو دم ساقط اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے جو اس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا، اس کا احرام باندھ کر ادا کیا تو بری الذمہ ہو گیا۔ علی ھذا القیاس۔ اگر حج الاسلام یا نفل یا منت کا عمرہ یا حج جو اس پر تھا اس کا احرام باندھ کر اسی سال ادا کیا، جب بھی بری الذمہ ہو گیا اور اگر اس سال ادا نہ کیا تو جو مکہ مکرمہ میں جانے سے واجب ہوا تھا اس سے بری الذمہ نہ ہوا۔

ہندیہ میں ہے:

’’إذا دخل الآفاقی مکۃ بغیر إحرام وھو یرید الحج والعمرۃ فعلیہ لدخول مکۃ إما حجۃ أو عمرۃ فإن أحرم بالحج أو العمرۃ من غیر أن یرجع إلی المیقات فعلیہ دم لترک حق المیقات، وإن عاد إلی المیقات وأحرم فھذا علی وجھین فإن أحرم بحجۃ أو عمرۃ عما لزمہ خرج عن العھدۃ وإن أحرم

(۱) رد المحتار: ۳ ص: ۵۷۷، باب الجنایات من الحج، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

بحجة الإسلام أو عمرة كانت عليه إن كان ذلك في عامه أجزأه عما لزمه لدخول مكة بغير احرام إستحسانا كذا في المحيط، وكذا إذا حج من عامه ذلك حجة فذرها هٰكذا في النهاية، وإن تحولت السنة وباقي المسئلة لحالها لم يجزئه عما لزمه كدخول مكة بغير إحرام كذا في المحيط"(۱)

سوال (۱۵) کسی پر حج فرض تھا اور حج نہ کیا اب اس کے پاس مال نہیں تو وہ اب حج سے کس طرح سبکدوش ہوگا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر حج کرنے پر قادر تھا اور مال بھی سال بھر موجود تھا اور کوئی عذر بھی نہ تھا، پھر بھی نہ گیا تو نہ جانے کی وجہ سے گنہگار ہوا، لہذا جیسے بھی ہو حج کرے۔ مثلاً کوئی سامان یا جائیداد بیچ کر یا قرض لے کر جب کہ قرض واپس کرنے کا غالب گمان ہو، تو اگر قرض واپس کرنے کا غالب گمان تھا، خدا نخواستہ کوشش کے باوجود قرض ادا نہ کر سکا اور اسی حالت میں موت آگئی تو ترکہ سے قرض ادا ہو سکتا ہے، تو کریں گے۔ اگر ادا نہ ہو سکتا ہو تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا؛ لیکن اگر شروع ہی سے غالب گمان ہو کہ قرض کی واپسی نہ ہو سکے گی تو کسی اور طرح حج کی رقم مہیا کرنے کی کوشش کرے۔ ایسی صورت میں قرض نہ لے۔

ردالمحتار میں ہے:

"قال: إن لم يكن عنده مال وأراد أن يستقرض لأداء الزكاة: فإن كان في أكبر رايه أنه إذا إجتهد بقضاء دينه قدر كان الأفضل أن يستقرض، فإن إستقرض وأدى ولم يقدر على قضائه حتى مات يرجى أن يقضي الله تبارك تعالىٰ دينه في الآخرة، وإن كان أكبر رايه أنه لو استقرض لا يقدر على قضائه كان الأفضل له عدمه. اهـ. وإذا كان هذا في الزكاة المتعلق بها حق الفقراء ففي الحج أولىٰ"(۲)

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۲۷۹، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير إحرام، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) رد المحتار، ج: ۳ ص: ۴۵۵، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، بيروت

https://alislami.net

اگر عذر کی وجہ سے حج کو نہ جا سکا تو دیکھنا ہوگا کہ عذر مانع سفر ہے یا نہیں؟ اور اس کے زوال کی امید ہے یا نہیں؟ لہذا عذر اگر ایسا ہو کہ مانع سفر ہے، مثلاً آنکھیں یا پاؤں نہیں اور اس عذر کے زوال کی بھی کوئی امید نہیں تو اپنی طرف سے حج بدل کرا دے۔ اور اگر عذر مانع سفر نہیں تو خود جائے اور اگر مانع سفر ہے؛ لیکن زوال کی امید ہے۔ جیسے تپ شدید یا درد وغیرہ تو حج بدل نہیں کرا سکتا؛ بلکہ زوال کا انتظار کرے، جب شفا ہو جائے خود جائے۔ اور اگر قبل شفا وقت آ جائے تو حج بدل کی وصیت کر جائے، اگر اپنی طرف سے کوئی تقصیر نہ کی تھی یعنی جب سے حج فرض ہوا تھا، مانع سفر لاحق تھا اور قبل زوال، وقت آ گیا، اس پر مواخذہ نہ ہوگا اور اگر ایک سال بھی ایسا گزر گیا تھا کہ جا سکتا تھا اور نہ گیا تو گنہگار رہا، استغفار واجب ہے اور حج بدل کرانا فرض ہے۔"(۱)

سوال (۱۶) سود کے پیسوں سے حج کرنا کیسا ہے؟ نیز اس صورت میں حج ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: سود کے پیسوں سے حج کرنا حرام ہے اور وہ حج مقبول بھی نہ ہوگا؛ لیکن ذمے سے فرض ساقط ہو جائے گا۔

ہندیہ میں ہے:

"لا يقبل الحج بالنفقة الحرام مع أنه يسقط الفرض معها وإن كانت مغصوبة كذا في فتح القدير"(۲)

بحر الرائق میں ہے:

"إن الحج يتصف بالحرمة إذا كان المال حراما"(۳)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۰ میں، ص ۷۱۶، پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) الهندية، ج: ۱ ص: ۳۴۳، كتاب المناسك / باب فی تفسير الحج وشروطه، دار الكتب العمية، بيروت، لبنان

(۳) البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج: ۲ ص: ۵۴۴، كتاب الحج، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

''اس روپے سے حج کرنا جائز نہیں، ہاں فرض حج ذمے سے ادا ہوجائے گا،
''فإن القبول شئی آخر غیر سقوط الفرض وکان کمن صلی فی ارض مغصوبة'' کیوں کہ کسی شے کا قبول ہونا اور چیز ہے اور سقوطِ فرض (فرض کا ساقط ہونا) اور چیز، جیسا کہ کوئی شخص ناجائز مقبوضہ زمین پر نماز پڑھے تو اگرچہ فرض ساقط ہوجائے گا، مگر نماز مقبول نہ ہوگی۔ (۱)

سوال (۱۷) کیا حج کے لیے رشوت دینا پڑے تب بھی حج کو جانا واجب ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں، واجب ہے اور مسلمان اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے مجبور ہیں، اس لیے رشوت دے سکتے ہیں اور دینے والوں پر مواخذہ بھی نہیں؛ البتہ لینے والا گنہ گار رہے۔ جیسا کہ بحر الرائق میں ہے:

''وعلی تقدیر آخذھم الرشوة فالإثم فی مثله علی الآخذ لا المعطی''(۲)

سوال (۱۸) عورت کو بغیر محرم یا شوہر کے حج کو جانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستے پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو بھی گنہگار ہوگی۔ (۳)

سوال (۱۹) عدت طلاق یا موت میں عورت حج کو جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ایام عدت میں عورت حج کو نہیں جاسکتی، کیوں کہ اسے عدت ختم ہونے تک مکان شوہر میں رہنا واجب ہے۔ لہذا اس حالت میں حج کو جانا اس کے لیے حرام ہے۔

درمختار میں ہے:

---

(۱) ملخصاً از فتاوی رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۵۴۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) البحر الرائق، ج: ۲ ص: ۵۵، کتاب الحج، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۳) ملتقطاً از فتاوی رضویہ، ج: ۱۰ ص: ۶۴۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

"(وتعتد أن) أی معتدة طلاق وموت (فی بیت وجبت فیه) ولا یخرجان منه إلا أن تخرج أو یهتدم المنزل أو تخاف إنهدامه أو تلف مالها أو لاتجد كراء البيت ونحو ذلک من الضرورات فتخرج لأقرب موضع إليه"(۱)

سوال (۲۰) حاجی کہلانے کے لیے حج کیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حاجی کہلانے کے لیے حج کرنا جائز نہیں، کیوں کہ اس میں ریا شامل ہے اور عبادت میں ریا ناجائز وحرام ہے۔ لہذا حاجی کہلانے کے لیے جس نے حج کیا تو وہ حج قبول نہ ہوگا، مگر فرضیت ذمے سے ساقط ہوجائے گی، جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔(۲)

ردالمحتار میں ہے:

"(كالحج بمال الحرام) کے تحت كذا فی البحر، والأولىٰ التمثيل بالحج رياءً وسمعة"(۳)

سوال (۲۱) جن روپیوں کی زکات نہ نکالی گئی، ان سے حج کیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جن روپیوں کی زکات نہ نکالی گئی، ان سے حج کرنا، ناجائز ہے اور وہ حج مقبول بھی نہ ہوگا، مگر فرضیت ذمے سے ساقط ہوجائے گی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے، جب لبیک کہتا ہے، ہاتف، غیب سے جواب دیتا ہے: **لا لبيک ولا سعديک وحجک مردود عليک حتىٰ ترد مافی يدک**''، یعنی نہ تیری لبیک قبول، نہ خدمت پذیر اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود ہے،

---

(۱) الدر المختار ج:۵ ص:۲۲۵، کتاب الطلاق/باب العدة، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) بہار شریعت، حصہ:۶ ص:۱۰۳۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) رد المحتار ج:۳ ص:۴۵۳، کتاب الحج، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

یہاں تک کہ تو یہ مال حرام جو تیرے قبضہ میں ہے، اس کے مستحقوں کو واپس دے۔ (۱)

سوال (۲۲) طواف میں چادر کسی حاجی کے منہ یا سر پر گر جائے تو کیا دم لازم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب چادر منہ یا سر پر پڑے تو اسے فوراً ہٹا دے اور اس پر دم وغیرہ کچھ لازم نہیں۔

سوال (۲۳) ایام حج میں جو صدقہ واجب ہوتا ہے، اس میں کہاں کے گیہوں کی قیمت معتبر ہوگی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ایام حج میں جو صدقہ واجب ہوتا ہے، اس میں اس مقام کی قیمت معتبر ہوگی جہاں حاجی صدقہ دے۔

سوال (۲۴) اگر حاجی مالک نصاب ہو تو کیا اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب ہوگی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر آفاقی حاجی مالک نصاب ہو اور مقیم بھی ہو تو اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب ہے اور حاجی مکی پر بھی واجب ہے جب کہ وہ مالک نصاب ہو۔

درمختار میں ہے:

”(فتجب) التضحية (على حر مسلم مقيم) بمصر أو قرية أو بادية ۔۔۔فلا تجب على حاج مسافر: فأما أهل مكة فتلزمهم وإن حجوا (موسر) يسار الفطر (عن نفسه)۔۔۔اھ“(۲)

سوال (۲۵) آفاقی حاجی منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

الجواب بعون الملک الوھاب: آفاقی حاجی، جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوا، اس وقت سے روانگئ منیٰ تک اگر پندرہ دن کا فاصلہ رہا اور اس نے اسی وقت اقامت کی نیت کر لی تو وہ شرعاً مقیم ہے۔ لہذا اس میں اتمام (یعنی پوری پڑھے گا) کرے

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۵۴۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الدر المختار ج: ۹: ۴۵۴ تا ۴۵۷، کتاب الاضحیة، دار الکتب العلمیة، لبنان

https://alislami.net

گا اور اگر دونوں کے مابین پندرہ دن سے کم فاصلہ رہا تو وہ قصر کرے گا، اس لیے کہ وہ شرعا مسافر ہی ہے، اگر چہ نیت اقامت پندرہ دن کی ہو؛ کیوں کہ اس کی نیت اقامت صحیح نہ ہوگی، اس لیے کہ ابھی اسے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کو بھی جانا ہے؛ لیکن اگر وہ مکہ پہنچ کر وہیں رات گزارنے کی نیت کی اور پھر وہ دن میں منیٰ، عرفات، مزدلفہ جاتا لیکن رات مکہ ہی میں گزارتا تو وہ منیٰ وغیرہ میں بھی مقیم رہا، لہذا وہ منیٰ وغیرہ میں اتمام کرے گا نہ کہ قصر۔

درمختار میں ہے:

”و (وإن نوى) الإقامة (فى أقل منه) أى فى نصف الشهر (أو) نوى (فيه لكن فى غير صالح) أو كنحو جزيرة أو نوى فيه لكن (بموضعين مستقلين كمكة ومنىٰ) فلو دخل الحاجة مكة ايام العشر لم تصح نيته لأن يخرج إلى منىٰ وعرفة۔۔اھ“(۱)

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

”فإن دخل أو لا الموضع الذى نوى المقام فيه نهاراً لا يصير مقيماً، وإن دخل أو لا ما نوى المبيت فيه يصير مقيماً، ثم بالخروج إلى الموضع الآخر لا يصير مسافراً، لأن موضع اقامة الرجل حيث يبيت به“(۲)

سوال (۲۶) حج یا عمرہ کرنے والا اگر بغرض تفریح جدہ چلا گیا تو مکہ مکرمہ واپس آنے کے لیے کیا اسے احرام باندھنا واجب ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مکی یا آفاقی حاجی یا معتمر اگر بغرض تفریح جدہ چلا گیا تو مکہ معظّمہ واپس آنے کے لیے اسے احرام اس صورت باندھنا ہوگا جب حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ ہو، ورنہ نہیں۔ اس لیے کہ اب آفاقی بھی مکی کے حکم

---

(۱) الدر المختار ج:۲ ص:۶۰۶، ۶۰۷ کتاب الصلاة/باب صلاة المسافر، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) الدر المختار ج:۲ ص:۶۰۷ کتاب الصلاة/باب صلاة المسافر، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

میں ہوگیا ہے اور مکی کو بار بار حل کی طرف جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو اگر اس پر ہر بار احرام لازم کر دیا جائے تو وہ حرج میں مبتلا ہو جائے گا۔لہذا احرام اسی صورت میں واجب ہوگا، جب حج یا عمرہ کے ارادہ ونیت سے واپس ہو۔

بدائع الصنائع میں ہے:

"بقوله تعالیٰ (وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ) وروينا عن علي وابن مسعود رضي الله تعالى عنهما أنهما قال: حين سئلا عن هٰذه الآية إتمامهما: أن تحرم بهما من دويرة أهلك فلا يجوز لهم أن يجاوزوا ميقاتهم للحج والعمرة إلا محرمين ۔۔۔۔ولو خرج من الحرم إلى الحل ولم يجاوزوا الميقات، ثم أراد أن يعود إلى مكة۔ له أن يعود إليها من غير إحرام، لأن أهل مكة يحتاجون إلى الخروج إلى الحل للإحتطاب والإحتشاش والعود إليها، فلو ألزمناهم الإحرام عند كل خروج لوقعوا في الحرج"(۱)

سوال (۲۷) عورت کو منیٰ میں حیض آ گیا تو وہ ارکان کیسے ادا کرے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: حائضہ عورت اگر بارہویں کے سورج ڈوبنے تک اسی حالت میں رہی تو طواف وسعی کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرے گی اور طواف حیض سے فارغ ہونے کے بعد کرے گی ،مگر اس تاخیر کی وجہ سے دم لازم آئے گا اور بارہویں کو اتنا پہلے حیض سے فارغ ہوگئی کہ سورج ڈوبنے سے پہلے غسل کر کے چار پھیرے طواف کر سکتی ہے تو کرنا واجب اور نہ کرنے کی صورت میں دم لازم ہے اور بقیہ تین پھیرے بعد میں کرے۔جیسا کہ درمختار میں ہے:

"(وحيضها لا يمنع) نسكا (إلا الطواف) ولا شئى عليها بتاخيره إذا لم تطهر إلا بعد أيام النحر، فلو طهرت فيها بقدر اكثر الطواف لزمها الدم بتاخيره"(۲)

---

(۱) بدائع الصنائع، ج:۳ص:۱۶۷، ۱۶۸، كتاب الحج، دار الكتب العلمية۔بيروت

(۲) الدر المختار ج:۳ ص:۵۵۲، كتاب الحج ،مطلب فى مضاعفة الصلاة بمكة ،دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

ردالمحتار میں ہے:

"أی إن بقی إلی غروب الشمس من الیوم الثالث من أیام النهر ما یسع طواف أربعة أشواط، والظاهر أنه یشترط مع ذلک زمن یسع خلع ثیابها وإغتسالها ویراجع۔۔۔۔۔ولو حاضت بعد ما قدرت علی الطواف فلم تطف حتیٰ مضی الوقت لزمها الدم لأنها مقصرة بتفریطها۔ اھ۔أی بعد ما قدرت علی أربعة أشواط"(۱)

سوال (۲۸) بیماری کی وجہ سے ٹھہر ٹھہر کر طواف کے پھیرے کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ویسے تو ٹھہر ٹھہر کر طواف کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے مکروہات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: طواف کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا یعنی کچھ پھیرے کرلیے، پھر دیر تک ٹھہر گئے یا کسی اور کام میں لگ گئے باقی پھیرے بعد کو کیے۔(۲)

لیکن اگر بیماری کی وجہ سے مسلسل پھیرے لگانے میں تکلیف ہو رہی ہو تو کچھ ٹھہر ٹھہر کر طواف کے پھیرے کرنا جائز ہے۔فقہ کا قاعدہ کلیہ ہے:

"المشقة تجلب التیسیر"(۳)

سوال (۲۹) حالت احرام میں خوشبودار صابن، شیمپو، پاؤڈر استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بحالت احرام ان چیزوں کے استعمال پر صدقہ لازم ہے، اس لیے کہ ان کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ پہلے ان کے اجزا کو پکایا جاتا ہے، اس کے بعد جب اس کی حرارت کم ہو کر چالیس ڈگری تک آجاتی ہے، پھر اس میں خوشبو ڈالی جاتی ہے اور اس طرح کرنے سے خوشبو کو مستہلک قرار نہیں دیا

---

(۱) رد المحتار ج:۳ ص:۵۳۹، کتاب الحج، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰ ص:۷۵۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) الاشباہ والنظائر ص:۶۴، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

جا سکتا ہے۔ یہ چیزیں ان اشیا کے حکم میں ہوں گی، جن کے کثیر اجزا میں قلیل چیزیں ملا دی جائیں اور ان چیزوں میں صدقہ ہے، لہذا اس میں بھی وہی حکم ہوگا۔ (۱)

سوال (۳۰) بحالت احرام الرجی کے مریض کو دھول، دھواں اور مضر فضائی آلودگیوں سے بچنے کے لیے ماسک لگانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: معذور الرجی وغیرہ کے مریض کے لیے اس کی اجازت ہے۔ یعنی وہ ماسک پہننے سے گنہگار نہ ہوگا، لیکن کفارہ بہر حال لازم ہوگا، معذور کے کفارہ کی تفصیل یہ ہے کہ ماسک کم از کم ایک چوتھائی چہرے کو چھپا لیتا ہے، اگر معذور نے اسے ایک دن یا ایک رات تک پہنا تو وہ دم دے یا دم کے بدلے چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں یا اس کی قیمت دے، ہر مسکین کو نصف صاع، دے یا تین روزے رکھ لے اور دم کے لیے حرم متعین ہے، صدقہ اور روزہ، حرم یا غیر حرم کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ پورے اوقات حرم میں ایک عذر کی وجہ سے بار بار پہننے کی صورت میں ایک ہی کفارہ ہوگا۔ لیکن اگر اتارنے کے وقت یہ عزم ہو کہ پھر نہ پہنے گا، مگر پہن لیا تو جتنی بار ایسا کرے گا، اتنے کفارے لازم ہوں گے۔ (۲)

ہندیہ میں ہے:

”فی کل موضع إذا فعل مختارا یلزمه الدم کاللبس والحلق والتطیب والقلم، إذا فعل ذلک بعلة أو ضرورة فعلیه أی الکفارات شاء کذا فی شرح الطحاوی، وذلک أما النسک أو الصدقة أو الصوم، فإن اختار النسک ذبح فی الحرم کذا فی المحیط، وإن ذبح فی غیر الحرم لا یجوز عن الذبح إلا إذا تصدق بلحمه علی ستة مساکین علی کل واحد منهم قیمة نصف صاع من الحنطة۔۔۔ وإن اختار الصوم صام ثلاثة أیام فی أی

(۱) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، ص: ۲۳، دسمبر ۲۰۱۹ء مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی
(۱) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، ص: ۲۲، دسمبر ۲۰۱۹ء مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی

https://alislami.net

مکان شاء ۔۔۔و إن إختار الصدقة تصدق بثلاثة أصوع حنطة علی ستة مساکین لکل مسکین نصف صاع"(۱)

سوال(۳۱)محرم کوٹشو پیپر استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:ٹشو پیپر خشک اور تر ،دوطرح کا ہوتا ہے۔خشک میں خوشبو نہیں ہوتی اور عادتاً اس سے چہرہ یا منہ بھی نہیں چھپایا جاتا ،اس لیے حالت احرام میں اس کا استعمال مباح ہے اور اگر تر ہو تو ہر گز اسے استعمال نہ کیا جائے کہ ایک اس میں الکحل یا ایسی کسی چیز کی آمیزش ہوتی ہے ،جس کی وجہ سے کاغذ بھیگ تو جاتا مگر سکڑ کر بے کار نہیں ہوتا۔دوسرے اس میں خوشبو کی آمیزش بھی ہوتی ہے، پورے چہرے پر اس کے استعمال سے وجوب دم کا حکم ہوگا اور چہرے کے کچھ حصے پر ہو تو صدقہ کا حکم ہوگا۔(۲)

ہندیہ میں ہے:

"ولو مس طیبا فلزق به مقدارا عضو کامل وجب الدم سواءٍ قصد التطیب أو لم یقصد، و إن کان أقل من ذلک فصدقة"(۳)

سوال(۳۲)محرم طیارہ ،ایئر پورٹ ،بس اور مسجد حرام کی خوشبوؤں سے بچنے کے لیے کیا کریں؟اگر ان مقامات کی خوشبوؤں سے اس کے کپڑے یا بدن کا کوئی حصہ قصداً یا بلا قصد خوشبودار ہو گیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:اگر صرف معطر فضا کی وجہ سے محرم کا بدن یا کپڑا خوشبودار ہو جائے اور اس کا مقصد بدن یا کپڑے کو معطر کرنا نہ ہو تو اس میں

---

(۱) الهندیة ،ج :۱ ص :۲۶۹ ،کتاب المناسک /الباب الثامن فی جنایات ،دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲)ماہنامہ اشرفیہ ص:۲۴، دسمبر ۲۰۱۹ء مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی

(۳)الهندیة ،ج :۱ ص :۲۶۶ ،کتاب المناسک ،/الباب الثامن من الجنایات ،الفصل الأول فیما یجب بالتطیب و التدهن ،دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

کوئی حرج نہیں اور اگر قصداً معطر کرے گا تو مکروہ ہوگا اور اگر خوشبو کا جرم لگ جائے تو اگر زیادہ ہے تو دم، ورنہ صدقہ لازم ہے۔(۱)

ہندیہ میں ہے:

”لو دخل بيتا قد أجمر فعلق بثوبه رائحة فلا شيئ عليه لأنه غير منتفع بعينه بخلاف مالو استجمر ثوبه فعلق بثوبه فإن كان كثيراً فعليه دم، وإن كان قليلاً فعليه صدقة لأنه منتفع بعينه، وإن لم يعلق به شيئ منه فلا شيئ عليه كذا في المحيط السرخسي“(۲)

سوال (۳۳) کیا دسویں ذی الحجہ سے قبل طواف زیارت ہوسکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں، ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ طواف، رمی اور حلق میں ترتیب سنت ہے تو بوجہ ترک سنت زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے:

”وأما الترتيب بينه وبين الرمي والحلق فسنة“(۳)

سوال (۳۴) اگر عورت حیض آنے کی وجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک طواف زیارت نہ کرسکی اور اس کے رفقا کی فلائٹ اسی دن ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت پر طواف زیارت کرنا فرض ہے۔ بغیر طواف کے کوئی چارہ نہیں حتی کہ بدنہ سے بھی اس کی بھرپائی نہ ہوسکے گی۔

بدائع الصنائع میں ہے:

”لا يجزى عن هٰذا الطواف بدنة لأنه ركن وأركان الحج لا يجزى عنها البدل ولا يقوم غير مقامهما بل يجب الإتيان بعينها كالوقوف بعرفة“(۴)

---

(۱) ایسا ہی ماہنامہ اشرفیہ میں، ص: ۲۴ پر ہے۔ دسمبر، ۲۰۱۹ء مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی

(۲) الهندية، ج: ۱ ص: ۲۶۶، كتاب المناسك، الباب الثامن من الجنايات، الفصل الأول في ما يجب بالتطيب والتدهن، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۳) رد المحتار ج: ۳ ص: ۵۳۷، كتاب الحج، مطلب في طواف زيارة، دار الكتب العلمية،

(۴) بدائع الصنائع، ج: ۳ ص: ۸۱، كتاب الحج، فصل في حكم الطواف إذا فات، دار الكتب العلمية،

https://alislami.net

لہذا اگر لوگوں کی فلائٹ بارہویں کے بعد کسی دن ہو اور وہ حائضہ ہی ہو تو مسئلہ پوچھے کہ کیا وہ اسی حالت میں طواف کرے یا نہیں؟ فقہا کرام نے فرمایا کہ اس سے کہا جائے گا کہ تمہارا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وہ داخل ہوگئی اور طواف بھی کرلیا تو گنہگار رہوگی۔ لیکن اس کا طواف صحیح ہوگا اور اس پر بدنہ (بڑے جانور کی قربانی) لازم آئے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

”لو هم الركب على القفول ولم تطهر فاستفتت هل تطوف أم لا؟قالوا: يقال لها لا يحل لک دخول المسجد، وإن دخلت وطفت أثمت وصح طوافک وعليک ذبح بدنة“(۱)

اور اگر وہ واپس وطن بغیر طواف آ گئی تو طواف اس سے ساقط نہ ہوگا۔ لہذا جلد از جلد دوبارہ مکہ شریف حاضر ہوکر طواف زیارت کرے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

”وإما حكمه إذا فات عن أيام النحر، فهو أنه لا يسقط، بل يجب أن ياتى به، لأن سائر الأوقات وقته، بخلاف الوقوف بعرفة ۔۔۔ وإن كان رجع إلى أهله، فعليه أن يرجع إلى مكة بإحرام الأول، ولا يحتاج إلى إحرام جديد“(۲)

اور اس طواف کو کرنے میں جو تاخیر ہوئی اس کی بھرپائی دم سے کرے، یعنی ایک مینڈھا یا بکرا حرم میں ذبح کرے۔

درمختار میں ہے:

”(فإن خرج عنها) أى أيام النهر ولياليها منها (كره) تحريما (وجب دم) لترک الواجب“(۳)

(۱) رد المحتار ج:۳ ص:۵۳۹، کتاب الحج، مطلب فی طواف زیارة، دار الکتب العلمية،
(۲) بدائع الصنائع، ج:۳ ص:۸۰، ۸۱، کتاب الحج، فصل فی حکم الطواف إذا فات، دار الکتب العلمية
(۳) الدر المختار ج:۳ ص:۵۳۸، کتاب الحج، مطلب فی طواف الزيارة، دار الکتب العلمية

https://alislami.net

سوال (۳۵) اگر کسی حاجی نے بلا عذر شرعی طواف زیارت ۱۲/ذی الحجہ تک نہ کیا تو اس پر کیا حکم ہے؟ اور وہ اس فریضہ سے کس طرح سبکدوش ہوگا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بلا عذر شرعی بارہویں تاریخ تک طواف زیارت نہ کرنا گناہ ہے، جس کا جرمانہ ایک قربانی ہے اور اس فریضہ سے سبکدوش بغیر اس کے کیے نہیں ہوا جا سکتا ہے؛ بلکہ اس کو کرنا ہی ہوگا تو اگر وہ مکہ ہی میں تھا تو پہلے ہی احرام سے طواف کرے، اس لیے کہ ابھی احرام قائم ہے؛ کیوں کہ مکمل طور پر حلال تو طواف ہی سے ہوا جاتا ہے اور وہ پایا نہیں گیا اور ایام نحر کے بعد ادا کرنے میں تاخیر کی وجہ سے دم لازم آئے گا اور اگر وہ گھر واپس چلا آیا بغیر طواف کیے تو اس پر لازم ہے کہ مکہ واپس جائے اور اس کو پہلا احرام ہی کفایت کرے گا، جدید احرام کی حاجت نہیں۔

بدائع الصنائع میں ہے:

"إذا فات عن أيام النهر، فهو أنه لا يسقط، بل يجب أن ياتى به،---ثم إن كان بمكة ياتى به بإحرام الأول؛ لأنه قائم؛ إذا التحلل بالطواف ولم يوجد، وعليه لتاخيره عن أيام النهر دم عند أبى حنيفة، وإن كان رجع إلى أهله، فعليه أن يرجع إلى مكة بإحرام الأول، ولا يحتاج إلى إحرام جديد" (۱)

سوال (۳۶) اگر کوئی شخص بھیڑ کی وجہ سے کسی دن رمی نہیں کی تو کیا اس کی قضا دوسرے دن کر سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر کسی نے کسی دن بھی رمی نہ کی حتی کہ ایام تشریق کا آخری دن بھی گزر گیا تو اس سے رمی ساقط ہو جائے گی، اس کی قضا لازم نہیں۔ ہاں! قضا کی صورت میں صرف ایک دم لازم آئے گا۔

بدائع الصنائع میں ہے:

---

(۱) بدائع الصنائع، ج:۳ص:۸۱، ۸۰، كتاب الحج، فصل فى حكم الطواف إذا فات، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

”فإن ترک الکل حتی غربت الشمس من اٰخر ایام التشریق وهو آخرأیام الرمی ،یسقط عنه الرمی ،وعلیه دم واحد فی قولهم جمیعا ـ۔۔۔وهو أن القضاء صرف ماله إلی ما علیه“(۱)

اگر کسی نے کسی وجہ سے دسویں کی رمی نہیں کی یا گیارہویں، بارہویں کی نہیں کی تو اس کی قضا دوسرے دن کرسکتا ہے؛ لیکن دم لازم آئے گا

ردالمحتار میں ہے:

”وإن أخره إلی یوم الثانی کان قضاء ولزومه الجزاء ،وکذا لو أخر الکل إلی الرابع مالم تغرب شمسه ،فلو غربت سقط الرمی ولزمه دم“(۲)

اگر بھیڑ کی وجہ سے دسویں کی رمی نہیں کی یا گیارہویں، بارہویں کی نہیں کی تو جس دن کی رمی نہ کی اسی رات میں کرنے کی صورت میں ادائیگی ہوجائے گی؛ لیکن اگر دوسرے دن رمی کو مؤخر کردیا تو دم کے بغیر چارہ کار نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

”فإنه إذا لم یرمی نهارا من أیام النهر یرمی فی اللیلة التی تعقب ذلک ویقع إذا بخلاف ما إذا أخره إلی النهار الثانی فإنه یقع قضاءً ویلزمه دم“(۳)

سوال (۳۷) ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ کو قبل زوال کنکری مارنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ کو قبل زوال کنکری مارنا اصل مذہب کے خلاف ہے، جس پر عمل کرنا درست نہیں؛ کیوں کہ ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ کو بعد زوال کنکری مارنے کا حکم ہے۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر (جب کہ وہ صحیح العقیدہ امام ہو اور اس وقت اکثر امام بدمذہب ہیں) پھر رمی

---

(۱) بدائع الصنائع، ص: ۹۶، فصل فی حکمه إذا تأخر عن وقته أو فات، دار الکتب العلمیة

(۲) رد المحتار ج: ۳ ص: ۵۴۲، کتاب الحج، مطلب فی رمی الجمرات الثلاث، بیروت

(۳) رد المحتار ج: ۳ ص: ۵۳۸، کتاب الحج، مطلب فی طواف الزیارة، دار الکتب العلمیة،

https://alislami.net

کو چلو۔ بعینہ اسی طرح بارہویں تاریخ بعد زوال تینوں جمروں کی
رمی کرو۔ بعض لوگ دوپہر سے پہلے آج رمی کرکے مکہ معظّمہ کو
چل دیتے ہیں، یہ ہمارے اصل مذہب کے خلاف ہے اور ایک
ضعیف روایت ہے، تم اس پر عمل نہ کرو۔(۱)

ہندیہ میں ہے:

"وقت الرمی فی یوم الثانی والثالث فهو مابعد الزوال إلی طلوع الشمس من الغد حتی لایجوز الرمی فیها قبل الزوال"(۲)

سوال(۳۸) کیا بلڈ پریشر کے مریض کو رات میں کنکری مارنے کی اجازت ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جو زیادہ کمزور ہیں یا بلڈ پریشر کے مریض ہیں کہ بھیڑ میں جان جانے کا خطرہ ہے، وہ معذور ہیں۔ ایسے لوگوں کو رات میں کنکری مارنے کی اجازت ہے اور جو غیر معذور ہیں ان کو رات میں کنکری مارنا مکروہ اور اساءت(برا) ہے۔

شرح فتح القدیر میں ہے:

"واللیل وقت الجواز مع الإساءة۔اھ۔ولا بد من کون محمل ثبوت الإساءة عدم العذر حتی لا یکون رمی الضعفة قبل الشمس ورمی الرعاء لیلا یلزمهم الإساءة"(۳)

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۶ ص:۱۱۴۶، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الهندیة، ج:۱ ص:۲۵۷، کتاب المناسک/باب کیفیة اداء الحج، دار الکتب العلمیة

(۳) شرح فتح القدیر علی الهدایة شرح بدایة المبتدی، ج:۲ ص:۵۱۳، کتاب الحج، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

(۲۴)

کتاب النکاح

(نکاح کا بیان)

سوال (۱) نکاح کس کو کہتے اور اس کی کیا شرطیں ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نکاح:۔اس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔(۱)

نکاح کی شرطیں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) عاقل ہونا:۔مجنون یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

(۲) بلوغ:۔نابالغ اگر سمجھ وال ہے تو منعقد ہو جائے گا؛ مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

(۳) گواہ ہونا:۔یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہوں۔گواہ آزاد، عاقل، بالغ، ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ غلام کی گواہی سے اگر چہ مدبر یا مکاتب ہو۔اور مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، لہذا مسلمان مرد وعورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا۔(۲)

سوال (۲) غیر مقلد یا دیوبندی کا پڑھایا ہوا نکاح ہوا کہ نہیں؟ نیز ان سے پڑھوانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: غیر مقلد یا دیوبندی کا پڑھایا ہوا نکاح منعقد ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس کی حیثیت وکیل کی رہتی ہے اور صحت وکالت کے لیے اسلام شرط نہیں؛ لیکن غیر مقلد یا دیوبندی کو لانے اور ان لوگوں سے نکاح پڑھوانے والے گنہگار

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۷ ص:۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) بہار شریعت، حصہ:۷ ص:۱۱ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

ہوئے، وہ توبہ اور استغفار کریں کہ اس میں ان کی تعظیم ہے اور یہ ناجائز و گناہ ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"تجوز وكالة المرتد بأن وكل مسلم مرتداً وكذا لو كان مسلماً وقت التوكل ثم إرتد فهو على وكالته إلا أن يلحق بدار الحرب فتبطل وكالته، كذافى البدائع"(۱)

سوال (۳) کیا گواہوں نے الفاظ ایجاب اور قبول نہ سنا تب بھی نکاح ہو جائے گا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر گواہوں نے ایجاب وقبول کے الفاظ کو ایک ساتھ نہ سنا تو نکاح درست نہیں۔ اگر پہلی مرتبہ ایک نے سنا اور دوسرے نے نہ سنا اور دوسری مرتبہ دوسرے نے سنا اور پہلے نے نہ سنا یا دونوں نے ایجاب سنا ؛لیکن قبول نہ سنا تو نکاح صحیح نہیں۔ اس لیے کہ ان کا ایک ساتھ سننا نکاح میں شرط ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"لو سمعا كلام أحدهما دون الآخر أو سمع أحدهما كلام أحدهما والآخر كلام كلام الآخر لايجوز االنكاح، هكذافى البدائع"(۲)

درمختار میں ہے:

"شرط (حضور)شاهدين (حرين)أو حر أو حرتين (مكلفين سامعين قولهمامعا)(۳)

سوال (۴) ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ٹیلی فون اور انٹرنیٹ سے نکاح درست

---

(۱)الهندية، ج:۳ص:۵۱۸، كتاب الوكالة /باب فى معناها شرعا وركنها وشرطها، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

(۲)الهندية، ج ۱ ص:۲۹۶، كتاب النكاح /باب فى تفسيره وشروطه، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان

(۳)الدر المختار ج:۴ص:۸۷تا۹۱، كتاب النكاح، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

نہیں، اس لیے کہ نکاح کے لیے کچھ بنیادی شرائط ہیں جو موبائل اور انٹرنیٹ سے نکاح کرنے میں مفقود ہیں، جیسے حضور شاہدین، یعنی دو گواہوں کا حاضر ہونا اور ایجاب وقبول کو سننا وہ بھی ایک ہی مجلس میں، لہذا شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے ٹیلی فون اور انٹرنیٹ سے نکاح درست نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

"لا ینعقد نکاح المسلم إلا بحضور شاهدین حرین عاقلین بالغین مسلمین"(۱)

بدائع الصناع میں ہے:

"وهو أن یکون الإیجاب والقبول فی مجلس واحد"(۲)

لیکن ایک صورت میں بذریعۂ موبائل اور انٹرنیٹ نکاح درست ہوسکتا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

"ثم النکاح کما ینعقد بهذه الألفاظ بطریق الأصالة ینعقد بها بطریق النیابة بالوکالة والرسالة"(۳)

تو اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کا وکیل بنایا جاسکتا ہے اور بذریعۂ توکیل نکاح درست ہوسکتا ہے۔ موبائل، انٹرنیٹ پر بھی یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے، جیسے لڑکی بذریعۂ موبائل یا انٹرنیٹ لڑکے سے کہے "تم مجھ سے اپنی شادی کردو" تو لڑکا دو گواہوں کو بلاکر کہے کہ تم گواہ ہوجاؤ کہ میں نے فلاں بنت فلاں سے نکاح کیا تو اس صورت میں نکاح درست ہوجائے گا؛ لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ گواہان اس لڑکی کو جانتے ہوں، اگر نہ جانتے ہوں تو ان کو اس لڑکی اور اس کے باپ کا نام بتادیا جائے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

(۱) هدایة أولین، ص: ۲۸۲، مجلس برکات، مبارک پور
(۲) بدائع الصنائع، ج: ۲ ص: ۲۹۰، برکات رضا، فوربندر
(۳) بدائع الصنائع، ج: ۲ ص: ۴۸۸، برکات رضا، فوربندر

https://alislami.net

"إمرأة وكلت رجلا بأن يزوجها من نفسه فقال الوكيل أشهدوا إني قد زوجت فلانة من نفسي وإن لم يعرف الشهود فلانة لايجوز النكاح مالم يذكر إسمها وإسم أبيها"(۱)

محقق مسائل جدیدہ، حضرت علامہ مفتی نظام الدین دامت برکاتہم القدسیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر لڑکی نے قاضی کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دیا یا مثلا یہ کہہ دیا کہ فلاں بن فلاں کے ساتھ میرا نکاح کردو اور قاضی نے گواہوں کے روبرو اس لڑکی کا نکاح معین لڑکے کے ساتھ کر دیا اور اس منظر کو نیٹ پر دکھا دیا گیا تو نکاح شرعا صحیح و درست ہے۔ بغیر انٹرنیٹ اور لیپ ٹاپ کے بھی نکاح اس طور پر کیا جاتا ہے۔"(۲)

سوال (۵) نکاح میں تین بار قبول شرط ہے یا ایک بار؟ نیز گھبراہٹ میں تین بار تین طرح کہے، کبھی قبول کیا، کبھی قبول ہے، کبھی قبلت تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: نکاح خواہ کسی عقد میں تین بار قبول اصلا ضرور نہیں، ایک ہی بار کافی ہے اور تین بار تین طرح الفاظ قبول ادا ہونا کچھ مضر نہیں۔(۳)

سوال (۶) نوشہ کے سر پر پگڑی رکھنے کے لیے اس کے پھوپھا یا بہنوئی آتے ہیں، دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ بے روپیہ لیے رکھتے نہیں، روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں یا بھاگ جاتے ہیں یہ لینا دینا شرعا کیسا ہے اور اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اس تعلق سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) خلاصة الفتاوىٰ، ج:۲ ص:۱۵، دار الفکر، بیروت
(۲) آپ کے مسائل، ص:۱۳۱
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱ ص:۲۱۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

’’یہ ایک مخترع (گڑھی) رسم ہے، اسے ضروری سمجھنا ناجائز اور اگر اصرار حد ناگواری تک ہو تو حرام، ورنہ آپس کے معاملات ہیں جن پر شرع سے منع وارد نہیں‘‘(۱)

سوال (۷) شادی میں نوشہ کا سہرا باندھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بلا شبہہ جائز ہے کہ سہرے میں پھول پتیاں ہوتی ہیں جو پسند بارگاہ رسالت ہے۔ آقا ارشاد فرماتے ہیں:

’’حبب إلی من دنیاکم النساء و الطیب و جعلت قرة عینی فی الصلاة راوہ الإمام احمد‘‘(۲)

یعنی تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی، عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس تعلق سے فرمایا:

’’خالی پھول کا سہرا جائز ہے۔‘‘(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ پھول کا ہی سہرا ہونا چاہیے اور وہ بھی اعتدال کے ساتھ۔ بعض لوگ ہزاروں روپے کے سہرے بنواتے ہیں جو تھوڑی دیر میں کُمہلا جاتے ہیں، یہ فضول خرچی ہے اور ہنود کی مشابہت سے بچنا بھی ضروری ہے، ان کے یہاں پھول کم ہوتا ہے یا ہوتا ہی نہیں، چمکی کاغذ وغیرہ اور کھپاچی ہی ہوتی ہے، مسلمانوں کو ایسے سہرے سے بچنا چاہیے کہ حدیث میں آیا ہے:

’’من تشبہ بقوم فھو منھم‘‘(۴)

یعنی جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ اسی میں ہوتا ہے یا اس کا حشر اسی میں ہوگا۔

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱ ص:۲۵۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) سنن نسائی، رقم الحدیث: ۳۹۳۹، کتاب، عشرة النساء، باب حب النساء

(۳) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱ ص:۲۷۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور،

(۴) سنن أبی داؤد، رقم الحدیث: ۴۰۳۱، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرة

https://alislami.net

سوال (۸) ولیمہ کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟ نیز کتنے دن ولیمہ ہوسکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ولیمہ:۔ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست واحباب وعزیز واقارب، رشتہ دار اور اہل محلہ کی حسب استطاعت ضیافت اور اس کے لیے جانور ذبح کرانا اور کھانا تیار کرانا ہے اور یہ سنت ہے، جب کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود بھی اداے سنت ہو اور اگر مقصود تفاخر (ناموری) ہو یا یہ کہ واہ واہ یا شہرت مقصود ہو، جیسا کہ دور حاضر میں دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں شریک نہ ہونا بہتر ہے، خاص طور سے اہل علم حضرات ایسی جگہ جانے سے بچیں۔

دعوت ولیمہ صرف پہلے دن یا اس کے بعد دوسرے دن ہے، یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہوسکتی ہے، اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔

ہندیہ میں ہے:

"ووليمة العرس سنة ۔۔۔وهى إذا بنى الرجل بامرأته ينبغى أن يدعو الجيران والأقرباء والأصدقاء ويذبح لهم ويصنع لهم طعاماً۔۔۔۔ ولا بأس بأن يدعو يومئذٍ من الغد وبعد الغد ثم ينقطع العرس والوليمة كذا فى الظهيرية" (۱)

ردالمحتار میں ہے:

"وأما دعوة يقصد بها التطاول وإنشاء الحمد أو ما أشبهه فلا ينبغى إجابتها لا سيما أهل العلم" (۲)

سوال (۹) بوقت جماع شوہر کا شرم گاہ زن دیکھنا اور مس کرنا نیز عورت کا شوہر کے آلۂ تناسل کو دیکھنا یا چھونا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مس جائز ہے، بلکہ اچھی نیت ہو تو ثواب بھی

---

(۱) الهندية ،ج :۵ ص :۴۲۲ ،كتاب الكراهية /الباب الثانى عشر /باب الهداية والضيافات، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) رد المحتار ج: ۹ ص: ۵۰۱، كتاب الحظر والإباحة، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

ہے، لیکن بوقت جماع شرم گاہ زن دیکھنے کی ممانعت ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''زوجین کا بوقت جماع ایک دوسرے کی شرم گاہ کو مس کرنا بلاشبہہ جائز؛ بلکہ بہ نیت حسنہ مستحق وموجب اجر ہے؛ مگر اس وقت رویت فرج سے حدیث میں ممانعت فرمائی اور فرمایا ''فإنه یورث العمی'' وہ نابینائی کا سبب ہوتا ہے۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ محتمل ہے کہ اس کے اندھے ہونے کا سبب ہو یا وہ اولاد اندھی ہو جو اس جماع سے پیدا ہو یا معاذ اللہ دل کا اندھا ہونا کہ یہ سب سے بدتر ہے۔''(۱)

سوال (۱۰) کن صورتوں میں شوہر بیوی کو مار سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:

شوہر ان صورتوں میں بیوی کو مار سکتا ہے:

''عورت اگر باوجود قدرت بناو سنگار نہ کرے (یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے) یا غسل جنابت نہ کرے یا بغیر اجازت گھر سے چلی جائے، جس موقع پر اسے اجازت لینی تھی یا حیض ونفاس سے پاک ہونے اور فرض روزہ بھی نہ رکھنے کے باوجود شوہر کے بلانے پر نہ آئی یا چھوٹے ناسمجھ بچے کو یا شوہر کو گالی دے، گدھا وغیرہ کہے یا اس کے کپڑے پھاڑ دے یا غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دے یا اجنبی مرد سے کلام کرے یا شوہر سے بات یا جھگڑا اس غرض سے کرے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے یا شوہر کی کوئی چیز (جو کہ عادتاً عورتیں بغیر اجازت کسی کو نہیں دیا کرتیں ہیں) کسی کو دے دے اور اگر نماز نہ پڑھے تو ان تمام صورتوں میں مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔(۲)

سوال (۱۱) کیا شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲ ص: ۲۰۷، ۲۰۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۹ ص:۴۱۰، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: نکاح نہیں ٹوٹتا ،لیکن بلا ضرورت شوہر کا نام لینا خلاف ادب اور مکروہ ہے۔جیسے باپ کو نام لے کر پکارنا مکروہ اور خلاف ادب ہے۔

درمختار میں ہے:

"**ویکرہ أن یدعو الرجل أباہ وأن تدعو المرأۃ زوجھا بإسمہ**"(۱)

سوال (۱۲) بحالت عدت نکاح کرنا کیسا ہے؟ نیز تین مہینہ تیرہ دن گزار کر نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عدت کے اندر نکاح کرنا حرام قطعی ہے۔اور عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مطلقہ کی عدت تین مہینہ تیرہ دن ہے، یہ غلط اور بے بنیاد ہے کہ مطلقہ عورت اگر حاملہ، پچپن سالہ اور نابالغہ نہ ہوتو اس کی عدت تین حیض ہے،خواہ وہ تین ماہ یا تین سال یا تیس سال میں پورے ہوں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

"**وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِھِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ**"(۲)

لہذا اگر تین مہینہ تیرہ دن میں تین حیض مکمل ہوگئے تو نکاح کرنا درست ہے۔ ایسے ہی نابالغہ اور آئسہ (۵۵ ر سالہ بوڑھی) کا بھی نکاح درست ہوجائے گا کہ ان کی عدت تین مہینہ ہی ہے؛لیکن اگر مطلقہ عورت حاملہ پچپن سالہ اور نابالغہ نہ ہو اور تین مہینہ تیرہ دن میں تین حیض مکمل نہ ہوں تو وہ اب بھی عدت میں ہے اور عدت میں نکاح کرنا حرام ہے اور قرآنی حکم کے سراسر خلاف بھی۔

---

(۱)الدر المختار ج :۹ ص :۵۹۹ ،کتاب الحظر والإباحة /باب الإستبراء ،وغیرہ ،دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲)پ:۲،سورۂ بقرۃ،آیت:۲۲۸

https://alislami.net

(۲۵)

باب المحرمات

(محرمات کا بیان)

سوال (۱) کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مائیں، دادیاں، پردادیاں (اوپر تک) نانیاں، پرنانیاں (اوپر تک) بیٹیاں، پوتیاں، پرپوتیاں، (اوپر تک) نواسیاں، پرنواسیاں، (اوپر تک) بہنیں، خواہ علاتی[۱] ہوں یا اخیافی[۲]، اپنی پھوپھیاں، اپنی خالائیں، (اصول کی پھوپھیاں اور خالائیں خواہ حقیقی[۳] ہوں یا سوتیلی، یوہیں حقیقی یا علاتی پھوپھی کی پھوپھیاں یا حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ) بھتیجیاں، بھانجیاں (یعنی بھائی، بہن کی اولادیں، ان کی پوتیاں، نواسیاں) رضاعی مائیں[۴]، رضاعی بہنیں، ساس، زوجہ موطوہ[۵] کی لڑکیاں جو دوسرے شوہر کی ہوں، بہو، سالیاں جب کہ ان کی بہن نکاح میں ہو اور شادی شدہ غیر کی عورتیں (جو نہ مطلقہ ہوں، نہ ہی بیوہ) ان تمام عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔[۶]

سوال (۲) بہو کی ماں (سمدھن) سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نکاح کرنا جائز ہے، کیوں کہ شریعت میں اس سے نکاح کی حرمت کا ثبوت نہیں ہے، لہذا سمدھن سے پردہ بھی واجب ہے۔[۷]

---

(۱) باپ شریک بھائی بہن یعنی جن کا باپ ایک ہو اور مائیں الگ الگ ہوں۔
(۲) ماں شریک بھائی بہن یعنی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں۔
(۳) یعنی جن کے باپ ماں دونوں ایک ہی ہوں۔
(۴) یعنی یعنی وہ مائیں جنھوں نے ڈھائی سال کے اندر دودھ پلایا ہو، مگر حقیقی مائیں نہ ہوں۔
(۵) یعنی وہ بیوی جس سے صحبت کی گئی ہو۔
(۶) سورۂ نساء: ۲۳
(۷) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج: ۱ میں، ص: ۲۸۸ پر ہے۔

https://alislami.net

سوال (۳) کسی نے اپنی ساس کے ساتھ زنا کیا یا شہوت کے ساتھ چھوا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ساس کے ساتھ زنا کرنے یا بشہوت چھونے کی وجہ سے زانی کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ مس بالشہوت (شہوت کے ساتھ چھونے) میں ضروری ہے کہ انزال نہ ہوا ہو نہ ہی اتنا دبیز کپڑا حائل ہو جو مانع حرارت ہو، ورنہ بیوی حرام نہ ہوگی۔

درمختار میں ہے:

"(و)حرم أيضا بالصهرية (أصل مزنية وممسوسة بالشهوة)۔۔۔ بحائل لا يمنع الحرارة۔۔۔وفروعهن۔۔۔هذا إذا لم ينزل، فلو أنزل مع مس فلا حرمة به يفتى"(۱)

سوال (۴) بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اس تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:

''اصل یہ کہ ساس کی حرمت اس وجہ سے نہیں کہ وہ خسر کی زوجہ ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ زوجہ کی ماں ہے، سوتیلی ساس میں یہ وجہ نہیں، لہذا اس کی حلت میں کوئی شبہہ نہیں۔(۲)

سوال (۵) سوتیلی ماں کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سوتیلی ماں کی لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے، جب کہ وہ سابق شوہر سے ہو۔

درمختار میں ہے:

"بنت زوجة أبيه حلال"(۳)

---

(۱) الدر المختار ج:۴ ص:۱۰۷ تا ۱۰۹، کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
(۲) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۱ ص:۳۱۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) الدر المختار ج:۴ ص:۱۰۵، کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

سوال (۶) حاملہ عورت سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفی عنھا زوجھا سے نکاح کرنا جائز نہیں، نہ ہی حاملہ شادی شدہ سے، لیکن حاملہ اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس سے زانی یا غیر زانی دونوں کا نکاح کرنا جائز ہے؛ لیکن وطی صرف اور صرف زانی کے لیے جائز رہے گی، غیر زانی اس سے وضع حمل تک قربت نہیں کرسکتا۔

ہندیہ میں ہے:

"لا یجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ و کذلک المعتدة"(۱)

درمختار میں ہے:

"صح نکاح (حبلی من زنی ---وإن حرم وطؤھا)ودواعیه (حتیٰ تضع)---لئلا یسقی ماءہ زرع غیرہ إذا الشعر ینبت منه ,لو نکح الزانی حل له وطؤھا اتفاقاً"(۲)

سوال (۷) سگی مامی یا سگی چچی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب ماموں یا چچا کا انتقال ہوجائے تو بعد عدت ان سے نکاح کرنا جائز ہے، جب کہ کوئی دوسری وجہ مانعِ نکاح نہ ہو۔

سوال (۸) دو سگی بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سخت ناجائز وحرام ہے، کیوں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ" یعنی دو بہنوں کو اکٹھا کرنا حرام ہے۔ حکم تو یہ ہے کہ اگر بیوی کو طلاق دے دے تو جب تک عدت ختم نہ ہوجائے اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا۔

سوال (۹) اگر خسر نے اپنے بہو سے زنا کیا یا اس کو شہوت کے ساتھ مس کیا تو کیا حکم ہے؟

---

(۱) الھندیة، ج: ۱ ص: ۲۰۹، کتاب النکاح/باب المحرمات، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) الدر المختار ج: ۴ ص: ۱۴۱، ۱۴۲، کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: مسئلہ مذکورہ میں بہو، خسر اور بیٹے دونوں پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائے گی، جب کہ مشتہات یعنی نو سال یا اس سے زائد عمر کی ہو۔ بشہوت مس میں یہ بھی ضروری ہے کہ انزال بھی نہ ہوا ہو، نہ ہی اتنا دبیز کپڑا بیچ میں حائل ہو جو مانع حرارت ہو، ورنہ نہیں۔

درمختار میں ہے:

"(و) حرم ایضا بالصهرية (أصل مزنية۔۔۔ وممسوسة بشهوة)۔۔۔ بحائل لا يمنع الحرارة۔۔۔ وفروعهن۔۔۔ هٰذا إذا لم ينزل، فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة به يفتى۔۔۔ (هٰذا إذا كانت حية مشتهاة)" (۱)

سوال (۱۰) سالی، بیوی کی بھتیجی یا بھانجی (پھوپھا، خالو) اور بھتیجی کا شوہر (پھوپھیا ساس) محرم ہیں یا نہیں؟ کیا ان سے پردہ ضروری ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چوں کہ ان سے نکاح بیوی کی موجودگی میں نہیں ہوسکتا، اس لیے وہ بیوی کی حیات میں محرم اور بیوی کی وفات یا طلاق دینے پر عدت گزر جانے کے بعد نامحرم ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سالی، بیوی کی بھتیجی یا بھانجی اور بھتیجی کا شوہر (پھوپھیا ساس) یہ سب غیر محرم ہیں، ان سے پردہ ضروری ہے، کیوں کہ بابِ پردہ میں محرم صرف وہ عورتیں ہیں جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ مثلا ماں، باپ، بھائی، بہن، خالہ، ماموں، پھوپھی، چچا وغیرہ۔ اور جن عورتوں سے کبھی بھی نکاح ہوسکتا ہے، وہ سب غیر محرم ہیں۔ لہذا لوگوں کی بات مبنی بر جہالت ہے۔

درمختار میں ہے:

"(ومن محرمه) هي من لا يحل له نكاحها أبدا بنسب أو سبب" (۲)

---

(۱) الدر المختار ج: ۴ ص: ۱۰۷ تا ۱۱۰، کتاب النکاح، باب المحرمات، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) الدر المختار، ج: ۹ ص: ۵۲۷، کتاب الحظر والإباحة، دار الکتب العلمیة، بیروت،

(۲۶)

باب الولی والکفوء

(ولی اور کفو کا بیان)

سوال (۱) اگر کوئی لڑکی اولیا کی اجازت کے بغیر کفو سے نکاح کرے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کوئی حرہ بالغہ (خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ) نے اولیا کی اجازت کے بغیر کفو یا غیر کفو سے نکاح کرلیا تو اس کا نکاح منعقد ہو جائے گا اور ولی کو غیر کفو سے نکاح کرنے کی صورت میں اختیار ہوگا کہ قاضی کے یہاں مقدمہ دائر کرکے یہ نکاح فسخ کرادے۔

ہدایہ میں ہے:

"وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وإن لم یعقد علیها ولی بکرا کانت أو ثیبا عند أبی حنیفة ---ثم فی ظاهر الروایة لافرق بین الکفوء وغیر الکفوء ولکن للولی الإعتراض فی غیر الکفوء"(۱)

اگر حرہ صغیرہ نے اپنا نکاح بغیر اجازت ولی کفو یا غیر کفو کسی سے کرلیا تو اس کا نکاح اجازت ولی پر موقوف ہوگا۔ اگر ولی اسے جائز قرار دے گا تو ہو جائے گا، ورنہ نہیں۔

فواتح الرحموت میں ہے:

"نکاح الصغیرة والأمة ایضا باطلان لعدم الإذن ,فإنه موقوف علیه"(۲)

سوال (۲) سیدہ سے غیر سید عالم کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) ملتقطا عن الهدایة ،ج:۳ ص: ۲۹۳، ۲۹۴ کتاب النکاح /باب فی الأولیاء والإکفاء، مجلس برکات، مبارک فور

(۲) فواتح الرحموت،ج:۲ ص:۳۰،دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: غیر سید عالم، سیدہ کا کفو ہے، کیوں کہ علم کی بزرگی نصب سے ارفع واعلیٰ ہے، لہٰذا اس کے ساتھ نکاح جائز ودرست ہے۔

درمختار میں ہے:

"فی وجیز الإمام الکردری العجمی العالم کفوء للعربی الجاھل لأن شرف العلم اقوی وارفع۔ فی الفتح عن جامع الإمام قاضی خان العالم العجمی یکون کفوءاللجاھل العربی والعلویۃ لأن شرف العلم فوق شرف النصب"(۱)

(۱) فتاویٰ بزازیۃ، ج:۱ ص:۱۰۵، کتاب النکاح، بیروت
---والدر المختار ج:۴ ص:۲۱۸، کتاب النکاح/باب الکفاءۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،

https://alislami.net

(۲۷)

باب المهر

(مہر کا بیان)

سوال (۱) مہر کی اقل (کم سے کم) مقدار کیا ہے؟ نیز اگر تنہائی سے قبل شوہر نے بیوی کو طلاق دے دیا تو مہر کتنا دینا ہوگا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مہر کی اقل مقدار دس درہم چاندی ہے، یعنی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ (۳۲.۶۵۹۲)

ہندیہ میں ہے:

"أقل المهر عشرة دراهم"(۱)

اور اگر تنہائی اور ہم بستری سے قبل شوہر نے بیوی کو طلاق دے دیا تو مقررہ مہر سے نصف دینا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "وَإِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ"(۲)

سوال (۲) مرتے وقت عورت سے مہر معاف کرانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر عورتیں بخوشی مہر معاف کر دیں تو حرج نہیں، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْساً فَكُلُوْهُ هَنِيْئاً مَّرِيْئاً"(۳)

اگر جبراً معاف کرایا گیا تو معاف کرانا بھی حرام ہے اور معاف کرنے کے بعد بھی معاف نہ ہوگا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"شوہر پر حرام قطعی ہے کہ اس (بیوی) پر معافی مہر کا جبر کرے

---

(۱) الهندية ج:۱ ص:۳۳۲، كتاب النكاح/باب المهر، دار الكتب العلمية، بيروت
(۲) پ:۲ سورة البقرة:۲۳۷
(۳) پ:۵ سورة النساء:۴

https://alislami.net

اور اگر جبر کر کے معاف کرا لے گا معاف نہ ہوگا۔‘‘(۱)

اور رہی مرض الموت میں معاف کرانے کی بات تو عورت اگر مرض الموت میں ہے تو اس کے معاف کرنے کے لیے بھی ورثہ کی اجازت درکار ہے، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

’’مرض الموت میں مہر کی معافی بے اجازت دیگر ورثہ معتبر نہیں۔‘‘(۲)

ہندیہ میں ہے:

’’لابد فی صحة حطها من الرضا حتی لو کانت مکرهة لم یصح و من أن تکون مریضة مرض الموت هٰکذا فی البحر الرائق‘‘(۳)

سوال (۳) عورت مہر کا مطالبہ کب کرسکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر مہر معجّل ہے تو عورت جب چاہے مطالبہ کرسکتی ہے، اس کو یہ حق ہمیشہ حاصل ہے، جب تک وصول نہ کر لے اور مہر مؤجل میعادی ہے اور میعاد مجہول ہے جب بھی وہ مطالبہ کرسکتی ہے۔ ہاں! اگر مؤجل ہے اور میعاد موت یا طلاق ٹھہری تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو وصول نہیں کرسکتی، جیسے عموماً ہندوستان میں یہی رائج ہے کہ مہر مؤجل سے یہی سمجھتے ہیں۔(۴)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ اگر بوقت نکاح مہر معجّل یا مؤجل کی تصریح نہ ہوئی تو جب طلاق یا زن وشوہر میں سے کسی کی موت واقع ہو اس وقت واجب الادا ہوگا، اس سے پہلے عورت مطالبہ نہیں کرسکتی۔(۵) لیکن پہلے دے دینا بہر حال بہتر ہے۔

سوال (۴) عورت کو انتقال کر جانے کی صورت میں مہر کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جب عورت مہر معاف کیے بغیر انتقال

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲ ص:۱۸۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲، ص:۱۸۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) الهندیة، ج: ۱ ص: ۳۴۵، کتاب النکاح، باب المهر، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان

(۴) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۷ میں، ص: ۵۷ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۵) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۲ ص: ۱۳۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

کر گئی تو یہ عورت کا ترکہ ہے، جو اس کے وارثین کا حق ہے اور اگر اولاد یا باپ نہ ہو، صرف ماں اور بھائی ہے تو مہر کا نصف، شوہر کا نصف، بقیہ وارثین کا جتنا شرع نے متعین کیا ہے؛ لیکن اگر اولاد چھوڑ کر فوت ہوئی تو مہر کا چوتھائی حصہ شوہر کا ہوگا اور بقیہ وارثین کے درمیان بمطابق شرع تقسیم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ**"(۱)

سوال (۵) اگر یاد نہ تھا کہ مہر کتنا مقرر ہوا اور عورت دس درہم سے زائد کی دعوے دار ہو اور مرد صرف دس درہم دینا چاہتا ہو تو ادائیگی کی صورت کیا ہوگی؟

الجواب بعون الملک الوهاب: زوج اور زوجہ میں جو اپنے دعوے پر گواہان عدول شرعی قائم کر دے گا، اس کے موافق فیصلہ کر دیا جائے گا اور دونوں اپنے مطابق گواہ شرعی دے دیں تو بیوی کے گواہ مقدم ہوں گے، اگر مہر مثل شوہر کی تائید کر دے، یوں ہی شوہر کے گواہ مقدم ہوں گے اگر مہر مثل بیوی کی تائید کر دے، کیوں کہ گواہی ظاہر کے خلاف کو ظاہر کرنے کے لیے ہوتی ہے اور اگر مہر مثل دونوں کے دعووں کے مابین ہے تو دونوں سے قسم لی جائے گی اور جس نے قسم سے انکار کر دیا، اس پر دوسرے کا دعویٰ لازم ہو جائے گا اور اگر دونوں نے قسم دے دی یا گواہ پیش کر دیے تو پھر قاضی مہر مثل پر فیصلہ دے۔

درمختار میں ہے:

"إن إختلفا (فی قدره حال قيام النكاح فالقول لمن شهد له مهر المثل) بيمينه (وأی أقام بينة قبلت) سواء (شهد مهر المثل له أو لها أو لا، وإن أقاما البينة فبينتها) مقدمة (إن شهد مهر المثل له، وبينته) مقدمة (إن شهد) مهر المثل (لها) لأن البينات لإثبات خلاف الظاهر (وإن كان مهر المثل بينهما تحالفا، فإن حلفا أو برهنا قضی به)"(۲)

---

(۱) پ:۴، سورۃ النساء، آیت:۱۲

(۲) الدر المختار ج:۴ ص:۲۹۷، كتاب النكاح/باب المهر، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

(۲۸)

باب الجھاز

(جہیز کا بیان)

سوال (۱) جہیز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جہیز کے تعلق سے حکم شرعی یہ ہے کہ لڑکا یا اس کے گھر والوں کا شادی کرنے کے لیے نقد روپے یا دیگر سامان کا مطالبہ کرنا ناجائز وحرام ہے، اس لیے کہ وہ رشوت کے حکم میں ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"لو أخذ أهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة كذافي البحر الرائق"(۱)

یعنی عورت کے گھر والوں نے رخصتی کے وقت کچھ لیا تھا تو شوہر کو اس کے واپس لینے کا شرعا حق ہے، اس لیے کہ وہ رشوت ہے۔تو جب لڑکے سے لینا رشوت ہے تو لڑکی والوں سے نکاح پر لینا بدرجۂ اولیٰ رشوت ہے۔اوحضور علیہ السلام نے رشوت دینے اور لینے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی لعنت سے بچیں اور اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔اور جو شخص محض مال ودولت کے لیے کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مزید تنگ دست بنادے گا۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"ومن تزوج لمالها لم يزده الله إلا فقراً"(۲)

لہذا مال ودولت کے لیے کسی عورت سے نکاح نہ کریں، نہ ہی لڑکی والوں سے نکاح کے عوض کسی چیز کا مطالبہ کریں اور مانگنے کی صورت میں لڑکی والے انھیں کچھ نہ

(۱)الھندیة،ج:۱ص:۳۵۹،کتاب النکاح/باب المھر،دار الکتب العلمیة،بیروت،لبنان
(۲)المعجم الاوسط،الجزء:۳،رقم الحدیث:۲۳۴۲،دار الحرمین

https://alislami.net

دیں۔اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ صراحتاً یا اشارۃً مطالبہ کیا جائے۔اور اگر اپنی خوشی سے لڑکی کے والدین لڑکی اور داماد کو کچھ تحفہ،نقد روپے یا دیگر سامان دیں تو کوئی حرج نہیں۔لیکن لڑکی والوں کا نمود ونمائش کے لیے یا معاشرتی دباو میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر دینا،ناجائز ہے؛لیکن یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ موجودہ زمانے میں جہیز کا جس طرح رواج ہے،وہ ایک بری رسم بن گئی ہے۔امیر وغریب ہر ایک کے لیے لازمی درجہ کی چیز ہوگئی ہے اور معاشرے میں اسے ضروری سمجھ کر نہ دینے والوں کو گری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس لیے لوگ نام آوری یا عزت بچانے کے لیے اپنی حیثیت سے زائد دینے کی کوششیں کرتے ہیں اور قرض میں بری طرح پھیس جاتے ہیں،لہذا ایسی بری رسموں کو سد باب بہت ضروری ہے۔

سوال (۲) جہیز کا مالک زوجہ کی حیات میں اس کا شوہر ہے یا وہ خود؟ نیز اگر شوہر بے اذن زوجہ اس میں تصرف کرے تو نافذ ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جہیز ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص ملک زوجہ ہوتا ہے،طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مرگئی تو اسی کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔شوہر کو کسی طرح کا استحقاق مالکانہ اس میں نہیں،نہ اس کا تصرف بے رضا و اذن زوجہ نافذ ہوگا۔(۱)

(۱) ملخصاً از فتاوی رضویہ،ج:۱۲ص:۲۰۲، ۲۰۳،رضا فاؤنڈیشن،لاہور

https://alislami.net

(۲۹)

باب نکاح الکافر والمرتد

(کافر اور مرتد کے نکاح کا بیان)

سوال (۱) دیو بندی یا وہابی کی لڑکی سنی بننے کو تیار ہو تو اس سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ نیز اگر نکاح کر دیا گیا تو بچے ثابت النسب ہوں گے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وہابی، دیو بندی اپنے کفریہ کلمات کی وجہ سے بلاشبہہ کافر و مرتد ہیں۔ جس کی تفصیل کتاب العقائد میں گزر چکی۔

اور مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"لایجوز للمرتد أن یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة و کذٰلک لایجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط"(۱)

مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ ایک استفتا کے جواب تحریر فرماتے ہیں:

> "سنی صحیح العقیدہ لڑکے کی شادی دیو بندی لڑکی سے ہرگز نہیں ہوسکتی، اگرچہ وہ سنی ہونے کے لیے تیار ہے۔ اس لیے کہ اس طرح کے موقع پر دیو بندی (وہابی) اپنا مطلب نکالنے کے لیے بظاہر سنی بن جاتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں اور کچھ دنوں بعد اپنے رشتہ دار کو دیو بندی (وہابی) بنا لیتے ہیں۔ ہاں اگر لڑکی کے سنی ہونے کے ساتھ اس کے گھر والے بھی سنی صحیح العقیدہ ہو جائیں تو دو تین سال تک دیکھا جائے کہ وہ سنیت پر قائم ہیں یا

---

(۱) الھندیة، ج:۱ ص:۳۱۰، کتاب النکاح، باب المحرمات، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

نہیں۔ جب خوب اطمینان ہوجائے کہ وہ سنیت پر قائم ہیں، تب ان سے رشتہ ہوسکتا ہے۔ اس سے پہلے ہرگز اجازت نہیں، جیسے کہ شراب پینے والا اگر توبہ کرلے تو فوراً اسے امام نہیں بنادیا جائے گا؛ بلکہ اطمینان کے لیے کچھ روز اسے دیکھا جائے گا۔“(۱)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”الفاسق إذا تاب لا تقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه أثر التوبة“(۲)

اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا تو اگر مرتد یا مرتدہ سے نکاح کردیا گیا تو یہ نکاح باطل ہے اور بچے بھی ثابت النسب نہ ہوں گے، بلکہ ولد الزنا ہوں گے۔

درمختار میں ہے:

”نكح كافر مسلمة فولدت منه لا يثبت النسب منه و لا تجب العدة لأنه نكاح باطل“(۳)

سوال (۲) مسلمان لڑکا غیر مسلم لڑکی سے شادی کرسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شادی کرسکتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ پہلے دل سے مسلمان ہوجائے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوئی تو حالت کفر میں کسی بھی غیر مسلم لڑکی سے مسلمان لڑکے کا نکاح نہیں ہوسکتا اور نہ کسی مسلم لڑکی سے غیر مسلم لڑکے کا نکاح ہوسکتا ہے۔ اگر ایسے لڑکے یا لڑکی باہم نکاح کرتے ہیں تو شرعاً وہ نکاح نہ ہوگا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے حق میں اجنبی رہیں گے، میاں بیوی نہ ہوں گے اور اللہ کی پناہ ہم بستری زنا ہے۔(۴)

---

(۱) فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ص:۴۳۴

(۲) الهندية، ج:۳ ص:۴۳۵، كتاب الشهادات، باب فيمن تقبل شهادته ومن لا تقبل، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۳) الدر المختار ج:۴ ص:۲۷۴، كتاب النكاح /باب المهر، دار الكتب العلمية، بيروت،

(۴) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص:۹۱

https://alislami.net

(۳۰)

کتاب الرضاع

(دودھ کے رشتے کا بیان)

سوال (۱) کتنے عمر تک بچے اور بچی کو دودھ پلانا جائز ہے؟ نیز کتنی چسکی سے رضاعت ثابت ہوگی؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بچہ ہو یا بچی دونوں صورتوں میں دو سال تک دودھ پلایا جانا مستحب ہے اور جواز ڈھائی سال تک ہے، اس کے بعد پلانا جائز نہیں۔

در مختار میں ہے:

"لقوله تعالیٰ (وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْراً) بناء على أن المدة لكل منهما ـــ (ولم يبيح الإرضاع بعد مدته) ـــ ومستحب إلى حولين، وجائز إلى حولين ونصف ـــ اه" (۱)

اور رہا مسئلہ رضاعت تو وہ ایک چسکی سے بھی ثابت ہوجائے گی، جب کہ مدت رضاعت میں ہو۔

شرح الوقایہ میں ہے:

"يثبت بمصة في حولين ونصف لا بعده" (۲)

سوال (۲) کیا پستان سے دودھ نکال کر پلایا تب بھی رضاعت ثابت ہوجائے گی؟

الجواب بعون الملک الوهاب: پستان سے دودھ نکال کر پلانے سے بھی رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ج: ۴ ص: ۳۹۷، کتاب النکاح /باب الرضاع، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) شرح الوقایۃ، ج: ۲ ص: ۶۴، کتاب الرضاع، قدر ما یثبت بہ الرضاع ومدتہ، میر محمد کتب خانہ، کراچی

https://alislami.net

ہندیہ میں ہے:

"کما یحصل الرضاع بالمص من الثدی یحصل بالصب والسعوط والوجود"(۱)

سوال (۳) زید نے ہندہ کا دودھ پیا تو کیا ہندہ کی وہ بچیاں یا رضاعی بیٹیاں بھی حرام ہو جائیں گی جو زید کے پیدا ہونے سے پہلے دودھ پی چکی ہیں یا زید کے دودھ پینے کے بعد پیدا ہوئی ہوں یا دودھ پی ہوں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہاں، سب حرام ہو جائیں گی۔

ہندیہ میں ہے:

"یحرم علی الرضیع۔۔۔أصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جمیعا حتی أن المرضعة لو ولدت من هٰذا الرجل أو غیره قبل هٰذا الإرضاع أو بعده أو إرضعت إمرأة من لبنه رضیعا فالکل إخوة الرضیع وإخواته وأولادهم أولاد إخوته وأخواته وأخو الرجل عمه وأخته وعمته وأخو المرضعة خاله وأختها خالته وکذا فی الجد والجدة"(۲)

(۱) الھندیة، ج: ۱ ص: ۳۷۷، کتاب الرضاع، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
(۲) الھندیة، ج: ۱ ص: ۳۷۶، کتاب الرضاع، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

(۳۱)

کتاب الطلاق

(طلاق کا بیان)

سوال (۱) شراب کے نشے میں طلاق دی تو کیا حکم ہے؟ نیز کیا غصہ کی حالت میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر شراب یا نبیذ کے نشے میں طلاق دی تو طلاق پڑ جاتی ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"طلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ هو مذهب أصحابنا رحمهم الله"(۱)

اور غصہ کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، بلکہ اکثر طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے اور وقوع طلاق کے بارے میں لاعلمی شرعاً مسموع نہیں۔ (۲)

سوال (۲) بیک وقت اگر کسی نے تین طلاق دی تو تین پڑیں یا ایک؟

الجواب بعون الملک الوهاب: تین طلاقیں پڑیں گی، اس پر جمہور صحابہ و تابعین وائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ایک جلسہ میں تین طلاق ہوجانے پر جمہور صحابہ و تابعین وائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور امام اجل ابو ذکریا نووی شافعی شرح صحیح مسلم شریف میں فرماتے ہیں: قال

(۱) الهنديه، ج: ۱ ص: ۳۸۷، ۳۸۸، كتاب الطلاق/الباب الأول فی تفسيره وركنه وشرطه، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۲ میں ص: ۱۱۱، پر ہے۔

https://alislami.net

الشافعي ومالک وابو حنيفة واحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث''یعنی امام شافعی، امام مالک، امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد اور جمہور علماے خلف اور سلف نے فرمایا تین طلاقیں واقع ہوں گی''(۱)

شرح الوقایہ میں ہے:

''فإن طلقها ثلاثا قبل الوطی وقعن فإن فرق بانت بالأولیٰ''(۲)

سوال (۳) زبان سے کہتا ہے کہ بیوی کو طلاق دی، مگر طلاق نامہ پر کسی اور کا نام لکھا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: طلاق دینے میں تحریر ضروری نہیں کہ اس میں اصل زبان ہی سے طلاق دینا ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''تحریری طلاق ہونا کوئی ضروری نہیں، جب زید نے زبان سے طلاق دے دی طلاق ہوگئی''(۳)

لہذا اگرچہ طلاق نامہ میں اپنی بیوی کی جگہ کسی اور کا نام لکھوا دیا، لیکن جب وہ اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بیوی کو طلاق پڑ جائے گی۔

سوال (۴) کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھ کو طلاق دی ایک دو تین تو کون سی طلاق پڑی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔(۴)

---

(۱) ملخصا از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲ ص:۳۷۷، ۳۷۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) شرح الوقاية، ج:۲ ص:۸۵ کتاب الطلاق /الفاظ تقع بها واحدة بائنة، میر محمد کتب خانه، کراچی

(۳) فتاویٰ مصطفویہ، ص:۳۶۶

(۴) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۲ میں، ص:۸ پر ہے۔

https://alislami.net

سوال (۵) اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو میرے کام کی نہیں، پھر اس نے کہا کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی تو اس صورت میں طلاق پڑی کہ نہیں؟ نیز اگر صرف یہ کہا میں تجھے نہیں رکھوں گا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر شوہر نے واقعی یہ کہا ''میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو میرے کام کی نہیں'' تو دو طلاق بائن پڑ گئی، عورت نکاح سے خارج ہوگئی۔ اگر پہلے اسے کبھی طلاق نہ دی تھی تو عورت کی مرضی سے جدید مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے؛ لیکن پھر کبھی ایک طلاق دے گا تو تین مکمل ہو جائیں گی اور بغیر حلالہ اس کو نکاح میں نہیں لا سکے گا۔ ذلک لأن اللفظ الأول صرح والثانی کنایة یحتمل السب وقد صار الحال باللفظ الأول حال المذاکرة فوقع به بائن فجعل الأول ایضا بائنا '' یعنی اس وجہ سے دو بائن پڑ رہی ہیں کہ پہلا لفظ طلاق میں صریح اور دوسرا کنایہ ہے جو کہ ڈانٹ کا بھی احتمال رکھتا ہے جب کہ پہلے لفظ کی وجہ مذاکرۂ طلاق کی حالت ہوگئی تو اس قرینہ کی وجہ سے کنایہ کا لفظ بھی طلاق بائنہ قرار پائے گا جس کی وجہ سے صریح لفظ بھی بائنہ کے حکم میں ہو جائے گا۔ (۱)

اور شوہر کا یہ کہنا ''میں تجھے نہیں رکھوں گا'' اس جملے سے طلاق نہیں پڑتی۔ (۲)

سوال (۶) اگر شوہر نے بیوی سے کہا ''طلاق لے لو، جاؤ'' تو اس سے کون سی طلاق پڑے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شوہر کا صرف یہ قول 'طلاق لے' طلاق صریح ہے۔ لہذا صرف اتنے ہی سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

''خذی طلاقک فقالت أخذت فقد صح الوقوع به بلا أشتراط نیة کمافی الفتح وکذالایشترط قولها أخذت کمافی البحر'' (۳)

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۲ ص: ۵۷۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۲ ص: ۱۳۳ پر ہے۔

(۳) ردالمحتار ج: ۴ ص: ۴۵۹، کتاب الطلاق / باب الصریح، دار الکتب العلمیة، بیروت

اوراس کا یہ قول ''جاؤ'' کنایہ ہے،اس جملے سے ایک یا دوطلاق کی نیت کرنے سے ایک طلاق بائن پڑ جائے گی ۔اب یہاں صریح اور بائن کا اختلاط ہوا اور صریح بائن کے اختلاط میں صریح بھی بائن ہوجا تا ہے،لہذا ایک یا دو کی نیت سے دوطلاق بائن پڑ جائے گی اور ثانی جملے سے تین کی نیت کرنے میں تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور بصورت عدم نیت طلاق از جملۂ ثانی کوئی طلاق نہ پڑے گی،صرف پہلے ہی جملے سے ایک طلاق رجعی پڑے گی ۔ایسا ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس طرح کے سوال (میں نے تجھے طلاق دی تو میرے گھر سے نکل جا) کے جواب میں فرمایا:

''زید نے اس لفظ سے ''تو میرے گھر سے نکل جا'' اگر طلاق کی نیت کی تھی ،دوطلاق بائن پڑیں ۔''فإن البائن یلحق الصریح والرجعی یصیر بلحوق البائن بائنا'' ورنہ ایک طلاق رجعی پڑی ۔''لأن أخرجی مما یحتمل ردا فلا یقع بہ بلا نیۃ وإن کانت الحال حال المذاکرۃ لتقدم التطلیق کما نصوا علیہ۔۔۔الخ''(۱)

ہندیہ میں ہے:

''ولو طلق منکوحتہ الحرۃ واحدۃ ثم قال لھا أنت بائن ونوی ثنتین کانت واحدۃ حتی لو نوی الثلاث تقع کذا فی محیط السرخسی۔۔۔۔و الطلاق البائن یلحق الطلاق الصریح بأن قال لھا:أنت طالق ثم قال لھا:أنت بائن تقع طلقۃ أخریٰ''(۲)

سوال (۷)بذریعۂ خط طلاق معتبر ہوگی یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوہاب: طلاق معتبر ہوجائے گی جب کہ شوہر نے لکھ کر

(۱)ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ،ج:۵ص:۶۷۲،رضا اکیڈمی ممبئی

(۲)الھندیۃ،ج:۱ ص:۴۱۱ تا ۴۱۳،کتاب الطلاق،باب فی إیقاع الطلاق،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،لبنان

https://alislami.net

بھیجا ہے یا دوسرے سے لکھوا کر روانہ کیا ہے۔

سوال (۸) اگر کسی نے لوگوں کے درمیان اپنی بیوی کے متعلق کہا ''میری بیوی کو طلاق سمجھی جائے'' تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شوہر کے اس قول سے ''میری بیوی کو طلاق سمجھی جائے'' طلاق واقع نہ ہوگی۔ جیسا کہ قاضی خان میں ہے:

''إمرأة قالت لزوجها مرا طلاق ده۔۔۔ فقال الزوج دادہ انگار أو قال کردہ انگار، لا یقع الطلاق، وإن نوی کأنہ قال لھا بالعربیة إحسبی أنک طالق، وإن قال ذلک لا یقع، وإن نوی'' (۱)

سوال (۹) کیا حلالہ کے لیے شوہر ثانی کا ہم بستری کرنا ضروری ہے؟ نیز کنڈوم سے حلالہ ہو جائے گا؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی ہاں۔ شوہر ثانی کا ہم بستری کرنا ضروری ہے، ورنہ وہ شوہر اول سے نکاح نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ سرکار علیہ السلام نے رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی مطلقہ عورت سے کہا تھا کہ جب انھوں نے عبد الرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آنے کے بعد بغیر جماع کے حضرت رفاعہ کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی تو آپ نے فرمایا: نہیں یہاں تک کہ تم اس کا مزہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ چکھ لے۔

بخاری شریف میں ہے:

''جاءت إمرأة رفاعة القرظی النبی ﷺ فقالت: کنت عند رفاعة فطلقنی، فأبت طلاقی، فتزوجت عبد الرحمن بن زبیر، إنما معه مثل هدبة الثوب، فقال: أتریدین أن ترجعی إلی رفاعة؟ لا، حتی تذوقی عسیلتک ویذوق عسیلتک'' (۲)

---

(۱) فتاویٰ قاضی خان، ج: ۱ ص: ۴۰۰، کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
(۲) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۳۹، کتاب الشھادات، باب شھادۃ المختبی

https://alislami.net

ہندیہ میں ہے:

”إن كان الطلاق ثلاثا ۔۔۔لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحاويدخل بهاثم يطلقهاأويموت عنها كذافي الهداية“(۱)

اور رہا کنڈوم سے حلالہ کا مسئلہ تو اس کو لگا کر حلالہ کرنے سے حلالہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ کنڈوم کی وضع اسی غرض کے لیے ہوتی ہے کہ میاں بیوی جماع کی لذت سے لطف اندوز ہوں اور استقرار نہ ہو۔کنڈوم زوجین کو ایک دوسرے کے عضو خاص کی حرارت محسوس ہونے سے مانع نہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس کا استعمال عام ہے۔اس کی نظیر فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ شوہر نے آلۂ تناسل پر کپڑا لپیٹ کر جماع کیا اور وہ حرارت محسوس ہونے سے مانع نہیں تو حلالہ صحیح ہے۔(۲)

سوال (۱۰) کیا حالت حمل اور غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جی،ہاں۔حالت حمل اور غصہ میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سوال (۱۱) عورت کہتی ہے کہ شوہر نے مجھے تین طلاق دی اور وہ اقرار نہیں کرتا ہے تو کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: عورت اپنے قول پر گواہ پیش کر کے چھٹکارا حاصل کرے اور جب گواہ نہ ہوں تو صرف اس کا بیان ”میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دی“ فضول ہے،جب تک شوہر اقرار نہ کرلے؛لیکن جب طلاق دینے کا یقین ہے اور گواہ پیش کرنے سے قاصر ہے تو جس طرح بھی ہو سکے اس سے چھٹکارا حاصل کرلے،اگرچہ روپیہ،پیسہ،وغیرہ دینا پڑے۔(۳)

---

(۱)الهندية،ج:۱ ص:۵۰٦،كتاب الطلاق /باب في الرجعة وفيما تحل به المطلقة، دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

(۲)ملخصاً از آپ کے مسائل،ص:۱۴۸

(۳)ایسا ہی فیض الرسول،ج:۲ میں،ص:۱۵۵ پر ہے۔

https://alislami.net

سوال (۱۲) اگر حالت حیض میں طلاق دی تو طلاق پڑی کہ نہیں؟ نیز عدت میں وہ حیض شمار ہوگا کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب کبھی بھی شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے گا تو طلاق پڑ جائے گی خواہ وہ حیض کی حالت میں ہو یا نہ ہو۔ اور مطلقہ عورتیں (حیض والی) تین حیض تک عدت گزاریں گی اور وہ حیض جس میں طلاق دی وہ عدت میں شمار نہ ہوگا۔

سوال (۱۳) شوہر کو یاد نہیں کہ دو طلاق دی یا تین تو کتنی مانی جائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: صورت مذکورہ میں دو طلاق مانی جائے گی۔

درمختار میں ہے:

"ولو شک طلق واحدة أو أكثر مبني على الأقل"(۱)

سوال (۱۴) موبائل کال یا بذریعہ میسیج طلاق دینے سے طلاق پڑے گی کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: میسیج کی حیثیت خط و کتابت جیسی ہے اور خط و کتابت کے ذریعہ اگر کسی نے طلاق دیا تو بلا شبہہ طلاق پڑ جائے گی۔ ہاں! شوہر کا اقرار بھی ہونا چاہیے۔ لہذا میسیج کے ذریعے بھی طلاق دینے سے طلاق پڑ جائے گی۔ اس مسئلہ پر شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کے فقہی سیمینار میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ اگر بذریعۂ خط و کتابت طلاق دے دی جائے تو طلاق پڑ جائے گی بہ شرطے کہ شوہر اقرار کرے۔ اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"اگر سلیمان کو اس تحریر پر اقرار ہے تو بے شک صغریٰ پر تین طلاقیں ہو گئیں"(۲)

اسی طرح کا ایک استفتا فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ شوہر (زید) نے یہ لکھ دیا کہ میری طرف سے (ہندہ) کو تین مرتبہ فارغ خطی ہے۔ کیا اس صورت میں طلاق واقع

(۱) الدر المختار ج:۴ ص:۵۰۸، کتاب الطلاق/باب الصریح، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۵ ص:۶۵۳، رضا اکیڈمی ممبئی

https://alislami.net

ہوئی یا نہیں؟ تو اس کا جواب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے یوں دیا:

''صورت مستفسرہ میں تین طلاقیں ہوگئیں، زید کے پاس ہندہ کو جانا حرام ہے۔''(۱)

اب ہم غور کرتے ہیں کہ جب میسیج کے ذریعے طلاق دینے سے طلاق پڑ جا رہی ہے جب کہ اس میں کافی ابہام ہے، اگر چہ اس کا ازالہ شوہر کے اقرار پر ہے تو فون میں تو ابہام اس سے کم ہے تو اگر شوہر اس میں اقرار کر رہا ہے تو طلاق بلاشبہہ اس میں بھی پڑ جائے گی۔ اس کی تائید میں ایک استفتا اور اس کا جواب مندرجہ ذیل ہے:

''وہ یہ ہے کہ میرے والد اور سسر کی وجہ سے آج مجھے یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے، اس لیے میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا، اس کے بعد زید نے ایک طلاق اپنی بیوی کو دے دی اور پھر سسر کو فون کر کے بولا کہ میں نے طلاق دے دی ہے''

مذکورہ بالا استفتا کے جواب میں سراج الفقہا مفتی نظام الدین دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

''اگر واقعہ کے مطابق اور صحیح ہے تو زید کی بیوی پر طلاق دیتے ہی ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی تھی۔ فون پر اس نے اپنے سسر سے جو کچھ کہا وہ دی ہوئی طلاق کی خبر ہے، اس کا طلاق کے وقوع سے کوئی تعلق نہیں۔''(۲)

ایسا نہیں کہ اس نے جو فون پر اپنے سسر سے کہا کہ میں نے طلاق دے دی تو دوسری طلاق پڑ جائے گی؛ بلکہ وہی طلاق کی خبر ہے جو اس نے پہلے ہی دی تھی۔ لہذا اس نے جب فون کر کے کہا کہ میں نے طلاق دے دی اور پوچھنے پر اقرار بھی کر رہا ہے تو بلاشبہہ طلاق پڑ جائے گی اور اگر انکار کر رہا ہے کہ میں نے فون ہی نہیں کیا تھا، بلکہ دوسرا

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۱۷۷، رضا اکیڈمی ممبئی

(۲) آپ کے مسائل، ص:۱۵۱، ۱۵۲

https://alislami.net

کوئی فون کیا تھا تو شوہر ہی کی بات مع القسم معتبر ہوگی، اس لیے کہ آواز آواز کے مشابہ ہوا کرتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی دوسرا شخص آواز تبدیل کر کے بات کر رہا ہو اور طلاق دے دیا ہو۔ لہذا بر بنائے اقرار شوہر حکم طلاق کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ورنہ نہیں۔

سوال (۱۵) فاحشہ عورت کو طلاق دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بلاشبہہ جائز اور مباح ہے۔ اور طلاق کے مباح ہونے میں علمائے کرام کے تین اقوال ہیں:

(۱) یہ کہ طلاق مطلقا مباح اگرچہ بلا وجہ دی جائے۔

(۲) یہ کہ بیوی کے بڑھاپے یا اس کی آوارگی یا بدوضعی کے بغیر شوہر کے لیے طلاق دینا مباح نہیں؛ لیکن یہ قول ضعیف ہے۔

(۳) یہ کہ اگر شوہر کو طلاق کی کوئی حاجت ہے تو مباح ہے، ورنہ ممنوع ہے۔ یہی قول دلائل سے مؤید ہے۔ لہذا عورت میں جب آوارگی پائی جائے تو تینوں اقوال پر طلاق کا مباح ہونا محقق ہے، بلکہ عورت کا فسق اور کسی حرام فعل کا ارتکاب ثابت ہے تو طلاق دینا مستحب ہے۔ (۱)

سوال (۱۶) کسی کو دھمکی دے کر یا جبرا طلاق نامہ پر دستخط کرا دیا یا طلاق نامہ لکھوا دیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی شوہر کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا (اور مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے، محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھ دینا یا دستخط کر دینا یا بڑا ہے، اس کی بات کیسے کاٹی جائے۔ یہ مجبوری نہیں) اور اس نے لکھ دیا، مگر نہ دل میں ارادہ ہے، نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق نہ ہوگی اور اگر دل میں ارادۂ طلاق تھا یا زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق ہو جائے گی۔ (۲)

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۲ میں ص: ۳۲۱، ۳۲۲ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۷ میں ص: ۱۱۵ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

سوال (۱۷) غیر مدخولہ بیوی کو تین مرتبہ یوں کہا ''میں نے تجھے طلاق دیا'' تو کون سی طلاق واقع ہوئی اور اگر یوں کہا ''میں نے تمھیں تین طلاقیں دیں'' تو کتنی طلاقیں پڑیں گی؟ نیز کس میں حلالہ کی ضرورت ہے اور کس میں نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: غیر مدخولہ بیوی کو تین مرتبہ یوں کہا ''میں نے تجھے طلاق دیا'' تو اس پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور دو طلاقیں لغو ہو جائیں گی کہ وہ اب وقوع طلاق کا محل نہ رہی، لہذا اس صورت میں بغیر حلالہ بیوی کو اپنے نکاح میں لایا جا سکتا ہے اور اگر کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو یوں کہا ''میں نے تجھے تین طلاقیں دیں'' تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور عورت مغلظہ ہو جائے گی کہ بغیر حلالہ شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی۔

ہندیہ میں ہے:

''إذا طلق الرجل إمرأته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها فإن فرق الطلاق بانت بالأولىٰ ولم تقع الثانية والثالثة وذلک مثل أن يقول أنت طالق طالق طالق''(۱)

سوال (۱۸) شوہر نے بیوی سے کہا ''جہاں جانا چاہتی ہو چلی جاؤ'' تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر شوہر نے یہ جملہ ''جہاں جانا چاہتی ہو چلی جاؤ'' بہ نیت طلاق کہا تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو گئی اور عورت نکاح سے نکل گئی؛ لیکن اس سے بلا حلالہ اس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کیا جا سکتا ہے، جب کہ اس سے پہلے عورت کو دو طلاقیں نہ دے چکا ہو اور اگر وہ قسم کھا کر انکار کر دے کہ میں نے یہ الفاظ بہ نیت طلاق نہیں کہے تھے تو طلاق نہ مانی جائے گی اور اگر جھوٹی قسم کھائے گا تو وبال اس پر ہوگا۔(۲)

---

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۴۰۹، كتاب الطلاق /باب فى ايقاع الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۲ میں، ص: ۵۷۲، پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

https://alislami.net

سوال(۱۹)اگر قرآن اٹھا کر شوہر نے کہا ''جاؤ تم آج سے میری بیوی نہ رہی نہ ہم تمہارے شوہر تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب:اگر شوہر نے دونوں جملوں (یعنی ''جاؤ'' اور ''تم میری بیوی نہ رہی'') سے یا صرف ''جاؤ'' سے یا صرف دوسرے جملے ''تم میری بیوی نہ رہی'' سے طلاق کی نیت کی خواہ ایک طلاق کی یا دو طلاق کی جب بھی ایک طلاق بائن پڑے گی اور دوسرے جملے کا اعتبار نہ ہوگا اس لیے کہ بائن کو بائن لاحق نہیں ہوتی جب کہ صریح کو بائن لاحق ہو جاتی ہے اس صورت میں عدت کے بعد یا اندر دونوں صورتوں میں عورت کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے؛لیکن اگر دونوں جملوں سے یا صرف ایک سے تین طلاق کی نیت کی تو طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ پھر بغیر حلالہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ''(۱)

شرح وقایہ میں ہے:

''وكنايته ما لم يوضع له وإحتماله وغيره فلا تطلق إلا بنيته أو دلالة الحال ومنها---إذهبي---تقع واحدة بائنة إن نواها أو ثنتين وثلث إن نواه''(۲)

تبیین الحقائق میں ہے:

''(وتطلق بلست لي إمرأة أو لست لك بزوج إن نوى طلاقاً)''(۳)

سوال(۲۰)مرد نے پہلے کہا ''تم میرے گھر سے نکل جاؤ'' پھر کہا ''تمہارا میرے ساتھ نکاح ہی نہ ہوا تو طلاق کیسی؟ تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب:مرد کا پہلا قول ''تم میرے گھر سے نکل جاؤ'' اور دوسرا قول ''تمہارا میرے ساتھ نکاح ہی نہ ہوا'' دونوں کنایات طلاق

---

(۱) پ:۲ سورۂ بقرہ، آیت:۲۳۰

(۲) ملتقطاً از شرح الوقاية، ج:۲ ص:۸۶، ۸۷ میر محمد، کتب خانہ، آرام باغ، کراچی

(۳) تبيين الحقائق، ج:۳ ص:۸۳، كتاب الطلاق، باب الكنايات، دار الكتب العلمية۔

سے ہے لہذا دونوں اقوال سے یا کسی ایک قول سے ایک طلاق یا دو طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو طلاق مغلظہ پڑ گئی ۔لہذا مغلظہ کی صورت میں بغیر حلالہ وہ شوہر اول کے لیے حلال نہ ہوگی ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ"(۱)

ہندیہ میں ہے:

"لو قال لها لا نكاح بيني وبينك يقع الطلاق إذا نوى"(۲)

سوال (۲۱) اگر مرد نے کہا "میں نے اسے آزاد کیا" تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ کہا تو طلاق بائن واقع ہوئی، ورنہ کوئی طلاق واقع نہ ہوئی ۔

ہندیہ میں ہے:

"لو قال أعتقتك طلقت بالنية كذا في معراج الدراية"(۳)

سوال (۲۲) اگر مرد نے کہا "میں نے تجھے چھوڑ دیا، تو میرے کام کی نہیں" تو کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر واقعی ایسا ہی بیان ہے تو دو طلاق بائن پڑ گئی ، اس لیے کہ پہلا جملہ صریح ہے اور دوسرا کنایہ اور عورت نکاح سے خارج ہوگئی ۔اگر پہلے کبھی اسے کوئی طلاق نہ دی تھی تو عورت کی مرضی سے اس سے مہر جدید کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتا ہے اور اگر پھر کبھی ایک طلاق دے گا تو تین ہو جائیں گی ، پھر بے حلالہ نکاح نہ کرسکے گا اور اگر عورت اس سے دوبارہ نکاح کرنے پر راضی نہیں تو اس پر جبر نہیں کرسکتا اور اگر پہلے کبھی اسے ایک طلاق دے چکا تھا تو اب تین ہو جائیں

---

(۱) پ:۲ سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۰

(۲) الهندية، ج: ۱ ص: ۴۱۱، كتاب الطلاق / باب في ايقاع الطلاق، دار الكتب العلمية

(۳) الهندية، ج: ۱ ص: ۴۱۲، كتاب الطلاق / باب في ايقاع الطلاق، دار الكتب العلمية،

https://alislami.net

گی، پس بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکے گا۔

"ذلک لأن اللفظ الأول صریح و الثانی کنایة یحتمل السب و قد صار الحال باللفظ الأول حال المذاکرة فوقع به بائن فجعل الأول ایضا بائنا"(۱)

سوال (۲۳) زید نے اپنی زوجہ سے جھگڑے کے درمیان کہا "اگر اپنے میکے گئی تو تجھے تین طلاق" اب زید اپنی زوجہ کو میکہ جانے کی اجازت دیتا ہے، کیا اس کی زوجہ اپنے والدین کے گھر زید کی اجازت کے بعد جا سکتی ہے؟ کیا کوئی صورت ایسی ہے کہ ہندہ اپنے والدین کے گھر چلی جائے اور اس پر تین طلاق واقع بھی نہ ہو؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بعد اجازت بھی نہیں جا سکتی، اگر جائے گی تو تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی۔

ہندیہ میں ہے:

"وإن کان الشرط مقدما على الجزاء فإن کان الجزاء إسما فإنما یتعلق بالشرط إذا ذکر الجزاء بحرف الفاء حتى إن قال لإمرأته إن دخلت الدار فأنت طالق یتعلق الطلاق بالدخول"(۲)

ہاں! ایک صورت ہے کہ شوہر اس کو قبل دخول دار میکہ ایک طلاق رجعی دے دے اور عدت کے بعد وہ میکہ چلی جائے، پھر دوبارہ اس سے نکاح کر لے اور وہ میکے آتی جاتی رہے تو طلاق واقع نہ ہوگی، اس لیے کہ شرط پائی جانے سے تعلیق ختم ہو جاتی ہے اگرچہ شرط اس وقت پائی گئی کہ عورت نکاح سے نکل گئی ہو اور یہاں شرط اس وقت پائی گئی کہ جب عورت نکاح میں نہ تھی۔

ہندیہ میں ہے:

"ولو قال لإمرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق، فطلقها قبل وجود الشرط

(۱) ملخصاً از فتاوی رضویہ، ج: ۱۲ ص: ۱۵۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الهندیة، ج: ۱ ص: ۴۸۸، کتاب الطلاق، فصل الثالث فی تعلیق الطلاق بکلمة "إن" و"إذا" وغیرها، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

ومضت العدة ثم دخلت ،تنحل اليمين ولم يقع بشيئ كذا في الكافی"(۱)

سوال(۲۴)شوہر نے کہا"دماغ مت خراب کرو ورنہ ماردوں گا"بیوی نے کہا"اگر تم مارو گے تو میں بھی ماروں گی"تب شوہر نے کہا"اگر تم ماروگی تو طلاق طلاق طلاق"تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:اگر مرد نے تعلیق کی نیت کی ہے اور عورت مدخولہ ہے تو اس عورت کے مارنے پر تین طلاق واقع ہوجائے گی اور اگر مرد نے تعلیق کی نیت نہ کی؛ بلکہ بطور سزا یہ جملہ کہا یعنی مقصد یہ تھا کہ اگر تو مارنے کو کہتی ہے تو طلاق ،تو اس صورت میں فوراطلاق واقع ہوجائے گی،اگر چہ وہ نہ مارے۔(۲)

سوال(۲۵)اگر تم میری اجازت کے بغیر کمرہ میں گئی تو تجھے طلاق تو اگر وہ کمرہ میں بغیر اجازت گئی تو کون سی طلاق پڑی؟

الجواب بعون الملک الوھاب:اگر عورت مدخولہ ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوئی اور اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق بائن واقع ہوئی۔

سوال(۲۶)اگر شوہر نے اپنے خسر سے کہا"اگر میں ۱رجنوری تک آپ کے گھر نہ آؤں تو میری بیوی کو طلاق سمجھی جائے"لیکن تاریخ مذکورہ پر نہ گیا تو طلاق پڑی کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب:طلاق واقع نہ ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

"إمرأة قالت لزوجها مرا طلاق ده۔۔۔فقال زوج داده انگار أو کرده انگار لا یقع الطلاق وإن نوی کأنه قال لها بالعربیة إحسبی انک طالق وإن قال ذلک لا یقع،وإن نوی"(۳)

---

(۱)الهندية ،ج:۱ ص:۴۸۴ ،کتاب الطلاق ،فصل الثالث فی تعليق الطلاق بكلمة "إن" و"إذا" وغيرها،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

(۲)ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول،ج:۲میں ص:۲۶۷ پر ہے۔

(۳)فتاویٰ قاضی خان،ج:۱ ص:۴۰۰،کتاب الطلاق،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

https://alislami.net

(۳۲)

باب الخلع

(خلع کا بیان)

سوال (۱) خلع کسے کہتے ہیں؟ کیا خلع کے لیے شریعت نے کچھ مال رکھا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں، عورت کا قبول کرنا شرط ہے، بغیر اس کے قبول کیے خلع نہیں ہو سکتا اور اس کے الفاظ معین ہیں۔ ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔ (۱)

خلع کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

(۱) شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے اتنے پر خلع کیا، عورت نے جواب میں کہا میں راضی ہوگئی تو خلع صحیح ہوگیا۔ یوہیں اگر عورت نے کہا مجھ کو ہزار روپے کے بدلے میں طلاق ہے، شوہر نے کہا، ہاں۔ تو ہوگئی۔

(۲) اگر شوہر نے یہ کہا کہ فلاں چیز کے بدلے میں نے تجھ سے خلع کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے، طلاق واقع نہ ہوگی اور عورت کے قبول کرنے کے بعد اگر شوہر کہے کہ میری مراد طلاق نہ تھی تو اس کی بات نہ مانی جائے گی۔

(۳) خرید و فروخت کے لفظ سے بھی خلع ہوتا ہے۔ مثلاً مرد نے کہا میں نے تیرا امر یا تیری طلاق تیرے ہاتھ اتنے کو بیچی، عورت نے اسی مجلس میں کہا میں نے قبول کی، طلاق واقع ہوگئی۔ یوہیں اگر مہر کے بدلے میں بیچی اور اس نے قبول کی۔ ہاں! اگر اس کا مہر شوہر پر باقی نہ تھا اور یہ بات شوہر کو معلوم تھی، پھر بھی مہر کے بدلے بیچی تو طلاق رجعی ہوگی۔

(۴) لوگوں نے عورت سے کہا تو نے اپنے نفس کو مہر و نفقۂ عدت کے بدلے خریدا، پھر شوہر سے کہا تو نے بیچا، اس نے کہا ہاں، تو خلع ہوگیا۔ (۲)

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۸، ص: ۱۹۴ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۸ میں، ص: ۱۹۵ تا ۱۹۹ پر ہے (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

شریعت نے اس کے لیے مال کی کوئی مقدار متعین نہیں فرمائی ہے۔اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زیادتی شوہر کی طرف سے ہےتو اس کے لیےتھوڑا مال بھی لینا حلال نہیں اور اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہے تو شوہر خلع کے بدلے میں صرف مہر معاف کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے،لہذا عورت کا نفقہ سے اپنے کو بری کرنے کا مطالبہ کرنا اور پوری شادی کا خرچ لینا مکروہ ہے۔(۱)

ہندیہ میں ہے:

"إن كان النشوز من قبل الزوج فلا يحل له أخذ شيئى من العوض على الخلع ۔۔۔۔وإن كان النشوز من قبلها كرهنا له أن ياخذ الأكثر مما أعطاها من المهر "(۲)

درمختار میں ہے:

"(وكره)تحريما (أخذ شيئ)ويلحق به الإبرار عما لها عليه(إن نشز وإن نشزت لا)ولو منه نشوز ايضا ولو بأكثر مما أعطاها على الأوجه۔فتح۔وصحح الشمنى كراهة الزيادة،وتعبير الملتقى لا بأس به يفيد أنها تنزيهية"(۳)

سوال(۲) کیا بلاضرورت خلع کا مطالبہ کرنا درست ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بلاضرورت خلع کا مطالبہ کرنا ناجائز وحرام ہے۔ایسی عورتوں کے متعلق حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔جیسا کہ ابو داؤد شریف میں ہے:

"قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم "أيما إمرأة سالت زوجها طلاقا فى غير ما بأس، فحرام عليها رائحة الجنة"(۴)

---

(۱)ایسا ہی بہارشریعت،حصہ:۸ص:۱۹۴پر ہے۔(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

(۲)الهندية، ج:۱ ص:۵۱۹،كتاب الطلاق /باب فى الخلع وما فى حكمه،ملخصا،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

(۳)الدر المختار ج:۵،ص:۹۴،۹۳،كتاب الطلاق/باب الخلع،دار الكتب العلمية،

(۴)سنن أبى داؤد،رقم الحديث:۲۲۲۶،كتاب الطلاق،باب فى الخلع

https://alislami.net

(۳۴)

باب العنین

(نامرد کا بیان)

سوال (۱) نامرد کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نامرد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت اس کے ساتھ نہ رہنا چاہے تو قاضی کے پاس دعویٰ کرے اور قاضی شوہر سے پوچھے۔ اگر شوہر نامرد ہونے کا اقرار کرے تو اس کو علاج کے لیے ایک سال کی مہلت دے یہ سال بھر کی مہلت دعویٰ کرنے کے بعد کی ہے، دعویٰ سے قبل کا زمانہ شمار نہ ہوگا۔ تو اگر سال کے اندر شوہر نے ہم بستری کر لی تو عورت کا دعویٰ ساقط ہو جائے گا اور اگر ہم بستری نہ کی اور عورت جدائی کی طلب گار ہے تو قاضی شوہر کو طلاق دینے کو کہے۔ پس اگر وہ طلاق دے دے تو ٹھیک، ورنہ قاضی خود ہی تفریق کر دے۔

ہندیہ میں ہے:

”إذا رفعت المرأة زوجها إلى القاضی وإدعت أنه عنین وطلبت الفرقة فإن القاضی یسئاله هل وصل إلیها أو لم یصل فإن أقر انه لم یصل أجله سنة۔۔۔إبتداء التاجیل من وقت المخاصمة۔۔۔إن إختارت الفرقة (بعد مضی الأجل) امر القاضی أن یطلقها طلقة بائنة فإن أبی فرق بینهما“(۱)

سوال (۲) کیا شوہر نامرد ہو تو بیوی بلا طلاق دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نہیں۔ بلا طلاق اس کے لیے دوسرا نکاح کرنا حرام ہے؛ بلکہ اس کے لیے حکم ہے کہ ضلع کے قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم کے پاس دعویٰ کرے، جب قاضی یا عالم کو یقین ہو جائے کہ فی الواقع شوہر جماع کرنے پر قادر نہیں تو وہ شوہر کو علاج کے لیے مکمل ایک سال کی مہلت دے اور اس مدت میں عورت شوہر سے الگ نہ رہے۔ اگر سال

https://alislami.net

گزرنے پر بھی شوہر جماع کرنے پر قادر نہ ہو تو عورت پھر دعویٰ کرے اور قاضی یا عالم پھر جماع پر قدرت اور عدم قدرت کے متعلق تحقیق کرے۔ اگر جماع پر عدم قدرت ثابت ہو جائے تو عورت کو اختیار دے کہ چاہے اس شوہر کے ساتھ رہنا پسند کرے، چاہے تو جدا ہو جائے۔ لہٰذا اگر عورت بلا توقف تفریق چاہے تو قاضی یا عالم، شوہر کو طلاق کا حکم دے۔ اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرے تو قاضی یا عالم خود ہی تفریق کر دے، پھر عورت چاہے تو دوسرا نکاح کر سکتی ہے، ورنہ نہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے:

"(لو وجدته عنينا أجل سنة قمرية ورمضان وأيام حيضها منها لا مدة) حجها وغيبتها و(مرضه ومرضها فإن وطئ)مرة فبها (وإلا بانت بالتفريق)من القاضي إن أبى طلاقها (بطلبها وإن إختارته)ولو دلالة (بطل حقها، كما لو)وجد منها دليل إعراض بأن (قامت من مجلسها أو أقامها أعوان القاضي)أو قام القاضي (قبل أن تختار شيئاً)به يفتى۔۔۔ (۲)

سوال (۳) عنین کی بیوی کو مطالبۂ حقِ فسخ حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عنین کی بیوی کو مطالبۂ حقِ فسخ حاصل ہے، یعنی اس کی بیوی تفریق چاہتی ہے تو قاضی بعد مرافعہ تفریق کر دے گا، بہ شرطے کہ عورت حرہ بالغہ ہو اور نکاح سے پہلے اس کا یہ حال معلوم نہ ہوا ہو، نہ بعد نکاح جان کر اس پر راضی رہی ہو۔ اور اگر حرہ نابالغہ ہے تو بلوغ تک انتظار کیا جائے، بعد بلوغ راضی ہو گئی فبہا ورنہ قاضی تفریق کر دے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے:

"(فرق)الحاكم بطلبها لو حرة۔۔۔بالغة (لو صغيرة إنتظر بلوغها في المجبوب والعنين لإحتمال أن ترضى بهما)غير رتقاء وقرناء وغير عالمة بحاله قبل النكاح وغير راضية به بعده"(۳)

---

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۵۴۹، ۵۵۰، كتاب الطلاق /باب العنين، دار الكتب العلمية، بيروت
(۲) الدر المختار ج: ۵ ص: ۱۶۸ تا ۱۷۵، كتاب الطلاق /باب العنين، دار الكتب العلمية،
(۳) الدر المختار ج: ۵ ص: ۱۶۷، كتاب الطلاق /باب العنين، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

(۳۴)

کتاب المفقود

(مفقود کا بیان)

سوال(۱) شوہر پانچ سال سے گم ہے تو کیا عورت دوسرا نکاح کرسکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مفقود کی بیوی ہمارے مذہب میں دوسرا نکاح نہیں کرسکتی لیکن جب شوہر کی عمر ستر سال گزر جائے اور اس کی موت اور زندگی کا حال معلوم نہ ہو، اس وقت وہ عدت وفات گزار کر نکاح کرسکتی ہے، مگر بوقت ضرورت ملجئہ امام مالک کے مذہب پر عمل کی رخصت علما کے اتفاق سے ہے۔ جیسا کہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''مگر وقت ضرورت ملجئہ مفقود کی عورت کو حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کی رخصت ہے، ان کے مذہب پر عورت قاضی یا وہ نہ ہو تو ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم کے حضور فسخ نکاح کا دعویٰ کرے وہ قاضی یا عالم اس کا دعویٰ سن کر چار سال کی مدت مقرر کرے۔ اگر مفقود کی عورت نے کسی قاضی یا عالم کے پاس اپنا دعویٰ پیش نہ کیا اور بطور خود چار سال انتظار کرتی رہی تو یہ عدت حساب میں شمار نہ ہوگی؛ بلکہ دعویٰ کے بعد چار سال کی مدت درکار ہے، اس مدت میں اس کے شوہر کی موت وزندگی معلوم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ جب یہ مدت گزر جائے اور اس کے شوہر کی موت وزندگی نہ معلوم ہوسکے تو وہ عورت اسی عالم کے حضور استغاثہ پیش کرے، اس وقت وہ عالم اس کے شوہر پر موت کا حکم کرے گا، پھر

https://alislami.net

عورت عدت وفات گزار کر جس سنی صحیح العقیدہ (مرد) سے
چاہے نکاح کرسکتی ہے۔اس سے پہلے اس کا نکاح کسی سے
ہرگز ہرگز جائز نہیں۔(۱)

سوال (۲) زوجۂ مفقود کے نکاح ثانی کے بعد اگر زوج اول آیا تو کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بعد ختم مقررہ مدت وبعد عدت عورت نے نکاح کرلیا اس کے بعد شوہر اول واپس آیا تو اپنی عورت کو شوہر دوم سے لے گا اور شوہر دوم سے اولاد ہو چکی ہے تو وہ اولاد شوہر دوم ہی کو دلائی جائے؛ لیکن عورت شوہر اول ہی کو ملے گی۔(۲)

ردالمحتار میں ہے:

"لو عاد حیا بعد الحکم بموت أقرانه قال ط: الظاهر أنه کالمیت إذا أحیا، والمرتد إذا أسلم، فالباقی فی ید ورثته له ولا یطالب بما ذهب۔ قال: ثم بعد رقمه رأیت المرحوم أبا السعود نقله عن الشیخ شاهین و نقل أن زوجته له والأولاد للثانی اهـ۔"(۳)

---

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲ میں،ص:۲۸۶،۲۸۷

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۱۳ میں،ص:۳۴۲ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

(۳) رد المحتار ج:۶ ص:۴۶۳، کتاب المفقود، مطلب فی إفتاء بمذهب مالک فی زوجته المفقود، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

(۳۵)

باب العدۃ

(عدت کا بیان)

سوال (۱) مطلقہ اور بیوہ کی عدت کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مطلقہ اور بیوہ اگر حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"أُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ"(۱)

اور مطلقہ مدخولہ آئسہ (یعنی پچپن سالہ) یا نابالغہ کی عدت تین ماہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ"(۲)

اور مطلقہ مدخولہ حائضہ کی عدت تین حیض ہے۔ خواہ یہ تین حیض تین ماہ یا تین سال یا اس سے زائد میں آئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ"(۳)

لہذا جو عوام میں تین مہینہ تیرہ دن مطلقہ کی عدت مشہور ہے بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور مطلقہ غیر مدخولہ کی کوئی عدت نہیں۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ"(۴)

(۱) پ:۲۸، سورۂ طلاق، آیت: ۴
(۲) پ:۲۸، سورۂ طلاق، آیت: ۴
(۳) پ:۲ رکوع ۱۲ آیت: ۲۲۷
(۴) پ:۲۲، سورۂ احزاب، آیت: ۲۳۴

https://alislami.net

اور متوفی عنھا زوجھا (بیوہ) کی عدت چار مہینہ دس دن ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا“(۱)

سوال (۲) شوہر کا انتقال ہوگیا، بچے چھوٹے چھوٹے ہیں،عورت ایک اسکول میں معلمہ ہے،عدت کے درمیان ملازمت پر جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہ ہو، باہر جا کر محنت ومزدوری وملازمت کیے بغیر کام نہ چلے تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں ہی گزارے؛لیکن باہر حاجت سے زیادہ ٹھرنے کی اجازت نہیں اور بقدر کفایت مال اگر عورت کے پاس ہو تو اسے باہر جانا مطلقا منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے؛لیکن اسکول نہ جائے گی تو کوئی نقصان پہنچے گا،مثلاً اس کی ملازمت ختم ہوجائے گی یا اس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جو اس منصب کو سنبھال سکے تو اس کے لیے معتدہ باہر جاسکتی ہے، مگر رات کا اکثر حصہ گھر ہی میں گزارے گی۔یہ صورت چھٹی نہ ملنے کی صورت میں ہے اور اگر اتنے ایام کی چھٹی مل جائے تو اس کو باہر جانے کی اجازت نہیں۔

درمختار میں ہے:

”(معتدة موت تخرج في الجديدين،وتبيت)أكثر الليل (في منزلها) لأن نفقتها عليها،فتحتاج للخروج۔حتىٰ لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة فلا يحل لها الخروج۔فتح۔وجوز في القنية خروجها لإصلاح مالا بدلها منه كزراعة ولا وكيل لها“(۲)

---

(۱) پ:۲،سورۃ البقرۃ،الآیۃ:۲۳۴

(۲) الدر المختار،ج:۵ ص:۲۲۵،کتاب الطلاق/باب العدة،فصل في الحداد،مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

https://alislami.net

سوال (۳) عدت موت وعدت طلاق میں کیا عورت تعزیت یا شادی بیاہ میں جاسکتی ہے؟ نیز حاجت اور ضرورت میں کیا فرق ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: عدت موت یا طلاق میں بلا حاجت شدیدہ گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا احوط یہ ہے کہ تعزیت یا شادی بیاہ میں مطلقہ یا بیوہ کو ایام عدت میں جانا درست نہیں، کیوں کہ تعزیت اور شادی بیاہ حاجت میں داخل نہیں، جیسا کہ محقق اہل سنت مفتی نظام الدین رضوی دامت برکاتہم العالیہ، حاجت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> ''مجبوری کی وہ حالت جس میں فعل یا ترک فعل پر مقاصد پنج گانہ دین، جان، عقل، نسب، مال میں سے کسی کا تحفظ موقوف نہ ہو، مگر اس کے بغیر مشقت اور حرج وضرر کا سامنا کرنا پڑے، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، روشنی کے لیے چراغ، علمی شغل رکھنے والے کے لیے دینی کتابیں وغیرہ ان پر مقاصد پنج گانہ کی حفاظت موقوف نہیں، مگر یہ اسباب فراہم نہ ہوں تو مشقت اور حرج وضرر کا ضرور سامنا کرنا پڑے گا، اس لیے فقہاے کرام نے ان سب اسباب کو حاجت اصلیہ میں شمار فرمایا ہے''۔ (۱)

(ضرورت اور حاجت کا فرق)

(۱) ضرورت میں مجبوری اس حد کو پہنچ جاتی ہے کہ بندہ اگر حرام چیز کا ارتکاب نہ کرے تو دین، جان، عقل، نسب، مال یا ان میں سے کوئی ایک تباہ ہوجائے جب کہ حاجت میں مجبوری اس حد کو نہیں پہنچتی کہ ان میں سے کوئی ایک تباہ ہوجائے، بلکہ صرف اس حد کو پہنچتی ہے کہ بندہ حرام چیز کا ارتکاب نہ کرے تو اسے ضرور مشقت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

(۱) فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول، ص: ۱۳۲

https://alislami.net

(۲) ضرورت میں بندے کا اختیار ختم ہوجاتا ہے اور حرام میں مبتلا ہونے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہ جاتا، جب کہ حاجت میں اختیار یک گونہ باقی رہتا ہے اور وہ بالکل ناچار نہیں ہوتا۔

(۳) ضرورت میں ضرر اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے خواہ وہ ضرر جان ہو یا ضرر مال یا ضرر عقل ونسب و دین اور حاجت میں ضرر اپنی انتہا کو نہیں پہنچتا، بلکہ ایک درجہ نیچے رہتا ہے۔ مثلا سردی سے کانپ رہا ہے، مگر اتنا کپڑا ہے کہ ہلاک نہ ہوگا تو مرتبۂ حاجت ہے اور اتنا بھی کپڑا نہ ہو اور ہلاک ہوجائے یا ہلاکت کے قریب ہوجائے تو مرتبۂ ضرورت۔

(۴) شرعی احکام کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ضرورت مرتبۂ فرض میں ہے اور حاجت مرتبۂ واجب میں، لہذا اگر کسی کے پاس اتنا بھی پانی نہیں کہ ہاتھ، پاوں، چہرے کو ایک ایک بار دھو سکے تو اسے تیمم کی اجازت ہوگی، ورنہ دین کا یہ فریضہ فوت ہوجائے گا۔ یہ مرتبۂ ضرورت ہے اور اگر اتنا پانی ہے کہ ایک یا دو بار ان اعضا کو دھو سکتا ہے، مگر تین بار نہیں دھو سکتا تو اسے تیمم کی اجازت نہیں کہ یہاں پانی کی کمی سے یہ اثر تو وضو پر پڑے گا کہ سنت مؤکدہ چھوٹ جائے گی، مگر ایسا نہ ہوگا کہ دین کا یہ فریضہ ہی فوت ہوجائے، یہ مرتبۂ حاجت ہے۔

(۵) ضرورت کی وجہ سے حرام قطعی بھی مباح ہوجاتا ہے، جب کہ حاجت کی وجہ سے صرف مکروہ کی حد تک اجازت ہوتی ہے، لہذا اگر کوئی بھوک سے مر رہا ہو تو اسے مردار کھانے کی اجازت ہے اور اگر کوئی بھوک سے پریشان تو ہو، لیکن جاں بہ لب نہ ہو تو اسے اپنے مذہب کے مکروہات کو کھانے کی اجازت ہوگی۔ خصوصا ایسے مکروہات جو مذہب شافعی وغیرہ میں مباح قرار دیے گئے ہیں، لہذا وہ کیکڑا کھا سکتا ہے۔ یوں ہی حلال جانوروں کے علاوہ، وہ اعضا جنھیں کھانا مکروہ ہے، جیسے اوجھڑی وغیرہ، وہ بھی کھا سکتا ہے؛ لیکن مردار وخون وخنزیر کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ (۱)

(۱) فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول، ص: ۱۳۶ تا ۱۳۸

https://alislami.net

سوال (۴) پچاس سالہ عورت کو چار سال یا پانچ سال سے حیض نہیں آیا تو اس کی عدت کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بالغہ غیر پچپن سالہ عورت کی عدت تین حیض ہی ہے، لہذا جب تک اسے تین حیض آ نہیں جاتے وہ عدت ہی میں رہے گی اور پچپن سال کی عمر تک تین حیض نہ آئے تو اب اس کی عدت تین مہینہ ہو جائے گی اور تین مہینہ کے بعد وہ عدت سے باہر ہو جائے گی۔

ردالمحتار میں ہے:

"عندنا مالم تبلغ حد الإياس لا تعتد بالأشهر و حده خمس و خمسون سنة هو المختار"(۱)

سوال (۵) مطلقہ عورت عدت کہاں گزارے گی؟ اپنے گھر یا میکے میں یا کہیں اور؟

الجواب بعون الملک الوھاب: طلاق والی عورت کو شوہر کے مکان میں عدت گزارنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے:

"وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ"(۲)

لہذا مطلقہ عورت شوہر ہی کے گھر میں عدت گزارے گی؛ لیکن اگر شوہر فاسق و بدکار ہے، جس سے برائی کا اندیشہ ہے اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر اس کی نیت بری ہو تو روک سکے تو وہ شوہر کے گھر میں عدت نہ گزارے۔(۳)

سوال (۶) حالت حمل میں طلاق دی اور بچہ ساقط ہو گیا یا ساقط کر دیا تو عدت ختم ہو گی کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر اعضا ظاہر ہو چکے تھے تو عدت ختم

---

(۱) رد المحتار، ج:۵ ص:۱۹۶، كتاب الطلاق/باب العدة، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) پ:۲۸، سورۂ طلاق، آیت:۱

(۳) ایسا ہی بہار شریعت حصہ:۸ میں، ص:۲۴۶، پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

ہوگئی، ورنہ نہیں ۔مثلا نکاح سے ایک مہینے بعد طلاق دی اور طلاق کے ایک ماہ بعد عورت حمل ساقط ہونے کا دعویٰ کرتی ہے تو عدت پوری نہ ہوئی کہ بچے کے اعضا چار ماہ میں بنتے ہیں ۔لہذا تین حیض کے بعد عدت پوری ہوگی ۔حمل ضائع ہونے یا کرنے کے بعد اگر کم از کم تین دن تک خون آیا تو وہ ایک حیض شمار ہوگا اور اس کے بعد دو حیض اور گزارنے کے بعد عدت ختم ہوگی اور اگر بغیر سخت مجبوری کے حمل ضائع کیا تو اس پر توبہ اور استغفار بھی لازم ہے۔[1] اسقاط حمل کے متعلق تفصیلی بحث باب التداوی میں دیکھیں۔

ہندیہ میں ہے:

”وشرط انقضاء العدة أن يكون ما وضعت قد إستبان خلقه فإن لم يستبن خلقه رأسا بأن أسقطت علقة أو مضغة لم تنقض العدة ،كذا فی البدائع الصنائع“[2]

سوال (۷) عورت میکے میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو عدت میکے میں گزارے گی یا شوہر کے گھر؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وہ عدت شوہر کے گھر ہی گزارے گی، زوجہ پر فرض ہے کہ اپنے شوہر کی خبر موت سنتے ہی فوراً اس کے گھر چلی جائے اور اگر وہ حاملہ ہے تو وضع حمل تک وہیں رہے، ورنہ چار مہینہ دس دن تک رکی رہے۔[3]

سوال (۸) ایام عدت میں کس کس سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عدت یا غیر عدت میں پردے کے احکام میں کوئی فرق نہیں ۔لہذا عدت وغیر عدت میں غیر محرموں سے پردہ کرنا مطلقا واجب ہے اور محارم نسبی (یعنی سگا بھائی، بیٹا، چچا، ماموں اور والد وغیرہ) سے پردہ نہ کرنا واجب ہے۔اگر پردہ کرے گی تو گنہگار ہوگی اور محارم غیر نسبی مثل علاقۂ مصاہرت

---

(۱) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۸ میں،ص:۲۳۹، پر ہے۔(مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الهندية، ج: ١ ص: ٥٥٤، كتاب الطلاق /باب العدة، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۳ میں ،ص: ۳۰۸ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن۔لاہور)

https://alislami.net

(یعنی سسر اور داماد وغیرہ) ورضاعت، (یعنی رضائی بھائی، رضائی والد وغیرہ) ان سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہے، مصلحت وحالت پر لحاظ ہوگا۔ اسی واسطے علما نے لکھا ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے، یہی حکم خسر و بہو کا ہے۔ (۱)

ردالمحتار میں علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

"وفی الموت تستتر عن سائر الورثة ممن لیس بمحرم لها" (۲)

یعنی عدت وفات میں عورت شوہر کے ان تمام ورثہ سے پردہ کرے گی جو اس کے محرم نہیں۔

(۱) ایسا ہی فتاوی رضویہ ج:۲۲ میں ص:۲۴۰ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) رد المحتار، ج:۵ ص:۲۲٦، کتاب الطلاق/باب العدة، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

(۳۶)

باب ثبوت النسب

(ثبوت نسب کا بیان)

سوال (۱) شوہر کسی دوسرے صوبہ میں اکیلے رہتا تھا، گھر پر آیا تو سات ماہ بعد اس کی بیوی کو بچہ پیدا ہوا تو وہ بچہ کس کا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وہ بچہ شوہر ہی کا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"الولد للفراش" بچہ صاحب فراش کا ہے۔ (۱)

سوال (۲) چھ ماہ بیس دن بعد بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس صورت میں بچہ شوہر ہی کا ہے، ناجائز ہرگز نہیں۔ ہاں! اگر چھ ماہ سے قبل بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت نہ ہوگا۔

ہندیہ میں ہے:

"إذا تزوج الرجل إمرأة فجاءت بالولد لأقل من ستة أشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه وإن جاءت به لستة أشهر فصاعدا يثبت نسبه منه" (۲)

سوال (۳) بعد طلاق انیس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جو عورت طلاق رجعی یا طلاق بائن کی عدت میں ہے اور عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو اور بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینے کے اندر بچہ پیدا ہوا جب بھی نسب ثابت ہے؛ لیکن اگر وقت اقرار سے چھ مہینے یا اس سے زائد پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں۔ جیسا کہ ردالمحتار میں ہے:

---

(۱) صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۳۰۳، کتاب المغازی

(۲) الھندیۃ، ج: ۱ ص: ۵۶۱، کتاب الطلاق، باب فی ثبوت النسب، دار الکتب العلمیۃ

https://alislami.net

"فإن أقرت بإنقضائها۔۔۔ثم جاءت بولد لا یثبت نسبہ إلا إذا جاءت بہ لأقل من ستۃ أشہر من وقت الإقرار۔۔۔وکذا ھٰذا فی المطلقۃ البائنۃ والمتوفی عنہا إذا إدعت إنقضائہا ثم جاءت بولد لتمام ستۃ أشہر لا یثبت نسبہ، ولأقل یثبت"(۱)

سوال (۴) بچہ وفات شوہر سے دو برس کے اندر پیدا ہوا تو کیا وہ شوہر کا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی، ہاں۔ وہ لڑکا ثابت النسب یعنی متوفی شوہر ہی کا ہے؛ لیکن اگر عورت نے چار مہینہ دس دن انقضاے عدت کا اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ ماہ یا زائد پر بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکا متوفی شوہر کا نہ ہوگا اور اگر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم پر بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکا متوفی شوہر کا ہوگا۔

عنایہ میں ہے:

"(ویثبت نسب ولد المتوفیٰ عنہا زوجہا ما بین الوفاۃ وبین السنتین)"(۲)

قاضی خان میں ہے:

"فإن أقرت بإنقضاء العدۃ بعد زمان تنقضی فیہ العدۃ ثم ولدت لستۃأشہر من وقت الإقرار لا یثبت نسبہ من الزوج وإن ولدت لأقل من ذلک یثبت النسب"(۳)

سوال (۵) زنا کا ارتکاب کرنے کے بعد عورت نے نکاح کیا اور بچہ شادی کے ساڑھے چھ ماہ بعد پیدا ہوا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت بہ سبب زنا مستحق قہر جبار ہے۔ اسے توبہ کرائی جائے، دیگر کار خیر کا حکم دیا جائے۔ اور رہا بچہ تو اگر وہ نکاح کے بعد چھ ماہ سے زائد پر پیدا ہوا تو وہ لڑکا عند الشرع شوہر ہی کا ہے، اس لیے کہ حمل کی مدت کم از کم چھ

---

(۱) رد المحتار ج:۵ ص: ۲۳۱، کتاب الطلاق/باب العدۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) العنایۃ شرح الھدایۃ، ج:۲ ص:۶۰۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۳) فتاویٰ قاضی خان، ج: ۱ ص:۵۰۸، کتاب الطلاق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

https://alislami.net

ماہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔

ہندیہ میں ہے:

""إذا تزوج الرجل إمرأة فجاءت بالولد لأقل من ستة أشهر منذ تزوجها لم يثبت نسبه وإن جاءت به لستة أشهر فصاعدا يثبت نسبه منه" (۱)

سوال (٦) ایک شخص جس کے حسب ونسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں اور وہ شخص غیر جگہ اپنے کو سید کہتا ہے اور اپنے نام سے پہلے سید لکھتا اور لکھواتا ہے تو اس پر کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جو واقع میں سید نہ ہو اور دیدہ و دانستہ سید بنتا ہو، وہ ملعون ہے۔ نہ اس کا فرض قبول ہو، نہ نفل۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"من إدعی إلی غیر أبیه وإنتمی إلی غیر موالیه فعلیه لعنة الله والملئكة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا ولا عدلا" (۲)

یعنی جو کوئی اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے کا دعویٰ کرے یا کسی غیر والی کی طرف اپنے آپ کو پہنچائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے فرائض اور نوافل قبول نہ فرمائے گا، مگر یہ اس کا معاملہ اللہ عزوجل کے یہاں ہے، ہم بلا دلیل تکذیب نہیں کر سکتے، البتہ! ہمارے علم میں تحقیقی طور پر معلوم ہے کہ یہ سید نہ تھا اور اب سید بن بیٹھا تو اسے ہم بھی فاسق ومرتکب کبیرہ و مستحق لعنت جانیں گے۔ (۳)

---

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۵٦۱، كتاب الطلاق، باب في ثبوت النسب، دار الكتب العلمية

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۱۹۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) رياض الصالحين، رقم الحديث: ۱۸۰۴ كتاب الامور المنهى عنها، باب تحريم انتساب الانسان إلى غير أبيه وتوليه إلى غير مواليه

https://alislami.net

(۳۷)

باب الحضانة

(پرورش کا بیان)

سوال (۱) شوہر نے عورت کو طلاق دے دیا یا عورت کا خلع ہوا اور اس کے ساتھ بچے بھی ہیں تو بچے کس کے پاس رہیں گے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بچہ جب تک اپنا کام خود نہ کر لیتا ہو، ماں کے پاس رہے گا اور اس کی مقدار سات سال ہے۔ جب کہ بچی عورت کی پرورش میں حد شہوت کو پہنچنے تک رہے گی اور اس کی مقدار نو برس ہے۔

بحر الرائق میں ہے:

”(والأم والجدة أحق بالغلام حتى يستغني وقدر بسبع وبها حتى تحيض)۔۔۔وفي التبيين وغيره وبنت إحدىٰ عشر سنة مشتهاة في قولهم وقدره أبو الليث بتسع سنين وعليه الفتوىٰ“(۱)

لیکن اگر ماں مرتد ہوگئ تو پرورش نہیں کر سکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے، جیسے زانیہ، چور یا نوحہ کرنے والی ہے، جس کی وجہ سے بچے کی تربیت میں فرق آئے تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے گا، بعض فقہا تو اس کے بے نمازی ہونے کی صورت میں بھی عدم اعطا کے قائل ہیں؛ لیکن اصح یہ ہے کہ اس کی پرورش میں اس وقت تک رہیں گے کہ ناسمجھ ہوں، جب کچھ سمجھنے لگیں تو علاحدہ کر لیں۔ یوں ہی ماں کی پرورش میں اس وقت بھی نہ دیے جائیں جب کہ بہ کثرت بچے کو چھوڑ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہو، اگرچہ اس کا جانا کسی گناہ کے لیے نہ ہو، مثلاً وہ عورت مردے نہلاتی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے، جس کی وجہ سے اسے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا ہے تو وہ عورت کنیز

---

(۱) بحر الرائق، ج:۴ص:۲۸۷، ۲۸۸، کتاب الطلاق/باب الحضانة، دار الکتب العلمية، بیروت، لبنان

https://alislami.net

یا ام ولد یا مدبرہ ہو یا مکاتبہ ہو، جس سے قبل عقد کتابت بچے پیدا ہوئے، جب کہ وہ بچے آزاد ہوں اور اگر آزاد نہ ہوں تو حق پرورش مولیٰ کے لیے ہے کہ اس کی ملک ہیں، مگر اپنی ماں سے جدا نہ کیے جائیں۔(۱)

درمختار میں ہے:

"تربية الولد (تثبت للأم) النسبية (ولو) كتابية أو مجوسية أو (بعد الفرقة إلا أن تكون مرتدة۔۔۔أو فاجرة) فجورا يضيع الولد به، كزنا وغنا وسرقة ونياحة۔۔۔أن الفاسقة بترك الصلاة لا حضانة لها۔وفي القنية: الأم أحق بالولد ولو سيئة السيرة بالفجور ما لم يعقل ذلك (أو غير مأمونة) ذكره المجتبى بأن تخرج كل وقت تترك الولد ضائعا (أو) تكون (أمة أو أم ولد أو مدبرة أو مكاتبة ولدت ذلك قبل الكتابة) لإشتغالهن بخدمة المولىٰ، لكن إن كان الولد رقيقا كن أحق به لأنه للمولىٰ"(۲)

بچے کی ماں ایسے مکان میں رہتی ہے کہ گھر والے بچے سے بغض رکھتے ہیں تو باپ اپنے بچے کو اس سے لے سکتا ہے اور اگر ماں نے بچے کے کسی رشتہ دار سے نکاح کیا مگر وہ محرم نہیں جب بھی حق ساقط ہوجائے گا، جیسے اس کے چچازاد بھائی سے، مگر یہ لڑکی کی صورت میں ہے اور اگر لڑکا ہے تو ساقط نہ ہوگا، مگر اجنبی سے نکاح کرنے میں حق پرورش ساقط ہوجائے گا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

درمختار میں ہے:

"(و) الحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرم) أي صغير۔وكذا بسكناها عند المبغضين له۔۔۔۔كان ينبغي أن يقول غير محرمة النسبي لأن الرضاعي كالأجنبي في سقوط حضانتها به۔۔۔قلت: ينبغي أنه لو لم

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۸ ص:۲۵۲ تا ۲۵۵ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الدر المختار ج:۵ ص:۲۵۲ تا ۲۵۵، کتاب الطلاق/باب الحضانة، دار الكتب العلمية بيروت، لبنان

https://alislami.net

یکن للغلام سوی إبنی عم تزوجت أمه أحدهما أن لا یسقط حقها لأن الاخر أجنبی مثله فلا فائدۃ فی رفعه إلیه بل البقاء ہ عندها"(۱)

سات برس کی عمر سے بلوغ تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا، پھر جب بالغ ہوگیا اور سمجھ وال ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا اندیشہ نہ ہو اور تادیب کی ضرورت نہ ہو تو جہاں چاہے وہاں رہے گا، اسی طرح جب لڑکی نو برس کے بعد جب تک کوآری ہے، باپ دادا بھائی وغیرہم کے یہاں رہے گی، مگر جب عمر رسیدہ ہوجائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ رہے تو اسے بھی اختیار ہے، جہاں چاہے رہے۔(۲)

درمختار میں ہے:

"(ولا خیار للولد عندنا مطلقا) ذکرا کان أو أنثی ۔۔۔وھذا قبل البلوغ وأما بعده فی فیخیر بین أبویه وإن أراد الإنفراد فله ذلک ۔۔۔ (بلغت الجاریة مبلغ النساء إن بکرا ضمها الأب إلی نفسه) إلا إذا دخلت فی السن واجتمع لها رای فتسکن حیث أحبت لا خوف علیها"(۳)

سوال (۲) اگر ماں پرورش کی اہل نہ ہو یا اجنبی سے نکاح کرلے یا مر جائے تو کیا حکم ہے؟ نیز بچوں کے اخراجات اور پرورش کا ذمے دار کون ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر ماں پرورش کی اہل نہ ہو یا اجنبی سے نکاح کرلے یا مرجائے تو حق پرورش نانی کو ہوجائے گا اور وہ نہ ہو تو دادی کو ہوجائے گا۔

درمختار میں ہے:

"(تثبت) أی الحضانة (للأم) (ولو)۔۔۔(بعد الفرقة)۔۔۔(ثم) أی بعد الأم بأن ماتت أو لم تقبل أو اسقطت حقها أو تزوجت بأجنبی (أم الأم)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۵ ص:۲٦٦، کتاب الطلاق /باب الحضانة، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان

(۲) ملتقطاً از بہار شریعت، حص:۸ ص:۲۵۵، ۲۵٦، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) الدر المختار، ج:۵ ص:۲۷۰، کتاب الطلاق /باب الحضانة، دار الکتب العلمیة

وإن علت۔۔۔۔ثم أم الأب"(۱)

اور بچوں کا خرچ اور پرورش کا ذمے دار ان کا باپ ہوگا۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''بچوں کا اپنا کوئی ذاتی مال نہ ہوتو ان کی خبر گیری بھی زید (باپ) پرواجب ہے''(۲)

درمختار میں ہے:

"(وتجب)النفقة(لطفله۔۔۔الفقير)"(۳)

---

(۱)الدر المختار،ج:۵ ص:۲۵۳ تا ۲۶۲،کتاب الطلاق،باب الحضانة،دار الکتب العلمية،بيروت،لبنان

(۲)فتاویٰ رضویہ،ج:۱۳ص:۴۳۳،رضافاؤنڈیشن،لاہور

(۳)الدرالمختارج:۵ص:۳۳۶،کتاب الطلاق/باب النفقة،دارلاکتب العلمية،بيروت،

https://alislami.net

(۳۸)

باب النفقة

(نفقہ کا بیان)

سوال (۱) بیوی میکے میں تھی، شوہر نے اس کو بلایا، لیکن وہ نہ آئی تو اس نے طلاق دے دیا تو کیا طلاق سے قبل کے زمانے کا نفقہ پانے کی مستحق ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بیوی شوہر کے بلانے پر نہ گئی تو نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی۔ ''لأنها ناشزة لإمتناعها بغير حق وإنما النفقة جزاء الإحتباس فإذ لا إحتباس لا نفقة''(۱)

یہ تو رہا طلاق سے قبل نفقہ کا معاملہ کہ جب وہ اپنے باپ کے گھر ہی رہی تو نفقہ پانے کی مستحق نہیں اور رہا بعد طلاق عدت کے وقت کا نفقہ تو اگر قاضی یا پنچ کے نفقہ مقرر کرنے سے پہلے عدت بھی گزر گئی تو عدت کا نفقہ بھی پانے کی مستحق نہ رہی ورنہ عدت کا نفقہ پائے گی۔

ہندیہ میں ہے:

''المعتدة إذا لم تخاصم في نفقتها ولم يفرض القاضي لها شيئا حتى إنقضت العدة فلا نفقة لها''(۲)

سوال (۲) مطلقہ اور بچوں کے نفقات بحالت عدت کیا ہوں گے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مطلقہ کے نفقات مرد وزن کی حالت کے اعتبار سے ہوں گے، یعنی اگر مرد وزن دونوں غنی ہوں تو نفقہ مال داروں جیسا ہوگا اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کے مثل اور ایک غریب اور دوسرا مال دار تو متوسط درجے کا یعنی جس طرح غریب کھاتے ہوں اس سے عمدہ اور مال دار جیسا کھاتے ہوں اس سے کم

(۱) ایسا ہی فتاوی رضویہ، ج: ۱۳ میں، ص: ۴۳۷ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۲) الهندية، ج: ۱ ص: ۵۸۰، كتاب الطلاق / باب النفقات، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر ہے کہ جیسا خود کھاتا ہو عورت کو بھی دے، مگر یہ واجب نہیں، بلکہ متوسط درجے کا واجب ہے۔ ایسے ہی اگر شوہر متوسط درجے کا ہے تو بچوں کا خرچ بھی متوسط درجے کا ہی دینا لازم ہے، یعنی جس درجے کا شوہر ہوگا اس اعتبار سے بچوں کا نفقہ بھی لازم آئے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

”قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقة الموسرین إذا کانا موسرین وعلی نفقة المعسرین إذا کانا معسرین وإنما الإختلاف فیما إذا کان أحدهما موسرا والآخر معسرا فعلی ظاهر الروایة الإعتبار لحال الرجل فإن موسرا وهی معسرة فعلیه نفقة الموسرین وفی عکسه نفقة المعسرین وأما علی المفتی فتجب نفقة الوسط فی المسلمین و هو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة“(۱)

سوال (۳) طلاق کا مطالبہ اگر عورت نے کیا تو کیا وہ مہر، جہیز کا سامان اور عدت کا خرچ پائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شوہر خود طلاق دے یا طلاق کا مطالبہ عورت کرے (یعنی خلع لے) دونوں صورتوں میں جہیز کا سامان، عدت کا خرچہ اور مہر عورت کو ملے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

”کل أحد یعلم أن الجهاز للمرأة إذا طلقها تاخذه کله“(۲)

ہندیہ میں ہے:

”المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة کذا فی فتاوی قاضی خان“(۳)

---

(۱) رد المحتار ج:۵ ص:۲۸۴، کتاب الطلاق/باب النفقة، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۲) رد المحتار ج:۴ ص:۳۱۱، کتاب النکاح/باب المهر، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۳) الهندیة، ج:۱ ص:۵۷۹، کتاب الطلاق/باب النفقات ملخصاً، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

لیکن اگر عدت کے چند ایام گزرنے کے بعد نفقہ کا مطالبہ کیا تو بقیہ دنوں کا ہی خرچہ پائے گی ، اگر عدت مکمل گزر گئی ، اس کے بعد نفقہ کا مطالبہ کیا تو کچھ پانے کی مستحق نہیں ، جیسا کہ جواب نمبر تین میں گزرا۔

سوال (۴) نامرد سے طلاق لے لی گئی تو کیا اس کی بیوی عدت کا خرچہ پائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر خلوت کے بعد نامرد سے طلاق لی گئی تو عورت مہر اور عدت کا نفقہ دونوں پانے کی مستحق ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"لها المهر كاملا عليها العدة بالإجماع إن كان الزوج قد خلا بها" (۱)

اسی میں ہے:

"تستحق النفقة إمرأة العنين" (۲)

لیکن اگر عورت نے عدت گزرنے تک نفقہ کا مطالبہ نہ کیا اور قاضی نے بھی مقرر نہ کیا تو اس کے بعد اسے نفقہ نہیں ملے گا۔

سوال (۵) کیا مطلقہ عورت دودھ پلانے کی اجرت وصول کر سکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی ، ہاں۔ اگر طلاق مغلظہ یا بائن دی ہو تو عدت کے ایام میں بھی دودھ پلانے کی اجرت وصول کر سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ" (۳)

---

(۱) الهندية، ج: ۱ ص: ۵۵۰، كتاب الطلاق / باب العنين، دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الهندية، ج: ۱، ص: ۵۷۹، كتاب الطلاق / باب النفقات، دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) پ: ۲۸، سورۂ طلاق، آیت: ۶

https://alislami.net

(۳۹)

کتاب الأیمان والنذور

(قسم اور منت کا بیان)

سوال (۱) قسم کی کتنی قسمیں ہیں اور کس میں کفارہ لازم اور کس میں نہیں؟ نیز اس کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قسم کے تین اقسام ہیں:

غموس۔ جس میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی جاتی ہے، مثلا جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی، یہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا ہے تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں۔

لغو۔ جس میں حالف (قسم کھانے والا) اپنے خیال میں تو سچی قسم کھاتا ہے، مگر حقیقتاً وہ جھوٹی ہوتی ہے۔ مثلا جانتا تھا کہ نہیں آیا ہے اور قسم کھائی کہ نہیں آیا حالاں کہ وہ آ گیا ہے تو ایسی قسم کو لغو کہتے ہیں۔

منعقدہ۔ جس میں آئندہ کے لیے قسم کھائی جاتی ہے، مثلا خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہ کروں گا، اس کو منعقدہ کہتے ہیں۔

غموس میں بندہ سخت گنہگار ہوگا (استغفار و توبہ فرض ہے، مگر کفارہ لازم نہیں اور لغو میں گناہ بھی نہیں اور منعقدہ میں قسم توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا اور بعض صورتوں میں گنہگار بھی ہوگا۔)(۱)

درمختار میں ہے:

"(غموس ۔۔۔ إن حلف علی کاذب عمدا ۔۔۔ کو اللہ ما فعلت) کذا (عالما بفعله أو) حال (کو اللہ ماله علی الف عالما بخلافه، و و اللہ إنه بکر عالما بأنه غیره) و تقییدھم بالفعل و الماضی اتفاقی أو اکثری (و یأثم بھا)

(۱) ملتقطا از بہار شریعت، ج:۲ ص:۲۹۹ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

فتلزمهم التوبة۔(و)ثانيها (لغو)لا مواخذة فيها۔۔۔(و)ثالثها (منعقدة وهى حلفه على)مستقبل (آت)يمكنه فنحن ،والله لا أموت ولا تطلع الشمس من الغموس (و)هٰذاالقسم (فيه الكفارة۔۔۔فقط۔۔۔إن حنث، وهى)أى الكفارة (ترفع الإثم وإن لم توجد)منه (التوبة)عنها (معها)أى مع الكفارة"(۱)

پھر منعقدہ کی تین قسمیں ہیں:

یمین فور:۔اگر کسی خاص وجہ سے یا کسی بات کے جواب میں قسم کھائی، جس سے اس کام کا فورا کرنا یا نہ کرنا سمجھا جاتا ہے، اس کو یمین فور کہتے ہیں۔ایسی قسم میں اگر فوراً وہ بات ہوگئی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر کچھ دیر کے بعد ہو تو اس کا کچھ اثر نہیں، مثلاً عورت گھر سے باہر جانے کا تہیہ کر رہی ہے۔اس نے کہا اگر تو گھر سے باہر نکلی تو تجھے طلاق ہے، اس وقت عورت ٹھہر گئی پھر دوسرے وقت گئی تو طلاق نہیں ہوئی۔

موقت:۔وہ ہے جس کے لیے کوئی وقت ایک دن، دو دن کم وبیش مقرر کر دیا، اس میں اگر وقت معین کے اندر قسم کے خلاف کیا تو ٹوٹ گئی، ورنہ نہیں۔مثلاً قسم کھائی کہ اس گھڑے میں جو پانی ہے، اسے آج پیوں گا اور آج نہ پیا تو قسم ٹوٹ گئی اور پی لیا تو قسم پوری ہوگئی اور اگر وقت کے پورا ہونے سے پہلے وہ شخص مرگیا یا اس کا پانی گرا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مرسل:۔یعنی اگر قسم میں کوئی وقت مقرر نہ کیا اور قرینہ سے فورا کرنا یا نہ کرنا نہ سمجھا جاتا ہو تو اسے مرسل کہتے ہیں۔کسی کام کے کرنے کی قسم کھائی اور نہ کیا، مثلاً قسم کھائی کہ فلاں کو ماروں گا اور نہ مارا یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مرگیا تو قسم ٹوٹ گئی اور جب تک دونوں زندہ ہوں تو اگرچہ نہ مارا قسم نہیں ٹوٹی۔(۲)

---

(۱)الدرالمختار ج:۵ ص:۴۷۳تا ۴۷۹ ،كتاب الأيمان ،دار الكتب العلمية ، بيروت، لبنان

(۲)ملخصاً از بہارِ شریعت، حصہ:۹ ص:۳۰۰، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

قسم کا کفارہ:۔ یہ ہے کہ یا تو دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا ہوگا اور جن مساکین کو صبح کے وقت کھلایا، انھیں کو شام کے وقت بھی کھلائے، دوسرے دس مسکین کو کھلانے سے ادا نہ ہوگا اور یہ ہوسکتا ہے کہ دسوں کو ایک ہی دن کھلا دے یا ہر روز ایک ایک کو یا ایک ہی کو دس دن تک دونوں وقت کھلائے اور جن مساکین کو کھلایا ان میں کوئی بچہ نہ ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت کا مالک کردے یا دس روز تک ایک ہی مسکین کو روزانہ بقدر صدقۂ فطر دے دیا کرے یا بعض کو کھلائے اور بعض کو دے دے یا دس مساکین کو کپڑا پہنانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جو ان میں سے کسی بات پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ (۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ" (۲)

سوال (۲) کفارہ میں دیا جانے والا کپڑا کیسا ہونا چاہیے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کپڑے سے وہ کپڑا مراد ہے جو اکثر بدن کو چھپا سکے اور وہ کپڑا ایسا ہو جس کو متوسط درجے کے لوگ پہنتے ہوں اور تین مہینہ سے زیادہ تک پہنا جاسکے اور عورت کو اگر کپڑا دیا تو سر پر باندھنے کا رومال یا دوپٹہ بھی دینا ہوگا، کیوں کہ اسے سر کا چھپانا بھی فرض ہے۔ (۳)

درمختار میں ہے:

"أو کسوتهم بما یصلح للأوساط وینفع به فوق ثلثة أشهر ویستر عامة البدن۔ ولا بد للمرأة من خمار مع الثوب" (۴)

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۹ ص:۳۰۵، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) پ:۷، المائدہ:۸۹

(۳) ملتقطاً از بہار شریعت، حصہ:۹ ص:۳۰۵، ۳۰۶، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

سوال (۳) اگر کسی نے کفارۂ یمین (قسم) میں دس مساکین کو کھلانے کے بجائے ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن اس کی قیمت جوڑ کر دے دیا تو کافی ہوگا کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: دسوں دن کی قیمت ایک ہی دن ایک ہی مسکین کو دینا کافی نہیں۔ جب ایک مسکین کو دینا چاہتا ہے تو دس دن اس کی قیمت دینے پر کافی ہوگا اور جب دس مساکین کو ایک ہی دن اس کی قیمت دیا تو کافی ہو جائے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

”لو أعطى مسكينا واحدا في عشرة أيام كل يوم نصف صاع يجوز، ولو أعطاه في يوم واحد بدفعات في عشر ساعات، قيل يجزى، وقيل لا، وهو الصحيح“(۱)

سوال (۴) قسم کے الفاظ کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اللہ تبارک وتعالیٰ کے جتنے نام ہیں ان میں سے جس نام کے ساتھ قسم کھائے گا، قسم ہو جائے گی، خواہ بول چال میں اس نام کے ساتھ قسم کھاتے ہوں یا نہیں۔ مثال کے طور پر اللہ کی قسم، خدا کی قسم، رحمٰن کی قسم، رحیم کی قسم، وغیرہ وغیرہ۔ یوں ہی خدا کی جن صفات کی قسم کھائی جاتی ہو، اس کی قسم کھائی تو قسم ہوگئی، مثلا خدا کی عزت وجلال کی قسم، اس کی کبریائی کی قسم، اس کی بزرگی کی قسم، اس کی عظمت وقدرت وقوت کی قسم، کلام اللہ کی قسم، ان الفاظ سے بھی قسم ہو جاتی ہے، مثلا حلف کرتا ہوں، قسم کھاتا ہوں، میں شہادت دیتا ہوں، خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں، مجھ پر قسم ہے، لا الہ الا اللہ میں یہ کام نہ کروں گا۔

درمختار میں ہے:

”قصد اليمين (وبإسم من أسمائه)۔۔۔(كالرحمٰن والرحيم) والحليم

---

(۴) الدر المختار مع رد المحتار ج:۵ ص:۵۰۳، ۵۰۴، كتاب الأيمان، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ج:۵ ص:۵۰۳، ۵۰۴، كتاب الأيمان، دار الكتب العلمية،

https://alislami.net

والعلیم ومالک یوم الدین والطالب الغالب (والحق)۔۔۔ (أو بصفته) یحلف بھا عرفا (من صفاتہ تعالیٰ)۔۔۔ (کعزۃ اللہ وجلالہ وکبریائہ) وملکوتہ وجبروتہ (وعظمتہ وقدرتہ)۔۔۔ (والقرآن)۔۔۔ (أقسم أو أحلف أو أعزم أو أشھد) (و) علی (یمین أو عھد وإن لم یضف) إلی اللہ تعالیٰ۔۔۔ ولو قال لا إلہ إلا اللہ لاأفعل کذا، لا یکون یمینا إلا أن ینوی"(۱)

سوال (۵) قسم میں زمان ومکان کے اعتبار سے تغلیظ (شدت پیدا کرنا) کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حلف میں تغلیظ زمان ومکان کے اعتبار سے، کرنے سے اجتناب کریں، مثلاً عصر کے بعد یا جمعہ کے دن کو مخصوص کرنا یا اس سے کہنا کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ، منبر پر قسم کھاؤ، فلاں بزرگ کے مزار کے سامنے چل کر قسم کھاؤ۔ ہاں! اگر قاضی شرع یا مفتی ضرورت محسوس کرے تو ایسا کرسکتا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

"ولا یجب تغلیظ الیمین علی المسلم بزمان ولا مکان لأن مقصود تعظیم المقسم بہ وھو حاصل بدون ذلک"(۲)

سوال (۶) ہندو سے اگر کوئی معاملہ پیش آجائے اور قسم لینے کی نوبت آجائے تو اس سے کس طرح قسم لی جائے؟ کیا اس سے معبودان باطلہ کی قسم لینا صحیح ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کفار سے قسم لینے میں خدا کا نام ذکر کیا جائے یعنی خدا کی قسم اور ایسی چیزوں کا ذکر نہ کیا جائے، جن کی وہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔ ہنود کو معاذ اللہ ان کے معبودان باطلہ کی قسم دینا جیسا کہ بعض جہلا میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کا حکم سخت ہے، توبہ کرنی چاہیے۔ نیز حلف لینے میں ان کے عبادت خانوں میں نہ جایا جائے، کیوں کہ وہ لعنت کی جگہیں ہیں، لہذا اس سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

---

(۱) الدر المختار: ۵ ص: ۴۸۲ تا ۴۸۸، کتاب الأیمان، دار الکتب العلمیۃ،
(۲) الھدایۃ، ج: ۳ ص: ۱۹۲، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، مجلس البرکات

https://alislami.net

"والوثنی لا یحلف إلا باللہ لأن الکفرۃ بأسرھم یعتقدون اللہ تعالیٰ قال اللہ: وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللهُ۔ ولا یحلفون فی بیوت عبادتھم لأن القاضی لا یحضرھا بل ھو ممنوع عن ذلک"(۱)

سوال(۷) زید نے قسم کھائی کہ بکر کے مکان میں نہیں جائے گا، بکر کے دو مکان ہیں، ایک میں وہ خود رہتا ہے، دوسرے مکان میں اس کی رہائش نہیں تو اس میں داخل ہونے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قسم نہیں ٹوٹے گی، جب کہ دوسرا مکان صرف گودام ہو، اس میں رہائش نہ ہو، ہاں! اگر کوئی قرینہ اس مکان کے مراد لینے پر بھی دال ہو تو اس میں داخل ہونے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی؛ لیکن اگر دوسرا مکان اس کی ملک میں ہے اگرچہ اس میں رہائش نہ ہو اور گودام بھی نہ ہو تو اس میں جانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"حلف لا یدخل دار فلان ولہ دار یسکنھا ودار غلۃ فدخل دار الغلۃ لا یحنث إذ لم یدل الدلیل علی دار الغلۃ وغیرھا، کذا فی محیط السرخسی ۔۔۔ولو حلف لا یدخل دار فلان۔۔۔وإن دخل دارا مملوکۃ لفلان وفلان لا یسکنھا حنث"(۲)

سوال(۸) اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں یہ کروں تو اپنی بیٹی سے زنا کروں یا شراب پیوں یا سور کھاؤں یا مردار کھاؤں تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس طرح کے الفاظ عند الشرع قسم نہیں ہیں۔ جیسا کہ مبسوط سرخسی میں ہے:

"قال ھو یاکل المیتۃ أو یستحلھا أو الدم أو لحم الخنزیر إن فعل کذا

---

(۱) الھدایۃ، ج:۳ص:۱۹۲، کتاب الدعویٰ، باب الیمین، مجلس برکات
(۲) الھندیۃ، ج:۲ ص:۷۸، ۷۹، کتاب الأیمان/باب فی الیمین علی الدخول والسکنی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

https://alislami.net

فهذا لا يكون يمينا"(۱)

سوال(۹)زید اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ بکر نے مجھ سے پانچ ہزار روپیہ قرض لیا ہے اور بکر بھی قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زید سے قرض نہیں لیا ہے تو اس صورت میں کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوہاب: زید اس صورت میں مدعی اور بکر مدعیٰ علیہ ہے۔اور"البينة على المدعي و اليمين على من انكر" کے تحت زید(مدعی) پر بینہ ہے اور بکر(مدعیٰ علیہ) پر قسم،لہذا زید کا قسم کھانا بوجہ مدعی ہونے کے لغو اور بے کار ہے اور رہا بکر(مدعیٰ علیہ) کی قسم تو اس وقت معتبر ہے جب مدعی زید اپنا دعویٰ قاضی کے پاس کرے اور قاضی زید(مدعی) سے بینہ طلب کرے اگر وہ بینہ نہ لا سکے تو قاضی بکر(مدعیٰ علیہ) کو قسم کھانے کا حکم دے اور بکر(مدعیٰ علیہ) قسم کھالے تو اس کی قسم معتبر ہوگی۔لہذا اس سے زید کو پانچ ہزار روپیہ نہیں دلایا جائے گا اور اگر زید(مدعی) بینہ لے آئے تو بکر(مدعیٰ علیہ) پر واجب ہوگا کہ زید(مدعی) کے پانچ ہزار روپے دے دے اور اگر دونوں مدعی اور مدعیٰ علیہ قاضی کے علاوہ یا بطور خود قسم کھائیں تو یہ نا قابل تسلیم ہوگا۔

درمختار میں ہے:

"اصطلاحا على أن يحلف عند غير قاضي ويكون بريئا فهو باطل لأن اليمين حق القاضي مع طلب الخصم ولا عبرة ليمين ولا نكول عند غير القاضي"(۲)

سوال(۱۰) جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوہاب: اولاً جھوٹی قسم کھانا ہی گناہ ہے،اس پر توبہ اور استغفار لازم ہے،کفارہ نہیں اور قرآن مجید کی قسم کھانا،وہ بھی جھوٹی،اللہ اکبر،یہ تو اس سے بڑا گناہ ہے۔

(۱)المبسوط للسرخسي،ج:۸ص:۱۳۵،دار معرفت،بیروت،لبنان

(۲)الدر المختار ج:۸ص:۲۹۵،کتاب الدعوىٰ،دار الكتب العلمية،بيروت،

https://alislami.net

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جھوٹی بات پر قرآن مجید کی قسم کھانا یا اٹھانا سخت عظیم گناہ کبیرہ ہے اور سچی بات پر قرآن عظیم کی قسم کھانے میں حرج نہیں اور ضرورت ہو تو اٹھا بھی سکتا ہے، مگر یہ قسم بہت سخت کرنا ہے۔ بلاضرورت خاصہ نہ چاہیے۔''(۱)

ہندیہ میں ہے:

''غموس وهو الحلف على إثبات شيئ أو نفيه في الماضي والحال يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين ياثم فيها صاحبها وعليه فيها الإستغفار والتوبة دون الكفارة''(۲)

سوال (۱۱) کسی نے قسم کھائی کہ بکر سے کلام کروں تو میری بیوی کو طلاق، مرنے کے بعد قبر پر سلام کیا، طلاق واقع ہوئی کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اس مسئلہ کی بنا عرف پر ہے اور عرف میں اس سے کلام بعد الموت مقصود و مفہوم نہیں ہوتا ہے، نہ بعد موت، کلام وسلام کو یہ کہتے ہیں کہ زائر میت سے باتیں کر رہا ہے، اگر چہ وہ حقیقتاً و شرعاً کلام وسلام ہے۔

جامع الصغیر میں ہے:

''رجل قال لآخر إن ضربتک فعبدی حر فمات فضربه، لم يحنث وهو على الحياة۔۔۔و كذلک الكلام والكسوة والدخول''(۳)

سوال (۱۲) منت کی کتنی قسمیں ہیں؟ نیز اولیا اللہ کے لیے جو منتیں مانی جاتی ہیں، وہ جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۵، ص:۳۰۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الهندية، ج:۲ ص:۵۸، كتاب الأيمان /باب فيما يكون يمينا وما لا يكون يمينا، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۳) شرح الجامع الصغير، ص:۳٦۷، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: منت چار قسموں میں منحصر ہے:

(۱) یہ کہ اس کے کرنے کو کسی چیز پر موقوف رکھے، مثلا میرا فلاں کام ہوجائے تو میں روزہ رکھوں گا یا خیرات کروں گا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) اس کے کرنے کو کسی چیز پر موقوف نہ رکھے، مثلا مجھ پر اللہ عزوجل کے لیے اتنے روزے رکھنے ہیں یا میں نے اتنے روزے کی منت مانی۔

پہلی یعنی معلق والی صورت میں بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) اگر ایسی شے پر معلق کیا کہ اس کے ہونے کی خواہش ہے، مثلا اگر میرا لڑکا تندرست ہوجائے یا پردیش سے آجائے یا روزگار سے لگ جائے تو اتنے روزے رکھوں گا۔ ایسی صورت میں جب شرط پائی گئی، یعنی بیمار اچھا ہوگیا یا لڑکا پردیش سے آگیا یا روزگار سے لگ گیا تو اتنے روزے رکھنا یا خیرات کرنا ضروری ہے۔ ایسا نہیں کہ اس کو ترک کرکے کفارہ ادا کردے۔

(۲) اگر ایسی شے پر معلق کیا جس کا ہونا نہیں چاہتا، مثلا اگر میں تم سے بات کروں یا تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اتنے روزے ہیں کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ میں تمہارے یہاں نہیں آؤں گا، تم سے بات نہیں کروں گا۔ ایسی صورت میں اگر شرط پائی گئی، یعنی اس کے یہاں گیا یا اس سے بات کی تو اختیار ہے کہ جتنے روزے کہے تھے وہ رکھ لے یا کفارہ دے۔(۱)

درمختار میں ہے:

"(ومن نذر نذرا مطلقا [أی غیر معلق بشرط مثل للہ علی صوم سنة] أو معلقا بشرط ۔۔۔۔ووجد الشرط) المعلق به (لزم الناذر) ۔۔۔۔ کصوم وصلاة وصدقة) ووقف (وإعتکاف ۔۔۔۔ ثم إن) المعلق فیه تفصیل فإن (علقه بشرط یریده کإن قدم غائبی) أو شفی مریضی (یوفی) وجوبا

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ: ۹، ص: ۳۱۴، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(إن وجد)الشرط (و)إن علقه (بما لم یرده کإن زنیت بفلانة)مثلاً فحنث (وفی)بنذره(أو کفر)بیمینه"(۱)

اگر اولیاے کرام کے لیے نذر ماننے کا طریقہ یوں ہو کہ یا صاحب مزار! اگر آپ میری کھوئی ہوئی چیز لوٹادیں، میری بیماری کو دور کردیں یا میری حاجتیں پوری کردیں تو میں آپ کی بارگاہ میں سونا، چاندی، کھانا، شمع یا تیل وغیرہ پیش کروں گا تو یہ باطل ہے، جب کہ فقرا کو تقسیم کرنا مقصود نہ ہو۔اس لیے کہ یہاں نذر مخلوق کے لیے ہو رہی ہے اور مخلوق کے لیے نذر جائز نہیں، اس لیے کہ وہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی جائز نہیں؛ لیکن اگر نذر یوں مانی جائے کہ اے اللہ! میں نے تیرے لیے نذر مانی کہ اگر تو میری بیماری کو دور فرمادے یا میری غائب چیز کو لوٹا دے یا میری حاجت پوری فرمادے تو میں سیدہ ،نفیسہ، طاہرہ ،امام شافعی ،غوث اعظم یا دیگر اولیاے کرام کی بارگاہ میں بیٹھے فقرا کو کھانا کھلاؤں گا یا ان کی مسجدوں میں چٹائی خرید کر لاؤں گا، روشنی کے لیے تیل کا انتظام کروں گا تو یہ بلاشبہہ جائز ہے کہ اس میں فقرا کا نفع ہے اور نذر بھی اللہ کے لیے ہے؛ لیکن یہ نذر شرعی نہیں، بلکہ اس کا مطلب اولیاے کرام کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے اور اسے براہ ادب عرفاً نذر بولتے ہیں۔

درمختار میں ہے:

"کان یقول: یا سیدی فلان إن رد غائبی أو عوفی مریضی أو قضیت حاجتی فلک من الذهب أو الفضة أو الطعم أو الشمع أو الزیت ---- (باطل وحرام ما لم یقصدوا صرفها لفقراء الأنام)----أنه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لأنه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق----اللهم إلا إن قال :یا الله إنی نذرت لک إن شفیت مریضی أو رددت غائبی أو

(۱)الدر المختار ج:۵ ص:۵۱۵ تا ۵۲۱ ،کتاب الأیمان ،مطلب فی أحکام النذر،دار الکتب العلمیة،بیروت،لبنان

قضيت حاجتى أن أطعم الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة أو الإمام الشافعى أو الإمام الليث أو اشترى حصيرا لمساجدهم أو زيتا لوقودها أو دراهم لمن يقوم بشعائرها إلى غير ذلك مما يكون فيه نفع للفقراء والنذر لله عزوجل"(۱)

الشامل فی ادلۃ المسائل میں ہے:

"ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرک بضرائح الأولياء والصالحين والنذر بهم بتعليق ذلک على حصول شفاء أو قدوم غائب فإنه مجاز عن الصدقة على الخادمين لقبورهم"(۲)

سوال (۱۳) دس بیبیوں کی کہانی، شہادت نامہ، سولہ سیدوں کی کہانی وغیرہ پڑھنے کی منت ماننا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: یہ سب جھوٹ اور لاعلمی پر مبنی باتیں ہیں۔ ایسی من گھڑت باتوں پر اپنا وقت ضائع مت کریں۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل کریں اور انھیں تعلیمات کو فروغ دینے والوں کی پیروی کریں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایسے ہی کچھ اور چیزیں ہیں، جن کی نذر مانی جاتی ہیں اور وہ سب مبنی بر جہالت ہیں، مثلاً علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے، تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ تو ایسی منتیں ہی نہیں چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے۔ بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں اور طرح طرح کی ایسی مانتی ہیں، جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اولاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں اور شریعت کے معاملے میں اپنے

---

(۱) الدر المختار ج:۳ ص:۴۲۷، كتاب الصوم /باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده، مطلب فى النذر الذى يقع للأموات---ألخ، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) الشامل فى أدلة المسائل، ص:۳۳۶، دار الكتب العلمية، بيروت

لغو خیالات کو دخل نہ دیں، نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یوں ہی کرتے چلے آئے ہیں اور یہ پوری نہ کریں تو بچہ مرجائے گا۔ بچہ مرنے والا ہوگا تو یہ ناجائز منتیں بچالیں گی۔ لہذا منت مانیں تو نیک کام کی، مثلاً نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیر کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے کی وغیرہ وغیرہ۔(۱)

سوال (۱۴) میلاد شریف کی منت ماننا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مجلس میلاد شریف کہ طریقۂ رائجہ حرمین شریفین پر ہو، (اس وقت حرمین شریف میں محفل میلاد کا رواج تھا، جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انفاس العارفین میں لکھا ہے کہ اب نجدی نہیں کرتے نہ ہی کرنے دیتے ہیں) اعلی مستحبات سے ہے، خواہ نذر مان کر کریں یا بلانذر۔(۲)

سوال (۱۵) نذر کے روپے اور اس کے گوشت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نذر کے سامان، روپیہ، پیسہ، گوشت وغیرہ اپنے اصول وفروع، زوج، زوجہ، کسی ہاشمی یا غنی کو نہیں دیا جاسکتا ہے، بلکہ وہ خاص مساکین، مصرف زکات کا حق ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"مصرف الزكاة والعشر ۔۔۔۔وهو مصرف ايضا لصدقة الفطر والكفارة والنذور"(۳)

---

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۹ ص:۳۱۸، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۳ ص:۵۹۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) رد المحتار ج:۳ ص:۲۸۳، كتاب الزكاة/باب المصرف، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

(۴۰)

کتاب الحدود والتعزیر

(حدود اور تعزیر کا بیان)

سوال (۱) عورت نے کسی مرد پر یا مرد نے کسی عورت پر زنا کی تہمت لگائی اس پر حد قذف لازم آئی، مگر اسلامی قانون نہ ہونے کی وجہ سے حد قائم نہیں کی جا سکتی تو اب حکم شرع کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: یہاں کوڑے تو نہیں لگا سکتے، لہٰذا اسی قدر کریں کہ جب تک وہ تہمت رکھنے والا مجمع میں توبہ نہ کرے اور صاف صاف اپنی اس ناپاک گفتگو سے باز نہ آئے، اس وقت تک مسلمان اس سے ملنا جلنا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا، اس کی شادی بیاہ میں شریک ہونا، اپنی شادی بیاہ میں اسے شریک کرنا یک قلم چھوڑ دیں کہ وہ اس تہمت کے اٹھانے سے ظالم ہے اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن مجید میں منع فرمایا اور ایسی تہمت کا ثبوت کسی گواہی سے ہرگز نہیں ہو سکتا، جب تک چار مرد نمازی، پرہیزگار، ثقہ، متقی، جو نہ کوئی گناہ کبیرہ کرتے ہوں نہ کسی گناہ صغیرہ پر اصرار رکھتے ہوں، نہ کوئی بات خلاف مروت چھچھورے پن (جیسے سر بازار کھانا کھانا یا شارع عام پر سب کے سامنے پیشاب کرنا) کی کرتے ہوں، ایسے اعلیٰ درجے کے متقی، مہذب بالاتفاق ایک وقت ایک مکان میں اپنی آنکھ سے دیکھنا بیان کریں کہ ہم نے اس کا بدن اس کے بدن کے اندر خاص اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی۔ اگر ان امور سے ایک بات بھی کم ہوگی، مثلاً گواہ چار سے کم ہوں یا چوتھا شخص اس اعلیٰ درجے کا نہ ہو یا ہوں تو سب اعلیٰ درجے کے اور چار پانچ نہیں، بلکہ دس بیس مگر ان میں مرد تین ہی ہوں باقی عورتیں یا کچھ گواہ آج کا واقعہ بیان کریں کچھ کل کا یا کچھ کہیں ہم نے اس مکان میں دیکھا، کچھ کہیں دوسرے میں یا یہ سب باتیں جمع ہوں اور تین گواہ صاف صاف یہ بھی گواہی دے چکے ہوں کہ ہم نے

https://alislami.net

اس کا ذکر اس کی فرج داخل میں اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی، مگر چوتھا اتنا کہے کہ میں نے اس کا برہنہ ذکر اس برہنہ فرج کے منہ پر رکھا دیکھا، مثلاً نصف حشفہ تک اندر کیا ہوا دیکھا تو ان سب صورتوں میں یہ گواہیاں مردود اور وہ تہمت باطل۔ اگر اس قسم کی سو دو سو گواہیاں گزریں اصلاً ثابت نہ ہوگا؛ بلکہ تہمت کرنے والے، زنا کی گواہی دینے والے خود ہی سزا پائیں گے۔(۱)

(زنا کی حرمت اور مذمت)

زنا کی حرمت اور مذمت قرآن پاک کی بے شمار آیات اور احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ شرک کے بعد بڑے گناہوں میں سنگین ترین گناہ زنا ہے جو انسان کو ہلاک اور برباد کرنے والا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی سزائیں بہت سخت بیان کی گئی ہیں کہ زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کو سو سو کوڑے مارے جائیں، اور اگر دونوں شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا رجم ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ شرعی طور پر فعل زنا ثابت ہوجائے۔ اگر ثابت نہ ہو تو پھر اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ ضرور بالضرور کرنی چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ معاف کرنے والا ہے، گناہوں کو بخشنے والا ہے اور آئندہ اس طرح کا عمل دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو تمام صغائر و کبائر گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۳ ص: ۶۱۴، ۶۱۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۴۱)

باب اللقطہ

(لقطہ کا بیان)

سوال (۱) لقطہ کسے کہتے اور اس کے احکام کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: لقطہ اس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے، لہذا ایسے مال کے متعلق اگر یہ ارادہ ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دے دوں گا تو اس کا اٹھالینا مستحب ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں گا اور مالک کو نہ تلاش کروں گا تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر یہ ظن غالب ہو کہ میں نہ اٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع اور ہلاک ہوجائے گی یا کوئی دوسرا لے کر چلا جائے گا اور مالک کو نہ دے گا تو اٹھالینا جائز اور ضروری ہے؛ لیکن اٹھانے والے پر بازاروں، شارع عام اور مساجد میں اتنے زمانے تک تشہیر کرنا لازم ہے کہ ظن غالب ہوجائے کہ اس کا مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کر دے جب کہ مال دار ہو اور اگر فقیر ہو تو مدت مذکورہ تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف میں بھی لا سکتا ہے۔ (۱)

آج بہت سے لوگ گرا پڑا سامان اٹھا کر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مال مجھے ملا ہے، میں نے پایا ہے، اس لیے میرا ہے۔ یہ سوچنا سراسر غلط ہے، ایسا کرنا گویا غصب کرنا ہے جو حرام ہے، لہذا جو شکل اوپر فتوے میں بیان کی گئی ہے، اسی پر عمل کیا جائے، ورنہ ایسا کرنے والے سخت گنہگار ہوں گے۔

---

(۱) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۱۰ میں، ص: ۴۷۴ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۴۲)

کتاب الشرکۃ

(شرکت کا بیان)

سوال (۱) زید نے بکر سے ایک ہزار روپے قرض اور روزگار کرنے کے لیے اس شرط پر لیا کہ نفع ونقصان میں دونوں شریک رہیں گے تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شرع میں اس قسم کے عقد کو مضاربت سے تعبیر کیا جاتا ہے، جس میں ایک جانب سے مال اور ایک جانب سے کام۔ مال دینے والے کو رب المال اور کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو مال دیا اسے راس المال کہتے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

"وهی عبارة عن عقد علی الشركة فی الربح بمال من أحد الجانبين وعمل من الآخر كما فعل فی الهندية"(۱)

اور یہ جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ جو بھی نقصان ہوگا وہ رب المال کا ہوگا، مضارب اس کا ذمے دار نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"مضارب کے ذمے نقصان کی شرط باطل ہے وہ اپنی تعدی ودست درازی وتضییع کے سوا کسی نقصان کا ذمے دار نہیں، جو نقصان واقع ہو، سب صاحب المال کی طرف رہے گا"(۲)

لہذا زید کا اس شرط پر روپیہ لینا کہ نفع ونقصان دونوں میں برابر کے شریک رہیں گے، صحیح نہیں کہ مضارب کے ذمے نقصان کی شرط باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال (۲) جوائنٹ فیملی میں زید نوکری کرتا ہے، لہذا پوری تنخواہ گھر میں دیتا

---

(۱) رد المحتار ج:۱۲ ص:۳۶۹، کتاب المضاربة، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۹ ص:۱۳۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ہے اور میلاد شریف میں کچھ نذرانہ وغیرہ ملتا ہے تو اس میں بھی اور لوگوں کا حصہ ہے یا زید ہی اس کا مالک ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نذرانہ وغیرہ کا پیسہ خاص اسی کا ہے، اس میں اور لوگوں کا حصہ نہیں ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اپنے ذاتی مال سے کوئی تجارت کی یا کسب پدری سے الگ ہوکر کوئی کسب خاص مستقل اپنا کیا، جیسے نوکری کا روپیہ یہ اموال خاص بیٹے کے ٹھہریں گے۔(۱)

عقود الدریہ میں ہے:

''سئل في إبن كبير له عيال و كسب مات أبوه وعن ورثته يدعون أن ما حصل من كسبه مخلف عن أبيه ويريدون إدخاله في التركة فهل حيث كان له كسب مستقل يختص بما أنشأ من كسبه وليس للورثة مقاسمته في ذلك ولا إدخاله في التركة (الجواب) نعم''(۲)

سوال (۳) جن لوگوں کا مال آپس میں اس طرح مل گیا کہ تمیز مشکل ہے اور کچھ لوگ عدم امتیاز کی وجہ سے اپنا حصہ لینے سے انکار کریں تو بقیہ شرکا کیا کریں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب وہ لوگ نہیں لیتے تو قابضین صرف اپنا حصہ لے لیں باقی فقرا پر تصدق کر دیں۔ ان میں اگر کوئی فقیر ہے تو اسے بھی دے سکتے ہیں۔(۳)

سوال (۴) دوسرے کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا کیسا ہے؟ اور مشترک زمین پر بغیر اجازت مکان بنانے کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۸ ص:۱۶۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) العقود الدرية، ج:۲ ص:۱۹، ۲۰، مطلب إذا كان للإبن كسب على على حدة ثم مات أبوه إختص بما كسبه

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ ص:۹۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: دوسرے کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا ناجائز وحرام ہے، لہذا اس پر ضروری ہے کہ مقبوضہ جائداد اصل مالک کے حوالے کرے اور اپنے ناجائز کام سے توبہ کرے۔

بخاری شریف میں ہے:

"من أخذ شبرا من الارض ظلماً فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين"(۱)

یعنی جو شخص ناجائز طریقے پر ایک بالشت زمین غصب کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی گردن میں ساتوں زمینوں کا طوق پہنائے گا۔

اور اگر مشترک زمین پر بغیر اجازت مکان بنالیا تو اس زمین کو تقسیم کیا جائے، اگر مکان کی کل زمین مکان کے ہی حصے میں آئی، جب تو اختلاف ہی ختم؛ لیکن اگر وہ کل زمین یا اس کا بعض کسی دوسرے شریک کے حصے میں پڑے تو باہمی رضامندی سے زمین والا اپنی زمین، مکان والے کے ہاتھ بیچ دے یا مکان والا اپنا کل یا بعض، زمین والے کے ہاتھ بیچ دے اور اگر کسی طرح تراضی نہ ہو تو زمین والے کو اختیار ہوگا کہ مکان، کل یا بعض جس قدر اس کی زمین میں واقع ہو، اکھڑوا دے اور اس کے سبب زمین کو کچھ نقصان پہنچے تو اس کا تاوان مکان والے سے لے لے اور اگر زیادہ نقصان پہنچے کہ زمین کو خراب و بے کار کر دے تو اسے اختیار ہے کہ اس قدر عمارت مکان جو اس کی زمین میں ہے اپنی ملک ٹھرا لے اگر چہ صاحب مکان راضی نہ ہو اور اسے اس تعمیر کی قیمت دے دے جو روز واپسی زمین ایسی عمارت کا اس حال میں بھاو ہو، جب کہ اس کے گرادینے کا حکم ہولیا ہو اور اس کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر یہ عمارت گرادی جائے تو جس قدر عملہ ٹوٹ پھوٹ کر بعد گرانے کے نکلے اس کا بھاو واپسی کے دن کیا ہوگا اور گروانے میں کیا مزدوری آئے گی؟ یہ مزدوری اس عملہ کے بھاو سے گھٹا کر جو بچے، وہ اس دن اس عمارت کی قیمت ہے، جس کے گرانے کا

(۱) صحيح البخاری، رقم الحديث: ۳۱۹۸، باب ما جاء في سبع أرضين

https://alislami.net

حکم ہولیا ہو۔(۱)

درمختار میں ہے:

"(بنی أحدهما) أی أحد الشریکین (بغیر إذن الآخر) [وکذا لو بإذنه لنفسه لأنه مستعیر لحصة الآخر، وللمعیر الرجوع متی شاء۔۔رملی علی الأشباه۔۔اهش] فی عقار مشترک بینهما (فطلب شریکه رفع بنائه قسم) العقار (فإن وقع) البناء (فی نصیب البانی فیها) ونعمت (وإلا هدم) [البناء (أو أرضاه بدفع قیمته۔ ط عن الهندیةش] (۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص:۱۰۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الدر المختار مع رد المحتار ج:۹ ص:۳۸۸، کتاب القسمة، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

(۴۳)

کتاب الوقف

(وقف کا بیان)

سوال (۱) گاؤں میں مدرسہ کی آمدنی کے لیے عید گاہ کی زمین میں دکان نکلوانا جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دکان نکلوانا جائز ہے، کیوں کہ گاؤں میں عید، بقرعید کی نماز واجب نہیں، اس لیے اس کے لیے وقف بھی درست نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذہب میں گاؤں میں عیدین جائز نہیں تو وہاں عید گاہ وقف نہیں ہوسکتی کہ محض بے حاجت و بے قربت؛ بلکہ مخالف قربت ہے تو زمین و عمارت ملک بانیان ہیں، انھیں اختیار ہے اس میں جو چاہیں کریں، خواہ اپنا مکان بنائیں یا زراعت کریں۔''(۱)

لہذا جو اس زمین کا مالک ہے، وہ اپنی مرضی سے مدرسہ کے لیے دکان نکلوانے کی اجازت دے تو جائز ہے۔

سوال (۲) قبرستان اپنے نام لکھالینا اور اس میں مالکانہ تصرف کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبرستان اپنے نام لکھالینا اور اس میں مالکانہ تصرف کرنا سخت ناجائز و حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''عامہ قبرستان وقف ہوتے ہیں اور وقف کی بیع حرام و رہن حرام ہے اور جو خاص قبرستان جو کسی کی ملک ہو، جس میں اس نے مردے دفن کیے ہوں، مگر اس کام کے لیے

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ ص:۳۴۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

وقف نہ کیا ہو کہ وہ بھی مواضع قبور کو نہ بیچ سکتا ہے، نہ رہن کر سکتا ہے کہ اس میں توہین اموات مسلمین ہے اور ان کی توہین حرام ہے، لہذا جو شخص ایسے حرام شدید کا مرتکب ہو، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ بقدر قدرت اسے روکے۔ جو اس میں پہلو تہی کرے گا، اسے فاسق کی طرح عذاب نار ہوگا۔(۱)

تنویر الابصار میں ہے:

"إذا تم (أی الوقت) ولزم لا یملک ولا یعار ولا یرهن"(۲)

سوال (۳) مشترکہ مکان کو تقسیم سے قبل شرکا کا وقف کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مشترکہ مکان تقسیم سے قبل وقف کرنا بالاتفاق جائز ہے، جب کہ جملہ شرکا نے وقف کر دیا ہو اور اگر جملہ شرکا نے وقف نہ کیا ہو تو متأخرین کے نزدیک جائز ہے کہ اپنا حصہ وقف کر دے، پھر شرکا سے اپنے حصے کا بٹوارہ کر کے اپنا حصہ الگ کر لے۔

ہندیہ میں ہے:

"وقف المشاع المحتمل للقسمة لا یجوز عند محمد رحمه الله تعالیٰ وبه أخذ مشائخ بخاریٰ وعلیه الفتویٰ کذا فی السراجیة، والمتأخرون أفتوا بقول أبی یوسف رحمه الله تعالیٰ أنه یجوز وهو المختار ـــــ ثم إن وقف نصیبه من عقار مشترک فهو الذی یقاسم شریکه"(۳)

سوال (۴) وقف کے مال کا کیا حکم ہے؟ کیا وقف کسی کی ملکیت ہو سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مال وقف مثل مال یتیم ہے، جس کی نسبت ارشاد ہوا کہ جو اسے ظلماً کھاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ بھرتا ہے اور عنقریب جہنم میں جائے گا۔(۴)

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۹ ص:۴۸۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) تنویر الابصار مع الدر المختار ج:٦ ص:٥٣٩، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة،

(۳) الهندیة، ج:۲ ص:٣٦٦، ٣٦٧ کتاب الوقف / باب فیما یجوز وقفه وما لا یجوز وقفه وفی وقف المشاع، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۴) فتاویٰ رضویہ، ج:۱٦ ص:۲۲۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"إِنَّ الَّذِيْنَ يَاكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَاراً ط وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْراً"(۱)

اور وقف کسی کی ملک ہرگز نہیں ہوسکتا، جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"جائداد ملک ہوکر وقف ہوسکتی ہے، مگر وقف ٹھہر کر ملک کبھی نہیں ہوسکتی"(۲)

سوال (۵) امام باڑہ وقف ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: امام باڑہ وقف نہیں ہوسکتا، وہ جس نے بنایا اس کی ملک ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے، وہ نہ رہا تو اس کے وارثوں کی ملک ہے، انھیں اختیار ہے۔(۳)

سوال (۶) مسجد کے لیے ہندوؤں کا وقف کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مسجد کے لیے ہندو کا وقف باطل ہے۔ لأنه ليس قربة في دينه الباطل" (کیوں کہ اس کے باطل دین میں کوئی قربت یعنی تقرب نہیں) اگر یوں ہی مسجد بنالیں گے، اس میں نماز ہوجائے گی اور جمعہ بھی ہوجائے گا۔ اگر شہر یا فنائے شہر میں ہو "إذ لا يشترط لها المسجد" (کیوں کہ نمازوں کے لیے مسجد شرط نہیں) مگر مسجد میں پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔(۴)

سوال (۷) جو زمین مسجد کے لیے وقف کی گئی تو اس کو مسجد میں کب شامل کرسکتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جب مسجد تنگ ہو کہ جماعت میں دقت ہوتی ہے اور جگہ کی حاجت ہے تو وقف شدہ زمین کو مسجد میں شامل کرسکتے ہیں۔

---

(۱) پ:۴، رکوع:۱۲

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص:۱۶۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص:۱۲۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص:۱۲۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ردالمحتار میں ہے:

"فی الفتح ضاق المسجد و بجنبه أرض وقف علیه أو حانوت جاز أن یوخذ ویدخل فیه"(۱)

سوال (۸) مصاحف کثیر تعداد میں مساجد میں جمع ہو گئے، بے کار، ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو کیا کیا جائے؟ کیا ان کو بیچ کر مسجد میں رقم لگانا جائز ہے؟ یا اس کو پڑھنے والے طلبہ یا تلاوت کرنے والے لوگوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر بھیجنے والوں کا وقف کرنے کا مقصد نہ ہو تو ان کو اختیار ہے جو چاہیں کریں، خواہ ان کا ہدیہ کر کے رقم مسجد میں لگائیں یا خود رکھ لیں یا ان مصاحف کو دوسری مسجدوں میں بھیج دیں، جہاں ضرورت ہو، کیوں کہ وہ ان کی ملک میں باقی ہیں اور اگر وقف کرنے کا مقصد ہو تو بھی دوسری مساجد و مدارس پر تقسیم کر سکتے ہیں اور اگر اس شہر کی حاجت سے زائد ہو تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں؛ لیکن انھیں ہدیہ کر کے ان کی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے۔ (۲)

درمختار میں ہے:

"وقف (مصحفا) علی المسجد جاز ویقرأ فیه ولا یکون محصورا علی هذا المسجد"(۳)

سوال (۹) ایک مدرسہ کی آمدنی دوسرے مدرسہ یا مسجد میں صرف ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وقف جس غرض کے لیے ہے اس کی آمدنی اگر چہ اس کے صرف سے فاضل ہو دوسری غرض میں صرف کرنی حرام ہے۔ وقف مسجد کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہونی درکنار، دوسری مسجد میں بھی صرف نہیں ہو سکتی۔ نہ ایک

---

(۱) رد المحتار ج: ٦ ص: ٥٧٦، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:١٦ میں، ص:١٦٥، پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) الدر المختار ج: ٦ ص: ٥٥٧، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

مدرسہ کی آمدنی مسجد یا دوسرے مدرسہ میں۔ (۱)

درمختار میں ہے:

”(إتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه ,جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه)لأنهما حينئذ كشيئ واحد (وإن إختلف أحدهما بأن رجلان مسجدين)أو رجل مسجدا ومدرسةووقف عليهماأوقافا(لا)يجوزله ذلک“(۲)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ص:۲۰۶،۲۰۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲)الدر المختار ج:٦ ص: ۵۵۱،کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

(۴۴)

باب المسجد

(مسجد کا بیان)

سوال (۱) ایک شخص نے مسجد کے لیے زمین وقف کی اور زندگی بھر متولی رہا تو کیا بعد انتقال اس کے لڑکے تولیت کے حق دار رہیں گے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر واقف نے تولیت اپنے خاندان کے لیے مخصوص کر دی تھی تو لڑکے تولیت کے حق دار رہیں گے، جب کی امین ہوں۔ اور اگر مخصوص نہ کی تھی تب بھی واقف کے خاندان والوں کو ہی متولی کیا جائے، جب کہ اہلیت بھی رکھتے ہوں۔ (۱)

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"الحاکم لا یجعل القیم من الاجانب مادام من اھل بیت الواقف من یصلح لذلک ـ ـ ـ ـ ـ ولو شرط الواقف ان یکون المتولی من اولادہ و اولاد اولادہ ھل للقاضی ان یولی غیرہ بلا خیانۃ ولو ولاہ ھل یکون متولیا؟ قال شیخ الاسلام برھان الدین فی فوائدہ: لا، کذا فی نھر الفائق" (۲)

سوال (۲) مسجد کی توسیع کے وقت اوپر مسجد نیچے وضوخانہ وغسل خانہ بنانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حدود مسجد میں وضوخانہ وغسل خانہ بنانا جائز نہیں، ہاں! جو حصہ مسجد میں شامل کیا گیا اس میں قبل تمام مسجدیت وضوخانہ اور غسل خانہ بنانا جائز ہے اور بعد تمام مسجدیت اس حصے میں بھی وضوخانہ اور غسل خانہ نہیں بنا سکتے۔

صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

---

(۱) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۱۰ میں، ص:۵۸۰، پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الھندیہ ج:۲، ص۳۹۷، کتاب الوقف /باب فی ولایۃ الوقف وتصرف القیم ـ ـ ـ الخ، ملخصا، دار الکتب العلمیہ، بیروت

''جب مسجد تعمیر ہو گئی تو تحت الثریٰ سے عرش تک اتنی فضا مسجد ہو گئی، اس کی مسجدیت باطل نہیں کی جا سکتی۔ پھر اس مسجد کو دوبارہ تعمیر کرانے میں حدود مسجد کے اندر نیچے اوپر دکان نہیں بنائی جا سکتی''(۱)

اسی میں ہے:

''مسجد کا وہ حصہ جس میں عمارت نہیں ہے، (یعنی فرش مسجد) اس حصے میں بعد تمام مسجدیت حوض نہیں بنایا جا سکتا اور اگر مسجد بناتے وقت قبل تمام مسجدیت حوض بنائیں تو بنا سکتے۔''(۲)

ہندیہ میں ہے:

''قیم المسجد لا یجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فی فنائه''(۳)

یعنی متولی کے لیے جائز نہیں کہ حدود مسجد یا فنائے مسجد میں دکانیں بنوائے۔

سوال (۳) گانجہ اور شراب یا دیگر حرام کاروبار کرنے والوں کی رقم مسجد میں لگائی جا سکتی ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر ان کی آمدنی صرف اور صرف مال حرام ہے تو دینی معاملوں میں ان سے ہرگز ہرگز چندہ نہ لیں اور نہ وہ دیں کہ حرام مال سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا ثواب نہیں؛ بلکہ گناہ ہے۔ اور اگر حلال آمدنی بھی ہے تو ان کی رقم مسجد کے کاموں میں لگا سکتے ہیں اور ان کو چاہیے کہ حلال مال علاحدہ رکھیں اور دینی کاموں میں اسی کو دیں۔

ہندیہ میں ہے:

''أکل الرباء و کاسب الحرام اھدی الیه و اضافه و غالب ماله حرام لا

(۱) فتاویٰ امجدیہ ج: ۳،ص: ۱۴۳، ۱۴۴

(۲) ملخصاً از فتاویٰ امجدیہ ج: ۳،ص: ۱۲۵

(۳) الهندیه، ج: ۲، ص: ۴۳۱، کتاب الوقف/ (باب فی المسجد وما یتعلق به)، بیروت

https://alislami.net

يقبل و لا ياكل ما لم يخبره ان ذلك المال اصله حلال ورثه او استقرضه، و ان كان غالب ماله حلالا لا باس بقبول هديته"(۱)

سوال (۴) مسجد کی تعمیر کے لیے بد مذہب، کافر وغیرہ سے چندہ مانگنا کیسا ہے؟ اور اگر خود بخود وہ چندہ دیں تو لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی بد مذہب سے کوئی تعاون لینا جائز نہیں کہ ان سے کسی طرح کا تعلق دین و ایمان کے لیے زہر قاتل ہے۔ اور ہندوؤں سے بھی دینی معاملات میں مدد نہ لیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''ہندوؤں سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لیں۔ حدیث شریف میں ہے ''**انا لا نستعين بمشرك**'' یعنی ہمیں جائز نہیں کہ مشرکوں سے مدد طلب کریں۔ (۲)

اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ بطور احسان دیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ بطور نیاز مندانہ پیش کریں۔

پہلے کا حکم اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ کافر اگر اس طور پر روپیہ دیتا ہے کہ مسجد یا مسلمانوں پر احسان رکھتا ہے یا اس کے سبب مسجد میں اس کی کوئی مداخلت رہے گی تو لینا جائز نہیں۔ (۳)

دوسرے کا حکم فرماتے ہیں کہ اگر نیاز مندانہ طور پر پیش کرتا ہے تو حرج نہیں، جب کہ اس کے عوض کافر کی طرف سے کوئی چیز خرید کر نہ لگائی جائے؛ بلکہ مسلمان بطور خود خریدیں یا راجوں مزدوروں کی اجرت میں دیں اور اس میں بھی اسلم

(۱) الھندیہ ج:۵، ص: ۳۴۲، کتاب الکراہیت/باب الھدایا والضیافات، بیروت
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳، ص: ۳۸۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۶ میں، ص: ۵۲۲ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وہی طریقہ ہے کہ کافر مسلمان کو ہبہ کردے، مسلمان اپنی طرف سے لگائے۔

سوال (۵) ایم۔ پی، ایم۔ ایل۔ اے، کے فنڈ سے جو روپیہ ملے اسے مسجد میں لگانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ان روپیوں کو مسجد میں لگا سکتے ہیں۔

جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”خزانہ، والی ملک کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا، لہٰذا اس کے لینے میں حرج نہیں، جب کہ کسی مصلحت شرعیہ کا خلاف نہ ہو۔“(۱)

سوال (۶) مسجد کے اوپر مدرسہ یا مدرسہ کے اوپر مسجد بنانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبل تمام مسجدیت، مسجد کے اوپر مدرسہ بنانا جائز ہے؛ لیکن بعد تمام مسجدیت مسجد کے اوپر مدرسہ بنانا جائز نہیں۔

درمختار میں ہے:

”لو بنی فوقه بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدیة ثم ارادالبناء منع“(۲)

اور مدرسہ کے اوپر مسجد بھی بنانا جائز نہیں؛ کیوں کہ جو چیز جس مقصد کے لیے وقف کی گئی ہے، اس کو دوسرے مقصد کے لیے پھیرنا حرام ہے۔ کیوں کہ شرعاً وقف مثل نص شارع، واجب الاتباع ہے۔ لیکن مسجد بیت کی طرح مدرسہ پر مسجد بنانا جائز ہے۔

شرح اشباہ میں ہے:

”شرط الواقف کنص الشارع فی وجوب العمل به“(۳)

اور رہا مسئلہ مدرسہ کی زمین پر مسجد اور مسجد کی زمین پر مدرسہ بنانے کا تو جو زمین مدرسہ یا مسجد کے نام پر خریدی گئی وہ مدرسہ یا مسجد کے لیے وقف ہوگئی، خواہ کسی نے

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص:۴۶۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الدر المختار، ج:۶، ص:۵۴۸، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة

(۳) غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، ج:۲، ص:۲۲۸، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

وقف کی ہو یا چندہ کی رقم سے مدرسہ ومسجد کے لیے زمین خریدی گئی ہو۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''وہ زمین وعمارت تمام مشتریوں اور چندہ دہندوں کی ہوئی، جس کا ایک پیسہ چندہ ہو اور جس کا ہزار روپے سب شریک ہیں اور جب کہ دینی مدرسہ نفع عام مسلمین کے لیے بنانا مقصود تھا، اس میں کسی کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ میں کسی چیز کا مالک رہوں اور اس سے انتفاع ایک مدت محدود تک ہو، پھر میری ملک میں واپس آئے، جب کہ اپنی ملک سے خارج کر کے ہمیشہ کے لیے نفع مسلمین کے واسطے کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہی حاصل وقف ہے تو اگر چہ نصاً وہ سب لفظ وقف نہیں کہتے، عرفاً دلالتاً وقف کرتے اور وقف ہی سمجھتے ہیں۔''(۱)

ردالمحتار میں ہے:

''الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ''(۲)

سوال (۷) مسجد تنگ ہونے کی صورت میں مدرسہ کی زمین خرید کر یا بغیر خریدے مسجد میں شامل کر سکتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مدرسہ کی زمین کو مسجد میں شامل کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ کیوں کہ جو چیز جس غرض کے لیے وقف ہو اس سے دوسرے کی طرف پھیرنا جائز نہیں۔ لیکن جب توسیع مسجد کے لیے بغل میں اس کی اپنی کوئی زمین نہ ہو اور مدرسہ کو اس زمین کی ضرورت بھی نہ ہو، نہ ہی شامل کرنے پر مدرسہ کو کوئی نقصان ہو تو خرید کر مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ ص:۱۲۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) رد المحتار ج:۶ ص:۵۸۹، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

https://alislami.net

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''اگر مسجد تنگ ہوگئی اور اس کے اپنے متعلقات کی زمینوں سے بڑھانے کی گنجائش نہیں تو اگر وہ زمین وقف صحیح شرعی نہیں یا اس کے لے لینے سے ضرر نہیں پہنچتا تو بقیمت لے سکتے ہیں، ورنہ نہیں''(۱)

سوال (۸) مسجد کے تعمیری روپے سے امام ومؤذن کو تنخواہ دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

''دینے والے جس مقصد کے لیے چندہ دیں یا کوئی اہل خیر جس مقصد کے متعلق اپنی جائداد وقف کرے اسی مقصد میں وہ رقم یا آمدنی صرف کی جاسکتی ہے۔ دوسرے میں صرف کرنا جائز نہیں۔ اور اگر دینے والے نے اس کا صرف کرنا متولیوں کی رائے پر رکھا ہو تو یہ اپنی رائے سے جس میں مناسب سمجھیں صرف کرسکتے ہیں۔(۲)

لہذا امام ومؤذن کو مسجد کے تعمیری روپے سے تنخواہ دینا جائز نہیں؛ کیوں کہ وہ روپے تعمیری مقصد کے لیے ہیں۔ لہذا دوسرے مقصد میں صرف کرنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر چندہ کرتے وقت کہہ دیا یا اعلان کر دیا کہ تعمیر سے بچنے پر دیگر ضروریاتِ مسجد میں یہ رقم صرف کی جاسکتی ہے تو پھر دوسرے ضروریات میں خرچ کرنا جائز ہوگا۔

سوال (۹) مسجد کی توسیع میں محراب ومنبر بدستور اپنی جگہ باقی رہیں گے یا بیچ میں رہیں گے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: محراب حقیقاً وسط مسجد کا ہی نام ہے۔ لہذا توسیع مسجد میں اسے بیچ میں کیا جائے۔ اور منبر، محراب حقیقی کے بغل میں ہوتا ہے۔

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶، ص: ۴۰۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ملخصاً از فتاویٰ امجدیہ، ج: ۳، ص: ۴۲

https://alislami.net

اس لیے اس کو بھی محراب حقیقی کے قریب کیا جائے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

امام کے لیے سنت متوارثہ کہ زمانۂ اقدس رسالت سے اب تک معہود ہے وسطِ مسجد میں قیام کہ صف پوری ہو تو امام وسط صف میں ہو اور یہی جگہ محراب حقیقی ومتوارث ہے۔ محراب صوری کہ طاق نما ایک خلا وسط دیوار قبلہ میں بنانا حادث ہے۔ اسی محراب حقیقی کی علامت ہے۔ یہ علامت اگر غلطی سے غیر وسط میں بنائی جائے، اس کا اتباع نہ ہوگا؛ بلکہ مراعات توسط ضروری ہوگی کہ اتباع سنت وانتفاے کراہت وامتثال ارشاد حدیث "توسطوا الامام" یعنی امام درمیان میں کھڑا ہو۔ (۱)

ردالمحتار میں ہے:

"السنة ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان۔۔۔۔السنة ان یقوم الامام ازاء وسط الصف ،الا تریٰ ان المحاریب ما نصبت الا وسط المساجد وھی قدعینت لمقام الامام" (۲)

سوال (۱۰) مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے موت کا اعلان کرنا یا میلاد شریف اور دیگر کاموں میں کرایہ پر لینا دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مسجد کی کوئی شے جس مقصد کے لیے ہو اس کے علاوہ دوسرے مقصد میں استعمال جائز نہیں۔

بہار شریعت میں ہے

"مسجد کی اشیا لوٹا، چٹائی، وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کر سکتے" (۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷، ص:۳۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۱) رد المحتار، ج:۲، ص:۳۱۰، کتاب الصلاۃ/باب الامامۃ، دار الکتب العلمیۃ

(۲) بہار شریعت، حصہ:۱۰، ص:۵۶۱، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

اگر مسجد کا لاؤڈ اسپیکر وقف ہے اور واقف نے بوقت وقف اس کی اجازت دے دی ہو تو اس سے موت کا اعلان کرانا، میلا دشریف اور دیگر کار خیر میں کرایہ پر استعمال کرنا جائز ہے۔ ایسے ہی اگر واقف نے اجازت نہ بھی دی، مگر جانتا تھا کہ اس سے موت کا اعلان بھی ہوگا یا چندہ سے لاؤڈ اسپیکر خریدا گیا اور چندہ دینے والے جانتے تھے کہ اس سے موت اور محفل میلا دشریف کا اعلان بھی ہوگا تو ان صورتوں میں موت وغیرہ کا اعلان اس سے جائز ہے۔

سوال (۱۱) مسجدوں میں نکاح پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مسجدوں میں نکاح پڑھنا اور پڑھانا مندوب و مستحب ہے۔

درمختار میں ہے:

"و یندب اعلانه۔۔۔و کونه فی مسجد۔۔۔۔۔۔لحدیث الترمذی "اعلنوا ھذا النکاح و اجعلوہ فی المساجد"(۱)

لیکن اگر بوقت نکاح شور وغل یا ایسی باتیں کہ احترام مسجد کا ادب ملحوظ نہ رہے تو مسجد میں نکاح نہ پڑھوائیں، ایسے ہی اگر نکاح خواں، نکاح کی اجرت لیتا ہے تو اس کو بھی اس میں نکاح پڑھانا ناجائز ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان قرآن وغیرہ پڑھانے کے متعلق فرماتے ہیں:

> "اگر پڑھانے والا اجرت لے کر پڑھاتا ہے تو اور بھی زیادہ ناجائز ہے، کہ اب وہ کار دنیا ہو گیا اور دنیا کی بات کے لیے مسجد میں جانا حرام ہے۔"(۲)

سوال (۱۲) کچا لہسن، پیاز کھا کر مسجد میں جانا کیسا ہے؟ اگر اس میں لیمو نچوڑ دیا جائے تو کیا حکم ہے؟

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ج۴ص: ۶۷، ۶۶، کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ص: ۴۳۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: کچا لہسن، پیاز کھا کر مسجد میں جانا جائز نہیں۔اوراس میں لیمو نچوڑ نے سے منہ کی بدبو پورے طور پر ختم نہیں ہوتی۔لہذا جب تک بدبو پورے طور پر ختم نہ ہو،مسجد میں جانا جائز نہیں۔جولوگ مسجد کے صحن میں افطاری کرتے ہیں اور جولوگ ان کے لیے افطاری بھیجتے ہیں،انھیں بطور خاص کچے لہسن پیاز سے پرہیز ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

”وقول النبی ﷺ ”من اکل الثوم او البصل من الجوع او غیرہ،فلا یقربن مساجدنا“(۱)

سوال (۱۳)مسجد میں روشنی کے لیے پٹرومکس گیس یا مٹی کا تیل جلانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: پٹرومکس گیس یا مٹی کا تیل مسجد میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔اس لیے کہ اس سے ایک قسم کی بوآتی ہے جوسلیم الطبع لوگوں کو ناگوار ہوتی ہے۔لہذا اس کا استعمال مسجد میں روشنی کے لیے کرنے کی اجازت نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

”من اکل من ھٰذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجدنا،فان الملائکۃ تاذی مما یتاذی منہ الانس“(۲)

یعنی اس بدبودار درخت سے (لہسن، پیاز) جو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔اس لیے کہ ملائکہ کوایسی چیز سے تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔

صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اس حدیث کے تحت ذکر فرمایا ہے:

”یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو، جیسے گندنا ،

---

(۱)صحیح البخاری،ص:۲۰۸،کتاب الاذان،باب ما جاء فی الثوم و البصل و الکراث، دار ابن کثیر،دمشق،بیروت

(۲)الصحیح لمسلم ج:۱،ص:۲۲۷،کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ/باب نھی عن اکل ثوماً۔دار السلام،النشر و التوزیع۔الریاض،المملکۃ السعودیۃ

https://alislami.net

مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کو رگڑنے میں بو
اڑتی ہو۔ ریاح خارج کرنا، وغیرہ وغیرہ نیز جس کو گندہ دہنی کا
عارضہ ہو یا کوئی بدبودار زخم ہو یا کوئی دوا بدبودار لگائی تو جب
تک بو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔(۱)

لیکن اگر پٹرومکس گیس یا مٹی کے تیل میں کوئی ایسی چیز ملائے جس سے اس کی بو ختم ہو جائے تو اس کو مسجد میں جلانا جائز ہے، بہ شرطے کہ اس میں کوئی ناپاک شے نہ ہو، ورنہ ناپاک تیل کا بھی مسجد میں جلانا جائز نہیں۔(۲)

سوال (۱۴) جو شخص اجرت لے کر بچوں کو پڑھائے اس کو مسجد میں تعلیم دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مسجد میں اجرت لے کر بچوں کو پڑھانا ہرگز جائز نہیں؛ کیوں کہ اب یہ اور پیشوں کی طرح دنیا کمانا ہے اور مسجد میں اس کی اجازت نہیں۔(۳)

ہندیہ میں ہے:

"لو جلس معلم فی المسجد و الوراق یکتب فان کان المعلم یعلم للحسبۃ و الوراق یکتب لنفسه فلا بأس به لأنه قربة و ان کان بالأجرة یکره الا ان تقع لهما الضرورة کذا فی محیط السرخسی"(۴)

سوال (۱۵) کیا اے۔ سی، کولر، گیزر، فریج، وغیرہ مصالح مسجد سے ہیں یا نہیں؟ اور مساجد کی آمدنی سے ان اشیا کو خریدنا کیسا ہے؟ نیز اگر کوئی اپنی جیب خاص سے ان اشیا کو خرید کر وقف کر دے تو ان کے استعمال پر بجلی کی ادائیگی کیا مسجد کی آمدنی سے ہو سکتی ہے؟

---

(۱) بہارِ شریعت، حصہ: ۳ ص: ۶۴۸، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۸ میں، ص، ۱۰۲ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج: ۳ میں، ص: ۱۹۴ پر ہے۔ (رضا اکیڈمی)
(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۶ میں، ص: ۴۶۰ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۴) الهندیه، ج: ۵ ص: ۳۹۶، کتاب الکراهیة / باب آداب المسجد و القبلة و المصحف، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوہاب: مذکورہ اشیا مصالح مسجد سے ہیں یا نہیں، اس تعلق سے الجامعۃ الاشرفیہ کے سیمینار میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ مصالح کی تعین میں موسم، مقامات اور لوگوں کی عادات کا لحاظ کرنا ضروری ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ دنیا کے کچھ ممالک اور علاقے گرم ہیں، کچھ سرد ہیں، کچھ معتدل ہیں۔ اسی طرح موسموں کا فرق ہوتا ہے۔

گرم ممالک:۔ جیسے۔ حجاز مقدس، سوڈان، نائیجیریا، اور تنزانیہ وغیرہ جہاں گرمیوں میں لوگ اے۔سی چلانے اور اس کے خوگر ہوتے ہیں یا وہاں قانوناً گھروں میں اے۔سی انسانی زندگی کی ضرورت بن جاتی ہے۔ اگر ایسی جگہوں پر اے۔سی کا انتظام نہ ہو تو جماعت میں چند تقویٰ شعار لوگوں کے سوا کوئی شامل نہ ہوگا اور جہاں اے۔سی کا انتظام ہوگا وہاں مسجد نمازیوں کے لیے تنگ بھی ہو سکتی ہے۔ ایسے مقامات پر اے۔سی، کولر، برقی پنکھے مصالح مسجد سے ہیں۔ مگر کولر ایسا ہونا چاہیے جو اپنی تیز آواز سے نمازیوں کے خشوع خضوع میں یا نماز کی قراءت میں خلل انداز نہ ہو یا اگر تیز آواز والا ہو تو اتنی دوری پر ہو کہ اس کی آواز خلل انداز نہ ہو اور بہر حال اسے اس طرح رکھیں کہ صف میں کسی نمازی کی جگہ نہ گھیرے۔

زیادہ سرد علاقوں میں جہاں ٹھنڈک کی شدت سے لوگ بیمار ہو جاتے ہیں یا بیمار ہونے کا صحیح اندیشہ ہوتا ہے۔ ایسی جگہوں میں ہیٹر بھی زندگی کی ضرورت بن جاتا ہے، ایسے بلاد میں ہیٹر بھی مصالح مسجد میں داخل ہے۔ سرد ممالک کے اندر بند کمروں میں کبھی لوگوں کے ہجوم کے باعث صرف سانس کی ہوا سے اندر کا ماحول متعفن ہو جاتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے اے۔سی، ایگزاہسٹ فین استعمال کیے جاتے ہیں۔ ایسے حالات اور اوقات میں سرد ممالک میں بھی اے۔سی اور اسی طرح کے پنکھے مصالح مسجد میں شامل ہیں۔

گیزر اور بوائلر، پانی گرم کرنے کے جدید آلات ہیں اور یہ سرد ممالک، جیسے

https://alislami.net

برطانیہ وغیرہ اور سرد بلاد جیسے شملہ، نینی تال، دارجلنگ، سکم، کشمیر، وغیرہ تیز سردی کے موسم میں چند مقامات کے سوا عام بلاد ہندو پاک میں مصالح مسجد سے ہیں۔

معتدل مقامات یا معتدل موسم جن میں سردی گرمی حد اعتدال پر رہتی ہے، نہ سردی ضرر وحرج کا باعث ہوتی ہے، نہ گرمی تکلیف کا باعث بنتی ہے، ایسے مقامات اور موسموں میں اے۔سی، کولر، گیزر مصالح مسجد سے نہ ہوں گے۔ اگر ایسے ہی فریج کا انتظام مسجد میں ہو جس سے گرم مقامات میں یا سخت گرمیوں کے موسم میں وضو کے لیے ٹھنڈا پانی فراہم کیا جا سکے تو وہ مصالح مسجد سے ہوگا۔ (۱)

رہا مسئلہ مسجد کی آمدنی سے ان مذکورہ اشیا کو خریدا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب کی تفصیل درج ذیل ہے:

مسجد کی آمدنی دو طرح کی ہوتی ہے:

(۱) قدیم اوقاف کی آمدنی

(۲) اصحاب خیر کے عطیات اور چندے کی آمدنی

قدیم اوقاف کی آمدنی:۔ قدیم اوقاف کی آمدنی اگر مصالح مسجد کے لیے ہو خواہ واقف نے اس کی صراحت کر دی ہو یا زمانہ وقف کے عرف عام سے متعین ہو یا شروع ہی سے وہ آمدنی مصالح میں صرف ہوتی ہو تو جن مقامات میں یہ چیزیں مصالح مسجد سے قرار پاتی ہیں وہاں اوقاف کی آمدنی سے درج بالا اشیا کی خریداری اور ان اشیا سے متعلق مصارف میں صرف کرنا جائز ہے، جب کہ ان سے اہم مصارف وشعائر میں اسے استعمال کرنے کی حاجت نہ ہو۔ اگر قدیم اوقاف کی آمدنی مصالح مسجد کے لیے نہ ہو یا درج بالا اشیا سے اہم اور ضروری مصارف میں اسے استعمال کرنے کی حاجت ہو تو وہ آمدنی ان اشیا کی خریداری اور ان کی تنصیب وغیرہ میں صرف کرنی جائز نہ ہوگی۔ (۲)

---

(۱) ملخصاً از جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، ج: ۳ ص: ۵۹، ۶۰

(۲) ملخصاً از جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، ج: ۳ ص: ۶۱

https://alislami.net

ردالمحتار میں ہے:

”فیقدم أولاً العمارة الضروریة ثم الأهم من المصالح و الشعائر بقدر مایقوم به الحال فان فضل شئ یعطی لبقیة المستحقین“(۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

جہاں شرط واقف معلوم نہ ہو، عمل درآمد قدیم کا اعتبار ہے۔(۲)

اصحاب خیر کے عطیات اور چندے کی آمدنی: ۔اصحاب خیر کے عطیات اور چندے جو اغراض بتا کر وصول کیے گئے ہوں یا عرفاً جو اغراض معلوم و متعین ہوں، بس انھیں اغراض میں وہ عطیات اور چندے صرف کرنا جائز ہے۔اور ان کے ماسوا کاموں میں صرف کرنا جائز نہیں ۔لہذا جہاں اے۔سی، کولر، گیزر، فریج، وغیرہ کو بھی اغراض میں شامل رکھا گیا ہو یا صرف انھیں کے لیے چندہ ہوا ہو، وہاں اصحاب خیر کے عطیات سے ان اشیا کی خرید اور فیٹنگ جائز ہے۔(۳)

رہا مسئلہ کسی نے اپنی جیب خاص سے ان چیزوں کو خرید کر مسجد میں دے دیا تو ان کے استعمال پر بجلی کے بل کی ادائیگی مسجد سے ہوگی یا نہیں؟لہذا بل کی ادائیگی مسجد سے ان صورتوں میں نہ ہوگی، جن صورتوں میں اے۔سی، گیزر، فریجر، وغیرہ مصالح مسجد سے قرار نہیں پاتے ۔اور جہاں مذکورہ اشیا مصالح مسجد سے قرار پاتے ہیں تو ان کی ادائیگی مسجد کی آمدنی سے درست ہے ۔لیکن بہتر ہے کہ چندے کے اغراض میں اسے شامل کرکے ارباب خیر کو آگاہ کر دیا جائے یا پھر خاص بجلی کے بل کے لیے الگ سے چندہ کرلیا جائے۔(۴)

سوال (۱۶) ایک مسجد کا سامان دوسرے مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

---

(۱) رد المحتار، ج:٦ ص: ۵٦۱، کتاب الوقف، مطلب يبدأ بعد العمارة۔۔۔الخ، بيروت

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۱٦ ص: ۴۹۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔۔۔(قدیم، ج:٦ ص: ۴۲۷، رضا اکیڈمی، ممبئی)

(۳) ملخصاً از جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، ج:۳ ص:٦۲

(۴) ملخصاً از جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، ج:۳ ص:٦۲

الجواب بعون الملک الوھاب: ایک مسجد کا سامان دوسرے مسجد میں لگانا جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

"لا یجوز نقله ولا نقل ماله الی مسجد آخر"(۱)

لیکن اگر مسجد معاذ اللہ ویران ہو جائے اور لوگ وہاں نہ رہتے ہوں یا منہدم ہو جائے اور اندیشہ ہو کہ اس کا عملہ لوگ اٹھالے جائیں گے اور اپنے استعمال میں لائیں گے تو مسجد کا سامان دوسری مسجد میں لگا دینا جائز ہے۔(۲)

سوال (۱۷) دکان کو مسجد بنا دیا، مسجد ہو گئی، پھر اس میں دوبارہ دکان کرنا یا مسجد کا زینہ بنانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دکان کو مسجد بنا دیا تو وہ مسجد ہو گئی، لہذا بعد تمام مسجدیت نہ اس میں دکان بنائی جا سکتی ہے نہ مسجد کا زینہ۔ کیوں کہ یہ پہلے سے مسجد تھی، اب دکان اور زینہ بنانے کے یہ معنی ہوں گے کہ مسجد کو دکان یا زینہ بنایا جائے۔(۳)

---

(۱) رد المحتار، ج:٦ ص: ۵۴۹، كتاب الوقف / مطلب فيما لو خرب المسجد او غيره، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ میں، ص:۵۳۱، پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

۔۔ ایسا ہی بہار شریعت، حصہ، ۱۰ میں، ص:۵۶۱ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ:۱۰ میں، ص:۵۵۸ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

(۴۵)

باب فی المقبرۃ

(قبرستان کا بیان)

سوال(۱) قبرستان میں مسجد و مدرسہ بنانا یا اس میں جلسہ وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر وہ وقفی قبرستان ہے تو اس پر مسجد و مدرسہ بنانا جائز نہیں کہ اس میں وقف کو بدلنا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ"(۱)

اگر وقفی قبرستان نہ ہو تو قبروں کو بدستور باقی رکھ کر قبروں کے اردگرد سے ستون قائم کر کے چھت بنائیں کہ نیچے کے درجے میں قبریں ہوں تو اوپر چھت پر مسجد و مدرسہ بنا سکتے ہیں کہ میت کا حق سطح قبر پر ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"یأثم بوطأ القبور لأن سقف القبر حق المیت"(۲)

اور اس میں جلسہ وغیرہ کرنا بھی جائز نہیں۔ لوگوں کے وہاں چلنے پھرنے سے قبروں کی توہین ہوگی، جو ناجائز و حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"نھی رسول اللہ ﷺ أن یجصص القبور و أن یکتب علیھا و أن یبنی علیھا و أن توطأ"(۳)

---

(۱) رد المحتار، ج:٦ ص:۵۸۹، کتاب الوقف، مطلب: لا یستبدل العامر الا فی أربع، دار الکتب العلمیة

(۲) الھندیہ ج:۵ ص:۴۳۰، کتاب الکراہیة/باب زیارۃ القبور، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۰۵۲، ابواب الجنائز عن رسول اللہ ﷺ/باب کراھیة تجصیص القبور و الکتابة علیھا

یعنی رسول پاک ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ قبریں اندر سے پختہ بنائی جائیں اور یہ کہ اس پر لکھا جائے اور اس سے کہ خاص قبروں پر عمارت بنائی جائے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ قبروں کو روندا جائے۔

سوال (۲) قبرستان میں قبروں کے نشانات مٹ جانے کے بعد اس کو قبضہ کر لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبرستان میں قبروں کے نشانات مٹ گئے ہوں، ان کی ہڈیاں گل گئی ہوں اور کافی زمانے سے لوگوں نے اس میں مردہ دفن کرنا ترک کر دیا ہو پھر بھی قبرستان کی زمین کو قبضہ کرنا جائز نہیں؛ کیوں کی اب بھی وہ زمین، قبرستان اور تا قیامت قبرستان رہے گی۔

ہندیہ میں ہے:

"سئل الامام شمس الأئمة محمود الاوزجندی عن المقبرة اذا اندرست و لم يبق فيها أثر الموتى لا العظم و لا غيره هل يجوز زرعها و استغلالها وقال: لا و لها حكم المقبرة كذافي المحيط" (۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کا قبرستان ہے، جس میں قبر کے نشان مٹ چکے ہیں، ہڈیوں کا بھی پتا نہیں، جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا ناجائز ہے اور اب بھی وہ قبرستان ہے۔ قبر کے تمام آداب بجالائے جائیں۔" (۲)

سوال (۳) قبر کو پختہ بنانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جب قبر اندر سے کچی ہو تو اوپر سے قبر

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ هندية، ج: ۲ ص: ۴۳۴، كتاب الوقف / باب فی الرباطات و المقابر -----الخ دار الكتب العلمية، بيروت
(۲) بہار شریعت، حصہ: ۱۰ ص: ۵۶۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

پختہ کرنا ممنوع نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''قبر پختہ بنانے میں حاصل ارشاد علماے امجاد رحمہم اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ اگر پکی اینٹ میت کے متصل یعنی اس کے آس پاس کسی جہت میں نہیں کہ حقیقتاً قبر اسی کا نام ہے؛ بلکہ گڑھا کچا اور بالاے قبر پختہ ہے تو مطلقاً ممانعت نہیں''(۱)

ردالمحتار میں ہے:

''کرھوا الآجر و الواح الخشب و قال الامام التمرتاشی ھٰذا اذا کان حول المیت فلو فوقه لا یکره لأنه یکون عصمة من السبع''(۲)

لیکن وقفی قبرستان میں کسی کی پختہ قبر بنانا ممنوع ہے، خواہ بزرگ ہو یا عامۃ المسلمین۔

ردالمحتار میں ہے:

''فی الأحکام من جامع الفتاویٰ و قیل لا یکره البناء اذا کان المیت من المشائخ و العلماء و السادات قلت لکن ھٰذا فی غیر المقابر المسبّلة کما لا یخفی''(۳)

سوال (۴) قبرستان میں جانور چرانا نیز اس کی گھاس کاٹنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبرستان میں جانور چرانا ناجائز وحرام ہے کہ قبروں کی بے ادبی و بے حرمتی ہے۔ رہا گھاس کا معاملہ تو جب تک ہری ہے اس کو کاٹنا ممنوع ہے اور جب سوکھ جائے تو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔(۴)

ہندیہ میں ہے:

''لو کان فیھا حشیش یحش و یرسل الی الدواب و لا ترسل الدواب فیھا کذا فی البحر الرائق''(۵)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۹ ص:۴۲۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) رد المحتار، ج:۳ص:۱۴۲، کتاب الصلاۃ/باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیة

(۳) رد المحتار، ج:۳ص:۱۴۴، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۴) فتاویٰ رضویہ، ج:۹ ص:۴۴۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۵) الھندیه، ج:۲ ص:۴۳۴، کتاب الوقف/باب الرباطات والمقابر۔ دار الکتب العلمیة،

https://alislami.net

ردالمحتار میں ہے:

”یکرہ قطع النبات الرطب من المقبرۃ دون الیابس کما فی البحر“(۱)

سوال: (۵) قبرستان پر جوتا چپل پہن کر جانا اور قبروں کو روندنا کیسا ہے؟ اور یہ حکم صرف ظاہر قبروں کا ہے یا جو مٹ چکی ہیں ان کا بھی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قبرستان کے قدیم راستے میں (جس میں قبر نہ ہو) جوتا چپل پہن کر جانا جائز ہے؛ لیکن قبروں پر چلنا منع ہے، خواہ قبریں ظاہر ہوں یا مٹ چکی ہوں۔ کیوں کہ اس کے مٹ جانے کے بعد بھی وہ قبرستان ہے۔ لہذا قبر کے تمام آداب بجالائیں۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے، نہ کہ جوتا پہننا۔ سخت توہین اموات مسلمین ہے، ہاں! جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو، جس میں قبر نہیں، اس میں چلنا جائز ہے، اگرچہ جوتا پہنے ہو۔“(۲)

ہندیہ میں ہے:

”یأثم بوطأ القبور لأن سقف القبر حق المیت“(۳)

اسی میں ہے:

”سئل الامام شمس الأئمة محمود الاوزجندی عن المقبرة اذا اندرست و لم یبق فیها أثر الموتی لا العظم و لا غیره هل یجوز زرعها و استغلالها وقال: لا و لها حکم المقبرة کذا فی المحیط“(۴)

(۱) رد المحتار، ج:۳ص:۱۵۵، کتاب الصلاۃ/باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیة۔
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۹ص:۴۰۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) الهندیه ج:۵ص:۴۳۰، کتاب الکراہیة/باب زیارۃ القبور، دار الکتب العلمیة، بیروت
(۴) ملخصاً از فتاویٰ هندیة، ج:۲ص:۴۳۴، کتاب الوقف/باب فی الرباطات و المقابر ۔۔۔۔۔الخ دار الکتب العلمیة، بیروت

(۴۶)

کتاب البیوع

(خرید و فروخت کا بیان)

سوال (۱) دو ہزار کے نوٹ کو انیس سو روپے یا اکیس سو روپے کے عوض خریدنا یا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نقد بیچنا جائز ہے نہ کہ ادھار۔ فقہ کا ایک قاعدہ ہے جس پر ربا (سود) کے تمام مسائل دائر ہیں، یعنی حرمت ربا کی علت وہ قدر مع الجنس ہے تو اگر قدر و جنس دونوں پائی جائیں تو بیشی اور ادھار دونوں حرام، اگر وہ دونوں نہ پائی جائیں تو بیشی اور ادھار دونوں حلال، اور اگر ان دونوں میں سے ایک پائی جائے تو بیشی حلال اور ادھار حرام۔ تو نوٹ، نوٹ کی بیع میں جنس پائی جا رہی ہے اور قدر مفقود ہے۔ لہذا کمی بیشی کے ساتھ نقد بیچنا جائز اور ادھار بیچنا جائز نہیں۔

ہدایہ میں ہے:

عندنا الکیل مع الجنس و الوزن ---و اذا عدم الوصفان الجنس و المعنی المضموم الیہ حل التفاضل و النسأ لعدم العلة المحرمة ---واذا وجدا حرم التفاضل و النسأ لوجود العلة، واذا وجد احدھما وعدم الآخر حل التفاضل و حرم النسأ(۱)

تو نوٹ کی بیع فلس (ایک پیسے) کی بیع فلسین (دو پیسے) کی طرح ہو گئی۔ جیسے وہ جائز، ویسے یہ بھی جائز ہے۔

اسی میں ہے:

"یجوز البیع الفلس بالفلسین بأعیانھما عند أبی حنیفة و أبی یوسف"(۲)

(۱) الھدایة، ج:۳ص: ۶۱-۶۳، کتاب البیوع، باب الربوا، مجلس برکات
(۲) الھدایة، ج:۳ص:۶۵، کتاب البیوع، باب الربوا، مجلس برکات

https://alislami.net

سوال (۲) دلالی اور کمیشن پر کام کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر دونوں فریق یعنی لینے والے اور دینے والے یہ جانتے ہیں کہ جو آدمی بیچ میں کام کر رہا ہے، وہ کمیشن لیتا ہے، اور کمیشن کی مقدار بھی معلوم و متعین ہو تو ایسی صورت میں یہ معاملہ جائز و درست ہے؛ لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ دلال کچھ خرچ بھی کرے، اپنا کچھ وقت صرف کرے، کچھ دوڑ دھوپ کرے۔ اگر کوئی گھر بیٹھے فریقین سے ٹیلی فون یا موبائل کے ذریعے رابطہ کر کے معاملہ طے کرا دے تو وہ بھی اجرت کا حق دار ہے۔ کہ اس نے اس کے لیے وقت بھی صرف کیا اور موبائل وغیرہ سے رابطہ کر کے کچھ مال بھی خرچ کیا۔ اور اگر وہ صرف مشورے دے تو اس کا پیسہ نہیں لے سکتا کہ یہ دلالی نہیں۔ (۱)

لہٰذا جو لوگ بغیر بتائے ہمدرد بن کر یہ کام کرتے ہیں اور بہت تھوڑی محنت میں خفیہ طور پہ زیادہ کمیشن لے لیتے ہیں، یہ ہرگز جائز نہیں؛ بلکہ حرام ہے۔ جیسے کوئی سامان چار سو روپے میں ملتا ہے، اس کو سات آٹھ سو روپے میں دلا کر باقی پیسے خود لے لیتے ہیں، جب کہ دوسرے فریق کو کچھ علم نہیں ہوتا۔ اس طرح سے پیسے کمانا جائز نہیں۔

سوال (۳) بکر نے زید کو اپنی ضمانت پر کرایہ کا سامان دلایا، زید کرایہ ادا کیے بغیر بھاگ گیا، اب مالک بکر سے کرایہ کا روپیہ مانگ رہا ہے تو کیا اس کا اس سے مطالبہ کرنا درست ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ضمانت کو فقہ میں کفالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

> ''کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی اس کا مطالبہ اس کے ذمے لازم ہو گیا۔ یعنی طالب کے لیے حق مطالبہ ثابت ہو گیا۔ وہ جب چاہے اس

(۱) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص: ۱۱۱، ۱۱۲

https://alislami.net

سے مطالبہ کرسکتا ہے، اس کو انکار کی گنجائش نہیں ''(۱)

درمختار میں ہے:

(حکمھا لزوم المطالبة علی الکفیل) بما ھو علی الاصیل نفساً أو مالاً۔(۲)

سوال (۴) اسمنگلنگ کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ یعنی غیر ممالک سے سونا چاندی یا گھڑی اور کپڑا وغیرہ لاکر اپنے ملک میں بیچنا شرع کے نزدیک کیسا ہے؟ جب کہ ملکی قانون کے اعتبار سے جرم ہو۔

الجواب بعون الملک الوھاب: جس صورت میں ان تمام مذکورہ چیزوں کو غیر ممالک سے لاکر اپنے ملک میں فروخت کرنا ملکی قانونی اعتبار سے جرم ہے، اس سے ازروئے شرع ہر مسلمان کو پرہیز کرنا لازم ہے کہ اس میں اپنے آپ کو اذیت اور ذلت کے لیے پیش کرنا پایا جاتا ہے، لہٰذا ایسا کرنا درست نہیں کہ اپنی عزت بچانا بھی ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''الصور المباحة ما یکون جرماً فی القانون ففی اقتحامة تعریض النفس للأذیٰ و الاذلال وھو لایجوز فیجب التحرز عن مثله''(۳)

سوال (۵) مردار جانور کی ہڈی، سینگ بیچنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مردار جانور کی ہڈی اور سینگ خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

مردار کا پٹھا، بال، ہڈی، پر، چونچ، کھر، ناخن ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور اس کی چیزیں بنی ہوئی استعمال بھی کرسکتے ہیں (۴)

ردالمحتار میں ہے:

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۲ص:۸۴۲ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الدر المختار، ج:۷ص:۵۵٦، کتاب الکفالت، دار الکتب العلمیة

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۷ص:۳۰۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) بہار شریعت، حصہ:۱۱ص:۸۰۷ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

"(كعصبها و صوفها)۔۔۔عظمها و شعرها و ريشها و منقارها و ظلفها و حافرها ، فان هذه الأشيا طاهرة لا تحلها الحياة فلا يحلها الموت ، و يجوز بيع عظم الفيل و الانتفاع به"(۱)

سوال(۶)انسانی خون کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب:انسانی خون کی خرید و فروخت ناجائز ہے؛ کیوں کہ خون نجس ہے اور شرعاً مال بھی نہیں اور جو چیز مال نہ ہو، اس کا بیچنا جائز نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن أبي حنيفة أن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نهى عن ثمن الدم و ثمن الكلب و كسب البغي و لعن آكل الربا و موكله و الواشمة المستوشمة و المصور"(۲)

کبھی کسی کی طبیعت خراب ہوگئی اور بغیر خون چڑھائے اس کی جان نہیں بچائی جا سکتی تو انسان کی جان بچانے کے لیے انسان کا خون دینا جائز ہے اور اس کا لینا بھی جائز ہے، مگر بیچنا جائز نہیں۔ ہاں! اگر کسی کو بغیر روپیہ دیے خون نہ ملے تو اپنی جان بچانے کے لیے اس کا خریدنا جائز ہے، مگر خون بیچنے والے کے لیے اب بھی اس کا بیچنا جائز نہیں۔(۳)

سوال(۷)فکس ڈپازٹ اور لائف انشورینس کرانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:فکس ڈپازٹ جائز ہے۔ رہا لائف انشورینس تو یہ اس صاحب مال کے لیے جائز ہے، جس کو اپنی موجودہ حالت کے ساتھ تین سال کی مدت مقررہ یا اس کے بعد مدت موسعہ تک تین سال کی تمام قسطیں جمع کرنے کا ظن غالب ہو۔ لہذا وہ شخص جس کی موجودہ حالت، مدت موسعہ تک تین سال کی پالیسی قائم رکھنے کے قابل نہیں۔ اس کا ظن، ظن غالب یعنی ملحق بالیقین نہیں، تو ایسے

---

(۱) رد المحتار، ج:۷ص:۲۶۷، كتاب البيوع/باب البيع الفاسد، دار الكتب العلمية،
(۲) بخاری شریف، ص:۵۰۲، كتاب البيوع/باب موكل الربا، دار ابن كثير، دمشق۔
(۳) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں، ص:۱۰۶ پر ہے۔

https://alislami.net

شخص کو لائف انشورینس کی اجازت نہیں ۔اور مدت موسعہ میں قسط سے جو زائد رقم ادا کرے وہ سود نہیں؛ بلکہ اپنے مال کو قرض دینا ہے کہ وہ اسے واپس ملے گا اور بیمہ کے ذریعہ حاصل شدہ زائد رقم، مال مباح ہے۔اسے اپنے امور میں صرف کرنا بلاشبہہ جائز ہے۔ (۱)

محقق اہل سنت، سراج الفقہا مفتی نظام الدین رضوی اس تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:

تین سال کی قید اس لیے ہے کہ لائف انشورینس کمپنی کا قانون یہ ہے کہ تین سال تک کی سب قسطیں جمع ہونا ضروری ہے۔ایک قسط بھی ناغہ ہوگئی تو جمع شدہ سارا مال کمپنی ضبط کر لے گی؛ لیکن اگر کبھی یہ قانون بدل کر ۳؍سال کے بجائے ایک سال یا کم وبیش ہو جائے تو جواز کا حکم ایک سال یا کم وبیش سے مشروط ہوگا۔اور اگر فرض کیجیے کبھی یہ قانون ہی ختم کر دیا جائے تو پھر سرے سے ہی یہ شرط نہ رہے گی۔اور فسادات وغیرہ کے ڈر سے جان، دکان ومکان یا دیگر سامانوں کا انشورینس کرا سکتے ہیں۔ (۲)

سوال (۸) شیئر بازار میں روپے جمع کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس تعلق سے سراج الفقہا مفتی نظام الدین رضوی دامت برکاتہم القدسیہ تحریر فرماتے ہیں:

> ’’شیئر بازار میں حصہ لینا اور اس میں روپے جمع کرنا ناجائز و گناہ ہے۔اس میں کچھ صورتیں جائز ہوتی ہیں ،اور وہ ’’ایکویٹی شیئرز‘‘ ہیں جنھیں اردو زبان میں ’’مساواتی حصص‘‘ کہا جاتا ہے ۔مگر ان کے ساتھ ناجائز وسودی کاروبار یعنی ’’پریفرینس شیئرز‘‘ یا ’’ترجیحی حصص‘‘ کو اس طرح لازم کر دیا گیا کہ ’’پریفرینس شیئرز‘‘ کا سود ادا کیے بغیر ایکویٹی شیئرز کا نفع تقسیم ہی نہیں ہوتا اور سب کو شیئر کی سود کاری میں لازماً ملوث ہونا پڑتا ہے ۔اس لیے شیئر بازار میں حصہ لینا ناجائز و گناہ

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۱ میں، ص:۳۱۹ پر ہے۔
(۲) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں، ص:۱۱۰، ۱۱۱ پر ہے۔

https://alislami.net

ہے۔لہذا شیئر بازار سے مسلمان بچیں۔‘‘(۱)

سوال (۹) اردو اخبار ردی میں فروخت کر دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر ان میں آیت کریمہ یا اسمائے معظّمہ یا مسائل فقہ ہوں تو ان کا فروخت کرنا جائز نہیں، ورنہ حرج نہیں۔یہی حکم جلانے کا بھی ہے اور ان اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ میں ان سے علاحدہ کر لیں پھر بیچ سکتے ہیں۔(۲)

ہندیہ میں ہے:

’’لا یجوز لف شئی فی کاغذ فیه مکتوب من الفقه و فی الکلام الأولی أن لا یفعل و فی کتب الطب یجوز و لو کان فیه اسم الله تعالیٰ او اسم النبی ﷺ یجوز محوه لیلف فیه شئی کذا فی القنیة‘‘(۳)

سوال (۱۰) گارنٹی یا وارنٹی کی شرط کے ساتھ اشیا کا خریدنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اصول فقہ کا ضابطہ یہ ہے کہ ’’ہر وہ شرط جو بیع (خرید و فروخت) کے منافی ہو اور اس میں عاقدین میں سے کسی کا نفع ہو تو وہ شرط بیع کو فاسد کر دیتی ہے۔لیکن اگر کوئی ایسا عرف زمانے میں رائج ہو، لوگوں کا عمل ہو تو اس شرط سے بھی بیع جائز رہے گی؛ کیوں کہ عرف و تعامل، قیاس پر حجت ہے۔ان کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

ہدایہ میں ہے:

’’کل شرط لا یقتضی العقد و فیه منفعة لأحد المتعاقدین یفسده الا أن یکون متعارفاً؛ لأن العرف قاض علی القیاس‘‘(۴)

(۱) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں، ص:۱۱۰، ۱۱۱ پر ہے

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج: ۲۳ میں، ص: ۴۰۱ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) الهندیة، ج:۵ ص: ۳۹۸، کتاب الکراہیة / باب آداب المسجد و القبلة و المصحف، دار الکتب العلمیة

(۴) هدایة أخیرین، ج:۳ ص:۴۳، مجلس برکات

https://alislami.net

اصل مذہب کے مطابق اور اس ضابطے کے تحت ایسی شرط کے ساتھ بیع ناجائز ہے؛ لیکن عرف تعامل کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا گیا۔

بیع ناجائز اس وجہ سے ہے کہ یہ شرط بیع کے منافی بھی ہے، نیز متعاقدین میں کسی کا فائدہ بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں بائع کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔

لہذا فریج، کولر، موبائل، واشنگ مشین، چاہے جو بھی چیز ہو گارنٹی یا وارنٹی کی شرط پر خریدنا و بیچنا تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

یا وہ شرط (بیع کی) ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے، جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہو گئی تو درستی کا ذمے دار بائع (دکان دار) ہے۔ ایسی شرط بھی (بیع میں) جائز ہے۔(۱)

سوال (۱۱) عصر حاضر میں لوگ اشیا کو قسط پر خرید و فروخت کرتے ہیں تو کیا ان کا اس طرح خریدنا بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: تمام اشیا کو قسط پر خریدنا بیچنا جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ بائع اشیا کی قیمت بتادے نیز تمام قسطوں کی میعاد مثلاً ماہانہ یا سالانہ وغیرہ مقرر کردے اور مشتری تمام قسطوں کو مدت کے اندر ادا کردے، اس طرح اشیا کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں۔ اس لیے کہ قسطوں کو مقرر کرنا، قیمت کی ادائیگی کا وقت مقرر کرنا ہے۔ اور شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

کنز الدقائق میں ہے:

"صح تاجیل کل دین غیر القرض"(۲)

قرض کے سوا ہر دین کا وقت مقرر کرنا درست ہے "**لأنه اعارة و التاجیل فیها**

---

(۱) بہار شریعت، ج:۲ حصہ:۱۱، ص:۷۰۱، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) کنز الدقائق، ص: ۴۳۰، باب التولیة و المرابحة / فصل فی التصرف فی المبیع و الثمن ۔(دار البشائر الاسلامیة، دار السراج)

https://alislami.net

لیس بلازم لأنها تبرع" اس لیے کہ وہ اعارہ ہے اور اعارہ میں مدت لازم نہیں۔ اس لیے کہ وہ تبرع ہے۔ البحر الرائق میں ہے:

"(و تاجیل کل دین الا القرض) أی صح لأن الدین حقه فله أن یوخره، سواء کان ثمن مبیع أو غیرہ تیسیراً علی من علیه ألا تری أنه یملک ابراءہ مطلقاً فکذا مؤقتاً"(۱)

سوال (۱۲) آن لائن اور بذریعۂ فون بیع وشرا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: انٹرنیٹ اور بذریعہ فیس بک بیع وشرا پر سارے علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ شرعاً بیع منعقد ہو جائے گی اور بذریعۂ فون یا موبائل، یہ معاہدہ ہے۔ ہاں! بطور تعاطی بیع درست اس وقت ہوگی جب ایک فریق نے مال یا دام دوسرے کو دیا اور اس نے لے لیا۔ ورنہ وہ معاہدہ ہی تک محدود رہے گا، شرعاً انعقاد بیع نہ ہوگا۔ (۲)

سوال (۱۳) ویڈیو کانفرنس کے ذریعے بیع وشرا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ویڈیو کانفرنس کے ذریعے بیع وشرا کرنا بلاشبہہ جائز ہے کہ اس میں خریدنے اور بیچنے والے دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے اور بات کرتے ہیں۔ بحر الرائق میں ہے:

"رجل فی البیت فقال للذی فی السطح: بعت منک بکذا، فقال: اشتریت صح اذا کان کل منهما یری صاحبه، و لا یلتبس الکلام للبعد، و لو تعاقد البیع و بینهما النهر المزد حصائی یصح البیع، قلت: و ان کان نهراً عظماً تجری فیه السفن قال رضی الله عنه: و قد تقرر رای (بح) فی امثال هٰذه الصورة علی أنه ان کان البعد بحال یوجب التباس ما یقول کل واحد منهما لصاحبه یمنع و الا فلا، فعلا هٰذا الستر بینهما الذی لا یمنع الفهم و السماع لا یمنع"(۳)

---

(۱) البحر الرائق ج: ٦ ص: ۲۰۲، کتاب البیع / باب المرابحة و التولیة، دار الکتب العلمیة.
(۲) ملخصاً از فیصلہ جات شرعی حکم ص: ۵۳
(۳) البحر الرائق، ج: ۵ ص: ۴۵٦ کتاب البیع، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

(۴۷)

باب القرض

(قرض کا بیان)

سوال (۱) زید نے بکر کو سعودیہ عربیہ میں ایک ہزار دیا اور کہا کہ اس کے بدلے ہندوستانی روپے میرے گھر پہنچا دیجیے۔اس طرح دوسرے ملک اور دوسرے شہر روپیہ بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مسئلۂ مذکورہ میں دوصورتیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ زید سعودیہ میں روپے دے کر بلاعوض ہندوستانی روپے کا مطالبہ کر رہا ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ کہ وہ مطالبہ بالعوض کر رہا ہے۔

پہلی صورت میں زید کا کھلا ہوا فائدہ نظر آرہا ہے؛ کیوں کہ اس سے طلب تو کر رہا ہے، خود راستے وغیرہ کی پریشانیوں سے بچ رہا ہے۔لیکن دوسرے کو اس پریشانی سے گزرنا پڑ رہا ہے اور اس کے بدلے میں کچھ مل بھی نہیں رہا ہے تو یہ قرض وسود کا معاملہ ہوا جو سرکار علیہ السلام کے ارشاد کی وجہ سے ناجائز و گناہ ہے۔

ہدایہ میں ہے:

"ھی قرض استفاد به المقرض سقوط الطریق، و ھذا نوع استفید به، و قد نھی رسول اللہ ﷺ عن قرض جر نفعاً" (۱)

اور دوسری صورت میں مستقرض کو کچھ پیسے زائد دیے جاتے ہیں، وہ بدلا ہوتا ہے اس کے پہنچانے کا تو یہ مثل ڈاک خانہ کے ہو گیا اور خود اسی لیے ڈاک کی وضع ہوئی۔نہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے قرض دیا تھا، اسے ڈاک خانہ سے لینا ہے۔نہ ڈاک خانہ سمجھتا ہے کہ میں ان کا قرض دار ہوں مجھے ادا کرنا ہے۔ہاں! بعد تلف ڈاک

(۱) الھدایه، ج:۳ص:۱۱۴، کتاب الحوالة، مجلس برکات

https://alislami.net

خانہ اسی ذمے داری کے سبب اس وقت مدیون سمجھا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ روپیہ بھیجنے کے لیے داخل کرتے ہی عاقدین اپنے آپ کو دائن و مدیون تصور کرتے ہوں۔ لہذا اس طرح کچھ پیسے بڑھا کر معاملہ کرنا جائز ہے۔(۱)

سوال (۲) زید نے بکر سے قرض لیا اور بکر لاپتہ ہو گیا تو وہ ادائیگی قرض کس طرح کرے گا؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر قرض دینے والا انتقال کر جائے یا غائب ہو جائے اور اس کے کسی وارث کا سراغ مل جائے تو قرض کی رقم اس کو دی جائے۔ ورنہ اس کی نیت سے صدقہ کر دیں۔ اس طرح وہ ذمے سے سبکدوش ہو جائے گا۔

ہندیہ میں ہے:

”فان مات الطالب صار الدین للورثۃ فان قضا الورثۃ فقد بری من الدین“(۲)

---

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۹ ص:۲۰۔۲۱، رسالہ کتاب المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر، رضا فاؤنڈیشن، لوہاری دروازہ، لاہور، پاکستان

(۲) الھندیۃ، ج:۵ ص:۳۶۷، کتاب الکراہیۃ/باب القرض والدین، بیروت

https://alislami.net

(٤٨)

باب الربا

(سود کا بیان)

سوال (١) سود سے بچنے کی صورتیں کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: سود سے بچنے کی چند صورتیں:

(١) ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے، اس نے مدیون (قرض دار) سے کوئی چیز ان دس روپوں میں خریدی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا پھر اسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کرکے بیچ ڈالا اب اس کے اس پر دس کی جگہ بارہ ہوگئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔ (١)

قاضی خان میں ہے:

"رجل له علی رجل عشرة دراهم فاراد أن یجعلها ثلاثة عشر الی أجل قالوا: یشتری من المدیون شیئًا بتلک العشرة و یقبض المبیع، ثم یبیع من المدیون بثلاثة عشر الی سنة، فیقع التجوز عن الحرام" (٢)

(٢) ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا، وہ نہیں دیتا تو اپنی کوئی چیز مقرض کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی، اس نے سو روپے دے دیے اور چیز پر قبضہ کرلیا پھر مستقرض (قرض لینے والا) نے وہی چیز مقرض (قرض دینے والا) سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے۔ مقرض نے سو روپے ہی دیا اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمے لازم ہوگئے (٣)

---

(١) بہار شریعت، حصہ: ١١ ص: ٧٨٠ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(٢) قاضی خان، ج: ٢ ص: ١٦٧، کتاب البیوع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، دار الکتب العلمیة، بیروت

(٣) بہار شریعت، حصہ: ١١ ص: ٧٧٨ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

قاضی خان میں ہے:

”رجل طلب من رجل دراهم ليقرضه فوضع المستقرض متاعاً بين يدى المقرض ،فيقول للمقرض :بعت منک هٰذا المتاع بمأة درهم ، فيشترى المقرض و يدفع اليه الدراهم ،و ياخذ المتاع ،ثم يقول المستقرض :بعنى هٰذا المتاع بمأة و عشرين ،فيبعه ليحصل للمستقرض مائة درهم ،يعود اليه متاعه و يجب للمقرض عليه مائة و عشرين درهم“(۱)

(۳) مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دے دیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ (یعنی فسخ بیع) کر کے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے لے لیے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آ گئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے ،مگر مقرض کے اس کے ذمے تیرہ روپے واجب ہوئے۔ (۲)

قاضی خان میں ہے:

”أن يبيع المقرض من المشترى سلعة بثلاثة عشر الى أجل معلوم ،و يدفع السلعة الى المشترى ،ثم يبيعها المستقرض من الأجنبى ،ثم ان المستقرض يقيل البيع مع الأجنبى قبل القبض أو بعده ،ثم يبيعها المستقرض من المقرض بعشرة و ياخذ العشرة فيحصل للمستقرض عشرة و عليه للمقرض ثلثة عشر و تصل السلعة الى المقرض“(۳)

سوال (۲) اس شرط پر قرض دینا کہ دس ہزار کا بارہ ہزار لوں گا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اس طرح قرض دینا جائز نہیں؛ کیوں کہ

(۱) فتاویٰ قاضی خان، ج:۲ ص:۱۶۷، کتاب البیوع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، دار الکتب العلمية

(۲) بہار شریعت، حصہ:۱۱ ص:۸۷۷ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) فتاویٰ قاضی خان، ج:۲ ص:۱۶۷-۱۶۸، دار الکتب العلمية، بیروت

https://alislami.net

قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔ خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے "حَرَّمَ الرِّبٰوا"(۱)

سوال (۳) بینک میں روپیہ جمع کرنے پر جوزائد رقم ملتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر بینک مسلمان کا ہے یا کوئی مسلمان اس میں شریک ہے تو اس کی زائد رقم سود ہے۔ اور اگر بینک غیر مسلموں کا ہے یا گورنمنٹ حکومت کا ہے تو اس کی رقم سود نہیں؛ کیوں کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔

لہذا لینے والا اگر سود سمجھ کر نہیں لیتا ہے؛ بلکہ یہ جان کر لیتا ہے کہ کافر کا مال ہے جو اپنی خوشی سے دیتا ہے، مباح ہے۔ اس کو لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف میں ہے:

"**لا ربا بين المسلم و الحربی**"(۲)

فتح القدیر میں ہے:

"**لأن مالهم مباح بأی طریق أخذه المسلم مالا مباحاً اذا لم یکن فیه غدر**"(۳)

نوٹ: ۔ ایل۔ آئی۔ سی، جی۔ پی۔ ایف میں جو منافع ملتا ہے، اس کا بھی یہی حکم ہے۔

سوال (۴) قرض لے کر بینک کو زائد رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: قرض لے کر بینک کو زائد رقم دینا ممنوع اور ناجائز ہے۔ اگر چہ وہ بینک خالص کافروں کا ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

"**ان مرادهم من حل الربا و القمار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم**"(۴)

سوال (۵) ضرورت پر سودی قرض لینا یا بینک سے لون لینا جائز ہے؟

---

(۱) پ:۳ سورہ بقرہ، آیت: ۲۷۵

(۲) نصب الراية فی تخريج احاديث الهداية، ج: ۴ ص: ۸۳، كتاب البيوع / باب الربا

(۳) فتح القدیر، ج: ۷ ص: ۳۹، كتاب البيوع، دار الكتب العلمية، لبنان

(۴) رد المحتار ج: ۷ ص: ۴۲۳، كتاب البيوع / باب الربا، دار الكتب العلمية، لبنان

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: شریعت کا قاعدہ ہے''الضرورات تبیح المحظورات'' یعنی ضرورتیں ممنوعات کومباح کر دیتی ہیں۔اسی لیے علماے کرام فرماتے ہیں کہ محتاج کوسودی قرض لینا جائز ہے۔اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان محتاج کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''محتاج کے یہ معنی جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو کہ نہ اس کے بغیر چارہ ہو نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا۔ ورنہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ جیسے۔لوگوں میں رائج ہے کہ اولاد کی شادی کرنی چاہی،سو روپے پاس ہیں، ہزار روپے لگانے کو جی چاہا تو نوسو سودی نکلوائے یا مکان رہنے کو موجود ہے، دل پکے محل کو ہوا،سودی قرض لے کر بنایا یا سودو سو کی تجارت کرتے ہیں،قوت اہل وعیال بقدر کفایت ملتا ہے،نفس نے بڑا سوداگر بننا چاہا، پانچ چھ سوسودی نکلوا کر لگا دیے یا گھر میں زیور وغیرہ موجود ہے، جسے بیچ کر روپیہ حاصل کر سکتے ہیں۔نہ بیچا؛ بلکہ سودی قرض لیا،وعلی القیاس صدہا صورتیں ہیں کہ ضرورتیں نہیں تو ان میں حکم جواز نہیں ہوسکتا۔اگر چہ لوگ اپنے زعم میں ضرورت سمجھیں ولہذا قوت واہل وعیال کے لیے سودی قرض لینے کی اجازت اسی وقت ہوسکتی ہے جب اس کے بغیر کوئی طریقہ بسر اوقات کا نہ ہو ،نہ کوئی پیشہ جانتا ہو ،نہ نوکری ملتی ہے جس کے ذریعے سے دال روٹی اور موٹا کپڑا محتاج آدمی کی بسر کے لائق مل سکے۔ورنہ اس قدر پا سکتا ہے تو سودی روپے سے تجارت پھر وہی تونگری کی حوس ہوگی ،نہ ضرورت قوت۔رہا

ادائے قرض کی نیت سے سودی قرض لینا اگر جانتا ہے کہ
اب ادا نہ ہوا تو قرض خواہ قید کرائے گا، جس کے باعث بال
بچوں کو نفقہ نہ پہنچ سکے گا اور ذلت وخواری الگ اور فی الحال
اس کے سوا کوئی شکل ادا نہیں تو رخصت دی جائے گی کہ
ضرورت متحقق ہولی (۱)

رہا بینک سے لون لینے کا مسئلہ:۔ اس تعلق سے حکم یہ ہے کہ بینک سے لون لینے میں لون لینے والے کو جو انٹرسٹ دینا ہے اگر اس سے کئی گنا زیادہ اس کے ذریعے کما لیتا ہے تو اس کے لیے حکومت کے منظور شدہ بینکوں سے لون لینا جائز ہے؛ لیکن جب الگ سے فاضل رقم انٹرسٹ کے نام پر دینی پڑے اور اس کے مقابل اس سے زیادہ یا اتنا ہی فائدہ نہ ہو تو بینک سے لون لینا جائز نہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

"ان الاباحة بقيد نيل المسلم الزيادة و قد الزم الأصحاب فى الدرس أن مرادهم من حل الربا و القمار ما اذا حصلت الزيادة للمسلم نظراً الى العلة"(۲)

اور اگر بینک سے لون لیے بغیر تجارت کرے گا یا کوئی سامان لے گا تو حکومت ناجائز ٹیکس سے بھی پریشان کرے گی۔ لہذا اس سے بچنے کے لیے بھی لون لینے کی اجازت ہے، جب کہ فائدہ انٹرسٹ کی رقم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، ورنہ نہیں۔

اور بالعموم نفع موہوم ہوتا ہے جو بعد میں حاصل ہوتا ہی نہیں، نتیجے کے طور پر مکان، کھیت، جائداد بیچنے کی نوبت آجاتی ہے۔ جس کا وہم تھا وہ تو آیا نہیں، ذاتی جو تھا وہ چلا گیا، شیطان اس سلسلے میں اپنی دشمنی نکالتا ہے، نفع نفع کا خواب دکھاتا ہے اور بالآخر نقصان کے گڑھے میں لا ڈھکیلتا ہے۔ ایسے دسیوں مشاہدات سامنے آچکے ہیں۔ اور جو پیسہ بے محنت آتا ہے، وہ خرچ بھی خوب ہوتا ہے، اس وجہ سے بھی نقصان کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۷ص:۲۹۹۔۳۰۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) ردالمحتار، ج:۷ص:۴۲۳، کتاب البیوع/باب الربا، دار الکتب العلمیة، لبنان

https://alislami.net

سوال (۶) کوئی چیز نقد خرید نے والے کو دس روپے میں اور ادھار خرید نے والے کو پندرہ روپے میں دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نقد خرید نے والے کو دس میں اور ادھار خرید نے والے کو دس سے زائد میں دینا جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

قرضوں بیچنے میں نقد بیچنے سے دام زائد لینا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا۔ یہ باہمی تراضی بائع اور مشتری پر ہے۔(۱)

سوال (۷) قرض دیتے وقت کوئی شرط نہ تھی، لوٹاتے وقت قرض دار کچھ اضافہ کرے تو اس کا لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس کو ادھار پیسے دیے جائیں، لوٹاتے وقت اگر وہ بغیر مطالبہ کے کچھ زائد دے تو یہ جائز ہے، جب کہ قرض کا روپیہ دینے کے بعد زیادتی الگ سے دے اور یہ عادتاً معہود بھی نہ ہو۔ ورنہ **المعھود کالمشروط** یعنی جو معاملات بالعموم چلتے رہتے ہیں، وہ شرط کی منزل میں ہوجاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پھر وہ زائد رقم ضرور سود اور حرام ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

"عن جابر بن عبد اللہ قال: اتیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو فی المسجد۔۔۔۔۔ وکان لی علیہ دین فقضانی وزادنی"(۲)

یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس آیا جب کہ وہ مسجد میں تھے۔ اور میرا کچھ قرض حضور علیہ السلام کے ذمے تھا، حضور نے اسے ادا فرمایا اور زیادہ دیا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

(۱) فتاویٰ رضویہ ج:۱۶، ص:۴۹۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بخاری شریف، ص: ۱۲۱، باب الصلاۃ اذا قدم من السفر، دار ابن کثیر دمشق بیروت

https://alislami.net

"ان المستقرض اوفاہ و زاد من عند نفسہ تکرما زیادۃ ممتازۃ منحازۃ کیلا تکون ھبۃ مشاع فیما یقسم فھٰذا جائز لا بأس بہ بل ھو من باب جزاء الاحسان الا الاحسان "یعنی قرض لینے والے نے قرض ادا کیا اور اپنی طرف سے استحساناً کچھ ایسا زیادہ دیا جو الگ ممتاز ہو(یہ اس لیے کہ قابل تقسیم شے میں ہبہ مشاع نہ ہوجائے)تو یہ جائز ہے،اس میں کچھ حرج نہیں؛ بلکہ اس قبیل سے ہے کہ احسان کا بدلا کیا،سوا احسان کے۔(۱)

سوال(۸)دلال کاخریدنے والے اور بیچنے والے دونوں سے کمیشن لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دلال کا بائع اور مشتری دونوں سے کمیشن لینا اس شرط کے ساتھ جائز و درست ہے کہ دلال بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کا وکیل بن کر مبیع کی خرید وفروخت نہ کرے؛ بلکہ دونوں کے درمیان دوڑ دھوپ اور کوشش کرے اور وہ دونوں خود آپس میں خرید وفروخت کریں تو ایسی صورت حال میں عرف ورواج میں دونوں سے کمیشن لینے کا جواز ہے۔لہٰذا اس صورت میں دلال کا دونوں سے کمیشن لینا جائز و درست ہوگا۔

درمختار میں ہے:

"و أما الدلال فان باع العین بنفسہ باذن ربھا فأجرتہ علی البائع و ان سعی بینھما و باع المالک بنفسہ یعتبر العرف ،و تمامہ فی شرح الوھبانیۃ قولہ"یعتبر العرف "فتجب الدلالۃ علی البائع أو المشتری أو علیھا بحسب العرف"(۲)

---

(۱)فتاویٰ رضویہ،ج:۷ ص:۴۹۴،رضا فاؤنڈیشن،لاہور

(۲)الدر المختار مع رد المحتار،ج:۷ ص:۹۳ ،کتاب البیوع ،مطلب :فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

https://alislami.net

(۴۹)

کتاب الاجارة

(اجارے کا بیان)

سوال(۱) چھٹی کے دنوں میں ملازمین سے کام نہیں لیا جاتا تو کیا وہ تنخواہ پانے کے مستحق ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جو تعطیل عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معہود ہیں، مثلاً، جمعہ، رمضان عید و بقر عید مدرس ان تعطیل کی تنخواہ پانے کا مستحق ہوتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''تعطیلات معہودہ میں مثل تعطیل ماہ مبارک رمضان وعیدین وغیرہا کی تنخواہ، مدرسین کو بے شک دی جائے گی۔''فان المعهود عرفاً كالمشروط مطلقاً''(۱)

ردالمحتار میں ہے:

''حيث كانت البطالة معروفة في يوم الثلاثاء و الجمعة و في رمضان و عيدين يحل الاخذ''(۲)

سوال(۲) ایصال ثواب کے لیے روپیہ دے کر قرآن خوانی کرانا اور پیسہ لے کر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرنا وکروانا جائز و مستحسن امر ہے؛ لیکن اس پر اجرت لینا اور دینا جائز نہیں۔

بہار شریعت میں ہے:

سوم وغیرہ کے موقع پر اجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے۔ دینے والا، لینے والا دونوں گنہگار۔ اسی طرح اکثر لوگ چالیس روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۹ص:۴۳۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) رد المحتار، ج:٦ ص:٥٦٨، کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة

https://alislami.net

پڑھوا کر ایصالِ ثواب کراتے ہیں، اگر اجرت پر ہو یہ بھی ناجائز ہے؛ بلکہ اس صورت میں ایصالِ ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں؟ جس کا ایصال کیا جائے۔ اس کا ثواب یعنی بدلا پیسہ ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں۔ جب اللہ کے لیے عمل نہ ہو، ثواب کی امید بے کار ہے۔(۱)

ردالمحتار میں ہے:

"قال تاج الشريعة في شرح الهداية أن القرآن بالأجرة لا يستحق بالثواب لا للميت ولا للقاری۔ وقال العينی فی شرح الهداية ويمنع القاری للدنيا و الآخذ والمعطی أثمان۔ فالحاصل أن ما شاع فی زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأن فيه الأمر بالقراءة واعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال فاذا لم يكن للقاری ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب الى المستاجر"(۲)

لیکن اس کے جائز ہونے کے دو طریقے ہیں:

(۱) پڑھنے والے پڑھنے سے قبل صراحتاً کہہ دیں کہ ہم کچھ نہ لیں گے اور پڑھوانے والے صاف انکار کر دیں کہ تمہیں کچھ نہ دیا جائے گا، اس شرط کے بعد وہ پڑھیں اور پھر پڑھوانے والے بطور صلہ جو چاہے دے دیں، یہ لینا دینا حلال ہوگا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ پڑھوانے والوں کو جتنے دن کی ضرورت ہو اتنے دنوں کے لیے معین قیمت پر کام کاج کے لیے ملازم رکھ لے پھر اس سے کہیں کہ ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر مکان یا دکان یا قبر پر (جہاں ضرورت ہو) وہاں جا کر قرآن پڑھ دیا کیجیے اور اس کا ثواب فلاں فلاں کو بخش دیا کیجیے، یہ جائز ہوگا اور اس پر

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۴ ص:۱۴۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) رد المحتار، ج:۹ ص:۷۷، کتاب الاجارۃ/باب الاجازۃ الفاسدۃ، دار الکتب العلمیۃ،

اجرت لینا دینا حلال ہوگا۔(۱)

سوال(۳) بکرا کے جفتی (گابھن) کرنے کا پیسہ لینا جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بکرا کے جفتی کرنے کا پیسہ لینا جائز نہیں۔جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"لا یجوز اخذ أجرۃ عسب التیس و ھو أن یو اجر فحلا لینزو علی اناث"(۲)

(۱) ایسا ہی فتاوٰی رضویہ، ج:۱۹ میں، ص:۴۸۸، پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) البنایۃ فی شرح الھدایۃ ج:۹ ص:۳۳۷، دار الفکر، بیروت

https://alislami.net

(۵۰)

کتاب الغصب

(غصب کا بیان)

سوال (۱) زید نے بکر کی مرغی غصب کر لی، اس مرغی نے زید کے یہاں انڈے دیے، کچھ انڈے زید نے اس مغصوبہ مرغی کے نیچے دبائے اور کچھ انڈے اپنی مملوکہ مرغی کے نیچے بیٹھائے، سب انڈوں سے بچے نکلے، ان بچوں کا مالک کون ہے؟ زید یا بکر؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مغصوبہ مرغی اور اس کے نیچے بیٹھائے گئے انڈے سے جو بچے نکلے، ان سب کا مالک بکر ہے اور وہ انڈے جو زید نے مغصوبہ مرغی کے اپنی مملوکہ مرغی کے نیچے بیٹھائے تھے، اس کا مالک خود زید ہے؛ لیکن انڈے بہر حال بکر کے ہیں۔ لہذا زید ان انڈوں کا تاوان بکر کو دے جنھیں اپنی مرغی کے نیچے رکھا ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"باضت الدجاجة المغصوبة بيضتين فحضنت الدجاجة أحدهما و خرج فرخ و حضن الغاصب الأخرىٰ تحت دجاجة أخرىٰ فالدجاجة و فرخها الذی حضنته للمغصوب منه و الفرخ الذی حضن الغاصب له" (۱)

اسی میں ہے:

"غصب بيضتين و جعل أحدهما تحت دجاجة و حضنت الأخرىٰ دجاجة أخرى بنفسها و أفرختا فالفرختان للغاصب و عليه بيضتان و كانتا مكانة وديعة فالتی حضنت بنفسها للمودع لا لصاحب البيضة" (۲)

---

(۱) الهندية، ج:۴ ص:۹۴ كتاب الدعوىٰ/باب دعوى الرجلين، دار الكتب العلمية، لبنان
(۲) الهنديه، ج:۵ ص:۱۵۱، كتاب الغصب، دار الكتب العلمية، لبنان

https://alislami.net

سوال (۲) دھوبی نے کپڑا بدل دیا تو لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر لینے سے پہلے معلوم ہو کہ یہ کپڑا غیر کا ہے تو سرے سے لینا ہی درست نہیں۔ اور اگر دھوکے میں لے لیا، پھر معلوم ہوا تو استعمال میں لانا حلال نہیں۔ (۱)

سوال (۳) جوا کی کمائی حیلۂ شرعی سے پاک کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جوا کی کمائی کا سارا مال حرام ہے۔ وہ ہرگز اس کے مالک نہیں اور ان کے ہاتھ میں وہ مال مغصوب کا حکم رکھتا ہے۔ لہذا اسے حیلۂ شرعی کر کے اپنے کام میں لانا جائز نہیں؛ بلکہ جس سے جتنا جیتا ہے، اس کو اتنا مال واپس کرنا واجب ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ”جس قدر مال جوے میں کمایا محض حرام ہے۔ اور اس سے براءت کی یہی صورت ہے کہ جس جس جتنا جتنا مال جیتا ہے اسے واپس دے۔ وہ نہ ہو تو ان کے وارثوں کو واپس دے یا جیسے بنے انھیں یا ان کے ورثہ کو راضی کر کے معاف کرالے اور جن لوگوں کا پتہ کسی طرح نہ چلے، نہ ان کا، نہ ان کے ورثہ کا، ان سے جس قدر جیتا تھا ان کی نیت سے خیرات کر دے اگر چہ اپنے محتاج بہن، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں کو دے دے، اس کے بعد جو بچ رہے گا وہ اس کے لیے حلال ہے“(۲)

ردالمحتار میں ہے:

”ان علمت أصحابه أو ورثتهم وجب رده عليهم و الا وجب التصدق به“(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۹ ص:۶۵۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ملخصا از فتاویٰ رضویہ، ج:۱۹ ص:۶۵۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) رد المحتار، ج:۳، ص:۲۱۸، كتاب الزكاة/باب زكاة الغنم، دار الكتب العلمية، لبنان

https://alislami.net

(۵۱)

کتاب الذبائح

(ذبح کا بیان)

سوال (۱) اگر جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گیا تو وہ ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وہ ذبیحہ حلال ہے۔ قصداً ترک کرنے کی صورت میں حرام ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

"لابد من تسمية عنده و لو تركه ناسياً حل ايضاً ۔۔۔ و حرمة متروك التسمية عامداً في الذبائح" (۱)

سوال (۲) بسم اللہ پڑھ کر گولی چلائی، شکار تک پہنچنے سے پہلے وہ مر گیا، اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس شکار کا کھانا جائز نہیں۔ اس لیے کہ گولی آلۂ جارحہ سے نہیں؛ بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑتی ہے اور اس کے باعث جانور مر جاتا ہے۔ جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

"ولا يوكل ما أصابه البندقة فمات بها لأنها تدق وتكسر ولا تجرح" (۲)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"اگر زندہ پایا اور ذبح کرلیا، ذبح کے سبب حلال ہو گیا، ورنہ ہرگز نہ کھایا جائے۔ بندوق کا حکم تیر کے مثل نہیں ہوسکتا، یہاں آلہ وہ چاہیے جو اپنی دھار سے قتل کرے اور گولی چھرے ہیں۔ آلہ وہ چاہیے جو کاٹ کرتا ہو اور بندوق توڑ کرتی ہے، نہ کاٹ۔ (۳)

---

(۱) الهداية، ج:۴ص:۴۸۷، کتاب الصيد، مجلس برکات

(۲) الهداية، ج:۴ص:۴۹۵-۴۹۶، کتاب الصيد، مجلس برکات، اعظم جره

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰ص:۳۴۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

سوال (۳) جولوگ برائے نام دیوبندی یا وہابی ہیں ان کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جولوگ برائے نام دیو بندی یا وہابی ہوں، جن کو علم سے کوئی واسطہ نہ ہوتو ان کے سامنے بدمذہبوں کی کفری باتیں پیش کی جائیں اور انھیں بتایا جائے ان کفری باتوں کی بنا پر مکہ معظّمہ، مدینہ طیبہ، ہندوستان و پاکستان، برما اور بنگلہ دیش وغیرہ کے سینکڑوں علمائے کرام نے ان بدمذہبوں کو کافر و مرتد قرار دیا۔ جس کا تفصیلی بیان فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ میں ہے۔ پھر وہ لوگ جو برائے نام دیو بندی، وہابی ہیں، اگر اس فتویٰ کو حق مانیں اور بدمذہب مولویوں کو کافر و مرتد کہیں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے اور اگر وہ انھیں کافر و مرتد نہ کہیں یا ان کی کفری عبارات میں شک کریں تو ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ علمائے اہل سنت کا ارشاد ہے ”من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر“(۱)

ہندیہ میں ہے:

”لا تو کل ذبیحۃ اھل الشرک و المرتد“(۲)

سوال (۴) خصی وغیرہ کا پایا چمڑے کے ساتھ پکاتے ہیں تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حلال جانور جب شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہو تو اس کا چمڑا کھانا جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”مذبوح حلال جانور کی کھال بے شک حلال ہے۔ شرعاً اس کا کھانا ممنوع نہیں۔ اگرچہ گائے، بھینس، بکری کی کھال کھانے کے قابل نہیں ہوتی۔ فی الدر المختار ”اذا ما ذکیت شاۃ فکلھا سوی سبع ففیھن الوبال فحاء ثم خاء ثم غین و الدال ثم میمان و ذال انتھی فالحاء و ھو الفرج و الخاء

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت، ج:۲ میں، ص:۳۳۸۔۳۳۹ پر ہے۔

(۲) الھندیہ، ج:۵ ص:۳۵۲، کتاب الذبائح، دار الکتب العلمیۃ، لبنان

https://alislami.net

الخصیة و الغین الغدة والدال الدم المسفوح و
المیمان المرارة والمثانة والذال الذکر"(۱)

لہذا خصی، بکری وغیرہ کا پایا چمڑے کے ساتھ پکانا اور اس کا کھانا جائز ہے۔

سوال (۵) مچھلی پکڑ کر برتن میں پالا اور وہ مرگئی تو حکم شرع کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مچھلی تھوڑے پانی یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مرگئی تو اس کا کھانا حلال ہے۔صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مرگئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور مرگئی یا جال میں پھنس کر مرگئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مرگئیں اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مریں گی یا گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مرگئی، ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔(۲)

ردالمحتار میں ہے:

"ومات بحر الماء أو ببرده وبربطه فیه أو القاء شیئی فموته بآفة" (قوله أو القاء شیئی) وکان یعلم أنها تموت منه۔۔۔۔جمیع ما ذکر وهو الأصل فی الحل کما مر ،ومنه کما فی الکفایة مالو جمعه فی حظیرة لا یستطیع الخروج منها وهو یقدر علیٰ أخذه بغیر صید فمات فیها، لأن ضیق المکان سبب لموته"(۳)

سوال (۶) ذبح کیے ہوئے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اس کا گوشت کھانا

(۱) فتاوٰی رضویہ، ج:۲۰ ص:۲۳۳۔۲۳۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) بہار شریعت، حصہ:۱۵ ص:۳۲۴۔۳۲۵، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۳) رد المحتار، ج:۹ ص:۴۴۵، کتاب الذبائح، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

جائز ہے یا نہیں؟ نیز بچے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: شرعی طور پر ذبح کیے ہوئے جانور کے پیٹ سے بچہ خواہ زندہ نکلے یا مردہ، اس کا کھانا جائز ہے۔ اور زندہ بچہ نکلنے کی صورت میں اختیار ہے چاہے اسے ذبح کریں یا باقی رکھیں۔ لیکن قربانی کے جانور میں زندہ بچہ نکلے تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے۔(۱)

سوال (۷) کسی سنی نے اپنی قربانی کا جانور کسی بدمذہب سے ذبح کرایا تو ذبیحے اور قربانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر اس ذبح کرنے والے کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہے تو قربانی نہیں ہوئی اور اس کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔ دوسری قربانی کرنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول ج: ۳ میں، ص: ۴۸۲ پر ہے

https://alislami.net

(۵۲)

کتاب الأضحیة

(قربانی کا بیان)

سوال (۱) قربانی کا وقت کیا ہے؟ غیر مقلدین ۱۰ تا ۱۳ ر ذی الحجہ قربانی کے جواز کے قائل ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے۔ یعنی تین دن، دو راتیں اور ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں اور گیارہ سے تیرہ تک تین دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔ (۱)

اور غیر مقلدین کا ۱۰ تا ۱۳ ر ذی الحجہ قربانی کے جواز کا قول بالکل غلط ہے؛ کیوں کہ اگر ۱۰ ر ذی الحجہ سے ۱۳ ر ذی الحجہ تک چار دن قربانی جائز ہوتی تو ایام تشریق بھی چار دن ہوتے، حالاں کہ وہ صرف تین دن ہے۔

تفسیر رازی میں ہے:

"أيام التشريق هي ثلاثة أيام بعد يوم النحر" (۲)

اور تشریق کا معنی ہے گوشت کے ٹکڑے کرنا اور دھوپ میں خشک کرنا۔ (۳)

چوں کہ عرب والے ۱۰ ر ذی الحجہ کا گوشت ۱۱ ر ذی الحجہ کو اور ۱۱ ر ذی الحجہ کا گوشت ۱۲ ر ذی الحجہ کو اور ۱۲ ر ذی الحجہ کا گوشت ۱۳ ر ذی الحجہ کو دھوپ میں خشک کرتے تھے۔ اس لیے ۱۱ ر ذی الحجہ سے ۱۳ ر ذی الحجہ تک کل تین دن ایام تشریق ہوئے۔

اور مذہب اہل سنت و جماعت کی تائید اور غیر مقلدوں کا ابطال ان روایتوں سے بھی ہوتا ہے۔

---

(۱) بہار شریعت، حصہ: ۱۵ ص: ۳۳۶، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) تفسیر رازی ج: ۵ ص: ۲۰۸، البقرة ۱۶۸-۲۱۰، دار الفکر، بیروت

(۳) مصباح اللغات، ص: ۴۰۹

https://alislami.net

"قال علیہ السلام: أیام النحر ثلاثۃ افضلھا اولھا فاذا غربت الشمس من الیوم الثالث لم تجز التضحیۃ بعد ذلک"(۱)

یعنی قربانی کے دن تین ہیں، ان میں افضل پہلا دن ہے۔ لہذا ۱۲/ذوالحجہ کو سورج ڈوب جانے کے بعد قربانی جائز نہیں۔

صرف ۳/دن قربانی جائز ہونے کی سب سے قوی دلیل یہ حدیث ہے:

"مالک عن نافع أن عبداللہ بن عمر قال: الأضحی یومان بعد یوم الأضحی"(۲)

یعنی حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن ہے۔

اور موطا امام مالک کی احادیث بخاری اور مسلم کی طرح صحیح ہیں جیسا کہ مشہور محقق علامہ احمد بن شاکر لکھتے ہیں:

"والحق ان ما فی الموطا من الأحادیث الموصولۃ المرفوعۃ إلی رسول اللہ ﷺ صحاح کلھا، بل ھی فی الصحۃ کأحادیث الصحیحین (البخاری ومسلم)(۳)

اور امام شافعی نے موطا امام مالک کے متعلق فرمایا کہ زمین پر قرآن کے بعد امام مالک کی "موطا" سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔ (امام شافعی نے یہ اس وقت فرمایا تھا جب بخاری و مسلم ابھی وجود میں نہیں آئی تھی، لہذا بخاری و مسلم کے "**اصح الکتب بعد کتاب اللہ**" ہونے پر اعتراض نہ ہوگا۔) اس کو ابن تیمیہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے:

"ماتحت ادیم السماء کتاب أکثر صواباً بعد کتاب اللہ من موطا مالک وھو کما قال الشافعی رضی اللہ عنہ"(۴)

(۱) المبسوط السرخسی، ج:۱۲ ص:۹، دار المعرفت، بیروت، لبنان
(۲) الموطا للامام مالک، ص:۲۷۶ رقم الحدیث:۱۰۵۲ المکتبۃ العصریۃ، بیروت
(۳) الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث، ص:۹ المکتبۃ العلمیۃ۔
(۴) مجموعۃ الفتاویٰ، ج:۲۰ ص:۳۲۱، مکتبۃ العبیکان، سعودی عرب

لہذا پتا چلا کہ ابن تیمیہ نے بھی ''موطا امام مالک'' کی صحت کا اعتراف کیا ہے، جیسا کہ یہ جملہ ''وهو كما قال الشافعي ''اس پر دلالت کر رہا ہے کہ امام شافعی نے موطا امام مالک کے متعلق جو کچھ فرمایا وہ حقیقت میں ایسا ہی ہے کہ روے زمین پر صحت وثقاہت کے لحاظ سے کوئی کتاب ''موطا امام مالک'' کے برابر نہیں۔

اور غیر مقلدوں کی مستدل حدیث:

غیر مقلدوں نے ۴؍دن قربانی سے متعلق حدیث ''أيام التشريق كلها ذبح'' سے استدلال کیا ہے اور علامہ قدامہ نے اس حدیث کو نقل تو کیا ہے، مگر اس پر اپنی رضا مندی کا اظہار نہیں کیا ہے؛ بلکہ ۴؍دن قربانی جائز ماننے والوں کی پرزور تردید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''وقت الأضحية ثلاثة أيام، يوم النحر ويومان بعده''(۱)

''غیر مقلدین نے ایام معدودات'' سے متعلق حضرت ابن عباس کے قول کو دلیل میں پیش کر کے ۴؍دن قربانی کے جائز ہونے کا نظریہ پیش کیا ہے، جس کو حافظ ابن کثیر نے ''تفسیر ابن کثیر'' میں نقل کیا ہے:

''الأيام المعدودات أيام التشريق أربعة أيام، يوم النحر وثلاثة بعده''(۲)

یعنی ''ایام معدودات'' سے مراد ایام تشریق یعنی یوم النحر (۱۰؍ذی الحجہ، قربانی کا دن) پھر تین دن اس کے بعد ہیں۔ لیکن اسی تفسیر میں حافظ ابن کثیر نے ابن عباس کا قول نقل کرنے کے بعد، اسی عبارت سے متصل حضرت علی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایام تشریق کی مقدار تین دن ہے اور قربانی کا وقت بھی یہی تین دن ہے۔ تفسیر ابن کثیر کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''ولعلماء السلف قولان في عدة الأيام المعدودات، الأول: قال إبن عباس۔۔۔۔ والثاني: الأيام المعدودات ثلاثة يوم النحر ويومان وهذا

---

(۱) المغني لإبن قدامة حنبلي، ج:۳ص:۴۳۲، مكتبة الرياض الحديثة، سعودی عرب
(۲) تفسير ابن كثير، ج:۱ ص:۴۱۲، دار الفاروق، عمان

قول علی ابن أبی طالب"(۱)

آیت کریمہ "وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ" ایام معدودات کی تعیین اور مقدار میں علمائے سلف کے دو اقوال ہیں۔ پہلا قول حضرت ابن عباس کا ہے اور دوسرا قول حضرت علی ابن ابی طالب کا ہے۔ تفسیر ابن کثیر کے مطابق ابن عباس کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ایام معدودات یعنی ایام تشریق کی مقدار ۴/دن ہے (۱۰/تا ۱۳/ذی الحجہ) اور حضرت علی کے قول سے پتا چلتا ہے کہ ایام معدودات کی مقدار تین دن ہے۔ (۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ)

اور تفسیر ابن عباس میں ایام معدودات یا ایام تشریق کی مقدار ۵/دن بتائی گئی ہے۔ عبارت ملاحظہ کریں۔

"وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ" معلومات أيام التشريق وهي خمسة أيام يوم ويوم النحر و ثلاثة أيام بعده"(۲)

چوں کہ "تفسیر ابن کثیر" میں یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ) کا ذکر نہیں تھا، اس لیے ایام معدودات کی مقدار ۴/دن بتائی گئی تھی اور "تفسیر ابن عباس" میں یوم عرفہ کا ذکر ہے، اس لیے یہاں معدودات کی مقدار ۵/دن بتائی گئی ہے۔ یعنی حضرت علی قربانی کے ایام بتا رہے ہیں اور حضرت ابن عباس ایام تشریق نہ کہ ایام قربانی، لہذا دونوں عبارتوں کا مآل اور مفہوم ایک ہے۔ اور ابن عباس کے قول کے مطابق عرفہ کا دن بھی "ایام تشریق میں شامل ہے۔ تو پھر ۹/ذی الحجہ کو غیر مقلدین قربانی کیوں نہیں کرتے؟ جب کہ ان کی مستدل حدیث "أيام التشريق كلها ذبح" کے مطابق تمام ایام تشریق قربانی کے دن ہیں، لہذا ان کو چاہیے کہ ۹/ذی الحجہ کو قربانی کریں اور دلیل میں اسی عبارت کو پیش کریں؛ لیکن امید ہے کہ وہ کبھی ایسا نہیں کریں گے۔

لہذا ان تمام روایتوں سے پتا چلا کہ قربانی تین ہی دن ہے اور اس پر سارے

(۱) تفسیر ابن کثیر، ج: ۱ ص: ۴۱۲، دار الفاروق، عمان
(۲) تفسیر ابن عباس ص: ۲۸ دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

مسلمانوں نے عمل بھی کیا ہے کہ ہمیشہ سے تین دن قربانی کرتے چلے آئے، یہاں تک کہ مکہ مکرمہ جو کہ اسلام کا مرکز ہے، وہاں بھی تین ہی دن قربانی ہوتی ہے۔اس لیے آپ ان کے چکر میں نہ آئیں ؛ بلکہ صرف تین دن تک ہی قربانی کریں ،اس کے خلاف کرنے کی اجازت نہیں۔

سوال (۲) قربانی کے جانور میں کس قدر عیب ہو تو قربانی صحیح نہ ہوگی؟ نیز اس میں کیا ضابطہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: قربانی کا جانور ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک، فربہ اور خوبصورت ہونا ضروری ہے؛ لیکن معمولی سا عیب ہو تو وہ معاف ہے۔لیکن اگر عیب زیادہ ہو تو ایسے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہوتی۔اس تعلق سے تین ضابطے درج ذیل ہیں:

(۱) قربانی کے جانوروں میں دو طرح کے اعضا پائے جاتے ہیں:

۱۔اعضائے مقصودہ ۲۔اعضائے غیر مقصودہ

اعضائے مقصودہ:۔ جیسے دودھ اور گوشت ،مگر بعض جانورں میں دودھ اور گوشت کے ساتھ ساتھ سواری بھی مقصود ہوا کرتی ہے، جیسے۔اونٹ

اعضائے غیر مقصودہ:۔ یوں تو کچھ نہ کچھ فائدہ ان اعضا کا بھی ہے۔مگر شرعاً وہ مقصود نہیں ہیں، جیسے سینگ، خصیے، آلۂ تناسل، مثانہ وغیرہ

سینگ:۔ اس سے نہ گوشت ملتا ہے، نہ دودھ، نہ اس پر سواری ہوسکتی ہے، نہ ہی اس سے براہ راست یا بالواسطہ کوئی تعاون ملتا ہے۔لہذا سینگ اوپر سے ٹوٹ جائے تو یہ عیب نہیں، اگر چہ دیکھنے میں ہلکا پھلکا سا عیب محسوس ہوتا ہے؛ مگر یہ گوارا ہے؛ کیوں کہ جو نظر آرہا ہے وہ عضو غیر مقصود میں ہے۔لہذا اس کی قربانی صحیح ہوجائے گی؛ لیکن اگر سینگ سر کے اندر جڑ سے ٹوٹی ہو، گودے سے نکل آئی ہو تو یہ عیب ہے۔ اس لیے نہیں کہ سینگ نکل آئی؛ بلکہ اس لیے کہ سر جانور کے اعضائے مقصودہ سے ہے اور اس کے اندر دو دو گہرا زخم پیدا ہوگیا، جب کہ دونوں سینگیں سر کے اندر سے ٹوٹی

ہوں، لہذا عضو مقصود میں دو گہرے زخم پیدا ہونے کی وجہ سے اس کی قربانی ناجائز ہے۔

خصیے، آلۂ تناسل اور مثانہ:۔ یہ بھی اعضائے غیر مقصودہ سے ہیں؛ کیوں کہ دودھ ان سے حاصل نہیں ہوسکتا، سواری ان پر نہیں ہوسکتی، اور کھانا ان کا جائز نہیں۔ لہذا اگر نر جانوروں کے دونوں خصیے نکال دیے جائیں تو یہ عیب نہیں۔ یہاں تک کہ اس کا عضو تناسل بھی کاٹ دیا گیا ہو تو یہ عیب نہیں، ایک عضو ہی پورا فوت ہو گیا؛ بلکہ دو اعضا فوت ہو گئے؛ بلکہ ایک ساتھ تین تین اعضا فوت ہو رہے ہیں، مگر شریعت اسے معمولی سا بھی عیب نہیں قرار دیتی، کیوں کہ یہ اعضائے مقصودہ سے نہیں ہیں اور ان کے نہ رہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، ایسے جانوروں کی قربانی صحیح و درست ہے۔

(۲) اعضائے مقصودہ میں سے اگر کسی عضو کی منفعت بیماری یا عیب کی وجہ سے بالکل فوت ہو جائے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی، مثلاً جانور کا ایک پاوں کٹ کر الگ ہو جائے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی کہ یہ سواری کے لیے براہ راست مقصود ہے اور چرنے کے لیے، پانی پینے کے لیے بالواسطہ مقصود ہے۔ اس کی منفعت بالکل فوت ہوگئی۔ لہذا ایسے جانور کی قربانی نہیں ہوگی یا فرض کیجیے کہ جانوروں کے پاوں میں کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی کہ اس پاوں سے وہ چلنے کے لائق نہ رہا یعنی لنگڑا ہو گیا، تین پاوں سے چلتا ہے اور چوتھا پاوں زمیں پر نہیں رکھتا ہے تو اس پاوں کی منفعت جو مقصود تھی فوت ہوگئی۔ لہذا اس کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔ ایک آنکھ پھوٹ جائے تو اس کی بھی قربانی نہیں ہوگی؛ کیوں کہ اس آنکھ کی جو منفعت مقصودہ ہے وہ فوت ہوگئی۔ آنکھ سے اگرچہ براہ راست دودھ نہیں ملتا، کھانا نہیں ملتا، اس پر سواری نہیں ہوسکتی؛ مگر یہ آنکھ بالواسطہ تینوں کے لیے مدد و معاون ہے۔ جانور اندھا ہو جائے یا پاگل ہو جائے تو اس کی بھی قربانی صحیح نہ ہوگی۔ اسی طرح شریعت نے جتنے عیوب گنائے ہیں اگر ان پر ایک ایک کر کے نظر کرتے جائیں تو ایک ایک بات روز روشن کی طرح واضح ہوتی جائے گی کہ اس وجہ سے اس کی قربانی جائز ہے اور اس وجہ سے ناجائز ہے۔

https://alislami.net

(۳) کچھ اعضا ایسے ہیں جن میں ایک تہائی سے زیادہ فوت ہو جائے تب بھی شریعت ایسے جانور کی قربانی کو صحیح نہیں مانتی ہے، مثلاً بکری اور بھیڑ ان کے دو تھن ہوتے ہیں، ایک تھن کسی وجہ سے خشک ہو گیا، اس سے دودھ نہیں آتا یا پہلے ہی سے پیدائشی طور پر خشک ہے تو اس کی قربانی نہیں ہوگی کہ اس عضو کی جو منفعت مقصودہ ہے وہ ایک تہائی سے زیادہ فوت ہوگئی۔ لہذا اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ یہاں دودھ دونوں تھنوں سے مقصود ہوتا ہے تو ان میں سے ایک کے خشک ہونے سے عیب ایک تہائی سے زیادہ ہو گیا تو وہ عیب کثیر ہے۔ لہذا قربانی نہیں ہوگی۔ بڑے جانور جیسے۔ اونٹنی اور بھینس میں چار لر ہوتی ہیں، ان میں سے ایک لر اگر خشک ہو جائے تو ان کی قربانی صحیح ہوگی؛ کیوں کہ چار میں ایک تھن کے خشک ہونے سے ایک تہائی سے کم ہی خشک ہوا ہے۔ اور اگر دو لر خشک ہو جائیں یا دو لر فوت ہو جائیں تو اس کی قربانی نہیں ہوگی؛ کیوں کہ اب ایک تہائی سے زیادہ منفعت فوت ہوگئی۔ یہی حکم کان اور دم کا بھی ہے۔ یعنی ایک تہائی سے زیادہ کٹے ہیں تو قربانی نہیں ہوگی، ورنہ ہو جائے گی۔ (۱)

سوال (۳) سیلاب زدگان پر قربانی واجب ہوگی کہ نہیں؟ جب کہ ان لوگوں کے پاس سوائے زمین کے کچھ نہیں ہے، وہ قرض بھی نہیں لے سکتے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جو لوگ ایسے مفلوک الحال ہو گئے ہوں کہ ان کے پاس روپے پیسے نہیں رہ گئے، بس پانی میں ڈوبی ہوئی زمینیں ہیں اور کچھ نہیں ہے تو ان کے اوپر قربانی واجب نہیں ہے۔ وہ کسی بھی طور پر اپنی زندگی گزاریں اور لوگوں سے ہو سکے تو ان کا تعاون کریں، ان پر قربانی واجب نہیں۔ (۲)

سوال (۴) گوشت کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا وزن کیے بغیر تقسیم کا کوئی حیلہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: گوشت کی تقسیم یوں ہونی چاہیے کہ سات یا سات سے کم جتنے لوگ بھی ایک بڑے جانور میں شریک ہوں اتنے حصوں میں

---

(۱) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، اگست ۲۰۱۸ء ص: ۱۵ تا ۱۷، مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی
(۲) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، اگست ۲۰۱۸ء ص: ۱۵ تا ۱۷، مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی

گوشت اور دوسرے اعضا برابر برابر تقسیم کر کے ایک ایک حصہ ہر ایک کو دے دیا جائے۔

اور وزن کے بغیر تقسیم کرنے کا حیلہ یہ ہے کہ گوشت کو اندازے سے سات جگہوں میں تقسیم کر دیا جائے اور چار پایوں کو توڑ کر سات حصے کیے جائیں اور ساتوں حصوں میں سے ہر ایک میں پائے کا ایک ایک حصہ بھی رکھ دیا جائے تو ہر ایک کا گوشت دوسرے کے پاوں کے بدلے میں ہو جائے گا اور ہر ایک کے حصے کا پاوں دوسرے کے گوشت کے بدلے میں ہو جائے گا، اس طرح گوشت کا تبادلہ پایے سے اور پایے کا تبادلہ گوشت سے ہوگا۔ بلفظ دیگر جنس کی بیع غیر جنس کے بدلے میں ہوگی اور ایسی بیع میں کمی بیشی جائز ہے۔ ایسے ہی کلیجی اور پھیپھڑے کو بھی یوں ہی تقسیم کر دیا جائے۔ سر توڑ کر اس میں جو مغز ہوتا ہے اس کو بھی سات حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ مغز یہ گوشت نہیں ہے، یوں ہی پھیپھڑا، پایا، کلیجی اور چربی بھی گوشت نہیں ہے۔ لہذا ان میں سے ہر ایک ساتوں کے حصے میں تھوڑا تھوڑا رکھ دیا جائے گا؛ بلکہ ایک اندازے سے برابر، برابر رکھ دیا جائے گا تو تقسیم بغیر وزن کے درست ہو جائے گی۔(۱)

سوال (۵) غیر مالک نصاب نے ایک بکرا خریدا اور وہ دسویں ذی الحجہ سے قبل اتنا بیمار ہو گیا کہ ماہر ڈاکٹر نے اپنے تجربے سے بتایا کہ بقرعید آنے سے پہلے ہی مر جائے گا، اب وہ ذبح کر کے کھا لے یا یہ کہ یوم النحر کا انتظار کرے اور زندہ رہ جائے تو اس کی قربانی کرے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ظن غالب اگر یہ ہے کہ وہ مر جائے گا تو اسے ذبح کر دے اور اس کا گوشت غریبوں، محتاجوں میں صدقہ کرے۔ اپنے تصرف میں نہ لائے اور اس کے بدلے میں اس پر دوسری قربانی واجب نہیں کہ وہ فقیر ہے۔(۲)

سوال (۶) اگر مالک نصاب شخص کا جانور اتنا بیمار ہو جائے کہ قربانی کا دن

(۱) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، اگست ۲۰۱۸ء ص: ۱۸، مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی
(۲) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، اگست ۲۰۱۸ء ص: ۲۰، مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی

https://alislami.net

آنے سے پہلے اس کے مرجانے کا ظن غالب ہو اس لیے اس نے ذبح کر دیا تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مالک نصاب کو بھی صدقہ کا یہی حکم ہونا چاہیے کہ یہاں بھی قربت کے لیے جانور کی تعیین ہو جاتی ہے کہ اس پر وہ سواری نہیں کر سکتا۔ اگر وہ جانور دودھ والا ہے تو اس کا دودھ نکال کر اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا؛ بلکہ اس کو صدقہ کرے گا۔ لہذا اس کے گوشت کو بھی صدقہ کیا جائے گا۔ البتہ قربانی کے دنوں میں اس پر دوسرے جانور کی قربانی لازم ہوگی۔ (۱)

سوال (۷) غیر مسلم حربی یا بد مذہب کو قربانی کا گوشت دینا یا کھلانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کفار حربی کو قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں؛ کیوں کہ قربانی کا گوشت غریبوں اور ان کے علاوہ دیگر احباب و متعلقین کو ہی دیا جا سکتا ہے یہ آپس میں محبت وانسیت بڑھانے کا ایک سبب بھی ہے۔ کھلانے کا بھی یہی حکم ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ”یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں۔ وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے۔“ (۲)

اور جو دیوبندی، وہابی کفری عقائد رکھتے ہیں ان کا حکم کفار حربی سے سخت تر ہے۔ لہذا انھیں اس کا گوشت دینا بدرجۂ اولیٰ جائز نہ ہوگا۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب آپ ان کو دیں گے تو وہ بھی ایسے جانوروں کا گوشت پیش کریں گے جس کا ذابح عموماً مرتد ہوتا ہے اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔ لہذا آپ دو دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔ لہذا قربانی کا گوشت انھیں نہ دیا جائے۔

سوال (۸) کسی نے بڑے جانور کی قربانی میں شرکت کی، مگر وقت ذبح اس کی جگہ دوسرے کا نام لیا گیا تو کیا حکم ہے؟

---

(۱) ملخصاً از ماہنامہ اشرفیہ، اگست ۲۰۱۸ء ص: ۲۰، مضمون نگار، مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی

(۲) فتاویٰ رضویہ، مترجم ج: ۲۰ ص: ۴۵۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: قربانی صحیح ہونے کے لیے مع ولدیت نام لینا ضروری نہیں؛ بلکہ قربانی جس کی طرف سے کرنی ہے، اس کا نام نہ بھی لیا جائے تب بھی قربانی ہوجائے گی جب کہ اسی کی نیت سے کی ہے۔ کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو خوب علم ہے کہ قربانی کس کی ہے۔ اس کی تائید ایک فقہی جزئیہ سے یوں ہوتی ہے کہ اگر قربانی کی نیت سے جانور خریدا اور دوسرے شخص نے بغیر اس کی اجازت کے اپنے نام سے قربانی کر دی اور مالک نے ذبح کرنے والے سے تاوان نہ لیا تو اس صورت میں بھی قربانی ہوجائے گی۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

”لو اشتراها بنية الأضحية فذبحها غيره بلا اذن، فان أخذها مذبوحة و لم يضمنه أجزأته ۔۔۔۔ هذا اذا ذبحها عن نفسه“(۱)

سوال (۹) بکرے کو بچپن میں کتے نے کاٹ لیا تو اس کی قربانی کرنا اور اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر اس کا زخم بھر گیا اور اس جگہ دوسرے بال نکل آئے ہوں اور وہ زخم گٹھلی کی شکل کا نہ ہو تو ایسے بکرے کی قربانی بلا کراہت جائز ہے۔ اور اس کا گوشت بھی شرعاً کھانا جائز ہے۔ اور اگر زخم بھر کر گٹھلی کی شکل اختیار کر گیا اور وہاں دوسرے بال بھی نہ جمے ہوں تو اس کی قربانی کراہت کے ساتھ جائز ہے کہ یہ عیب ہے، مگر عیب فاحش نہیں۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

”قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہوجائے گی؛ مگر مکروہ ہوگی۔“(۲)

سوال (۱۰) بکرا یا بکری کی عمر ایک سال سے ایک دو دن کم ہو تو اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

---

(۱) الأشباه و النظائر، الفن الأول في القواعد، ص: ۱۹، دار الكتب العلمية، لبنان
(۲) بہار شریعت، حصہ: ۱۵ ص: ۳۴۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: قربانی کے لیے بکرا یا بکری کا کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک دن بھی کم ہوگا تو اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''بکرا، بکری ایک سال سے کم کا قربانی میں ہرگز جائز نہیں''(۱)

درمختار میں ہے:

''صح۔۔۔(حول من الشاۃ) والمعز۔۔۔۔۔۔۔وفی البدائع تقدیر ھٰذہ الاسنان بما ذکر لمنع النقصان لا الزیادۃ ،فلو ضحی بسن أقل لا یجوز ، وبأکبر یجوز وھو افضل''(۲)

سوال (۱۱) کسی کے لاکھوں روپے بیمہ میں ہیں ،الگ سے روپے نہیں تو وہ قربانی کیسے کرے گا؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر زید اس قدر مقروض ہے کہ وہ قرض ادا کرے تو اصل جمع شدہ رقم نصاب تک نہ پہنچے تو قربانی اس پر واجب نہیں اور اس کے باوجود نصاب باقی رہے تو قربانی اس پر واجب ہے۔ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچ کر۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جس پر قربانی ہے اور اس وقت نقد اس کے پاس نہیں، وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے''(۳)

سوال (۱۲) کسی نے جانور قربانی کی نیت سے خریدا پھر اسے بیچ کر دوسرا جانور خرید کر قربانی کی تو کیا حکم شرع ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر وہ مالک نصاب تھا تو اس جانور کے خریدنے سے اسی جانور کی قربانی اس پر واجب نہ ہوئی؛ بلکہ شرعاً اس پر کسی ایک جانور

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰ ص:۴۴۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الدر المختار مع رد المحتار ج:۹ ص:۴۶٦، کتاب الأضحیة، بیروت

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰ ص:۳۷۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

کی قربانی واجب تھی، لہذا جب اس نے اسے بیچ کر دوسرے جانور کی قربانی کردی تو اس کی قربانی ہوگئی۔ اگر وہ مالک نصاب نہ تھا تو اس پر اسی جانور کی قربانی واجب تھی، اس کو بیچنا جائز نہ تھا۔

بہار شریعت میں ہے:

''فقیر نے قربانی کے لیے جانور خریدا تو اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی خریدتا تو اس خریدنے سے اسی کی قربانی اس پر واجب نہ ہوتی''(۱)

جوہرہ نیرہ میں ہے:

''لأن الوجوب على الغنى بالشرع ابتداءً لا بالشراء ،فلم يتعين له و على الفقير بشرائه بنية الأضحية فتعينت عليه۔۔اھ''(۲)

پہلا جانور بیچ کر دوسرا جانور خریدنے کی صورت میں اگر دوسرا جانور پہلے سے کم قیمت کا رہا تو مابقی روپے کو صدقہ کرے۔(۳)

سوال(۱۳) اگر مالک نصاب قربانی نہ کرسکا اور ایام نحر گزر گئے تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اگر مالک نصاب نے قربانی کا جانور خرید لیا تھا تو اس کو صدقہ کرے۔ اور اگر نہیں خریدا تھا تو ایک بکرا کی قیمت صدقہ کرنا اس پر واجب ہے، ورنہ گنہگار ہوگا۔

ردالمحتار میں ہے:

''ذكر فى البدائع أن الصحيح أن الشاة المشتراة للأضحية اذا لم يضح بها حتى مضى الوقت يتصدق الموسر بعينها حية كالفقير بلاخلاف بين اصحابنا''(۴)

---

(۱) بہار شریعت ،حصہ:۱۵ص :۳۳۱،(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

(۲) الجوهرة النيرة،ج:۲ ص:۵۳۴كتاب الأضحية،دار الكتب العلمية،لبنان

(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ،ج:۲۰ میں،ص:۸ ۴۴ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

(۴) رد المحتار،ج: ۹ ص: ۴۶۵،كتاب الأضحية،دار الكتب العلمية،لبنان

https://alislami.net

اسی میں ہے:

”ان لم یشتر وهو موسر وقد مضت ایامها تصدق بقیمة شاة تجزی للأضحية“(۱)

سوال (۱۴) بکرا نے کتیا کا دودھ پیا تو اس کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بکرا اگر اس کا دودھ چھوڑ کر کچھ دنوں تک گھاس کھاتا رہا تو اس کا گوشت کھانا اور اس کی قربانی کرنا عند الشرع جائز ہے؛ بلکہ اگر خنزیر کا دودھ پی لیا تب بھی حرج نہیں، بشرطے کہ اس کا دودھ چھوڑ کر چارا وغیرہ کھایا ہو۔

ہندیہ میں ہے:

”الجدی اذا کان یربی بلبن الأتان و الخنزیر ان اعتلف ایاماً فلا بأس“(۲)

سوال (۱۵) خنثیٰ جانور کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: خنثیٰ جانور کی قربانی جائز نہیں۔

ہندیہ میں ہے:

”لا تجوز التضحية بالشاة الخنثی لأن لحمها لا ینضج“(۳)

سوال (۱۶) چرم قربانی، مسجد، مدرسہ، قبرستان یا عیدگاہ کی تعمیر میں لگ سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: قربانی کے چمڑے کا وہ حکم نہیں جو زکات اور صدقۂ فطر کا ہے۔ لہذا اس کا صدقہ کرنا واجب نہیں اور اگر صدقہ کرے تو اس میں تملیک شرط نہیں۔ بنابریں اسے مسجد، مدرسہ، قبرستان یا عیدگاہ کی تعمیر میں لگانا جائز ہے۔ اگرچہ ان کے منتظمین کو چمڑا دے اور وہ بیچ کر ان کی تعمیر میں صرف کریں یا ان چیزوں کی تعمیر میں صرف کرنے کی نیت سے بیچ کر اس کی قیمت دیے، یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اگر اپنے یا اپنے

(۱) رد المحتار، ج: ۹ ص: ۴۶۴، ۴۶۵، کتاب الأضحية، دار الکتب العلمية، لبنان

(۲) الهندیه، ج: ۵ ص: ۳۵۸، کتاب الذبائح / باب بیان ما یؤکل من الحیوان، دار الکتب العلمية، لبنان

(۳) الهندیه، ج: ۵ ص: ۳۶۹، کتاب الأضحية / باب بیان محل اقامة الواجب، بیروت

https://alislami.net

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی نیت سے بیچا تو اس کی قیمت ان مذکورہ جگہوں کی تعمیر پر صرف کرنا جائز نہیں۔ لہذا اب اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور اب اس میں تملیک بھی شرط ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"وله أن يبيعها بالدراهم ليتصدق بها ، لا أن ينتفع بالدراهم أو ينفقها على نفسه ، فان باع لذلك تصدق بالثمن ايضاً" (۱)

سوال (۱۷) گونگی گاے اور بکری کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: گونگے جانور کی قربانی جائز ہے، خواہ وہ گاے ہو یا بکری یا اونٹ، اس لیے کہ نطق منافع مقصودہ نہیں، نہ ہی غیر مقصودہ ہے۔ اور اگر گونگے سے مراد ایسا جانور ہے جس کی زبان سلامت نہ ہو تو اس میں تفصیل ہے۔ پیدائش کے وقت سے ہی وہ زبان سے محروم ہے اور وہ بکری کی جنس سے ہے تو قربانی صحیح ہے اور اگر گاے یا اونٹ کی جنس سے ہے تو نہیں، کیوں کہ بڑے جانور زبان سے چرتے اور اپنی غذا لیتے ہیں اور چھوٹے جانور دانت سے چرتے اور اپنی غذا لیتے ہیں۔ (۲)

ہندیہ میں ہے:

"والتى لا لسان لها فى الغنم تجوز وفى البقر لا كذا فى الخلاصة" (۳)

سوال (۱۸) رات کو جانور ذبح کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: رات کو ذبح کرنا اندیشۂ غلطی کے باعث مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ ہے۔ اور اگر ضرورت واقع ہو، مثلاً صبح کے انتظار میں جانور مر جائے گا تو کچھ کراہت نہیں۔ "لأنه الآن مامور به حذراً عن اضاعة المال" (۴)

درمختار میں ہے:

---

(۱) الهندية ج: ۱۲ ص: ۱۵۹، كتاب الأضحية، دار الفكر، بيروت

(۲) ایسا ہی آپ کے مسائل میں، ص: ۱۷۸۔۱۷۹ پر ہے۔

(۳) الهندية، ج: ۵ ص: ۳۶۸، كتاب الأضحية / باب بيان محل اقامة الواجب، بيروت۔

(۴) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۰ ص: ۲۱۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

"(کرہ) تنزیھا (الذبح لیلا) لاحتمال الغلط"(۱)

سوال(۱۹) بسم اللہ کہنا کس پر لازم ہے؟ ذابح پر یا جولوگ سر یا پاؤں پکڑے ہیں ان پر؟ یا دونوں پر؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اصل ذابح پر تکبیر کہنی لازم اور اس کی تکبیر کافی ہے۔ سر یا پاؤں پکڑنے والے کی تکبیر کی اصلاً حاجت نہیں۔ "فان الذبح انما ھو قطع العروق لا الا الاخذ بالراس و القواعد کما لا یخفی" ہاں! اگر ایک نے دوسرے کو نفس ذبح میں مدد دی، مثلاً زید ذبح کرتا، عمرو نے دیکھا کہ وہ ضعیف ہے، ذبح میں دیر ہوگی، اپنا ہاتھ بھی چھری پر رکھ دیا اور دونوں نے مل کر چھری پھیری تو دونوں تکبیر کہیں، اگر ان میں سے جو کوئی قصداً تکبیر نہ کہے گا، جانور حرام ہوجائے گا۔(۲)

سوال(۲۰) قربانی کے جانور میں کن چیزوں کا کھانا مکروہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ان سات چیزوں کا کھانا مکروہ ہے۔
(۱) مرارہ یعنی پتہ (۲) مثانہ (۳) حیاء یعنی فرج (۴) ذکر یعنی آلۂ تناسل (۵) انثیین یعنی دونوں خصیے (۶) غدہ (۷) دم یعنی خون مسفوح۔(۳)

ہندیہ میں ہے:

"اما بیان ما یحرم أکلہ من اجزاء الحیوان سبعۃ ، الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ"(۴)

سوال(۲۱) عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن، بال وغیرہ تر شوانے کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عشرۂ ذی الحجہ میں ناخن، بال وغیرہ نہ کاٹنا مستحب ہے۔ اگر اس پر عمل کرے تو بہتر ہے، نہ کرے تو کوئی گناہ بھی نہیں؛ بلکہ اگر

---

(۱) الدر المختار، ج:۹ ص:۴۶۳، کتاب الأضحیۃ، دار الکتب العلمیۃ، لبنان
(۲) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰ ص:۲۱۵، اضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰ میں، ص:۲۳۴ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۴) الھندیۃ، ج:۵ ص:۳۵۹، کتاب الذبائح / باب المتفرقات، دار الکتب العلمیۃ، لبنان

کسی شخص نے ۳۱؍دن سے کسی عذر کے سبب خواہ بلا عذر نہ ناخن تراشا ہو، نہ خط بنوایا ہو کہ ذی الحجہ کا چاند ہوگیا تو وہ اس امر مستحب پر عمل نہیں کرسکتا، اگر چہ قربانی کا ارادہ رکھتا ہو؛ کیوں کہ دسویں تک رکھنے میں اکتالیس دن ہوجائے گا اور چالیس دن سے زیادہ نہ بنوانا گناہ ہے۔ اور فعل مستحب کے لیے گناہ کرنا جائز نہیں۔(۱)

ردالمحتار میں ہے:

"عن ابن المبارک فی تقلیم الأظفار وحلق الرأس فی عشر ذی الحجه قال: لا توخر السنة۔ وقد ورد ذلک ولا یجب التاخیر ۔۔۔ الخ، فهذا محمول علی الندب بالاجماع فظهر قوله: ولا یجب التاخیر الا أن نفی الوجوب لا ینافی الاستحباب فیکون مستحباً الا ان استلزم الزیادة علی وقت اباحة التاخیر ۔ ونهایته مادون الأربعین، فلا یباح فوقها"(۲)

سوال (۲۲) قربانی کا جانور خریدا تو وہ دودھ والا یا گابھن نکلا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: دودھ والا یا گابھن جانور کی قربانی اگر چہ صحیح ہے، مگر ناپسند ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔(۳) جیسا کہ ہندیہ میں ہے:

"شاة أو بقرة أشرفت علی الولادت قالوا: یکره ذبحها، لأن فیه تضییع الولد"(۴)

سوال (۲۳) کیا قربانی کرنے والا قربانی سے قبل کچھ کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: قربانی کرنے والے کے لیے یہ مستحب ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے۔ قربانی کے ہی گوشت سے پہلے کھائے۔

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۰ میں، ص: ۳۵۳ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) رد المحتار ج: ۳ ص: ۶۶، کتاب الصلاة / مطلب: فی ازالة الشعر والظفر فی عشر ذی الحجه، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۰ میں، ص: ۳۷۰ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۴) الهندیة، ج: ۵ ص: ۳۵۴، کتاب الذبائح / باب رکنه وشرائطه وحکمه، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

سوال (۲۴) قربانی کا جانور کھو جائے تو حکم شرع کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مالک نصاب شخص کا قربانی کا جانور کھو گیا پھر اس کا مال نصاب سے کم ہو گیا اور ایام نحر آ گیا تو اس پر لازم نہیں کہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔اور اگر جانور قربانی کے ایام میں مل گیا اور یہ شخص اب بھی مالک نصاب نہیں ہے تو اس پر اس جانور کی قربانی واجب نہیں ہے۔اور مالک نصاب کا جانور کھو جانے کے بعد نصاب کم نہ رہا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی واجب ہے۔پھر اس نے دوسرا جانور خرید لیا بعدہ پہلا جانور مل گیا اور اب بھی مالک نصاب ہے تو جو چاہے قربانی کرے۔اور اگر قربانی کے ایام گزر گئے اور مالک نصاب نے دوسرے جانور کی قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا اس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر جانور ایام نحر کے بعد دستیاب ہو گیا تو اس کو صدقہ کردے۔اور فقیر کا قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور غائب ہو جائے تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی واجب نہیں اور اگر وہی جانور ایام نحر میں مل گیا تو اس کی قربانی واجب ہے اور بعد ایام نحر ملنے کی صورت میں اس کو صدقہ کرنا لازم ہے۔

ہندیہ میں ہے:

”ولو اشتریٰ الموسر شاة الأضحية فضاعت حتى انتقص نصابه وصار فقيراً فجاءت ايام النحر فليس عليه أن يشترى شاة أخرىٰ فلو أنه وجدها وهو معسر وذلک فى ايام النحر فليس عليه أن يضحى بها۔۔۔ واذا اشترى الغنى أضحية فضلت فاشترى أخرىٰ ثم وجد الأولىٰ فى ايام النحر كان أن يضحى بأيتهما شاء۔۔۔۔قال: لله أن يضحى بهذه الشاة سواء كان الموجب فقيراً أو غنياً أو كان المضحى فقيراً وقد اشترىٰ شاة بنية الأضحية فلم يفعل حتى مضت ايام النحر تصدق بها حية، وان كان من لم يضح غنياً ولم يوجب على نفسه شاة بعينها تصدق بقيمة شاة اشترى أو لم يشترى“(۱)

(۱) الهندية، ج:۵ ص: ۳۶۱-۳۶۲، كتاب الأضحية، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

(۵۴)

باب العقیقة

(عقیقہ کا بیان)

سوال (۱) عقیقہ کرنا کیسا ہے اور کتنے دن پر کرنا چاہیے؟ نیز لڑکے یا لڑکی میں کتنے جانور ذبح کیے جائیں گے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنت ہے اور یہی افضل ہے، ورنہ چودھویں دن، ورنہ اکیسویں دن، ورنہ زندگی بھر میں جب کبھی ہو۔ وقت دن کا ہو، رات کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

لڑکے کے عقیقہ میں دو جانور افضل ہیں اور ایک بھی کافی ہے، اگرچہ خصی نہ ہو۔ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے(۱)

طرح التثریب میں ہے:

''عن بریدہ مرفوعاً (العقیقة تذبح لسبع أو أربع عشرة أو احدیٰ وعشرین''(۲)

فقہ السنہ میں ہے:

''ما یذبح عن الغلام والبنت: ومن الأفضل أن یذبح عن الولد شاتان متقاربتان شبهاً وسناً وعن البنت شاة۔ فعن ام کرز الکعبیة قالت: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: عن الغلام شاتان متکافئتان وعن الجاریة شاة ویجوز ذبح شاة واحدة عن الغلام''(۳)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰:۵۸۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) طرح التثریب فی شرح التقریب للحافظ العراقی ج:۵ ص:۲۰۹، احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان

(۳) فقه السنة، ج:۳ ص:۱۹۳، العقیقة، الفتح للاعلام العربی

--والعقود الدریة ص:۲۴۶، کتاب الذبائح، مطلب: فی حکم العقیقة وکیفیتها

https://alislami.net

سوال (۲) عقیقہ کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عقیقہ کا گوشت غربا و مساکین، قریبی رشتہ دار اور دوست احباب میں کچا تقسیم کریں یا پکا کر دے دیں یا ان کو دعوت دے کر کھلائیں، سب جائز ہے۔

عقود الدریہ میں ہے:

"وحکمها کاحکام الأضحية"(۱)

سوال (۳) بڑے جانور میں کتنے عقیقے ہو سکتے ہیں؟ نیز بڑے جانور میں کچھ قربانی کے حصے اور کچھ عقیقے کے حصے ہوں تو کیا حکم ہے؟ اور اس صورت میں دونوں دعائیں پڑھی جائیں گی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بڑے جانور میں ایک سے سات کا عقیقہ ہوسکتا ہے۔ اور بڑے جانور میں کچھ قربانی کے حصے اور کچھ عقیقے کے حصے ہوں تو حرج نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''ایک حصہ عقیقہ، ایک حصہ قربانی عیدالاضحیٰ تو جائز ہے''(۲)

اگر ایک ہی جانور میں کچھ حصے قربانی اور کچھ حصے عقیقہ ہو تو وقت ذبح دونوں دعائیں پڑھی جائیں گی۔

قاضی خان میں ہے:

"ولو نوی بعض الشرکاء الأضحية وبعضهم هدی المتعة وبعضهم هدی القران وبعضهم جزاء الصيد وبعضهم دم العقيقة لولادة ولد ولد له فی عامه ذالک جاز عن الکل فی ظاهر الرواية"(۳)

---

(۱) العقود الدرية، ص: ۲۴۶، کتاب الذبائح

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۰ ص: ۵۹۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) قاضی خان، ج: ۳ ص: ۲۳۷، کتاب الأضحية، فصل فيما يجوز فی الضحاية وما لا يجوز، دار الکتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

(۵۴)

کتاب الحظروالإباحة

(حظر واباحت کا بیان)

سوال (۱) کیا والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا ضروری ہے؟ خواہ اس کی غلطی ہو یا نہ ہو؟

الجواب بعون الملک الوهاب: مسئلہ مذکورہ میں پہلے تو طلاق نہ دینے پر اپنے والدین کو راضی کرلیں، اگر وہ راضی ہو جائیں فبہا، ورنہ طلاق نہ دینے میں انھیں تکلیف پہنچے گی تو طلاق دینا واجب، خواہ بیوی کی غلطی ہو یا نہ ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ”بعض صورتوں میں (طلاق دینا) واجب ہے۔ جیسے۔ اس کو اس کے ماں باپ طلاق دینے کا حکم دیں اور نہ دینے میں ان کی ایذا اور ناراضی ہو، واجب ہے کہ طلاق دے دے اگرچہ عورت کا قصور نہ ہو۔ ”لأن العقوق حرام والاجتناب عن الحرام واجب“ (کیوں کہ نافرمانی حرام ہے اور حرام سے بچنا واجب ہے۔)“(۱)

حدیث شریف میں ہے:

> ”ان امراک أن تخرج من أهلک و مالک فاخرج“(۲)

یعنی اگر والدین تم کو بیوی اور مال سے الگ ہونے کا حکم دیں تو الگ ہو جاؤ۔
لیکن یہ صرف ایک طلاق پر مبنی ہوگا، یہ نہیں کہ یک بارگی تین طلاقیں دے دیں

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۲ ص:۳۳۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) مرقاة المفاتیح، شرح مشكاة المصابیح، ج: ۱ ص: ۲۲۰، كتاب الأیمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، دار الكتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

کہ یہ گناہ ہے اور گناہ میں والدین کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

سوال (۲) یوم اساتذہ منانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: یوم اساتذہ منانا ایک امر مباح اور جائز ہے کہ اس میں اساتذہ کی تعظیم ہے اور اساتذہ کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے درست وجائز ہی ہوگی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''استاذ علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے۔ وہ مربی بدن ہیں، یہ مربی روح، جو نسبت روح سے بدن کو ہے، وہی نسبت استاذ سے ماں باپ کو ہے۔ کما نص علیہ العلامۃ الشرنبلالی فی غنیۃ ذوی الأحکام وقال فیہ ذا ابو الروح لا ابو النطف''(۱)

سوال (۳) اذان میں نام مصطفی ﷺ سن کر انگوٹھا چومنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نام پاک ﷺ سن کر انگوٹھا چومنا اور اس کو آنکھوں سے لگانا جائز ومستحب ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضور پرنور شفیع یوم النشور صاحب لولاک ﷺ کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز ہے۔ جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا، جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمے ہے کہ قائل جواز تمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں، پھر یہاں تو حدیث وفقہ وارشاد علما وعمل قدیم سلف صلحا سب کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفۂ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۶۳۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

رسول ﷺ، سیدنا صدیق اکبر وحضرت ریحانہ رسول ﷺ سیدنا امام حسن وحسین وحضرت نقیب اولیاے رسول ﷺ، سیدنا ابو العباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم جمیعاً الصلاۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں۔ امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں:

”**حديث مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن أشهد أن محمداً رسول الله مع قوله أشهد أن محمداً عبده ورسوله رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد ﷺ نبياً ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر رضي الله عنه أنه لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمداً رسول الله قال هٰذا وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل خليلي فقد حلت له شفاعتي۔**“ یعنی مؤذن سے ”اشہد ان محمدا رسول اللہ“ سن کر انگشتان شہادت کے پورے، جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگانا اور یہ دعا پڑھنا ”**أشهد أن محمداً عبده ورسوله رضيت بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد ﷺ نبياً**“ شفاعت کے حلال ہونے کا ذریعہ ہے؛ کیوں کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیا، ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا جو ایسا کرے گا جیسا میرے پیارے

نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔(۱)

شامی میں ہے:

"یستحب أن یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیة منها قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول أللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائداً له الی الجنة کذا فی کنز العباد قهستانی ۔۔ونحوه فی الفتاوی الصوفیة وفی کتاب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عند سماع أشهد أن محمداً رسول اللہ فی الأذان أنا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی "(۲)

سوال (۴) کھجور اور تاڑ کے درخت کی تاڑی پینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: تاڑی، نشہ آور چیز ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔فقیہ اعظم صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''تاڑی بے شک حرام ہے کہ اس میں نشہ ہوتا ہے۔''(۳)

حدیث شریف میں ہے:

"کل مسکر حرام"(۴)

سوال (۵) علما مشائخ کی دست بوسی کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دست بوسی کرنا بلاشبہہ جائز ہے۔

درمختار میں ہے:

"(ولا بأس بتقبیل ید) الرجل (العالم) والمتورع علی سبیل التبرک"(۵)

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۵ میں، ص: ۴۳۱۔۴۳۳ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) رد المحتار، ج:۲ ص:۶۸، کتاب الصلاة/باب الأذان، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۳) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱ ص:۱۹۰

(۴) بخاری شریف، ص:۱۰۶۳، دار ابن کثیر، بیروت، لبنان

(۵) الدر المختار، ج:۹ ص:۵۴۹ کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، دار الکتب العلمیة

یعنی برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار شخص کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

سوال (۶) کیا بیوی کی موت کے بعد شوہر نہ اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ جنازہ اٹھا سکتا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: انتقال کے بعد ضرور عورت نکاح سے خارج ہوتی ہے؛ لیکن شوہر اسے دیکھ سکتا ہے، جنازہ اٹھا سکتا ہے اور قبر میں اتار بھی سکتا ہے، یہاں تک کہ منہ بھی دیکھ سکتا ہے؛ لیکن بلا حائل اس کے بدن کو نہیں چھو سکتا۔ درمختار میں ہے:

"یمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح"(۱)

سوال (۷) رات کو آئینہ دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: رات میں آئینہ دیکھنا بلا شبہہ جائز، شریعت میں ممانعت وارد نہیں، بلکہ عورت اپنے شوہر کے لیے سنگار کرتے وقت آئینہ دیکھے تو اس میں بڑا ثواب بھی ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> "رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں، بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر چھائیاں پڑتی ہیں اور اس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے، نہ طباً، نہ تجربۃً۔ اور عورت اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے تو ثواب عظیم کی مستحق ہے، ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بنا پر منع نہیں ہو سکتی"(۲)

سوال (۸) ولادت کو روکنے کے لیے نیرودھ یا کنڈوم (condom) اور کاپر ٹی کا استعمال کرانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ولادت کو روکنے کے لیے وقتی طور پر

---

(۱) الدر المختار ج:۳ ص:۹۰، کتاب الصلاۃ/باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیۃ،

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۳، ص:۴۹۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

نیرودھ یا کنڈوم کا استعمال جائز ہے۔ایسے ہی کاپرٹی (ایک دوا ہے جو تین سال، پانچ سال تک استقرار حمل کو روک دیتی ہے) کا بھی استعمال کرنا بہ اجازت شوہر جائز ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"کنا نعزل علی عهد رسول اللہ ﷺ و القرآن ینزل"(۱)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے، جب کہ اس وقت قرآن کا نزول ہو رہا تھا۔لہٰذا استقرار حمل کو روکنے کے لیے عزل کرنا خواہ وہ نیرودھ، کنڈوم کے ذریعے ہو یا کسی اور طریقے سے، بلاشک وشبہہ جائز و درست ہے۔مگر عزل کی صورت میں شوہر کو چاہیے کہ بیوی سے اجازت لے لے کہ یہ اس کا حق ہے اور بغیر اس کی اجازت کے عزل کرنا مکروہ ہے۔ایسے ہی وقتی طور پر استقرار حمل کو روکنے کے لیے عورتوں کو دوا وغیرہ کا استعمال بھی جائز ہے؛ لیکن دائمی طور پر استقرار حمل کو روکنے کے لیے کسی بھی چیز کا استعمال کرنا ناجائز و حرام ہے۔ہمارے فقہاے کرام کے نزدیک یہی اصح و اولیٰ ہے۔

سوال (۹) نسبندی کرانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نسبندی کرانا حرام ہے۔خواہ مرد کی ہو یا عورت کی کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو بدلنا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ"(۲)

یعنی شیطان بولا کہ میں ان کو بہکاؤں گا تو وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو بدلیں گے۔اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ زیادہ اولاد ہو جائیں گی تو پریشانیاں بڑھ جائیں

---

(۱) مسلم شریف، ج:۱ص:۴۶۵

۔۔۔طحاوی شریف، ج:۲ص:۲۲ باب العزل

(۲) پ:۵ النساء، الآیۃ:۱۱۹

https://alislami.net

گی۔کہاں سے ان کا انتظام ہوگا؟ کیسے کھلائیں گے؟اور دیکھ بھال کیسے کریں گے وغیرہ وغیرہ اور یہ سوچتے ہیں کہ اولاد زیادہ ہوجائے گی تو غربت وافلاس آئے گی، اس لیے نسبندی کراتے ہیں تو یہ سب خیال فاسد ہے۔قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَ لَاتَقْتُلُوْا اَوْ لَادَكُمْ مِنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ“(۱)

یعنی اپنی اولاد کو مفلسی کے باعث قتل نہ کرو،ہمیں،تمھیں اور انھیں سب کو رزق دیتے ہیں۔

لہذا وقتی طور پر استقرار حمل کو روکنے کے لیے مذکورہ طریقے جائز ہیں؛لیکن دائمی ضبط تولید کی اجازت نہیں۔لیکن جب عورت کی جان کو شدید بیماری اور نقصان کا اندیشہ ہو،یعنی تین مرتبہ آپریشن کے ذریعے سے ولادت ہوچکی ہوتو جان بچانے کی خاطر عورت کی نسبندی کرانے کی اجازت ہے۔

سوال (۱۰)الکحل آمیز دواوں کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: الکحل ایک قسم کی شراب ہے اور شراب حرام ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے۔لہذا الکحل آمیز دواوں کو بھی حرام کردیا گیا؛لیکن دور حاضر میں عوام وخواص الکحل آمیز دواوں کے استعمال میں اس قدر مبتلا ہیں کہ یہ دوائیں ان کی غذا بنی ہوئی ہیں۔جس سے بچنا بہت مشکل ہے۔لہذا الجامعۃ الاشرفیہ،مبارک پور میں ہونے والے سیمینار میں تمام مفتیان کرام اور فیصل بورڈ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ:

اس عہد میں (اسپرٹ یا الکحل آمیز) انگریزی دواوں کا استعمال عموم بلویٰ کی حد تک پہنچ چکا ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پڑیا کی رنگت کے بارے میں عموم بلویٰ اور دفع حرج کی بنیاد پر طہارت اور جواز کا فتویٰ دیا ہے۔اس کی روشنی میں فیصل بورڈ کے ارکان اس بات پر متفق ہیں کہ مذکورہ انگریزی دواوں کے استعمال کی بھی بوجہ عموم بلویٰ (دفع حرج کے لیے) اجازت ہے؛البتہ یہ اجازت صرف انھیں صورتوں کے ساتھ خاص

---

(۱)پ:۶،سورہ انعام،الآیۃ:۱۵۱

https://alislami.net

ہے جن میں ابتلاے عام اور دفع حرج متحقق ہو۔ (۱)

کچھ لوگ اسپرے استعمال کرتے ہیں، جس میں الکحل ہوتا ہے، اس سے بچنا ضروری ہے کہ اس کی کوئی حاجت یا ضرورت نہیں، محض تفریح کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے بہرحال منع ہے۔

سوال (۱۱) ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں ہوتا یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کی منی لے کر بذریعہ ٹیوب کسی دوسری عورت کی رحم میں ڈالتی یا ڈلواتی ہے تا کہ اس کو اولاد ہو۔ تو یہ فعل انتہائی بے حیائی اور سخت حرام ہے کہ مرد کی منی بذریعہ ٹیوب کسی عورت کی رحم میں بغرض اولاد داخل کیا جائے۔ اس کے حرام ہونے کے کئی وجوہات درج ذیل ہیں:

(۱) عورت کا بلاضرورت شرعیہ اپنے شوہر کے آلۂ تناسل کے علاوہ کسی دوسری چیز کا داخل کرنا پایا جائے گا اور یہ حرام ہے۔

(۲) اس لیے کہ ٹیسٹ ٹیوب یا تو کوئی عورت کسی عورت کی رحم میں داخل کرے گی یا کوئی مرد۔ اور مسئلہ یہ ہے کہ کوئی عورت کسی عورت کی شرم گاہ بلا عذر شرعی نہیں دیکھ سکتی۔ تو جب عورت، عورت کی شرم گاہ بلا عذر نہیں دیکھ سکتی تو مرد تو بدرجۂ اولیٰ نہیں دیکھ سکتا۔ لہذا اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہہ نہیں۔ لیکن اگر وہ ٹیوب عورت خود استعمال کرے تب بھی پہلی وجہ سے حرمت اپنی جگہ باقی ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر عورت نے خود یا کسی دوسری عورت نے بذریعہ ٹیوب دوسرے مرد کی منی اس کی رحم میں داخل کر دیا تو اولاد ثابت النسب رہے گی یا نہیں؟

اس کے جواب میں علامہ شارح بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''اولاد ثابت النسب ہوگی اور اس کی مانی جائے گی جس کی زوجیت میں وہ عورت ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا ''**الولد**

---

(۱) ملخصاً از مجلس شرعی کے فیصلے ص: ۱۲۰

https://alislami.net

للفراش وللعاھر الحجر""""(۱)

سوال (۱۲) پوسٹ مارٹم کرنا کیسا ہے؟ ہسپتال میں مردے کا جو پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ نیز کن صورتوں پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس طرح انسان کے تمام اجزا حالت زیست میں محترم ہیں، اسی طرح مرنے کے بعد بھی۔ اس لیے عام حالت میں بلا عذر پوسٹ مارٹم کرنا روانہیں۔ بلا عذر پوسٹ مارٹم کی بات تو دور اس کے بال بھی اکھاڑنا مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> ''میت کے داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اکھاڑنا ناجائز ومکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے جس حالت پر ہے اسی حالت پر دفن کر دیں۔ ہاں! اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔''(۲)

ہندیہ میں ہے:

''ولا یسرح شعر المیت ولا لحیتہ ولا یقص ظفرہ ولا شعرہ کذا فی الھدایۃ ولا یقص شاربہ ولا ینتفت ابطہ ولا یحلق شعر عانتہ ویدفن بجمیع ما کان علیہ کذا فی محیط السرخسی وان کان ظفرہ منکسرا فلا بأس بأن یاخذ کذا فی المحیط''(۳)

لہذا جب کنگھا دینا، بال کاٹنا یا اکھاڑنا روانہیں تو پوسٹ مارٹم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ لیکن کچھ ضروری وجوہات کی بنا پر اس کی اجازت دی گئی ہے۔ چنانچہ علامہ غلام

(۱) قلمی فتوی شارح بخاری، ماہنامہ اشرفیہ، ماہ جولائی ۱۹۹۱ء ص:۹۔۱۰
(۲) بہار شریعت، حصہ: ۴ ص:۸۱۶ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۳) الھندیۃ، ج: ۱ ص: ۱۷۳، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز، الفصل الثانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

https://alislami.net

رسول سعیدی علیہ الرحمہ نے پوسٹ مارٹم کے جواز کی دو صورتیں بیان کی ہیں، جو عموماً پیش آتی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی صورت: یہ ہے کہ مقدمہ کی تحقیق اور کسی بے قصور مسلمان کو سزا سے بچانے کا مسئلہ۔ مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیت پکڑ لیا اور اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے اپنی پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ جب کہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد وقرائن ملزم کے خلاف ہیں۔ اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے آیا وہ اس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کے پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کی پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر وہ گولی اس کے پستول کی نہیں ہے، تو وہ بری ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں جب پوسٹ مارٹم کے ذریعے کسی بے قصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں؛ بلکہ ضروری ہے اور فقہا اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو ماں کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے اور یہ بعینہ ہمارا جزئیہ ہے۔ یعنی زندہ کی جان بچانے کے لیے میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز ہے۔ امام احمد بن حنبل یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مر جائے اور بچے کے بعض اجزا باہر نکل آئیں اور باقی بچے کو عورت کا پیٹ چاک کیے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے۔ اور یہ بھی موجودہ صورت میں پوسٹ مارٹم کے جواز کا بعینہ جزئیہ ہے۔ بہر حال ائمہ اربعہ کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ جب کسی زندہ کی جان بچانا مقصود ہو تو میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔ (۱)

درمختار میں ہے:

(۱) شرح صحیح مسلم، ج:۲ص:۸۲۶۔۸۲۷،فرید بک اسٹال،اردو بازار، لاہور

"(حامل ماتت وولدها حی)یضطرب (شق بطنها)من الأیسر (ویخرج ولدها)"(۱)

(۲) دوسری صورت فقہائے کرام یہ بیان کرتے ہیں کہ میڈیکل کالج کے طلبہ کو آپریشن وغیرہ کی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ وہ اس سے تجربہ حاصل کرکے دوسرے زندہ لوگوں کو صحیح آپریشن کرکے عمدہ سرجری کے ذریعے دوسرے بیمار لوگوں کی بذریعۂ آپریشن نئی زندگیاں عطا کریں۔اور تکلیف دہ امراض سے ان کو نجات دلا سکیں۔لیکن مشق کرنے کے لیے جانوروں اور غیر مسلموں کی لاشوں کو حاصل کرنا چاہیے؛ کیوں کہ مسلم اموات پر سرجری کی مشق کرنا جائز نہیں ہے۔اور غیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار بھی نہیں ہوتا جس کی بنا پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کرکے اس کی بے حرمتی کی جائے،خصوصاً اس صورت میں جب کہ پلاسٹک موڈل سے بھی تعلیم شروع کی جاچکی ہے۔یہی نظریہ علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔(۲)

سوال (۱۳) عورت کا وہ دوپٹہ یا شلوار یا نیٹ (net) والی سمیج کہ اس میں بدن کی سرخی یا سیاہی نمایاں ہو تو ایسے کپڑوں کو نماز یا خارج نماز پہننا کیسا ہے؟ نیز اسی حالت میں اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ایسا کپڑا نماز یا خارج نماز پہننا، ناجائز وحرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ و الرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"ستر عورت ہر حال میں واجب ہے،خواہ نماز میں ہو یا نہیں۔تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلکہ لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔یہاں تک کہ اگر اندھیرے

---

(۱) الدر المختار، ج:۳ص:۱۴۵،کتاب الصلاۃ /باب صلاۃ الجنائز، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) ایسا ہی شرح صحیح مسلم میں، ج:۲ص:۸۲۶ پر ہے۔(مکتبہ اردو بازار ،لاہور)

https://alislami.net

مکان میں نماز پڑھی، اگر چہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی، بالاجماع نہ ہوگی؛ مگر عورت کے لیے خلوت میں جب کہ نماز میں نہ ہو سارا بدن چھپانا واجب نہیں؛ بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک اور محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ کا چھپانا بھی واجب ہے۔ نیز بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے۔ ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔(۱)

اسی میں ہے:

''بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں۔ مثلاً آب رواں (ایک قسم کا نہایت اچھا اور باریک کپڑا) یا جامی یا باریک ململ ہی کا دوپٹہ جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں۔ اور بعض باریک تنزیب یا جالی کے کرتے پہنتی ہیں کہ پیٹ اور پیٹھ بالکل نظر آتی ہے۔ اس حالت میں (قصداً) نظر کرنا حرام ہے اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔(۲)

درمختار میں ہے:

''(ستر عورته)ووجوبه عام أى فى الصلاة وخارجها (ولو فى الخلوة)أى اذا كان خارج الصلاة يجب الستر بحضرة الناس اجماعاً وفى الخلوة على الصحيح۔۔وأما لو صلى فى الخلوة عريانا ولو فى بيت مظلم وله ثوب طاهر لا يجوز اجماعاً كما فى البحر ۔يجب ستره فى الخلوة خارج الصلاة وما بين السرة والركبة فقط حتى أن المرأة لا يجب عليها

(۱) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۲ ص:۴۸۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) بہار شریعت، حصہ:۱۶ ص:۴۴۸ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

ستر ما عدا ذلک و ان کان عورۃ"(۱)

سوال (۱۴) دورِ حاضر میں عورتوں کو بینکوں، ہوٹلوں، کمپنیوں میں مردوں کو ساتھ بیٹھ کر ملازمت کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دورِ حاضر میں عورتوں کو بینکوں، ہوٹلوں، کمپنیوں میں مردوں کے ساتھ بیٹھ کر ملازمت کرنا حرام ہے؛ لیکن طلب معاش کی خاطر ہمارے فقہا نے مع پانچ قیود و شرائط کے ان کو ملازمت کی اجازت دی ہے؛ تاہم اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو حرام ہے۔ پانچوں شرطیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ کپڑا باریک نہ ہو، جس سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔
۲۔ کپڑے تنگ و چست نہ ہوں، جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔
۳۔ بال یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔
۴۔ کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لیے تنہائی نہ ہوتی ہو۔
۵۔ اس کے یہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنۂ فتنہ نہ ہو۔

یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہوں تو حرج نہیں اور ان میں سے ایک بھی کم ہے تو (ملازمت) کرنا حرام ہے۔(۲)

سوال (۱۵) لپ اسٹک لگانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: لپ اسٹک زینت کا ایک سامان ہے، جیسے۔ اور زینت کے سامان کو استعمال کرنا جائز ہے، اسی طرح بوجۂ آلۂ زینت اس کا بھی استعمال جائز ہے۔ تاہم اس کی بناوٹ کے بارے میں سنا جاتا ہے کہ اس میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے، لہذا اس سے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔ اس لیے کہ اگر اس میں الکحل کی آمیزش ثابت ہو جائے تو اس کا استعمال جائز تو در کنار؛ بلکہ حرام و گناہ ہے۔ جیسا کہ

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲ ص:۷۵-۷۶، کتاب الصلاۃ/باب شروط الصلاۃ، مطلب: فی ستر العورۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۲۴۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

محقق مسائل جدیدہ، مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

''لپ اسٹک لگانا جائز ہے، سنا ہے کہ اس میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے۔ اس لیے بچنا بہتر ہے اور تحقیق سے یہ آمیزش ثابت ہو جائے تو اس کا استعمال حرام و گناہ ہے۔ جائز اور خلاف اولیٰ ہونے کی صورت میں بھی یہ فرض ہے کہ جنبی اور بے وضو عورت غسل اور وضو کے وقت اسے اچھی طرح چھڑا کر ہونٹ کو صاف کر لیں، ورنہ وضو ہوگا نہ غسل۔ کیوں کہ لپ اسٹک سے ہونٹ پر تہہ جم جاتی ہے جس کے باعث وہاں پانی نہیں پہنچے گا۔ تو وہ پاک بھی نہ ہوگا۔''(۱)

درمختار میں ہے:

''(ویجب) أی یفرض (غسل) کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرۃ کاذن۔۔۔ ولا یمنع الطہارۃ (ونیم) أی خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحتہ (وحناء) ولو جرمہ، بہ یفتی (ودرن ووسخ)۔۔۔ وکذا دھن و دسومۃ۔۔۔ (و) لا یمنع (ما علی ظفر صباغ و) لا (طعام بین اسنانہ) أو فی سنہ المجوف بہ یفتی وقیل ان صلبا منع، وھو الأصح''(۲)

سوال (۱۶) جدید ایجادات (موبائل، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ وغیرہ) میں قرآن کریم بھرنا اور اسے چھونا کیسا ہے؟ نیز ان آلات سے قرآن کریم ڈلیٹ کرنا اور جنب اور بے وضو شخص کے لیے کمپوزنگ کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اس تعلق سے الجامعۃ الاشرفیہ میں سیمینار ہو چکا ہے۔ اس کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص: ۱۴۴

(۲) الدر المختار، ج: ۱ ص: ۲۸۹-۲۸۵، کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت،

https://alislami.net

”موبائل، سی ڈی، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب لیٹ، آئی فون وغیرہ میں قرآن پاک کچھ خاص قسم کے نشانات وسوراخ کی شکل میں محفوظ ہوتا ہے اور وہی ان آلات سے سنا جاتا ہے یا اسکرین پر نظر آتا ہے تو وہ حقیقتاً قرآن ہی ہے؛ البتہ آلات کے جس حصے پر قرآن محفوظ ہوتا ہے، اس پر پلاسٹک کا غلاف ہوتا ہے۔ اس لیے اسے بے وضو چھونا جائز ہے۔ یوں ہی یہ نشانات جس وقت اسکرین پر نظم عربی کی شکل میں نمایاں ہوں، اس کے بالائی شیشے پر بلا وضو ہاتھ رکھنا جائز ہے؛ کیوں کہ یہ شیشہ نظم عربی اور اسے نمایاں کرنے والے شیشے کے اوپر غلاف کی طرح ہوتا ہے۔ کیوں کہ اوپر والا شیشہ اصل اسکرین سے جدا ہوتا ہے اور مواد ظاہر کرنے میں اس کا کوئی دخل بھی نہیں ہوتا، لہذا یہ غلاف کے مانند ہے اور غلاف یا جزدان کے ساتھ قرآن عظیم کا چھونا جائز ہے۔ ہاں! رعایت غلاف کے لیے مندوب یہ ہے کہ اسے بھی بے وضو نہ چھوئے۔ اور اس میں فلمی گانے اور تصاویر وغیرہ کے ساتھ قرآن پاک لوڈ کرنا بے ادبی ہے۔ اس لیے اس سے بچیں اور جائز مقصد کے لیے میموری میں محفوظ قرآن کو ڈلیٹ (Delete) کرنا جائز ہے۔ اور جنب اور بے وضو کو کمپوزنگ کرنا بھی جائز ہے۔“(۱)

اس کی تائید ان جزئیات سے ہوتی ہے:

”لا یجوز للجنب المحدث مس المصحف (الا بغلافه المنفصل) أی کالجراب والخریطة دون المتصل کالجلد المشرز وهو الصحیح، وعلیه الفتویٰ، لأن الجلد تبع له“(۲)

ہندیہ میں ہے:

”ولو محا لوحاً کتب فیه القرآن واستعمله فی أمر الدنیا یجوز“(۳)

---

(۱) ملخصاً از ماہ نامہ اشرفیہ، مارچ، ۲۰۱۴ء ص: ۵۱۔۵۲

(۲) رد المحتار، ج: ۱ ص: ۴۲۲، کتاب الطهارة، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۳) الهندیة، ج: ۵ ص: ۳۹۸، کتاب الکراهیة/ باب آداب المسجد والقبلة ۔۔۔ الخ، دار الکتب العلمیة، بیروت،

https://alislami.net

جوہرہ نیرہ میں ہے:

”وھل یجوز للجنب کتابۃ القرآن قال فی منیۃ المصلی: لا یجوز وفی الخجندی: یکرہ للجنب والحائض کتابۃ القرآن اذا کان مباشر اللوح و البیاض ، وان وضعھما علی الأرض ،وکتبہ من غیر أن یضع یدہ علی المکتوب، لا بأس بہ“(۱)

سوال (۱۷) دوسروں کے نابالغ بچوں کے ذریعے کنویں، ہینڈ پائپ ، سرکاری نل سے پانی بھروا کر پینا یا وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دوسروں کے نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر پینا یا وضو کرنا یا دوسری طرح استعمال کرنا ناجائز ہے کہ اس پانی کے وہ بچے مالک ہوجاتے ہیں اور وہ ہبہ نہیں کر سکتے تو دوسرے کو اس کا استعمال کیوں کر جائز ہوگا؟(۲)

درمختار میں ہے:

”لا تصح ھبۃ صغیر “(۳) یعنی بچے کا ہبہ کرنا صحیح نہیں۔

سوال (۱۸) بیوی کا پستان منہ میں لے کر جماع کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جائز ہے۔ بلکہ اگر نیت محمود ہو تو امید اجر ہے۔ اصل یہ ہے کہ شرع مطہر کو جس طرح اپنی حرام فرمائی ہوئی چیز یعنی زنا کے دواعی، مبغوض ہیں، ویسے ہی اپنی حلال کی ہوئی چیز یعنی جماع زوجہ کے دواعی محبوب ہیں۔ ہاں! اگر عورت شیر دار ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہیے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے۔ اور اگر منہ میں آجائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ نہیں کہ شیر زن حرام ہے، نجس نہیں۔(۴)

سوال (۱۹) شادیوں اور شب براءت پر آتش بازی اور پٹاخے چھوڑنا کیسا ہے؟

---

(۱) الجوھرۃ النیرۃ، ج: ۱ ص: ۸۹، کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۱۴ میں، ص: ۸۱ پر ہے۔ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) الدر المختار، ج: ۸ ص: ۴۸۹، کتاب الھبۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۴) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ ، ج: ۲۳ ص: ۳۷۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب براءت میں رائج ہے، بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں تضییع مال ہے۔(۱)

قرآن مجید میں رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْراً ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ ط وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْراً"(۲)

لیکن شادیوں میں اعلان کے لیے بندوق چھوڑنے کی اجازت ہے۔(۳)

سوال (۲۰) انگریزی بال مثلاً۔ گجنی یا دیگر فلمی بال رکھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: انگریزی بال رکھنا مکروہ وخلاف سنت ووضع فساق ہے، ممنوع ہے۔(۴) اس سے معلوم ہوا کہ کپڑوں میں وضع فساق سے بچنا چاہیے۔ فلمی بال بھی اسی کے حکم میں ہے۔

سوال (۲۱) بتوں کے چڑھاوے کی مٹھائی مسلمانوں کو لینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بتوں کے چڑھاوے کی مٹھائی، پرشاد مسلمانوں کو نہ لینا چاہیے کہ کافر اسے صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں، وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذ اللہ جو چیز انھوں نے تعظیم بت کے لیے بانٹی اس کا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے۔(۵)

سوال (۲۲) سونے، چاندی کے دانت لگوانا یا ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے، چاندی کے تار سے بندھوانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: امام اعظم کے نزدیک چاندی کا دانت لگوانا جائز ہے، سونے کا ناجائز ہے۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۳ ص: ۲۸۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) القرآن الکریم، ۲۶/۱۷-۲۷
(۳) جیسا کہ فتاویٰ رضویہ ج: ۲۳ میں ص: ۲۹۰، پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۴) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج: ۲۳ میں ص ۱۰۱ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۵) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۰ ص: ۲۶۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

شامی میں ہے:

"اذا سقط سنه فأراد أن يتخذ سنا أخر فعند الامام يتخذ ذلک من الفضة فقط وعند محمد من الذهب ايضاً"(۱)

اور ہلتے ہوئے دانتوں کو سونے، چاندی کے تار سے بندھوانا جائز ہے۔

ہندیہ میں ہے:

"ذكره الحاكم في المنتقى لو تحركت سن رجل وخاف سقوطها فشدها بالذهب أو بالفضة لم يكن به بأس عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ"(۲)

سوال (۲۳) انڈا خریدا گیا اور وہ توڑنے پر خراب نکلا تو انڈا بیچنے والے پر اس کی قیمت واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: انڈا خراب نکلا تو بیچنے والے پر اس کی قیمت لوٹانا ضروری ہے، ورنہ گنہگار رہوگا۔

درمختار میں ہے:

"(شرى نحو بيض وبطيخ فكسره فوجده فاسداً ينتفع به فله نقصانه وان لم ينتفع به اصلاً فله كل الثمن) لبطلان البيع"(۳)

سوال (۲۴) حرام مغز گوشت کے ساتھ پک جائے تو اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: حرام مغز قصداً گوشت وغیرہ میں ڈال کر نہیں پکانا چاہیے؛ کیوں کہ لوگ غفلت میں اسے کھا جائیں گے، اور اس کا کھانا ناجائز ہے؛ لیکن اگر غلطی سے حرام مغز گوشت کے ساتھ پک گیا تو اس گوشت کا کھانا حلال ہے، کیوں کہ حرام مغز کا کھانا ناجائز ہے؛ لیکن وہ نجس نہیں۔ لہذا گوشت اور

---

(۱) رد المحتار، ج: ۹ ص: ۵۲۱، کتاب الحظر والاباحة، دار الكتب العلمية، بيرات، لبنان

(۲) الهندية، ج: ۵ ص: ۴۱۴، كتاب الكراهية/باب الكراهة في الأكل، دار الكتب العلمية،

(۳) الدر المختار، ج: ۷ ص: ۱۹۶، كتاب البيوع/باب خيار العيب، دار الكتب العلمية،

https://alislami.net

سالن کا کھانا بلاشبہہ حلال ہے۔(۱)

لیکن اگر مل جائے تو اس کو علاحدہ کر دینا چاہیے۔

سوال (۲۵) زگاٹ میں انسان یا جانور کی صورت بنے تو کپڑا بننے والا گنہگار ہوگا یا زگاٹ بنانے والا؟

الجواب بعون الملک الوهاب: جاندار کی تصویر بنانا ناجائز وگناہ ہے اور تصویر بنانے والے کے متعلق حدیث میں یہاں تک کہا گیا کہ قیامت میں سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"ان أشد الناس عذاباً عند اللہ یوم القیامۃ المصورون"(۲)

اور مسئلہ ھذا میں جاندار کی تصویر کا ظہور زگاٹ بنانے والے اور کپڑا بننے والے دونوں کی صنعت سے ہوا، لہذا دونوں گنہگار ہوں گے۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا واجب ولازم ہے۔

سوال (۲۶) تلاوت قرآن مجید کے دوران اذان ہونے لگے تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: تلاوت قرآن مجید کے دوران اذان ہونے لگے تو تلاوت کرنے والا تلاوت موقوف کر دے۔ اذان ختم ہونے پر اذان کے بعد کی دعا پڑھ کر پھر تلاوت شروع کرے۔

ہندیہ میں ہے:

"ولو کان فی القراءۃ ینبغی أن یقطع، ویشتغل بالاستماع والاجابۃ"(۳)

سوال (۲۷) عورت کا اپنے بالوں کو گھنگھریالے بنانے اور کلر کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: عورتوں کو اپنے بالوں کو گھنگھریالے

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲ میں، ص:۶۷۲ پر ہے۔

(۲) صحیح البخاری، ص:۱۴۹۵ کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، دار ابن کثیر، بیروت

(۳) الهندیۃ، ج:۱ ص:۶۴، کتاب الصلاۃ/باب شروط الصلاۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

https://alislami.net

نہیں بنانا چاہیے؛ کیوں کہ یہ طریقہ مردوں کا ہے اور مردوں کو عورتوں سے مشابہت اور عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

رہ گیا کلر کا مسئلہ تو اس کا حکم یہ ہے کہ سفید بالوں کو کالا کرنا حرام ہے اور کالے کے سوا کسی اور کلر میں رنگنے کی اجازت ہے۔اس شرط کے ساتھ کہ بالوں پر تہہ نہ جمے۔ تہہ جمنے پر اس کا چھڑانا فرض ہے، ورنہ عورت غسل سے پاک ہو ہی نہیں سکتی۔(۱)

اشرف الوسائل میں ہے:

"استحباب خضاب الشیب للرجل و المرأة بصفرة أو حمرة ویحرم خضابه بالسواد علی الأصح"(۲)

سوال (۲۸) نئے سال کی مبارک باد دینا اور (happy new year) کہنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: اس تعلق سے محقق عصر مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

"نئے سال کی مبارک باد دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ سال آپ کے لیے مبارک رہے، خیر سے گزرے۔ یہ جائز ہے کہ دعائے خیر ہے۔ ہاں! اگر کوئی انگریزوں کے بنائے ہوئے ماہ وسال کی تعظیم کے لیے کہے تو مکروہ ہے، مگر عام طور پر مسلمان یہ نیت نہیں رکھتے؛ بلکہ ان کا مقصد دعاے خیر ہوتا ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔"(۳)

لیکن مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی نئے سال پر مبارک باد دیں۔

---

(۱) ایسا ہی سراج الفقہا کی دینی مجالس میں، ص:۱۳۷۔۱۳۸ پر ہے۔

(۲) أشرف الوسائل الی فهم الشمائل ومعه جواہر الدرر فی مناقب ابن حجر، ص: ۱۱۱، دار الکتب العلمیة، لبنان

(۳) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص: ۱۴۴

https://alislami.net

سوال (۲۹) عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر یعنی ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالنا اور سرکار ابد قرار کی ولادت کا جشن منانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکالنا اور سرکار علیہ السلام کا جشن منانا بلاشبہہ جائز ہے۔ کیوں کہ ناجائز و حرام کہنے کے لیے دلیل شرعی ہونی چاہیے۔ مانعین کے پاس اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں۔ اور یہ کہنا کہ صحابہ کرام نے کبھی اس طریقے سے جلوس نہ نکالا، مخالفت کی دلیل نہیں بن سکتی؛ کیوں کہ کسی جائز امر کو کسی کا نہ کرنا، اس کو ناجائز نہیں کرسکتا ہے۔

اب ہم جلوس کے افعال پر نظر کرتے ہیں۔ جلوس میں نعت شریف پڑھی جاتی ہے، نعرۂ تکبیر نعرۂ رسالت کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں، جھنڈا لے کر لوگ چلتے ہیں، اس کے جواز میں کوئی شبہہ نہیں۔ کیوں کہ یہ ساری چیزیں الگ الگ جائز ہیں تو ایک ساتھ کیوں ناجائز ہوں گی؟

(جھنڈے کے ساتھ صحابہ کا جلوس)

جب ہجرت مدینہ کے موقع پر حضور علیہ السلام مدینہ کے قریب پہنچے اور بریدہ اسلمی آپ کو گرفتار کرنے کی غرض سے ستر افراد کے ساتھ نکلے تھے، جب رخ زیبا کو دیکھا تو اپنے ستر ساتھیوں کے ساتھ اسلام سے وابستہ ہو گئے، اور عرض کیا کہ حضور! مدینہ شریف میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اپنے عمامے کو نیزے پر ڈال کر جھنڈا بنایا اور حضور کے آگے آگے جھنڈا لے کر روانہ ہوئے۔

وفاء الوفا میں ہے:

"وقد روی ابن جوزی فی شرف المصطفیٰ من طریق البیهقی موصولاً الی بریدة قال: کان النبی ﷺ لا یتطیر، و کان یتفاءل، و کانت قریش جعلت مائة من الابل لمن یاخذ نبی الله ﷺ فیرده الیهم حین توجه الی المدینة، فرکب بریدة فی سبعین راکباً من اهل بیته من بنی سهم، فلقی

https://alislami.net

نبی اللہ ﷺ، فقال النبی ﷺ: من أنت؟ قال: أنا بریدۃ۔۔۔۔فقال بریدۃ للنبی ﷺ: من أنت؟ قال: أنا محمد بن عبد اللہ، رسول اللہ، فقال بریدۃ: أشھد أن لا الہ الا اللہ، و أشھد أن محمداً عبدہ و رسولہ، فأسلم بریدۃ و أسلم من کان معہ جمیعاً، فلما أصبح قال بریدۃ للنبی ﷺ: لا تدخل المدینۃ الا و معک لواء، فحل عمامتہ ثم شدھا فی رمح ثم مشی بین یدیہ ﷺ ۔۔۔الخ (۱)

۱۲/ربیع الاول کو جلوس نکالنا دراصل نبی کریم ﷺ کی ولادت کا جشن منانا ہے۔ اور ہمارے ملک کا ایک ثقافتی طریقہ ہے کہ جب ہمارے ملک میں کوئی الیکشن جیتتا ہے تو ہم جلوس اور ریلی نکالتے ہیں۔ ہمارے یہاں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا خوشی منانے کے لیے قرآن و حدیث سے دلیل تلاش کرتے ہیں؟ بالکل نہیں۔

تو پھر سرکار علیہ السلام کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے دلیل طلب کرنا کون سی سمجھداری ہے؟ اللہ تعالی ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرمائے۔

مانعین تو جلوس کو ناجائز وحرام کہتے ہیں؛ لیکن ان کے باپ دادا نے خود جلوس نکالا ہے۔ دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری نے عید میلاد النبی پر جلوس نکالا۔ (روزنامہ آزاد، لاہور ۲۶/ستمبر ۱۹۵۷ء) ہفت روزہ رسالہ ''لولاک'' کے ایڈیٹر مولوی تاج محمود ۹/جنوری ۱۹۸۲ء کے شمارہ میں لکھتا ہے:

> ''ربوہ میں بھی عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں جلوس نکالا گیا، جس کی قیادت مولوی اللہ دسایا دیوبندی، مولوی اللہ بخش دیوبندی، مولوی احمد چار یاری امام مسجد محمدیہ اور قاری شبیر احمد نے کی۔''

لہذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ جلوس محمدی ﷺ بموقع عید میلاد

(۱) وفاء الوفا، ج: ۱ ص: ۲۴۳

النبی ﷺ نکالنا جائز ہے۔اور یہ جلوس مخالفین کے باپ دادا بھی نکالتے تھے، باوجود اس کے وہ اسے تسلیم کرنے سے گریز کررہے ہیں۔ پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ انھیں سمجھ عطا فرمائے اور ہدایت کی توفیق دے۔

سوال (۳۰) ٹیلی ویژن، موبائل یا سینیما حال میں پکچر دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ٹیلی ویژن، موبائل یا سینیما ہال میں پکچر (فحش تصویریں) دیکھنا ناجائز وحرام ہے اور اسے دیکھنے والا فاسق ہے۔لہذا ایسے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے۔

درمختار میں ہے:

"کل صلاۃ أدیت مع کراھۃ التحریم تجب إعادتھا"(۱)

---

(۱) الدر المختار، ج:۲ ص:۱۴۷، ۱۴۸، کتاب الصلاۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

https://alislami.net

(۵۵)

باب الأكل والشرب

(کھانے، پینے کا بیان)

سوال (۱) جھینگا کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جھینگا کھانا اگرچہ جائز ہے۔ مگر بچنا بہتر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''جھینگے کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ مچھلی ہے یا نہیں۔ تو جن کے خیال میں جھینگا مچھلی کی قسم سے نہیں، ان کے نزدیک حرام ہے۔ اور جن کے نزدیک مچھلی ہے حرام نہیں۔ بہر حال ایسے شبہہ اور اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی چاہیے۔ (۱)

بہار شریعت میں ہے:

''جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں۔ اسی بنا پر اس کی حلت و حرمت میں بھی اختلاف ہے۔ بظاہر اس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی؛ بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اس سے بچنا ہی چاہیے۔ (۲)

سوال (۲) مردہ مچھلی کا کھانا کیوں جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مردہ مچھلی کا کھانا اس حدیث کی وجہ سے جائز ہے کہ آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے دو مردار جانور اور دو خون حلال کیے گئے۔ مردار جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔

بیہقی شریف میں ہے:

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۰ ص:۳۳۶۔۳۳۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) بہار شریعت، حصہ:۱۵ ص:۳۲۵ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

https://alislami.net

"ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال :أحلت لنا ميتتان ودمان فأما الميتتان فالجراد والحوت وأما الدمان فالطحال والكبد"(۱)

سوال (۳) پان یا تمبا کو کھانا سنت ہے یا جائز؟

الجواب بعون الملک الوهاب: پان یا تمبا کو کھانا جائز ہے، سنت نہیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''پان کھانا نہ سنت ہے، نہ مستحب، صرف مباح ہے، ہاں! بعض عوارض خارجیہ کے باعث مستحب ہوسکتا ہے، جیسے۔ نہ کھانے میں میزبان کی دل شکنی ہو یا بوسہ زوجہ کے لیے منہ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے۔ اور اتنا تمبا کو بھی کھانا جائز ہے کہ حواس پر اثر نہ آئے۔''(۲)

اسی میں ہے:

''پان بلا شبہہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فرید الدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ الدین علیہما الرضوان سے مسلمانوں میں بلانکیر رائج ہے۔''(۳)

سوال (۴) گٹکھا کھانا اوراس کا بیچنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: حد اعتدال میں گٹکھا کھانا اور اس کا بیچنا شرعاً ممنوع نہیں۔ (۴)

سوال (۵) جس کے یہاں حلال وحرام دونوں کمائی ہوتو اس کے یہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟

---

(۱) سنن البیہقی، ج: ۱ ص: ۲۵۴، کتاب الطهارة، مجلس دائرة المعارف، حیدرآباد،
(۲) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۴ ص: ۵۵۸-۵۵۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۴ ص: ۵۵۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۴) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت میں، ج: ۲ ص: ۳۱۶ پر ہے۔

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی کی حلال وحرام دونوں طرح کی کمائی ہوتو اس کے وہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں، جب تک کسی خاص روپیہ کی نسبت معلوم نہ ہو کہ یہ وجہ حرام سے ہے۔ ہاں! بنظر مصالح شرعیہ اس کی زجر وتوبیخ اور نگاہ مسلمانان میں اس کے فعل کی تقبیح کے لیے اس کی دعوت سے احتراز خصوصاً مقتدیٰ، عالم کو انسب واولیٰ ہے۔ (۱)

ہندیہ میں ہے:

"بہ ناخذ مالم نعرف شیئاً حراماً بعینہ" (۲)

سوال (۶) جس کا ذریعۂ معاش صرف مال حرام ہے اس کے یہاں کھانا کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جس کا ذریعۂ معاش صرف مال حرام ہے۔ اس کے یہاں کھانے سے بچنا ہی اولیٰ ہے۔ تحرزاً عن الخلاف مگر کوئی کھانا حرام نہیں، جب تک تحقیق نہ ہو کہ خاص یہ کھانا وجہ حرام سے ہے۔ ہاں! ایسے فاسقوں سے خلط ملط مناسب نہیں، خصوصاً ذی علم کو۔ (۳)

سوال (۷) سگریٹ نوشی کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس سے منہ خراب ہوجاتا ہے اور اس کی وجہ سے منہ سے ایک خاص قسم کی بدبو پیدا ہوتی ہے، یہ اپنے پیسوں کو برباد کرنا اور آگ سے جلانا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے منہ کو بدبودار بھی کرنا ہے۔ اگر منہ میں بدبو ہے اور اس طرح مسجد میں جائیں تو اغل بغل والے نمازیوں کو اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی۔ لہٰذا جو لوگ سگریٹ پیتے ہیں وہ اولاً اس سے باز آئیں اور اگر کسی وجہ سے باز نہیں آسکتے تو انھیں چاہیے کہ نماز سے ۳۰۔۴۰ پہلے پی کر خوب اچھی طرح مسواک وغیرہ کر کے منہ صاف کرلیں تاکہ بدبو اچھی طرح ختم ہوجائے اور اس کی

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱ ص:۶۳۳، ۶۳۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الھندیۃ، ج:۵ ص:۴۲۱، کتاب الکراہیۃ/باب الھدایۃ والضیافات، دار الکتب العلمیۃ

(۳) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱ ص:۶۳۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

وجہ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ (۱)

سوال (۸) بھنگ اور افیون کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بھنگ اور افیون اتنی استعمال کرنا کہ عقل فاسد ہو جائے، ناجائز ہے۔ہاں! دوا کے لیے اتنی استعمال کرنا کہ استعمال کرنے والے کو پتا بھی نہیں چلتا کہ افیون کھائی ہے۔اس میں حرج نہیں۔ (۲)

ردالمحتار میں ہے:

"أکل قلیل السقمونیا والبنج مباح للتداوی ومازاد علی ذالک اذا کان یقتل أو یذھب العقل حرام" (۳)

سوال (۹) انگریزوں کے ملک سے بند ڈبوں میں آنے والے دودھ اور مکھن کے بارے میں بعض لوگ اچھا کہتے ہیں اور بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اور نجس کی آمیزش کا شبہہ بتاتے ہیں تو ایسی اشیا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اشیا میں اصل طہارت وحلت ہے۔ لہذا جب تک متحقق نہ ہو کہ ان میں کوئی ناپاک یا حرام چیز کی آمیزش ہے تو محض شبہہ کی بنا پر اسے ناجائز وحرام نہیں کہہ سکتے۔لیکن اگر کچھ شبہہ والی خبر سنیں تو ان کے استعمال سے بچنا بہتر ہے، مگر ناجائز وممنوع نہیں کہہ سکتے ہیں۔

ردالمحتار میں ہے:

"لایحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا" (۴)

اسی میں ہے:

"فی التاتارخانیة: من شک فی انائہ أو ثوبہ أو بدنہ اصابتہ نجاسة أو

---

(۱) سراج الفقہا کی دینی مجالس، ص:۱۴۹

(۲) ملخصاً از بہار شریعت، حصہ:۱۷ص:۶۷۳ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) رد المحتار، ج:۱۰ ص:۴۰، کتاب الأشربة، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۴) رد المحتار، ج ۱ ص:۵۳۸، کتاب الطھارة/باب الأنجاس، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

لا، فهو طاهر مالم یستیقن، وکذا الآبار والحیاض والحباب الموضوعة فی الطرقات ویستقی منها الصغار والکبار والمسلمون والکفار ؛ وکذاما یتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمین، کالسمن والخبز والأطعمة والثیاب"(۱)

سوال(۱۰) ٹوتھ برش مسواک کے قائم مقام ہوگا یا نہیں؟ نیز مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی یا کپڑے کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: دونوں کے فائدے پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ دونوں سے ایک ہی کام ہوگا، یعنی منہ اور دانتوں کی صفائی کرنا؛ لیکن مسواک سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ لہذا اس میں ایک فائدہ اور ہے یعنی اتباع سنت نبوی، لہذا مسواک کو استعمال کرنے میں ثواب بھی ملے گا، جب کہ ٹوتھ برش میں ایسا نہیں ہے۔

فقہ السنۃ میں ہے:

"وان کانت السنة تحصل بکل ما یزیل صفرة الأسنان وینظف الفم کالفرشاة ونحوها ۔۔۔وعن عائشة رضی اللہ عنها ان رسول اللہ ﷺ قال : السواک مطهرة للفم، مرضاة للرب۔ رواه احمد والنسائی والترمذی"(۲)

رہا ٹوتھ برش کے مسواک کے قائم مقام ہونے کا مسئلہ۔ تو یہ حکم اس وقت ہے جب مسواک نہ ہو تو ٹوتھ برش، سیدھے ہاتھ کی انگلیاں یا کوئی کھردرا کپڑا جس سے دانت اور منہ کی صفائی ہوجاتی ہے، مسواک کے قائم مقام ہوجائے گا اور اس وقت اس پر ثواب بھی ملے گا۔ لیکن اگر مسواک موجود ہو تو یہ چیزیں اس کے قائم مقام نہ ہوں گی۔

ہندیہ میں ہے:

"ولا یقوم الاصبع مقام الخشبة فان لم توجد الخشبة فحینئذٍ یقوم

---

(۱) رد المحتار، ج ۱ ص: ۵۳۸، کتاب الطہارۃ/باب الأنجاس، دار الکتب العلمیۃ، بیروت
(۲) فقہ السنۃ، ج: ۱ ص: ۳۱، دار مصر للطباعۃ

الاصبع من یمینه مقام الخشبة کذا فی المحیط و الذخیرة"(۱)

سوال (۱۱) ہیجڑے کے یہاں دعوت کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ہیجڑے کے یہاں دعوت کھانے کو نہ جایا جائے۔(۲)

سوال (۱۲) حقہ، چرٹ اور بیڑی پینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''چرٹ بوجہ نصاریٰ مکروہ ہے اور بیڑی میں حرج نہیں۔ اور حقہ جیسا عام طور پر رائج ہے مباح اور ترک اولیٰ''(۳)

سوال (۱۳) خرگوش کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: خرگوش کا گوشت کھانا حلال ہے، کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے خود تناول فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیا۔

چنانچہ فتح الباری میں ہے:

''أن النبی ﷺ أکل من الأرنب حین أهدیٰ الیه مشویاً و أمر أصحابه بالأکل منه''(۴)

سوال (۱۴) کھڑے ہو کر کھانا پینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کھڑے ہو کر کھانا پینا خلاف سنت اور مکروہ ہے، لہذا کھڑے ہو کر نہ کھایا پیا جائے؛ بلکہ دستر خان بچھا کر، اس پر کھانا رکھ کر کھایا جائے۔ لیکن اگر مجبوری ہو یا بیٹھنے کی جگہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر کھانے پینے کی گنجائش ہے۔

---

(۱) الهندیة، ج: ۱ ص: ۹، کتاب الطهارة، باب الوضو، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۱ ص: ۶۶۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۴ ص: ۵۵۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) فتح الباری، ج: ۱۲ ص: ۵۲۱، کتاب الذبائح و الصید، دار طیبة للنشر و التوزیع، الریاض

https://alislami.net

حدیث شریف میں ہے:

"قال رسول الله ﷺ لا یشربن أحد منکم قائماً فمن نسی منکم فلیستقئ۔ (۱)

یعنی تم میں سے کوئی بھی کھڑے ہوکر پانی نہ پیے، جو بھول سے کھڑے ہوکر پی لے تواس کو قے کردینا چاہیے۔

لیکن وضو کا پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے۔اسی طرح آب زمزم بھی کھڑے ہوکر پینا سنت ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ کھڑے ہوکر جب پانی پیا جاتا ہے، وہ فوراً تمام اعضا کی طرف سرایت کرجاتا ہے اور یہ مضر ہے؛ مگر یہ دونوں (آب زمزم اور وضو کا پانی) برکت والے ہیں اوران سے مقصود ہی تبرک ہے، لہذا ان کا تمام اعضا میں پہنچ جانا فائدہ مند ہے۔ (۲)

مسلم شریف میں ہے:

"عن النبی ﷺ أن یشرب الرجل قائماً۔قال قتادة: فقلنا: فالأکل؟ فقال: ذاک أشر و أخبث" (۳)

یعنی رسول اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہوکر پانی پیے، قتادہ کہتے ہیں کہ ہم نے دریافت کیا کہ کھڑے ہوکر کھانے کا کیا حکم ہے؟ تو فرمایا کہ وہ تو اور زیادہ برا ہے۔

سوال (۱۵) حلال جانور کی بٹ کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: بٹ اوجھ کے اوپر کا موٹا موٹا گوشت ہے۔بٹ اور نجاست کے درمیان ایک جھلی ہوتی ہے جو اثر نجاست کو بٹ تک نہیں پہنچنے دیتی، لہذا بٹ کا کھانا جائز ہے۔نوری کرن ۱۹۷۱ء میں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تصدیق کے ساتھ کھانے کے جواز کا فتویٰ موجود ہے۔

---

(۱) الصحیح لمسلم، رقم الحدیث: ۲۰۲۶، کتاب الأشربة، باب کراهیة الشرب قائماً

(۲) ایسا ہی بہار شریعت، حصہ: ۱۶ میں ص: ۳۸۴ پر ہے۔(مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۳) الصحیح لمسلم، رقم الحدیث: ۲۰۲۴، کتاب الأشربة، باب کراهیة الشرب قائما

https://alislami.net

(۵۶)

باب النظر والمس

(دیکھنے اور چھونے کا بیان)

سوال (۱) نامحرم کو چوڑی پہنانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نامحرم کو چوڑی پہنانا حرام ہے۔جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''حرام حرام حرام ہے۔ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے۔اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے۔جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں، دیوث ہیں۔(۱)

شرح بلوغ المرام میں ہے:

''عن النبی ﷺ قال: کتب علی ابن آدم نصیبه من الزنا مدرک ذلک لا محالة ،فالعینان زناهما النظر والأذنان زناهما الاستماع ، واللسان زناه الکلام والید زناها البطش۔۔۔۔۔الخ''(۲)

سوال (۲) عورتوں کا بھی نامحرم کو دیکھنا حرام ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس تعلق سے مرد وعورت دونوں کا حکم ایک ہے۔لہذا ہر ایک کا دوسرے کی عورت (یعنی مقام ستر) کو دیکھنا قطعی حرام ہے۔یوں ہی غیر جائے ستر کو دیکھنا بھی حرام ہے، جب کہ شہوت سے امن نہ ہو اور اگر شہوت کا خطرہ نہ ہو تو پھر فتنہ کی وجہ سے ممانعت ہے اور یہ بوجہ فساد زمانہ ہے۔(۳)

بلوغ الامانی میں ہے:

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۲۴۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فقه الاسلام شرح بلوغ المرام ج:۸ ص:۲۶۷، مطابع الرشید، بالمدینة المنورة

(۳) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ میں، ص۲۰۱ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

https://alislami.net

”وأما نظر الرجل الی المرأۃ الأجنبیۃ فحرام فی کل شیئ من بدنها وکذالک یحرم علیها النظر الی کل شیئ من بدنه سواء کان نظره ونظرها بشهوۃ أم بغیرها“(۱)

سوال (۳) وہ کون اشخاص ہیں جن سے نکاح حرام اور وہ کون اشخاص ہیں جن سے پردہ کرنا درست نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

”پردہ صرف ان سے نادرست ہے جو بہ سبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں ان سے نکاح ناممکن ہو۔ جیسے۔ باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا، ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے، اگرچہ فی الحال ناجائز ہو، جیسے بہنوئی جب تک بہن زندہ ہے یا چاچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے بیٹے یا جیٹھ، دیور ان سے پردہ واجب ہے۔ اور جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے، کبھی حلال نہیں ہوسکتا، مگر وجۂ حرمت علاقۂ نسب نہیں؛ بلکہ علاقۂ رضاعت ہے۔ جیسے دودھ کے رشتے سے باپ، دادا، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجہ، چچا، ماموں، بیٹا، پوتا، نواسا۔ یا علاقۂ صہر ہو، جیسے خسر، ساس، داماد، بہو ان سب سے نہ پردہ واجب نہ نادرست ہے۔ کرنا نہ کرنا دونوں جائز اور بحالت جوانی یا احتمال فتنہ، پردہ کرنا

(۱) بلوغ الأمانی من اسرار الفتح الربانی، لترتیب مسند الامام أحمد بن حنبل الشیبانی، ج:۳ص:۹۱، کلام الامام النووی فی أحکام العورۃ، دار احیاء التراث العربی،

https://alislami.net

ہی مناسب۔ خصوصاً دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال
میں اس کی ہیبت بہت کم ہوتی ہے۔"(۱)

سوال (۴) شادی سے قبل دولھا، دولھن کو اقارب و برادری کی عورتیں آ کر ابٹن ملتی ہیں، اس کے بعد سب کو گڑ تقسیم کیا جاتا ہے تو اس کے متعلق حکم شرع کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"ابٹن ملنا جائز ہے۔ اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف
نہیں۔ اور دولھا کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس
کے بدن میں ابٹن ملنا بھی گناہ اور ممنوع نہیں۔ ہاں! بالغ
کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو
ماں بھی نہیں لگا سکتی۔ یہ حرام اور سخت حرام ہے۔"(۲)

سوال (۵) غیر محرم پیر سے پردہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: پیر سے پردہ واجب ہے۔ جب نا محرم ہو۔(۳)

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲ص: ۲۳۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲، ص: ۲۴۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲، ص: ۲۵۰، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۵۷)

باب السلام

(سلام کا بیان)

سوال (۱) اگر کوئی کھانا یا بسکٹ کھا رہا ہے یا چائے پی رہا ہے تو اسے سلام کرنا کیسا ہے؟ کیا اس پر جواب دینا واجب ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کوئی کھانا یا بسکٹ کھا رہا ہے اور اس کے منہ میں لقمہ بھی ہے تو اسے سلام نہ کیا جائے۔ اور اگر اسے سلام کیا گیا تو اسے اختیار ہے، چاہے اسی وقت جواب دے یا بعد میں دے۔ جیسا کہ بہار شریعت میں ہے:

''لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے۔ ہاں! اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کر لیں گے تو سلام کرے۔ یہ اس وقت ہے کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت وہ جواب دینے سے عاجز ہے۔ اور ابھی کھانے کے لیے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں۔ (۱)

لہذا جب کوئی چائے پی رہا ہے تو اسے سلام کرنے میں حرج نہیں کیوں کہ وہ جواب دینے سے عاجز نہیں۔

درمختار میں ہے:

''یکرہ علی عاجز عن الرد حقیقۃ لآکل ---ولو سلم یستحق الجواب، وفی الشافی (کآکل) ظاھرہ أن ذلک مخصوص بحال وضع اللقمۃ فی الفم والمضغ، وأما قبل وبعد فلا یکرہ لعدم العجز''(۲)

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۶ ص:۴۶۱ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الدر المختار، مع رد المحتار ج:۹ ص:۵۹۵، کتاب الحظر والاباحۃ/باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

https://alislami.net

سوال (۲) غیر مسلموں کو کس طرح سلام کریں اور وہ کریں تو کس طرح جواب دیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان اسی طرح کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''کافر کو بے ضرورت ابتدا بہ سلام ناجائز ہے'' **نص علیہ فی الحدیث و الفقه** ''اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی انھیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً۔ یہی کافی کہ لالہ صاحب، بابو صاحب، منشی صاحب، یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیر ذلک، کافر اگر بے لفظ سلام، سلام کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں۔ اور بلفظ سلام ابتدا کرے تو علما فرماتے ہیں، جواب میں ''وعلیک'' ہے مگر یہ لفظ یہاں مخصوص باہل اسلام ٹھرا ہوا ہے۔ اور وہ کافر بھی اسے جواب سلام نہ سمجھے گا، بلکہ اپنے ساتھ استہزا خیال کرے گا تو جس لفظ سے مناسب جانے جواب دے لے اگرچہ سلام کے جواب میں سلام ہی کہہ کر۔''(۱)

سوال (۳) معانقہ سب سے پہلے کس نے کیا؟ اور اس کا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ و شہوت نہ ہو، بلا شبہہ مشروع ہے۔ اس کے جواز پر تمام ائمۂ مجتہدین کا اجماع ہے۔ اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے معانقہ کیا۔ (۲)

درمختار میں ہے:

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲ ص: ۳۱۶، ۳۱۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج: ۲۲ میں ص: ۲۵۱ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

https://alislami.net

"(وکرہ) تحریماً (تقبیل الرجل ومعانقتہ فی ازار واحد) وقال ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ: لا بأس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد (ولو کان علیہ قمیص أو جبۃ جاز) بلا کراھۃ بالاجماع"(۱)

العلل المتناہیہ میں ہے:

"قالت سالت رسول اللہ ﷺ عن المعانقۃ فقال تحیۃ الأمم وخالص ودھم وان أول من عانق خلیل اللہ ابراھیم"(۲)

سوال (۴) مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے یا ایک ہاتھ سے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ و الرضوان تحریر فرماتے ہیں:

> "اکابر علما عامہ کتب مثل خزانۃ الفتاویٰ وفتاویٰ عالم گیریہ وفتاویٰ زاہدی ودرمختار و منتقی شرح ملتقی ومنیۃ الفقہا وشرح نقایۃ ورسالہ علامہ شرنبلالی ومجمع الانہر شرح ملتقی الابہر و فتح اللہ المعین للعلامۃ السید الی المسعود الازہری وحاشیہ طحطاوی وحاشیہ شامی وغیرہا میں تصریح فرماتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے سنت ہے۔"(۳)

فتاویٰ عالمگیری (ہندیہ) میں ہے:

"تجوز المصافحۃ والسنۃ فیھا أن یضع یدیہ علی یدیہ من غیر حائل من ثوب أو غیرہ کذا فی خزانۃ الفتاویٰ"(۴)

---

(۱) الدر المختار، ج:۹ ص:۵۴۷-۵۴۶، کتاب الحظر والاباحۃ/باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۲) العلل المتناھیۃ فی الأحدیث الواھیۃ، ج:۲ ص:۳۶، حدیث فی معانقۃ الاخوان عند اللقاء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۲۹۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۴) الھندیۃ، ج:۵ ص:۴۵۰، کتاب الکراہیۃ/باب الانتفاع بأشیاء-الخ، دار الکتب العلمیۃ

https://alislami.net

یعنی مصافحہ جائز ہے اور اس میں سنت یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو دوسرے کے دونوں ہاتھوں میں دے جب کہ درمیان میں کپڑا وغیرہ کوئی سامان حائل نہ ہو۔

سوال (۵) حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا کہاں مستحب اور کہاں کہاں ممنوع ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اذان میں نام مصطفی ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے، مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآن مجید سنتے وقت نہ چاہیے، نماز میں تو اس کی ممانعت ظاہر ہے اور استماع خطبہ اور قرآن کے وقت یوں کہ اس وقت ہمہ تن گوش ہو کر تمام حرکات سے باز رہنا چاہیے۔ ختم میں جو یہ آیت کریمہ "مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ" پر اس قدر کثرت سے انگوٹھے چومے جاتے ہیں گویا صدہا چڑیاں جمع ہو کر چہک رہی ہیں، یہاں تک کہ دور والوں کو قرآن عظیم کے بعض الفاظ کریمہ بھی اس وقت اچھی طرح سننے میں نہیں آتے۔ لہٰذا یہ نہ چاہیے۔ (۱)

سوال (۶) مزار کی چوکھٹ چومنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مزار کی چوکھٹ چومنا جائز ہے۔ کہ اس میں محبوبان خدا کی تعظیم مقصود ہے۔ اور محبوبان خدا کی تعظیم اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعظیم سے ہے۔ لہٰذا جس کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے، وہاں جو جو افعال وطرق حسب عرف وعادت قوم کیے جاتے ہیں اسی مطلوب شرعی کی تحت میں داخل ہوں گے، جب تک کسی خاص فعل سے نہی شرعی ثابت نہ ہو، جیسے سجدہ یا قبر کی طرف نماز کہ یہ شرعاً ممنوع ہیں۔ (۲)

القول التمام میں ہے:

"تعظیم النبی ﷺ بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الألوھیۃ أمر مستحسن عند من نور اللہ ابصارھم" (۳)

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲ میں، ص: ۳۱۶ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲ میں، ص: ۳۶۸ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(۳) القول التمام فی شرح ملخص الامام، ص ۱۴۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

https://alislami.net

سوال (۷) بوسۂ قبر کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بکثرت اکابر جواز و منع دونوں طرف ہیں اور عوام کے لیے زیادہ احتیاط منع میں ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاے کرام پر کہ ان کے اتنا قریب جانا ادب کے خلاف ہے۔ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو۔(۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"و لا بأس بتقبيل قبر و الديه" (۲)

والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

لیکن اگر کسی نے بوسہ لے ہی لیا تو مواخذہ نہ ہوگا یہ اور بات ہے کہ عوام کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب وہ کسی ولی کے مزار پر جائیں تو قبر کا بوسہ نہ دیں اس لیے کہ عوام کو اگر بوسہ کی اجازت دے دی جائے تو یہ سجدہ تحیت کرنے لگیں گے جو ناجائز و حرام ہے۔ اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو شرک ہے اور جو لوگ اسے شرک و بدعت بتاتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے کہ جس کام کو بعض صحابہ نے کیا وہ شرک نہیں ہوسکتا۔ دیکھیے اس حدیث کو ابن عساکر نے بسند صحیح حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں آباد ہو گئے تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ سرکار علیہ السلام ان سے فرما رہے ہیں: اے بلال! یہ کیا ظلم ہے؟ کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے اور بقصد زیارت اقدس اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ مزار اقدس پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور منہ قبر انور پر ملتے تھے۔ اور انھوں نے یہ کام رات کی تنہائی میں نہ کیا؛ بلکہ صحابہ کے مجمع عام میں کیا۔ اگر یہ ناجائز و حرام

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج :۲۲ ص:۴۱۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) الهندية، ج:۵ ص:۴۳۰، كتاب الكراهية/باب زيارة القبور، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

ہوتا تو صحابہ فوراً منع فرما دیتے۔ان کا منع نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شرک و بدعت نہیں؛ بلکہ صحابہ کی سنت ہے۔

خلاصۃ الوفا میں ہے:

"روی ابن عساکر بسند جید عن أبی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ---أن بلالاً رأی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو یقول لہ ماھذہ الجفوۃ یا بلال! أما آن لک أن تزورنی فانتبہ حزیناً خائفاً فرکب راحلتہ وقصد المدینۃ فأتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجعل یبکی عندہ ویمرغ وجھہ علیہ"(۱)

الشامل میں ہے:

"والصحابۃ متوافرون ولا تخفی عنھم ھذہ القصۃ"(۲)

سوال (۸) کس کس کو سلام کرنا منع ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بد مذہب کو سلام کرنا حرام ہے۔فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے۔جو برہنہ ہو یا استنجا کر رہا ہو اسے سلام نہ کرے۔جو کھانا کھا رہا ہو اسے سلام نہ کرے۔جو اذان یا تلاوت یا کسی ذکر میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرے۔کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام کرنے کی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے؛ بلکہ ہاتھ اٹھانے یا کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم، کہنے پر قناعت کرے یا مجبور ہو تو آداب کہے۔(۳)

---

(۱) خلاصۃ الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ ،ص :۹۷ ،الباب الثانی /فی فضل الزیارۃ والمسجد النبوی، بیروت

(۲) الشامل فی ادلۃ المسائل، ص: ۱۷۲ ،شد الرحال، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۳۸۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۵۸)

باب الآداب

(آداب کا بیان)

سوال (۱) مسجد کی چٹائی جس پر نماز پڑھتے ہوں، ٹوٹ گئی تو اسے جلا کر اس کی راکھ دوا کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی، ہاں۔ اس چٹائی کو اپنے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

''پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینک دی جائے، لے کر صرف کر سکتا ہے۔''(۱)

سوال (۲) اسٹیکر، بینر، خط، وغیرہ میں قرآن کی آیتیں، حدیثیں اور اولیاے کرام کے گنبد ہوتے ہیں، وہ پھٹنے کے قریب ہیں تو انھیں کیا کیا جائے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ان تمام مذکورہ اشیا کو دفن کر دیا جائے یا دریا میں ڈال دیا جائے۔

مفاتیح الجنان میں ہے:

''ورقة کتب فیھا اسم اللہ و کذلک اسماء الأنبیاء والملائکة ویستغنی عنھا تلقی فی الماء الجاری أو تدفن فی ارض طاھرة ولا تحرق بالنار۔''(۲)

سوال (۳) غیر مسلموں کو قرآن مجید بانٹنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: غیر مسلموں کو قرآن مجید بانٹنا منع ہے کہ اس میں کلام پاک کی بے ادبی و بے حرمتی ہے۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۱۶ ص:۴۹۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) مفاتیح الجنان فی شرح شرعة الاسلام، ص: ۱۰۳، فصل فی آداب کتابة المصحف، بیروت، لبنان

https://alislami.net

صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''ان کے ہاتھ میں قرآن مجید نہ دیا جائے''(۱)

وہ لاکھ وضو اور غسل کرلیں ناپاک ہی رہیں گے اور اس کو صرف پاک ہی چھو سکتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے: **لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُتَطَهَّرُوْن**''(۲)

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۱ص:۳۷

(۲) پ:۲۷ رکوع:۱۶

https://alislami.net

(۵۹)

باب التداوی

(علاج وغیرہ کا بیان)

سوال (۱) اسقاط حمل کب جائز اور کب ناجائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اس کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''اگر ابھی بچہ نہیں بنا، جائز ہے۔ ورنہ ناجائز کہ بے گناہ کا قتل ہے۔ اور چار مہینے میں بچہ بن جاتا ہے۔''(۱)

اسی میں ہے:

''جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے۔ اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے۔ اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہو تو حرج نہیں۔''(۲)

یعنی اسقاط حمل کی اجازت اس وقت ہے جب عذر شرعی پایا جائے۔ اور جب عذر شرعی نہ پایا جائے تو اسقاط حمل حرام ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عذر شرعی کس درجے کا ہونا چاہیے؟ علامہ ابن وہبان فرماتے ہیں کہ بچہ ابھی شیر خوار ہو اور حمل کی وجہ سے ماں کا دودھ ختم ہو جائے اور باپ مفلوک الحال ہے کہ دودھ پلانے کے لیے دایہ کا انتظام بھی نہیں کر سکتا اور اسے بچے کے ہلاک ہو جانے کا خوف ہے تو اس صورت میں حمل ضائع کرنے کی اجازت ہے۔

ہندیہ میں ہے:

''امرأة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنهاوتخاف على ولدها

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۴ ص: ۲۰۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۴، ص: ۲۰۸، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الهلاک و لیس لأبی هٰذا الولد سعة حتی یستاجر الظئر یباح لها أن تعالج فی استنزال الدم مادام النطفة أو مضغة أو علقة لم یخلق له عضو و خلقه لا یستبین الا بعد مائة و عشرین یوماً اربعون نطفة و اربعون علقة و اربعون مضغة۔ کذافی خزانة المفتیین"(۱)

اور یہ عذر ضرورت کے درجے کا ہے۔ بہ لفظ دیگر دو بلاؤں میں سے ہلکی بلا کو مجبوری کی بنا پر اختیار کرنا ہے، کیوں کہ حمل میں ابھی جان نہیں ہے۔ امید ہے کہ آگے چل کر وہ بھی روح انسانی کا حامل ہو جائے، جب کہ دوسری طرف ایک محترم جان کا خطرہ ہے۔ ظاہر ہے کہ بے جان حمل کے ضیاع کے بہ نسبت ایک محترم جان کا ضیاع بڑی بلا ہے۔ اور یہاں جان بچانے کے لیے اب یہی راستہ رہا کہ حمل کو ضائع کر دیا جائے۔ تو بلاشبہہ یہ ضرورت شرعی کی بنیاد پر ہی اباحت ہوئی، بہ لفظ دیگر دو بلاؤں میں سے ہلکی بلا کو بوجہ ضرورت شرعیہ ہی اپنانے کی رخصت ملی۔

اس تفصیل کی روشنی میں اس سوال کا جواب بھی سامنے آیا کہ بیوی یا شوہر دونوں کو بعد استقرار حمل اگر اس کا ظن غالب ہو جائے کہ مدت حمل میں یا وضع حمل کے وقت بیوی کی صحت سنگین خطرات سے دوچار ہو سکتی ہے اور اس کی حفاظت کا ایک ہی راستہ بس اسقاط رہ گیا ہے۔ یا اسقاط نہ ہوا تو جان بھی جا سکتی ہے تو حمل میں جان پڑنے سے پہلے بہ درجۂ مجبوری اسقاط کی رخصت ہوگی کہ اول "حاجت بہ منزلۂ ضرورت" ہے اور دوم "عین ضرورت" اور یہ دونوں ہی مفید اباحت ہوتے ہیں۔(۲)

سوال (۲) کینسر، ٹی۔ وی، شوگر، اور ہارٹ اٹیک جیسے مہلک امراض کے علاج میں گائے کا پیشاب یا گوبر استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: کسی بھی بیماری میں گائے کا پیشاب یا

(۱) الھندیة، ج:۵ ص:۴۳۶، باب التداوی والمعالجات و فیه العزل واسقاط الولد، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) ایسا ہی خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام میں" ص:۴۶ پر ہے۔

https://alislami.net

گوبر کا استعمال ناجائز وحرام ہے۔صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔''(۱)

درمختار میں ہے:

''کل تداو لا یجوز الا بطاهر''(۲)

سوال (۳) مریض نے دوا نہ کی اور مر گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر کوئی شخص کھانا کھانے پر قادر ہونے کے باوجود کھانا نہ کھائے اور بھوک کی وجہ سے مرجائے تو گنہگار ہوگا؛ لیکن مریض نے دوا نہ کھائی اور مر گیا تو گنہگار نہ ہوگا، کیوں کہ علاج سے حیات یقینی نہیں؛ بلکہ ایک ظنی چیز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

''یاثم بترک الأکل مع القدرة علیه حتی یموت بخلاف التداوی ولو بغیر محرم فانه لو ترکه حتی مات لا یاثم کما نصوا علیه لأنه مظنون''(۳)

سوال(۴) بچے کو سلانے یا رونے سے باز رکھنے کے لیے افیون دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: حرام ہے۔اور اس کا گناہ دینے والے پر ہے، نہ کہ بچے پر۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

''ماحرم أخذه حرم اعطاءه''(۴)

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۶ ص:۵۰۵، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)
(۲) الدر المختار، ج:۹ ص:۵۵۸، کتاب الحظر والاباحۃ/باب الاستبراء وغیرہ
(۳) رد المحتار، ج:۹ ص:۵۵۸، کتاب الحظر والاباحۃ/باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان
(۴) الاشباہ والنظائر، ج:۱ ص:۱۳۲ القاعدۃ الرابعۃ عشر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

https://alislami.net

(٦٠)

باب اللھوواللعب

(کھیل کود کا بیان)

سوال (۱) کرکٹ ،فوٹ بال ،ٹینس ،وغیرہ کھیلنا یا ٹورنامنٹ کرانا اور اس میں چندہ دینا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ان تمام کھیلوں کا کھیلنا اور ٹورنامنٹ کرانا درست نہیں کہ اس میں تضییع اوقات ہے۔اگر یہ کھیل نماز سے غافل کر دیں، جیسا کہ آج کل بکثرت دیکھا جا رہا ہے کہ لوگ نماز سے غافل ہوکر اس میں شامل ہوتے ہیں،تو یہ حرام ہے۔(۱)

قرآن مجید میں ہے''وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَان''(۲)

سوال (۲) شطرنج کھیلنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شطرنج بغیر جوے کے کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر جوا شامل ہو تو حرام ہے۔

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

''ویکرہ اللعب بالشطرنج والنرد والأربعۃ عشر وکل لھو؛لأنہ ان قام بھا فالمیسر حرام بالنص،وھو اسم لکل قمار،وان لم یقام فھو عبث ولھو''(۳)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں کہ شطرنج جائز نہیں،مگر چھ شرطوں سے۔اور وہ چھ شرطیں درج ذیل ہیں:

(۱) بدکرنہ ہو۔(یعنی شرط لگا کرنہ ہو)۔

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ فقیہ ملت میں،ج :۲ص:۳۳۹،پر ہے۔

(۲) پ:٦ سورۂ مائدہ ،آیت :۲

(۳) البنایۃ شرح الھدایۃ،ج:۱۲ ص:۲۴۹،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،لبنان

https://alislami.net

(۲) اس پر قسم نہ کھائی جائے۔

(۳) فحش نہ بکا جائے۔

(۴) اس کے سبب نماز یا جماعت میں تاخیر نہ کی جائے۔

(۵) سرِ راہ نہ ہو، گوشے میں ہو۔

(۶) نادراً کبھی کبھی ہو۔

پہلی تین شرطیں تو آسان ہیں مگر پچھلی تین نادر ہیں؛ بلکہ ششم پر عمل سخت دشوار ہے۔ شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں۔ لہذا راہ سلامت یہ ہے کہ مطلقاً منع ہے۔(۱)

لوڈو، کیرم بورڈ، اور دیگر لہولعب کا بھی یہی حکم ہے۔ یعنی منع ہیں۔

ہاں! وہ کھیل جائز ہیں جن میں ورزش یا جہاد میں کام آنے والی صورت حال پائی جائے۔ جیسے تیر اندازی، گھوڑے کی سواری یا اس کے قائم مقام جو بھی ہو۔ ورزش کے لیے فٹ بال، والی بال، کرکٹ وغیرہ کھیل سکتے ہیں، بہ شرطے کہ تھوڑا وقت صرف کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۴ ص: ۱۴۲، ۱۴۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

(۶۱)

باب الحلق والقلم

(حجامت اور ناخن کاٹنے کا بیان)

سوال (۱) بدھ کے روز ناخن کاٹنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بدھ کے روز ناخن نہ کاٹنا چاہیے۔ حدیث شریف میں اس سے نہی (ممانعت) آئی کہ معاذ اللہ مورث برص ہوتا ہے۔ بعض علما نے بدھ کے روز ناخن کتروائے، کسی نے بر بنائے حدیث منع کیا، فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ فوراً برص ہو گیا۔ شب کو زیارت جمال بے مثال حضور پرنور محبوب ذی الجلال صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ شافی کافی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے نہی فرمائی ہے۔ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی۔ ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مبرئ الأکمه والأبرص و محی الموتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دو جہاں و دستگیر بے کساں ہے ان کے بدن پر لگایا فوراً اچھے ہو گئے اور اسی وقت سے توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا۔ (۱)

لہذا بدھ کے دن ناخن کاٹنے سے بچیں اور اگر بھول کر کاٹ لیں تو کوئی جرم نہیں، آئندہ خیال کریں۔

"قص الأظفار و تقلیمها سنة ورد النهی عنه فی یوم الأربعاء وأنه یورث البرص وحکی عن بعض العلماء أنه فعله فنهی عنه فقال: لم یثبت هذا فلحقه البرص من ساعته فرای النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی منامه فشکی الیه ما أصابه

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲ ص: ۵۷۴۔۵۷۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

فقال له :الم تسمع نهى عنه فقال لم يصح عندي ،فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : يكفيك أنه سمع ثم مسح بيده الشريفة فذهب مابه فتاب عن مخالفة ما سمع"(۱)

سوال (۲) ناخن کاٹنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب:اس کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی کلمے کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیاں پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے۔ پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹے۔ یہ تو رہا ہاتھ کے ناخن کاٹنے کا طریقہ۔اور پیر کے ناخن کاٹنے کے متعلق کوئی ترتیب منقول نہیں،لہذا اس میں انگلیوں میں خلال کرنے کی ترتیب بہتر ہے۔یعنی داہنے پیر کی چھنگلیاں سے شروع کرکے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کرکے چھنگلیاں پر ختم کرے۔

ہندیہ میں ہے:

"ينبغي أن يكون ابتداء قص الأظافير من اليد اليمنىٰ وكذا الانتهاء بها فيبدأ بسبابة اليد اليمنىٰ ويختم بابهامها وفي الرِجل يبدأ بخنصر اليمنىٰ ويختم بخنصر اليسرىٰ"(۲)

سوال (۳) کیا داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے؟ نیز داڑھی منڈانا اور اس کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے،اس سے کمی ناجائز۔(۴)

---

(۱) نسيم الرياض،ج:۲ ص:۵ ،القسم الأول في تعظيم العلى الأعلى ---الخ،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

(۲) الهندية ،ج :۵ ص :۴۳۷ ،كتاب الكراهية /باب التداوى والمعالجات ،دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان

(۳) فتاویٰ رضویہ،ج :۲۲ص:۵۸۱،رضافاؤنڈیشن،لاہور

https://alislami.net

درمختار میں ہے:

"الأخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال"(۱)

یعنی داڑھی تراشنا یا کترنا کہ وہ مشت کی مقدار سے کم ہوجائے ناجائز ہے۔جیسا کہ بعض مغربیت زدہ لوگ اور ہیجڑے کرتے ہیں۔

لہذا جب ایک مشت سے کم رکھنا ناجائز ہے تو منڈانا اس سے سخت تر ہے۔اس کو تو حرام کہا گیا ہے۔(۲)

اور داڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے۔جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''داڑھی چھوڑنے یا نیچی رکھنے کی تحقیر اور ان لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزا اور انھیں تشبیہات وتمثیلات قبیحہ سے یاد کرے گا تو قطعاً کافر ہے کہ یہ سنن سے ہے اور اس کی سنیت قطعی الثبوت، ایسی سنت کی توہین وتحقیر اور اس کے اتباع پر استہزا بالاجماع کفر اور عورت اس کے نکاح سے نکل جائے گی اور بعد جو اس کے بچے ہوں گے، اولاد حرام ہوں گے۔اہل اسلام کو اس سے معاملۂ کفار برتنا لازم۔بعد مرگ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں؛ بلکہ جہاں تک ممکن ہو اس جنازہ ناپاک کی تذلیل کریں کہ اس نے ایسے عزت والے پیغمبر افضل المرسلین ﷺ کی سنت کو ذلیل سمجھا۔العیاذ باللہ۔''(۳)

سوال (۴) لب زیریں کے نیچے جو بال ہوں ان کا منڈانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: لب زیریں کے نیچے بیچ میں جو دونوں طرف بال ہیں وہ داڑھی میں داخل ہیں۔لہذا اس کے کسی جز کا مونڈنا، جائز نہیں۔امیر المؤمنین عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمادی۔

---

(۱) الدر المختار، ج:۳ ص:۳۹۸، کتاب الصوم /باب ما یفسد الصوم ومالا یفسد، دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۵۷۲، ۵۷۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۵۷۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

قناطر الخیرات میں ہے:

"نتف الفنیکین بدعة وھو جنبا العنفقة وھی شعر الشفة السفلیٰ وشھد رجل عند عمر بن عبد العزیز وکان ینتف فنیکیہ فرد شھادتہ"(۱)

سوال (۵) کیا چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت ہے؟ اگر کسی نے چالیس روز سے زائد رکھا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: چالیس روز سے زیادہ موئے بغل، موئے زیر ناف اور ناخن رکھنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا چالیس روز سے زیادہ رکھنا گناہ ہے اور ایک آدھ بار میں گناہ صغیرہ ہوگا اور عادت ڈالنے سے کبیرہ ہوجائے گا۔

ردالمحتار میں ہے:

"أی تحریماً لقول المجتبیٰ ولا عذر فیھا وراء الأربعین ویستحق الوعید"(۲)

اور اگر کسی نے موئے زیر ناف، موئے بغل، ناخن چالیس روز تک نہیں کاٹا تو اس کا یہ فعل مکروہ تحریمی ہے، مگر اس کی نماز مع الکراہت ہوجائے گی۔

سوال (۶) کوئی شخص ۲۰ یا ۲۵ رسال کی عمر میں مسلمان ہوا تو ڈاکٹر سے ختنہ کروانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: بالغ شخص کا ڈاکٹر سے ختنہ کروانا جائز نہیں، کیوں کہ ختنہ سنت ہے اور بالغ شخص کا ڈاکٹر کے سامنے شرمگاہ کھولنا حرام ہے اور سنت کے لیے حرام کا ارتکاب جائز نہیں۔ لہٰذا اگر اپنا ختنہ خود کرسکتا ہے تو کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرلے جو ختنہ کرسکے۔ ورنہ ایسے شخص کے لیے ختنہ معاف ہے۔

صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) قناطر الخیرات، ج:۱ ص:۲۹۶-۲۹۵، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) رد المحتار، ج:۹ ص:۵۸۳، کتاب الحظر والاباحة/باب الاستبراء وغیرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

https://alislami.net

''بوڑھا آدمی مشرف باسلام ہوا جس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں۔ بالغ شخص مشرف باسلام ہوا، اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کرسکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے، ورنہ نہیں۔ ہاں! اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو، اس سے نکاح کرے تو نکاح کرکے اس سے ختنہ کرالے۔''(۱)

ہندیہ میں ہے:

''قیل فی ختان الکبیر: اذا أمکن أن یختن نفسه فعل و الا لم یفعل الا أن یمکنه أن یتزوج أو یشتری ختانة فتختنه''(۲)

لیکن اس زمانے میں رائے فقیر یہ ہے کہ نومسلم بالغ کو ختنہ کرانا چاہیے، پہلے آسانیاں نہیں تھیں، اب اچھے اچھے ڈاکٹر اور بڑے بڑے ہاسپیٹل ہوگئے ہیں، اس لیے زیادہ دشواری نہیں ہے اور اس سے کم درجے کی ضروریات کے لیے آج کل لوگ ستر عورت کی جگہ آپریشن کراتے ہیں، تو اس اہم کام کی اجازت ہونی چاہیے۔ ہاں! جو بوڑھا زیادہ عمر کا ہو، اس کو چھوڑ دینا چاہیے کہ اس کو زیادہ زحمت دینی اچھی نہیں۔

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۶ ص:۵۹۰ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الهندية، ج:۵ ص:۴۳۶-۴۳۷، کتاب الکراهية/باب الختان والخصاء وقلم الأظفار وقص الشارب۔۔۔الخ، دار الکتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

(۶۲)

باب الزینۃ

(زینت کا بیان)

سوال (۱) مردوں کو ہاتھ، پیر، سر، اور داڑھی میں کالی مہندی لگانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مردوں کو بلا عذر ہاتھ پاوں میں مہندی لگانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانا حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔''(۱)

اسی میں ہے:

''لیکن مردوں کو سر اور داڑھی میں مہندی لگانا مستحب ہے۔''(۲)

شرح مشکاۃ میں ہے:

''الحناء سنة للنساء ویکرہ لغیرھن من الرجال الا أن یکون لعذر لأنه تشبه بهن''(۳)

کالی مہندی مرد و عورت دونوں کو لگانا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''حدیث شریف میں مطلقاً سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا تیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز وحرام۔''(۴)

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۴ ص:۵۴۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۳ ص:۴۹۱، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۳) مرقاۃ المفاتیح، ج:۸ ص:۲۷۹، کتاب اللباس /باب الترجل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

(۴) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۳ ص:۵۰۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

شرح مسلم میں ہے:

"ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة ويحرم خضابه بالسواد على الأصح"(۱)

سوال (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اللہ تعالیٰ نے ایسے مرد اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"لعن رسول الله ﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال"(۲)

لہذا عورتیں مردوں جیسا لباس، جوتا، بال نہ رکھیں۔ یوں ہی مردوں کو عورتوں کی طرح زیورات، ان کے جیسے لباس، ان کے جیسے جوتے چپل وغیرہ پہننا جائز نہیں، یوں ہی مردوں کو عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا اور مہندی لگانا بھی جائز نہیں۔

سوال (۳) عورتوں کو کانچ کی چوڑیاں پہننا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"جائز ہیں "لعدم المنع الشرعی" بلکہ شوہر کے سنگار کی نیت سے مستحب "انما الأعمال بالنيات" بلکہ شوہر یا ماں باپ کا حکم ہو تو واجب "لحرمة العقوق ولوجوب طاعة الزوج فيما يرجع الى الزوجية"(۳)

سوال (۴) چاندی یا سونے کے علاوہ دیگر دھات کے زیورات اور انگوٹھی عورتوں اور مردوں کو پہننا کیسا ہے؟ نیز کتنے گرام تک کی انگوٹھی مردوں کو پہننا جائز

---

(۱) المنهاج شرح صحيح مسلم، ج:۱۴ ص:۸۰، المطبعة المصرية بالأزهر

(۲) بخاری شریف، ص:۱۴۸۵، كتاب اللباس، دار ابن كثير، دمشق

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۱۱۵، ۱۱۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

ہے؟ اور کس چیز کی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: مرد کے لیے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے۔ اور وہ بھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو۔ اور عورتوں کو سونے اور چاندی کے زیورات کے سوا دوسری تمام دھاتوں کا زیور پہننا ناجائز وحرام ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"والتختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء ۔۔۔(ولا یتحلی)الرجل (بذھب و فضۃ)مطلقاً (الا بخاتم) ۔۔۔۔ولا یزیدہ علی مثقال"(۱)

لہذا عورتوں کو بھی لوہا، پیتل، تانبا، گیلٹ، رول گولڈ تمام دھاتوں کا (سوائے سونا چاندی کے) استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا کہ کیا بات ہے کہ تجھ سے بتوں کی بو آتی ہے؟ انھوں نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا۔ پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ انھوں نے اس انگوٹھی کو بھی پھینک دیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں؟ فرمایا کہ چاندی کی بنواؤ۔ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔ یعنی وزن میں پورے ساڑھے چار ماشہ نہ ہو؛ بلکہ کچھ کم ہو۔

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

"ان النبی ﷺ قال لرجل علیہ خاتم شبہ ما لی اجد منک ریح الأصنام؟فطرحہ ثم جاء علیہ خاتم من حدید فقال مالی اری علیک حلیۃ أھل النار؟فطرحہ،فقال یارسول اللہ ﷺ من أی شیئ اتخذہ؟قال: ورق لا

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۹ ص: ۵۲۰-۵۱۶، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

تتمة مثقالا"(۱)

سوال (۵) سونے کی گھڑی یا سونا جیب میں ہوتو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: سونا یا سونے کی گھڑی جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اس سے نماز میں کچھ فرق بھی نہ آئے گا کہ جیب میں رکھنا پہننا نہیں اور منع پہننے میں ہے۔(۲)

سوال (۶) چوڑی دار پائجامہ پہننا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: چوڑی دار پائجامہ پہننا گناہ ہے کہ فاسقوں کا پہناوا ہے اور علما، درزی کو کہتے ہیں کہ اگر کوئی فاسقوں کے وضع کے کپڑے سلوائے تو نہ سلے اگر چہ اس میں مزدوری زیادہ ملے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے قول کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ میں یوں نقل کیا ہے:

''سراویل کہ در عجم متعارف است کہ اگر زیر شتالنگ باشد یا
دو سہ چین واقع شود بدعت و گناہ است''(۳)

یعنی شلوار جو عجمی علاقوں میں متعارف و مشہور ہے، اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین شکن نیچے ہو تو بدعت و گناہ ہے۔

قاضی خان میں ہے:

"الخیاط اذا استوجر علی خیاطة شیئ من زی الفساق ویعطی له فی ذلک کثیر الأجر لا یستحب له أن یعمل لأنه اعانة علی المعصیة"(۴)

سوال (۷) کس کس رنگ کے کپڑے پہننا جائز اور کس رنگ کے پہننا نا جائز ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: عورت کو ہر رنگ کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح، ج:۸ ص:۲۵۲، کتاب اللباس / باب الخاتم، دار الکتب العلمیة،
(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ میں، ص:۱۲۹ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۳) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۲ ص:۱۷۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور
(۴) فتاویٰ قاضی خان، ج:۳ ص:۳۰۶، کتاب الحظر والاباحة---الخ، دار الکتب العلمیة ۔

https://alislami.net

اور مرد کے لیے دو رنگوں کا استثنا ہے۔ یعنی کسم اور کیسر، یہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں۔ اور خالص سرخ رنگ بھی مناسب نہیں۔ اس کے علاوہ بقیہ رنگ جائز ہے۔ ہاں! اگر کسی عارض کی وجہ سے ممانعت ہو جائے تو الگ بات ہے۔ جیسے ماتم کی وجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔ لہذا ایام محرم شریف میں سبز لباس جس طرح جاہلوں میں مروج ہے، ناجائز و گناہ ہے۔ اور اودا یا نیلا یا آبی یا سیاہ اور بدتر و اخبث ہے کہ روافض کا شعار ہے۔ اسی طرح ان ایام میں سرخ بھی ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں۔ یونہی ہولی کے دنوں میں چُڑیاں اور بسنت کے دنوں میں بسنتی کہ کفار کا شعار و رسم ہے۔ (۱)

---

(۱) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۲ میں، ص: ۱۸۵ پر ہے۔ (رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

https://alislami.net

(۶۳)

کتاب الرھن

(رہن کا بیان)

سوال (۱) بہت سی جگہوں پر یہ رواج ہے کہ اپنا کھیت یا مکان ودکان رہن پر رکھ کر قرض لے لیتے ہیں۔ قرض دینے والے کو جب تک اپنی رقم واپس نہیں مل جاتی، کھیت میں کاشت کاری کرتا ہے، مکان ودکان سے فائدہ حاصل کرتا ہے، کیا یہ قرض دینے والے کو کھیت، مکان ودکان سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے؟ اگر یہ معاملہ غیر مسلم سے ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اس تعلق سے قول منقح ومحرر واصل ومحقق ومقرر یہ ہے کہ بر بنائے قرض کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنا مطلقاً سود وحرام ہے۔ یہ انتفاع اگر چہ لفظاً مشروط نہ ہو، عرفاً بے شک مشروط ومعہود ہے تو حکم، مطلق حرمت وممانعت۔۔۔۔۔ہاں! اگر مرتہن بے لحاظ انتفاع قرض دے، پھر راہن اپنی خوشی سے مرتہن کو انتفاع کی اجازت دے دے؛ لیکن وقت عقد عاقدین صراحتاً یہ شرط کر لیں کہ مرتہن کسی طرح کا نفع اٹھانے کا مجاز نہ ہوگا۔ نیز اجازت انتفاع کی صورت میں مرتہن صرف بر بنائے اجازت نفع اٹھائے، نہ کہ اپنا استحقاق جان کر نفع اٹھائے۔ یعنی حال یہ ہو کہ اگر راہن اس وقت روک دے تو فوراً رک جائے۔ یعنی بعد اس شرط عدم انتفاع کے مالک نے برضائے خود مکان رہن میں رہنے کا اذن دیا۔ یہ آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اس نے منع کیا تو فوراً باز رہے اور بالکل ہی چوں چرا نہ کرے تو ایسا انتفاع جب تک رضائے راہن رہے حلال ہوگا۔ مگر حاشا! ہندوستان میں یہ صورت کہاں؟ اللہ عزوجل مسلمانوں کی اصلاح فرمائے، آمین۔ (۱)

(۱) ملخصاً از فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۵ص: ۲۳-۲۲۶، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

شرح الاشباہ والنظائر میں ہے:

”قوله :یکره للمرتهن الانتفاع بالرهن باذن الراهن كذا فی اکثر النسخ هٰذا الكتاب ،ووقع فی بعض النسخ :فلا اذن للراهن ،وفی بعضها ؛ الا باذن الراهن ،والكل صحيح لما فی القنية عن أبی يوسف رحمه الله : المرتهن سكن الدار المرهونة باذن الراهن يكره ـ واطلق فی الصرف أنه لا يكره والاحتياط فی الاجتناب عنه،قلت لما فيه من شبهة الربا۔“(۱)

اگر یہ معاملہ غیر مسلم سے ہو تو کاروبار کی ترقی کے لیے شے مرہون سے بشرط انتفاع کے قرض لینا ان کے لیے جائز ہے، جنھیں اس بات کا ظن غالب ہو کہ مرتہن (غیر مسلم) شے مرہون سے جس قدر نفع اٹھائے گا، وہ اس سے کہیں زیادہ کما لے گا اور وہ اپنا سامان بھی آسانی کے ساتھ اس سے حاصل کر لے گا۔ اور ان کے علاوہ افراد کے لیے ناجائز ہے۔(۲)

درمختار میں ہے:

”(ولا [ربا]بين حربی ومسلم)مستامن ولو بعقد فاسد أو قمار (ثمة)لأن ماله ثمة مباح فيحل برضاه مطلقاً بلا عذر“(۳)

سوال (۲) شے مرہون سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شے مرہون سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں ۔ ہاں !اگر راہن نے مرتہن کو انتفاع کی اجازت دے دی تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) یہ اجازت رہن میں شرط ہو یعنی قرض اس شرط پر دیا کہ وہ شے مرہون سے انتفاع حاصل کرے گا۔تو یہ ناجائز ہے۔

---

(۱) غمز عيون البصائر، ج:۳ص:۲۴۴

(۲) از ماہنامہ اشرفیہ، دسمبر، ۲۰۱۷ء ص:۶۵ یہ خیال ۱۷/ مقالہ نگار حضرات کا ہے۔

(۳) الدر المختار، ج:۷ص:۴۲۲، ۴۲۳، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) کوئی شرط نہ ہو یعنی عقد رہن ہو جانے کے بعد راہن نے اجازت دی ہو کہ مرتہن نفع اٹھا سکتا ہے تو یہ صورت اصالۃً جائز ہے۔ مگر اب عرفاً نفع مشروط ہوتا ہے، خواہ زبان سے کہے یا نہ کہے۔ اس لیے بہر حال ناجائز ہے۔

درمختار میں ہے:

"(لا انتفاع به مطلقاً)۔۔۔۔ان شرطه كان ربا، والا لا۔۔۔اذا كان مشروطاً صار قرضاً فيه منفعة وهو ربا، والا فلا بأس۔"(۱)

(۱) الدر المختار، ج:۱۰ ص:۸۲، ۸۳، کتاب الرهن، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

(۶۴)

کتاب الوصایا

(وصیت کا بیان)

سوال(۱) وصیت کرنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ نیز وصیت کے احکام کیا ہیں؟ اوراس کی کتنی قسمیں ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: شریعت میں وصیت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا۔(۱)

ہندیہ میں ہے:

"الایصاء فی الشرع تملیک مضاف الی ما بعد الموت یعنی بطریق التبرع سواء کان عیناً أو منفعةً۔"(۲)

وصیت کا حکم یہ ہے کہ مال موصی لہ کی ملکیت میں اس طرح داخل ہوجاتا ہے، جیسے ہبہ کیا ہوا مال۔ مستحب یہ ہے کہ انسان اپنے تہائی مال سے کم میں وصیت کرے۔ خواہ ورثہ مال دار ہوں یا فقرا، وصیت ثلث مال سے زیادہ کی جائز نہیں، مگر یہ کہ وارث اگر بالغ ہیں، نابالغ یا مجنون نہیں، اور وہ موصی کے موت کے بعد ثلث مال سے زائد کی وصیت جائز کردیں تو صحیح ہے۔ موصی کی زندگی میں اگر وارثوں نے اجازت دی تو اس کا اعتبار نہیں۔ موصی کے موت کے بعد اجازت معتبر ہے۔ نیز وارثوں کی اجازت کے بغیر اجنبی شخص کے لیے تہائی مال میں وصیت صحیح ہے۔ اور بغیر اجازت ورثہ کسی وارث کے لیے وصیت کرنا ہمارے نزدیک جائز نہیں۔

ہندیہ میں ہے:

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۹ ص:۶ ۹۳، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الهندية ،ج :٦ ص :١٠٩ ،كتاب الوصايا /الباب الأول في تفسيرها ،دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

https://alislami.net

”وحکمها أن یملکه الموصی له ملکا جدیداً کما یملک بالهبة کذا فی الکفایة۔ویستحب أن یوصی الانسان بدون الثلث سواء کانت الورثة أغنیاء أو فقراء کذا فی الهدایة۔ثم تصح الوصیة لأجنبی (فی الثلث)من غیر اجازت الورثة کذا فی التبیین ،ولا تجوز بما زاد علی الثلث الا أن یجیزه الورثة بعد موته وهم کبار ولا معتبر باجازتهم فی حال حیاته کذا فی الهدایة۔۔۔ولا تجوز الوصیة للوارث عندنا الا أن یجیزها الورثة۔“(۱)

وصیت کی چار قسمیں ہیں:

(۱) واجبہ:۔جیسے زکات کی وصیت اور کفارات واجبہ کی وصیت ،صدقہ صیام وصلاۃ کی وصیت۔

(۲) مباحہ:۔جیسے اغنیا کے لیے وصیت۔

(۳) وصیت مکروہہ:۔جیسے اہل فسق ومعصیت کے لیے وصیت ،جب یہ گمان غالب ہو کہ وہ مال وصیت گناہ میں صرف کرے گا۔

(۴) وصیت مستحبہ:۔جیسے اہل فسق ومعصیت کے علاوہ کے لیے وصیت کرنا، یعنی اس کے کار خیر میں صرف کرنے کا ظن غالب ہو۔

درمختار میں ہے:

”وهی (الوصیة)أربعة اقسام :(واجبة بالزکاة)والکفارة (و)فدیة(والصیام والصلاة التی فرط فیها)ومباحة لغنی ومکروهة لأهل فسوق ۔۔۔۔وکان مراده ما اذا غلب علی ظنه انه یصرفها للفسوق والفجور۔۔۔(والا فمستحبة)“(۲)

سوال(۲) کیا وارث کے لیے وصیت جائز ہے؟ اگر کسی نے چند ورثہ میں سے

---

(۱) الهندیة ،ج :٦ ص :۱۰۹ ،کتاب الوصایا /الباب الأول فی تفسیرها ،دار الکتب العلمیة،بیروت،لبنان

(۲) الدر المختار مع رد المحتار،ج:۱۰ ص:۳۳٦،کتاب الوصایا،دار الکتب العلمیة،

https://alislami.net

کسی ایک کے لیے وصیت کر دی تو اس جائداد میں سب کا حصہ رہے گا یا صرف جس کے لیے وصیت کیا اسی کا؟ اور اگر تمام ورثہ اس ایک وارث کے لیے مورث کی مرضی کے مطابق وراثت جاری رکھیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: احناف کے نزدیک وارث کے لیے وصیت جائز نہیں، مگر اس صورت میں جائز ہے کہ وارثہ اس کی اجازت دے دیں اور اگر کسی وارث اور اجنبی دونوں کے لیے وصیت کی تو اجنبی کے حق میں صحیح ہے اور وارث کے حق میں ورثہ کی اجازت پر موقوف رہے گی۔ اگر انھوں نے جائز کر دی تو جائز ہے اور اجازت نہیں دی تو باطل۔ اور یہ اجازت موصی (وصیت کرنے والا) کی حیات میں معتبر نہیں، یہاں تک کہ اگر وارثوں نے موصی کی حیات میں اجازت دی تھی، پھر بھی انھیں موصی کی موت کے بعد رجوع کر لینے کا حق ہے۔ (۱)

ہندیہ میں ہے:

"ولا تجوز الوصية للوارث عندنا الا أن يجيزها الورثة ولو أوصى لوارثه ولأجنبى صح فى حصة الأجنبى ويتوقف فى حصة الوارث على اجازة الورثة ان أجازوا جاز وان لم يجيزوا بطل ولا تعتبر اجازتهم فى حياة الموصى حتى كان لهم الرجوع بعد ذلك، كذافى فتاوىٰ قاضى خان" (۲)

سوال (۳) زید نے وصیت کی کہ میرے انتقال کے بعد بکر مجھے غسل دے اور خالد میرے جنازہ کی نماز پڑھائے اور میرے مکان میں دفن کرے، تو کیا زید کی اس وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: ان وصیتوں پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ ایسی وصیتیں باطل ہیں۔

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۱۹ ص:۹۳۹، (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) الهندية، ج:٦ ص:١٠٩، كتاب الوصايا/الباب أول فى تفسيرها، دار الكتب العلمية، بيروت لبنان

https://alislami.net

ردالمحتار میں ہے:

"لو أوصى بأن يصلي عليه غير من له حق التقدم أو بأن يغسله فلان لا يلزم تنفيذ وصيته۔۔۔۔۔وكذا تبطل لو أوصى بأن يدفن في موضع كذا ، كما عزاه الى المحيط"(۱)

سوال (۴) زید نے کل مال کی وصیت اپنے ماموں کے لیے کردی، زید کے انتقال کے بعد اس کے بعض ورثہ اس وصیت کو نافذ کر رہے ہیں اور بعض انکار کر رہے ہیں۔ یہ وصیت کتنے مال میں نافذ ہوگی؟

الجواب بعون الملک الوھاب: نافذ کرنے والوں کے حصوں میں نافذ ہوجائے گی اور رد کرنے والوں کے حصے باطل ہوجائے گی۔

ہندیہ میں ہے:

"ولو أجاز البعض ورد البعض يجوز على المجيز بقدر حصته وبطل في حق غيره كذا في الكافي"(۲)

سوال (۵) وصیت کرنے والا وصیت سے رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: وصیت کرنے والا وصیت سے رجوع کرسکتا ہے، اس لیے کہ وہ تبرع ہے اور تبرع سے رجوع اس کے تام ہونے کے باوجود صحیح ہے۔ جیسے ہبہ میں صحیح ہے۔ حالاں کہ اس میں تبرع تام ہی نہیں ہوتا۔ لہذا اس میں تو بدرجۂ اولیٰ درست ہوگا۔

ہدایہ میں ہے:

"يجوز للموصي الرجوع عن الوصية لأنه تبرع لم يتم فجاز

---

(۱) رد المحتار ،ج :۳ ص :۱۲۲ ،كتاب الصلاة /باب صلاة الجنائز ،دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) الهندية، ج:۶ ص:۱۱۰ ،كتاب الوصايا /باب تفسيرها وشرطها وحكمها، دار الكتب العلمية، بيروت

https://alislami.net

الرجـوع عنـه کالھبــة۔"(۱)

سوال(۶)وصی کسے کہتے ہیں؟اور وصیت قبول کرنے کے متعلق ائمہ کرام کی کیا رائیں ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب:وصی :۔اس شخص کو کہتے ہیں جس کو وصیت کرنے والا (موصی) اپنی وصیت پوری کرنے کے لیے مقرر کرے۔

شریعت میں موصی اپنی موت کے بعد جس کو اپنے مال اور اپنی اولاد میں بغرض نگہداشت اور تصرف مقرر کرے،اس شخص کو وصی کہتے ہیں۔

التعریفات الفقھیہ میں ہے:

"شرعـاً من یقـام لأجـل الحـفظ والتصـرف فی مـال الرجـل وأطفـالـه بعـدالمـوت"(۲)

آدمی کو وصیت قبول کرنا مناسب بات نہیں،کیوں کہ یہ خطرات سے پر ہے۔

حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے،وہ فرماتے ہیں:

"پہلی بار وصیت قبول کرنا غلطی ہے،دوسری بار خیانت اور تیسری بار سرقہ ہے۔اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:وصیت میں داخل نہیں ہوتا مگر بیوقوف اور چور۔"(۳)

بعض علما سے مروی ہے کہ وصی عمر بن خطاب ہوتے تو ضمان سے نہ بچ پاتے۔

ہندیہ میں ہے:

"لا ینبغی للرجل أن یقبل الوصیة لأنها أمر علی خطر لما روی عن أبی یوسف رحمه اللہ تعالیٰ أنه قال:الدخول فی الوصیة أول مرة غلط والثانیة

(۱)الھدایة،ج:۴ ص:۶۴۴،کتاب الوصایا/باب فی صفة الوصیة ----وما لا یکون الرجوع عنه،مجلس برکات

(۲)التعریفات الفقھیة،ص:۲۳۷،دار الکتب العلمیة،بیروت،لبنان

(۳)بہار شریعت،حصہ:۱۶ ص:۹۹۳(مکتبۃ المدینہ،دعوت اسلامی)

خیانة و الثالثة سرقة ، وعن بعض العلماء لو کان الوصی عمر بن الخطاب لا ینجو عن الضمان، وعن الشافعی لا یدخل فی الوصیة الا أحمق أو لص ، کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔"(۱)

(۱)الھندیة ،ج :٦ ص :١٦٥ ،کتاب الوصایا /باب التاسع فی الوصی وما یملکه ،دار الکتب العلمیة ،بیروت

https://alislami.net

(۶۵)

کتاب الشتیٰ

(متفرق مسائل)

سوال (۱) کیا مرید ہونا بے حد ضروری ہے؟ اور پیر کی خوبیاں کیا کیا ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جی۔ ہاں۔ کسی سنی صحیح العقیدہ پیر جو کہ عالم دین اور شریعت کا پابند ہو، اس سے مرید ہونا بے حد ضروری ہے، کیوں کہ دور حاضر میں جو ایسے پیر سے مرید نہ ہو، اس کے گمراہ ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کا قول یوں نقل کیا ہے:

"**روی عن أبی یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنہ قال: من لم یکن لہ استاد فامامہ الشیطان**" یعنی سیدنا ابو یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں: جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔[1]

پیر کی خوبیاں درج ذیل ہیں:

(۱) ایک یہ کہ سنی صحیح العقیدہ ہو، اس لیے کہ بد مذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بد ترین مخلوق ہیں۔

(۲) دوسری شرط علم کا ہونا۔ اس لیے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا۔

(۳) تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا۔ اس لیے کہ فاسق معلن کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم ہے۔ دونوں چیزیں کیسے اکٹھی ہوں گی۔

(۴) چوتھی اجازت صحیح متصل ہو، جیسا کہ اس پر اہل باطن کا اجماع ہے۔[2]

لہذا جس پیر کے اندر ان میں سے کوئی ایک بھی شرط نہ پائی جائے تو اس کو پیر

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱ ص:۴۹۷، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۱، ص:۴۹۲، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

نہیں بنانا چاہیے۔اور جس میں یہ چاروں شرطیں پائی جائیں وہی پیر کامل ہے۔اور پیر کامل کی پہچان کے بارے میں عارف باللہ حضرت سید عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

''کہ جملہ عبادت فرائض و واجبات اور سنتوں و نوافل و مستحبات کی ادائیگی اور پابندی میں کوتاہ نہ ہو، پانچوں نمازیں اذان و اقامت اور جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہو،حلال روزی کا پابند ہو اور اور ہر وہ لقمہ جو غیر حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو یا مشتبہ ہو اس سے احتیاط کلی برتتا ہو،صدق مقال،سچا بول یعنی ہرگز جھوٹ،غیبت اور فحش زبان پر نہ لاتا ہو کہ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے،دنیا کی حرص،اس کی لذتیں،اس کی خواہش ترک کرتا ہو،اور مخلوق خدا کے اس کی جانب رجوع اور مقبولیت پر کوئی توجہ نہ دیتا ہو،گناہوں اور نافرمانیوں کو یکسر چھوڑتا ہو،اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالانا اور اس کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنا،اپنے اوپر نہایت اہتمام سے لازم کرتا ہے،کشف و کرامت کا متوالا نہ ہو؛ بلکہ استقامت کا شیدائی ہو۔اس لیے کہ خلاف عادت امور اور کشف تو بے دینوں سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔اسی وجہ سے کہا جاتا ہے''**الاستقامة فوق الكرامة**''حق پر ثابت قدم رہنا کرامت سے بڑھ کر ہے۔ (۱)

سوال (۲) مائکروفون سے شبینہ ہو تو دور والوں کو قرآن سننا فرض ہے یا نہیں؟ نیز قرآن خوانی میں سب لوگوں کا بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنا کیسا ہے؟

---

(۱) ملخصاً از سبع سنابل شریف ،ص :۱۱۵۔۱۱۹،فرید بک اسٹال

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: شبینہ کرانا مکروہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے:

''شبینہ کہ ایک یا چند حافظ مل کر کرتے ہیں، مکروہ ہے۔ اکابر نے ایک ایک رات میں برسوں ختم فرمایا ہے، مگر وہ خاص اپنے لیے نہ کہ جماعت میں جس میں ہر قسم کے لوگ ہوں۔ خصوصاً اکثر بلکہ شاید کل وہی ہوں جو اسے بار سمجھیں اور شرما شرمی شریک رہیں۔''(۱)

قرآن سننے کے متعلق قول انسب یہ ہے کہ جب لوگ قرآن سننے کے غرض سے حاضر ہوئے ہوں تو ان سب کا سننا فرض عین ہے، ورنہ فرض کفایہ۔

ردالمحتار میں ہے:

''ان الاستماع القرآن فرض کفایة لأنه لاقامة حقه بأن یکون ملتفتا الیه غیر مضیع و ذلک یحصل بانصات البعض کما فی رد السلام عین کان لرعایة حق المسلم کفی فیه البعض عن الکل الا أنه تجب علی القاری احترامه بأن لا یقرءه فی الأسواق و مواضع الاشتغال فاذا قرأه فیها کان هو المضیع لحرمته فیکون الاثم علیه دون أهل الاشتغال دفعاً للحرج۔''(۲)

لہذا قرآن مجید مائک سے یا بغیر مائک سے پڑھا جائے تو اس کا سننا اس پر فرض ہے جو سننے کے لیے حاضر آیا ہے۔ ورنہ فرض کفایہ۔ اگر اس کا سننا سب پر فرض ہو جائے تو لوگ تنگی اور حرج میں پڑ جائیں گے۔

اور قرآن خوانی میں سب لوگوں کا بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا حرام ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

''جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر اس کا سننا فرض ہے،

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۷ ص:۴۷۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

(۲) ردالمحتار، ج:۲ ص:۲۶۸، کتاب الصلاۃ /باب صفة الصلاۃ، مطلب الاستماع للقرآن فرض کفایة

https://alislami.net

جب کہ وہ مجمع بغرض سننے کے حاضر ہو۔ ورنہ ایک کا سننا بھی کافی ہے، اگر چہ اور اپنے کام میں ہوں۔ اور مجمع میں سب بلند آواز سے پڑھیں، یہ حرام ہے۔ اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ حرام ہے۔ اگر چند پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ (۱)

سوال (۳) موبائل یا میسیج کے ذریعے مرید ہونا کیسا ہے؟ اور ایک شخص سے مرید ہونے کے بعد دوسرے سے طالب ہونا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: موبائل کال یا بذریعہ میسیج بیعت ہونا گویا کہ غائبانہ بیعت ہونا ہے۔ اور غائبانہ بیعت کا ثبوت احادیث سے ہے، تو موبائل کال یا میسیج کے ذریعے تو بدرجۂ اولیٰ ثبوت ہوگا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث غائبانہ بیعت پر دلالت کرتی ہے۔

”وأما تغيبه عن بيعة الرضوان فانه لو كان أحد ببطن مكة من عثمان بن عفان لبعثه مكانه، فبعث رسول الله ﷺ عثمان وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال النبى ﷺ بيده اليمنىٰ هٰذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هٰذه لعثمان۔“ (۲)

یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیعت رضوان سے غائب رہنے کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک اہم کام کے لیے مکہ شریف بھیجا تھا۔ اگر شہر مکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی عزیز و محبوب ہوتا تو سرکار علیہ السلام اس کو وہاں بھیجتے۔ خیر رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ہی جانب مکہ شریف بھیجا اور بیعت رضوان، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکہ شریف جانے کے بعد ہوئی۔ پس نبی اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا، یہ دست عثمان

---

(۱) بہار شریعت، حصہ:۳ ص:۵۵۲ (مکتبۃ المدینہ، دعوت اسلامی)

(۲) صحیح البخاری، ج:۳ ص:۵۸۲، مجلس برکات

https://alislami.net

غنی ہے۔ پھر اس کو دست دیگر پر رکھ کر فرمایا، یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے۔
لہذا ثمرہ اور لب لباب یہ ہے کہ موبائل کال یا میسیج کے ذریعے مرید ہونا جائز ہے۔
سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی نظام الدین رضوی دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

''موبائل پر کال یا میسیج کے ذریعے مرید ہونا جائز ودرست ہے۔ ہدایہ میں ہے: ''**الکتاب کالخطاب**'' خط، خطاب (مخاطب سے گفتگو) کی طرح ہے۔ یعنی جو حکم خطاب کا ہے وہی حکم خط کا بھی ہے۔ موبائل کے ذریعے گفتگو خطاب ہے اور میسیج یہ خط، مکتوب ہے۔ بذریعہ خطاب بیعت جائز ودرست ہے تو بذریعہ میسیج بھی بیعت وارادت جائز ودرست ہے۔ ہاں! موبائل پر گفتگو خطاب کی ایک نئی صورت ہے۔ جس میں مخاطب سامنے حاضر نہیں ہوتا۔ جب کہ اس سے پہلے جو مخاطب ہوتا وہ سامنے حاضر بھی ہوتا۔ مگر اس سے بیعت وارادت کے جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیوں کہ بیعت کے لیے سامنے حاضر ہونا قطعاً شرط نہیں؛ بلکہ بیعت غائبانہ بھی کافی ہے۔ (۱)

اور رہا دوسرے پیر سے طالب ہونے کا مسئلہ تو اس تعلق سے صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ امجدیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''دوسرے سے طالب ہوسکتا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ شیخ کا انتقال ہو گیا ہو یا وہاں موجود نہ ہو تو دوسرے سے فیض لے اور اس سے جو کچھ ملے پیر ہی کا صدقہ تصور کرے۔ لیکن ایک شخص دو پیر سے مرید نہیں ہوسکتا، کیوں کہ مرید تو ایک کا ہو

(۱) فتاویٰ اشرفیہ، مطبوعہ ماہنامہ اشرفیہ، ص: ۱۷، اپریل، ۲۰۱۳ء

https://alislami.net

چکا۔ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوتے ۔ہاں !دوسرے سے
طالب ہوسکتا ہے اوراس کے بتانے پر ریاضت ومجاہدہ کرے
اورسلوک کی راہیں طے کرے اور جو کچھ فیوض حاصل ہوں ان
کو پیر ہی سے ملنا تصور کرے اوراسی کوواسطہ جانے ۔(۱)

کچھ لوگ صحیح پیر سے مرید ہوجاتے ہیں، پھر ذراسی کوئی بات ناپسند دیکھی یا دوسرا کوئی بہت جاہ وجلال والا پیر دیکھا یا اس سے دنیاوی فائدہ دیکھا تو بیعت توڑ کر اس سے مرید ہوجاتے ہیں ۔یہ جائز نہیں ۔ایسا مرید دوسرے پیر سے بھی فیض نہیں حاصل کرسکتا کہ اس نے ایک سلسلے کی توہین کی اور ہر سلسلے والے صحیح پیر، اللہ والے ہی ہوتے ہیں، بلا وجہ ایک گروہ اولیا کو چھوڑ کر دوسرے گروہ سے مل جانا بے فیض بننا ہے۔

سوال (۴) زلزلہ آنے کا کیا سبب ہے؟

الجواب بعون الملک الوهاب: زلزلہ آنے کا سبب ہمارے گناہ ہیں ۔ چوں کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اوراس کے ریشے زمین کے اندر اندر ایسے پھیلے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور دور تک پھیلی رہتی ہیں ۔جس زمین پر معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے، وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے ۔(۲)

''البحور الزاخرہ'' میں ہے:

''قال: خلق اللہ جبلاً یقال له قاف ''محیط بالعالم وعرقه الی الصخرۃ التی علیها الأرض ۔فاذا أراد اللہ أن یزلزل قریة امر ذلک الجبل، فحرک العرق الذی یلی تلک القریة فیزلزلها ویحرکها فمن ثم تتحرک القریة دون القریة۔''(۳)

---

(۱) ملتقطاً از فتاویٰ امجدیہ، ج:۴ ص:۳۴۷ تا ۳۵۲، کتب خانہ، امجدیہ
(۲) ایسا ہی فتاویٰ رضویہ، ج:۲۷ میں، ص:۹۳ پر ہے۔(رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(۳) البحور الزاخرۃ فی علوم الآخرۃ، ج:۵ ص:۵۸۵، حقوق الطبع محفوظة لشرکة غراس

سوال (۵) مرد کو اجنبیہ عورت کا اور عورت کو اجنبیہ مرد کا جوٹھا کھانا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اجنبی یا اجنبیہ کا جوٹھا مکروہ ہے۔ جب کہ تلذذ کے طور پر ہو۔ اور اگر تلذذ مقصود نہ ہو؛ بلکہ تبرک کے طور پر ہو، جیسا کہ عالم باعمل یا باشرع پیر کا جوٹھا کہ لوگ اسے تبرک سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ تو اس میں حرج نہیں۔

درمختار میں ہے:

"یکرہ سورھا للرجل کعکسہ للاستلذاذ۔"(۱)

سوال (۶) ایکسیڈنٹ میں کسی کی جان گئی یا حمل ساقط ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: ایکسیڈنٹ میں اگر سوار کی جان گئی تو راہ گیر پر کوئی تاوان نہیں۔ اور اگر راہ گیر کی جان گئی تو جس نے اس کو ٹکر ماری وہ ضامن ہوگا۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"ولو جاء راکب خلف سائر فصدمه فعطب الجانی لا ضمان علی السائر ولو عطب السائر فضمانه علی من جاء خلفه"(۲)

اور ایکسیڈنٹ میں حمل تلف ہونے کی صورت میں جانی کے عاقلہ پر غرہ یا دیت لازم آئے گی۔ اس لیے کہ جب کسی نے اپنی عورت کو دھکا یا تو اس کا مقصد اس سے حمل ساقط کرنا نہیں ہوتا تو ایسے ہی سوار کو کیا پتا کہ اس کا ایکسیڈنٹ کسی حاملہ سے ہو جائے گا اور اس کا حمل ساقط ہو جائے گا۔ لہٰذا دیت (اس میں تین قسم کے مال ہیں۔ یا تو ایک سو اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار دراہم، ان تینوں میں سے کوئی ایک) اس وقت لازم آئے گی جب بچہ زندہ ساقط ہوا اور اس کے بعد مر گیا۔ اور اگر مردہ ہی

---

(۱) الدر المختار، ج: ۱ ص: ۳۸۱۔۳۸۲، کتاب الطهارة/باب المیاه، دار الکتب العلمیة۔

(۲) الفتاویٰ الهندیة، ج: ٦ ص: ۱۰۵، کتاب الجنایات /باب المتفرقات /الباب السابع عشر فی المتفرقات

ساقط ہوا تو غرہ (یعنی پانچ اونٹ یا پچاس دینار یا پانچ سو درہم، ان تینوں میں سے کوئی ایک) لازم آئے گا۔

درمختار میں ہے:

"اذا خوفها بالضرب يضمن (ولو كانت المرأة)۔۔۔زوجته (فالقت جنيناً ميتاً)۔۔۔(وجب)على العاقلة (غرة)۔۔۔فان ألقته حياً فمات فدية كاملة۔"(۱)

سوال(۷) انبیاے کرام کے معصوم ہونے کے متعلق اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاے کرام معصوم ہیں اور یہ عصمت انبیا اور ملائکہ کا خاصہ ہے کہ ان کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

معتقد میں ہے:

"فمنه العصمة، وهي من خصائص النبوة على مذهب أهل الحق"(۲)

لہٰذا جو انبیا و ملائکہ کے علاوہ کسی کو معصوم سمجھتا ہے، وہ گمراہ ہے۔

سوال(۸) مشاجرات صحابہ کیا ہے اور اس کے متعلق اہل سنت کا موقف کیا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: جو منازعات واختلافات صحابہ کرام کے مابین واقع ہوئے انھیں مشاجرات صحابہ سے تعبیر کرتے ہیں، مثلاً جنگ جمل میں حضرت طلحہ وزبیر وعائشہ صدیقہ اور جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ بمقابلۂ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور اس تعلق سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

"ہم اہل سنت ان میں حق جانب جناب مولیٰ علی (مانتے) اور
(علاوہ حضرت علی) ان سب کو مورد لغزش بر غلط وخطا اور اسد

---

(۱) الدر المختار، ج:۱۰ ص:۲۵۰-۲۵۲، کتاب الديات، فصل فی الجنين، بيروت
(۲) المعتقد المنتقد، ص:۱۱۰، برکاتی پبلشر

https://alislami.net

الٰہی کو بدر جہاان سے اکمل واعلیٰ جانتے ہیں، مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ (کہ ان حضرات کے مناقب وفضائل میں مروی ہیں) زبان طعن وتشنیع ان دوسرے کے حق میں بھی نہیں کھولتے اورانھیں ان کے مراتب پر جوان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے، رکھتے ہیں۔ کسی کوکسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے۔ اوران کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں اور ان کے اختلاف کو ابو حنیفہ وشافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں، تو ہم اہل سنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں، چہ جائے کہ ام المؤمنین صدیقہ (عائشہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع اور بارگاہ وقیع میں طعن کریں، حاشا! یہ اللہ اور رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ (۱)

سوال (۹) باپ کا اپنے کسی لڑکے کو وراثت سے محروم کرنا کیسا ہے؟ نیز اگر باپ نے کسی بیٹے کو محروم کر دیا تو دیگر بھائیوں کا اپنے محروم بھائی کو وراثت میں شریک کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: والدین کا اپنے کسی بیٹے کو وراثت سے محروم کرنا ظلم وزیادتی ہے۔ ان کو پروردگار عالم کے حضور اس سلسلے میں جواب دینا پڑے گا، کیوں کہ شریعت مطہرہ کہتی ہے کہ سب کچھ ایک بیٹی یا بیٹے کو نہ دیں؛ بلکہ ساری اولاد میں (اگر چہ کئی بیبیوں سے ہوں) عدل وانصاف کریں۔ جیسا کہ ایک صحابی رسول نے اپنی اولاد میں سے کسی ایک بیٹے کو غلام دے دیا تو سرکار علیہ السلام نے حکم دیا کہ واپس لے لو؛ کیوں کہ انھوں نے باقی بیٹوں کو غلام نہ دیا تھا۔

---

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۹ ص:۳۶۷، ۳۷۷، عقیدۂ سابعہ، مشاجرات صحابہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

بخاری شریف میں ہے:

"أن أباه أتى به الى رسول الله ﷺ فقال: انی نحلت ابنی هٰذا غلاماً فقال أكل ولدك نحلت مثله؟قال: لا، قال: فارجعه۔"(۱)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ والدین کو اولاد میں عدل وانصاف کرنا چاہیے۔نہ کہ کسی کا حق تلف کرکے دوسروں کو ہبہ کردینا چاہیے۔لہذا اگر والد ماتحت افراد کے ظلم کرے گا تو عنداللہ جواب دہ ہوگا کہ اس نے ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اگر اس نے کسی کی حق تلفی کی ہوگی تو گنہگار اور مستحق سزا ہوگا۔

اگر باپ نے کسی وارث کو اپنی وراثت سے محروم کیا تو وہ قانوناً اس وراثت میں حصے دار نہیں؛ لیکن عقل واخلاق کا تقاضا ہے کہ بقیہ ورثہ اس محروم وارث کو وراثت میں شریک کریں کہ یہ ان کے اور ان کے والدین کے ساتھ بہت بڑی نیکی ہوگی۔لہذا اگر بقیہ ورثہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا چاہتے ہیں اور ان کو آخرت کی سختیوں سے بچانا چاہتے ہیں تو ان کا ترکہ تمام وارثین میں تقسیم کریں۔کیوں کہ جو لوگ مال وراثت اپنے قبضہ میں رکھنے کے لیے مختلف حیلے بہانے کرتے ہیں اور دوسرے ورثہ (خواہ بھائی ہو یا بہن یا دیگر وارثین) کو وراثت سے محروم کرتے ہیں اور اس پر قبضہ کر لیتے ہیں ان کے متعلق رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَتَأْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلاً لَّمّاً وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبّاً جَمّاً"(۲)

یعنی تم میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال ودولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہو۔لہذا حیلہ وغیرہ سے دوسرے ورثہ کو وراثت سے محروم کرنا یا دوسرے ورثہ کا مال جبراً غصب کرلینا، ناجائز وحرام ہے۔

---

(۱) صحيح البخاری، رقم، ۲۵۸۶، ص: ۶۲۸، كتاب الهبة وفضلها، والتحريض عليها/ باب الهبة للولد، دار ابن كثير، بيروت، لبنان

(۲) الفجر، ۸۹ آیت، ۱۹، ۲۰

https://alislami.net

سوال (۱۰) میراث میں بہنوں کو شرعی حصے سے محروم کرنا کیسا ہے؟ بعض جگہوں پر بہنوں کو حصہ نہیں دیا جاتا؛ بلکہ سارا مال بھائی لے لیتے ہیں، ایسا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب: میراث میں بہنوں کو شرعی حصے سے محروم رکھنا اور بھائیوں کا سارے مال پر قبضہ کر لینا شدید حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

میراث کے متعلق اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ"(۱)

یعنی اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ اور کسی وارث کی میراث نہ دینے کے متعلق حدیث شریف میں ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من فر من میراث وارثه قطع اللہ میراثه من الجنة یوم القیامة"(۲)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے وارث کو میراث دینے سے بھاگ، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث قطع فرما دے گا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

> "لڑکیوں کو حصہ نہ دینا حرام قطعی ہے اور قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ "یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ" یعنی اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔(۳)

سوال (۱۱) اگر بہنیں میراث کا مطالبہ نہ کریں نہ ہی بہنوں کو دینے کا رواج ہو تو ایسے رواج پر عمل کرنا کیسا ہے؟

(۱) سورۃ النساء: ۴/ ۱۱

(۲) سنن ابن ماجة، رقم الحدیث: ۲۷۰۳ کتاب الوصایا، باب الحیف الوصیة

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج: ۲۶ ص: ۳۱۴، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الجواب بعون الملک الوھاب: اگر بہنیں میراث کا مطالبہ نہ کریں تب بھی ان کا شرعی حصہ دینا ضروری ہے؛ کیوں کہ اللہ رب العزت نے شریعت میں ان کا حصہ مقرر کیا ہے۔ لہذا حکمِ شریعت کے خلاف ایسے رسم ورواج پر عمل کرنا حرام ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اِرث (یعنی وارث ہونا) جبری (لازمی) ہے کہ موت مورث پر ہر وارث خواہ مخواہ اپنے حصۂ شرعی کا مالک ہوتا ہے، مانگے خواہ نہ مانگے، لے یا نہ لے، دینے کا عرف ہو یا نہ ہو۔ اگرچہ کتنی ہی مدت ترک کو گزر جائے، کتنے ہی اشتراک در اشتراک کی نوبت آئے، اصلا کوئی بات میراثِ ثابت کو ساقط نہیں کرے گی، نہ کوئی عرف فرائض اللہ کو تغیر کر سکتا ہے، یہاں تک کہ نہ مانگنا درکنار، اگر وارث صراحتاً کہہ دے کہ میں نے اپنا حصہ چھوڑ دیا، جب بھی اس کی ملک زائل نہ ہوگی۔''(۱)

سوال (۱۲) اگر بہنیں اپنا حصہ معاف کر دیں اور کہہ دیں کہ ہم اپنا حصہ نہیں لیں گے تو کیا حکم ہے؟ نیز اگر بہنیں اپنا حصہ بھائیوں کو ہبہ کرنا چاہیں تو کیا طریقہ ہے اور اگر ہبہ کر دیں تو کیا اس ہبہ سے رجوع کر سکتی ہیں؟

الجواب بعون الملک الوھاب: میراث اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق ہے، لہذا اگر کوئی بہن یہ کہہ دے کہ میں اپنا حصہ معاف کرتی ہوں، میں اپنا حصہ نہیں لوں گی تو بھی اس کا حصہ ساقط نہ ہوگا۔ علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ ''الاشباہ والنظائر میں تحریر فرماتے ہیں:

''لو قال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقه ؛ إذ

(۱) فتاویٰ رضویہ، ج:۲۶ ص:۱۱۳، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

الملک لا یبطل بالترک"(۱)

یعنی اگر وارث نے کہا کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا تو بھی اس کا حق باطل نہیں ہوگا، کیوں کہ ملک چھوڑ دینے سے باطل نہیں ہوتی۔

اس کے تحت "**غمز العیون**" میں ہے:

"**اعلم أن الإعراض عن الملک أو حق الملک ضابطه أنه إن کان ملکا لازما لم یبطل بذلک کما لو مات عن إبنین فقال أحدهما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لأنه لازم لا یترک بالترک**"(۲)

یعنی جان لو کہ ملکیت یا حقِ ملکیت سے اعراض کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ملکیت لازم ہو تو وہ اعراض کرنے سے باطل نہیں ہوگی۔ جیسے اگر کوئی شخص دو بیٹے چھوڑ کر فوت ہوا اور ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے میراث میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا، تو اس کا حصہ باطل نہیں ہوگا، کیوں کہ یہ ایسا لازم حق ہے جو چھوڑ دینے سے ترک نہیں ہوتا۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے:

"میراث حقِ مقرر فرمودۂ رب العزت جل وعلا ہے، جو خود لینے والے کے اسقاط سے ساقط نہیں ہوسکتا؛ بلکہ جبراً دلایا جائے گا، اگرچہ وہ لاکھ کہتا رہے مجھے اپنی وراثت منظور نہیں، میں حصے کا مالک نہیں بنتا، میں نے اپنا حق ساقط کیا۔(۳)

اگر بغیر کسی کے مجبور کیے اپنی خوشی سے بہنیں اپنا حصہ ہبہ کرنا چاہیں تو اپنے حصے میں سے جس جس کو جتنا مال ہبہ کرنا چاہیں، ان میں تقسیم کرنے کے بعد اس حصے کی تعیین کر کے مکمل قبضہ دلا دیں، تو یہ ہبہ درست ہو جائے گا کہ اپنی شے دوسرے کو تحفہ دینے کا اختیار ہونا تو ملکیت کی دلیل وعلامت ہے۔ علامہ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمہ ہبہ کی شرطیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۱) الاشباہ والنظائر، ج: ۱ ص: ۲۷۲، الفن الثالث: الجمع والفرق، دار الکتب العلمیة

(۲) غمز العیون، ج: ۳ ص: ۳۵۴، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۳) فتاویٰ رضویہ، ج: ۱۸ ص: ۱۶۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

”(و)شرائط صحتها (فی الموهوب أن یکون مقبوضاغیر مشاع ممیزاً غیر مشغول)“(۱)

یعنی ہبہ کے صحیح ہونے کے لیے موہوب میں یہ شرط ہے کہ موہوب پر قبضہ کرلیا گیا ہو، موہوب مشاع (مخلوط ملکیت) نہ ہو، بلکہ ممیز وجدا ہو، (موہوب لہ کے علاوہ کسی کی ملک میں) مشغول نہ ہو۔ ہبہ کے طریقے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

> ”تمامی ہبہ کے لیے واہب کا موہوب لہ کو شے موہوب پر قبضہ کاملہ دلانا شرط ہے۔ قبضہ کاملہ کے یہ معنیٰ کہ وہ جائداد یا تو وقت ہبہ ہی مشاع نہ ہو (یعنی کسی اور شخص کی ملک سے مخلوط نہ ہو) اور واہب اس تمام کو موہوب لہ کے قبضے میں دے دے یا مشاع ہوتو اس قابل نہ ہو کہ اسے دوسرے کی ملک سے جدا ممتاز کرلیں، تو قابل انتفاع رہے۔ جیسے ایک چھوٹی سی دکان دو شخصوں میں مشترک کہ آدھی الگ کرتے ہیں تو بیکار ہوئی جاتی ہے، ایسی چیز کا بلا تقسیم قبضہ دلانا بھی کافی وکامل سمجھا جاتا ہے یا مشاع قابل تقسیم بھی ہوتو واہب اپنی زندگی میں جدا و منقسم کرکے قبضہ دے دے کہ اب مشاع نہ رہی۔ یہ تینوں صورتیں قبضہ کاملہ کی ہیں۔ (۲)

اگر بہنوں نے اپنا حصہ بھائیوں کو ہبہ کردیا تو اسے واپس نہیں لے سکتیں، کیوں کہ قرابت رجوع سے مانع ہے؛ لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب شرعی تقاضوں کے مطابق ہبہ تام ہو چکا ہو۔

---

(۱) الدر المختار، ج:۸ص: ۴۸۹، کتاب الهبة، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان

(۲) فتاویٰ رضویہ۔ ج:۱۹ص:۲۱۹، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

https://alislami.net

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

"ولا یرجع فی الهبة من المحارم بالقرابة، کالآباء والامهات وإن علو۔۔۔وکذاالأخوةوالأخوات والأعمام والعمات"(۱)

یعنی محارم والی قرابت جیسے ماں باپ، بھائی بہن، چچا اور پھوپھی وغیرہ میں سے کسی کو ہبہ کرنے کے بعد رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

(۱) فتاویٰ قاضی خان ج:۴ ص:۱۸۸ کتاب الهبة /فصل فی الرجوع فی الهبة، دار الکتب العلمیة، بیروت

https://alislami.net

(تضمین بر کلام رضا)

فرش سے تا عرش ہے شہرت رسول اللہ کی
تاج والے خود کریں خدمت رسول اللہ کی
ہر کس ناکس کو ہے حاجت رسول اللہ کی
عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

خوب تا حد نظر چھائیں گے جلوے نور کے
جگمگائیں گے یقیناً ذرے ذرے نور کے
اور ہمارے لب پر جاری ہوں گے نغمے نور کے
قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

مال ودولت شان وشوکت سلسلہ ان سے ملا
دین وایماں صبر اور درس وفا ان سے ملا
خالق ارض وسما کا ہے پتہ ان سے ملا
لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

سب کے سب تھے بالیقیں ابرار، اصحاب حضور
تھے یقیناً صاحب ایثار، اصحاب حضور
ہوں گے دشمن آپ کے فی النار، اصحاب حضور!

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناو ہے عطرت رسول اللہ کی

چاہیں وہ تو خاک کو سونا کریں سونے کو خاک
ڈال کر شیریں کریں کنواں لعاب دہن پاک
جنگ سے پہلے بتائیں کون ہوگا کب ہلاک
سورج الٹے پاوں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

موت آئے سامنے جب روضۂ پرنور ہو
اور لب پر اس گھڑی نعت نبی نور ہو
خلد میں جائے وہی جو عشق میں ہی چور ہو
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

کیا عجب گر ہند کا حساں ہے مداح حضور
دیکھیے کل عالم امکاں ہے مداح حضور
بالیقیں اے قادری رضواں ہے مداح حضور
اے رضاؔ خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

از

مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی، جلالی پورہ، بنارس
8957254179

https://alislami.net

تضمین بر کلام رضا

(قصیدۂ نور)

مدتوں سے جو فلک پر تھا ستارہ نور کا
آگیا وہ اوڑھ کر بشری لبادہ نور کا
ہو گیا جاری زباں پہ یہ قصیدہ نور کا
صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

چھٹ گئیں تاریکیاں پھیلا اجالا نور کا
حور و غلماں گنگناتے ہیں ترانہ نور کا
چھا گیا ہر اک طرف منظر سہانا نور کا
باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

کیجیے ہم پر کرم اے شاہ والا نور کا
ہم بھی آکر دیکھ لیں اب در تمھارا نور کا
دیجیے حسنین کا ہم سب کو صدقہ نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

معجزہ شاہ دوعالم ہیں دکھاتے مہد میں
چاروں جانب اپنی انگلی ہیں پھراتے مہد میں
چرخ کے ماہ درخشاں کو نچاتے مہد میں

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

جس گھڑی طیبہ میں چمکا وہ ستارہ نور کا
جھک گیا تکریم وعزت میں بھی کعبہ نور کا
آ گیا دینے سلامی ذرہ ذرہ نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

دیں بچانے چل پڑا کربل نواسہ نور کا
پورا کنبہ ساتھ ہے باندھے عمامہ نور کا
ہو گیا قربان دیں پہ خانوادہ نور کا
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

آ گیا رحمت لیے ماہِ ربیع النور ہے
ہر زمیں کا ذرہ ذرہ نور سے معمور ہے
فیض پاکر ہر کوئی اے قادری مسرور ہے
اے رضاؔ یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

از

مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی، جلالی پورہ، بنارس
8957254179

https://alislami.net

تضمین بر کلام تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ

بگرداب بلا ہوں پار بیڑا اب مرا کر دیں
مصفیٰ قلب کو میرے حبیب کبریا کر دیں
کرم کی اک نظر میری طرف اے مصطفیٰ کر دیں
منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زُلفِ دُوتا کر دیں

وہ صدق و عدل کا شیخین کو تمغہ عطا کر دیں
وہ عثمانِ غنی کو پیکرِ جود و سخا کر دیں
علی شیرِ خدا کو تاجدارِ اولیا کر دیں
جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

قلم پل میں سرِ گستاخ شاہِ انبیا کر دیں
خدا کے واسطے اب ختم ان سے رابطہ کر دیں
جہاں میں عام یہ فکر شہِ ہر دوسرا کر دیں
نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر مال و جاں ان پر فدا کر دیں

بانگشتِ مبارک نور کا چشمہ روا کر دیں
علی کے واسطے واپس وہ خود مہرِ سما کر دیں
حجر کے لب پر جاری کلمۂ دین خدا کر دیں

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

خزانہ بو ہریرہ کو حدیثوں کا عطا کر دیں
بلالِ حبشی کو ظالم امیّہ سے رہا کر دیں
سراقہ کے لیے سونے کا کنگن وہ روا کر دیں
فضا میں اڑنے والے یوں نہ اترائیں ندا کر دیں
وہ جب چاہیں جسے چاہیں اسے فرماروا کر دیں

کھلیں گے حشر کے دن جب گناہوں کے سبھی دفتر
رہے گا قادرؔی چاروطرف بس خوف کا منظر
کہیں گے اہل جنت مثل مرشد وجد میں آ کر
مجھے کیا فکر ہو اخترؔ مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتارِ بلا کر دیں

از

مفتی غلام محی الدین قادرؔی مصباحی، جلالی پورہ، بنارس
8957254179

https://alislami.net

شجرۂ طیبہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے ۔۔۔ یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے ۔۔۔ کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے ۔۔۔ علم حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر ۔۔۔ بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف وسری معروف دے بیخود سری ۔۔۔ جند حق میں گن جنید باصفا کے وسطے
بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا ۔۔۔ ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد ۔۔۔ بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا ۔۔۔ قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے
احسن اللہ لہم رزقاً سے دے رزق حسن ۔۔۔ بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے
نصرابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ ۔۔۔ دے حیات دیں محیِّ جاں فزا کے واسطے
طور عرفان و علوو حمدو حسنیٰ وبہا ۔۔۔ دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر ۔۔۔ بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانۂ دل کو ضیا دے روے ایماں کو جمال ۔۔۔ شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے
دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے ۔۔۔ خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
دین ودنیا کی مجھے برکات دے برکات سے ۔۔۔ عشقِ حق دے عشقی عشقِ انتما کے واسطے
حب اہل بیت دے آل محمد کے لیے ۔۔۔ کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر ۔۔۔ اچھے پیارے شمسِ دیں بدرالعلیٰ کے واسطے
دوجہاں میں خادم آل رسول اللہ کر ۔۔۔ حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے
نور جان ونور ایماں نور قبر وحشر دے ۔۔۔ بوالحسینِ احمد نوری لقا کے واسطے
کر عطا احمد رضاے احمدِ مرسل مجھے ۔۔۔ میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے
حامد و محمود اور حماد و احمد کر مجھے ۔۔۔ میرے مولیٰ حضرت حامد رضا کے واسطے
سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے ۔۔۔ رحم فرما آلِ رحماں مصطفیٰ کے واسطے

https://alislami.net

بہر ابراہیم بھی لطف وعطاے خاص ہو
نور کی سرکار سے حصہ گدا کے واسطے
اے خدا اختر رضا کو چرخ پر اسلام کے
رکھ درخشاں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے
صدقہ ان عیاں کا دے چھ عین عز علم وعمل
عفو عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

شجرۂ طیبہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ رزاقیہ اسمٰعیلیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
دے بصیرت شیخ بصری مقتدا کے واسطے
دے حبیب عجمی کے صدقے تو فصاحت برزباں
صدقہ داؤد نغمہ بھی ادا کے واسطے
بہر معروف وسری معروف دے بیخود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے وسطے
بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کرغم کو فرح دے حسن وسعد
بو الحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے
احسن اللّٰہم رزقاً سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے
صدقہ ،سید محمد ابن صالح صلح خیر
حسن انجام احمد نور الہدیٰ کے واسطے
طور عرفان و علوو حمد و حسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
بھیک دے بہر محمد فقر دے بہر جلال
بخش فردیت فریدالاولیا کے واسطے
دونوں ابراہیم سے تو نار غم گلزار کر
یعنی ملتانی وبھکری اصفیا کے واسطے
شہ امان وشہ حسین وشہ ہدایت کے طفیل
دے ثبات وامن وحق جوئی گدا کے واسطے
حرمت رازِ شہِ عبد الصمد سے کر عطا
شان استغناے مال وزر گدا کے واسطے
دے مجھے اے قاسم ارزاق رزقِ لایموت
بندۂ رزاق قطب الاولیا کے واسطے
بہر اسمٰعیل خم میرا سر تسلیم رکھ
اس قتیل شیوۂ صبر ورضا کے واسطے
شاکر اللہ ونجات اللہ سے دے شکر ونجات
اور بقا عبد الحکیم بو البقا کے واسطے

https://alislami.net

شہ غلام شاہِ جیلانی سے راہِ حق دکھا
کر مجھے ممتاز ہمتاز الوریٰ کے واسطے
دے طفیل احمدِ رزاقی جیلانی فروغ
علم وعرفان وشرف کو اس گدا کے واسطے
حب احمد کی ضیا سے میرا دل معمور کر
شہ حبیب احمد رئیس الاولیا کے واسطے
بندگانِ پارسا میں کر لے شامل اے خدا
میرِ زین العابدین مردِ خدا کے واسطے
میرے رب کر دے منور نور احمد سے مجھے
نور احمد واسطی نور الاولیا کے واسطے
کر عطا یا رب مجھے گلزار جنت میں جگہ
حضرتِ گلزار پیرِ دل رُبا کے واسطے
صدقہ ان عیاں کا دے چھ عین عز علم وعمل
عفو عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

شجرۂ کمالیہ

(شہزادۂ اکبر حضور سرکار مسولی)

دونوں عالم کی الٰہی نعمتیں کر دے عطا
حضرت سید کمال الاولیا کے واسطے
کر دے مجھ پر بھی خدا بہر علی احمد کرم
فاتحِ خیبر علی مرتضیٰ کے واسطے
پوری فرمادے مری بہرِ مراد احمد مراد
ہر خوشی مجھ کو عطا کر اولیا کے واسطے
حامد و محمود اور حماد احمد کر مجھے
میرے آقا محمود احمد بے ریا کے واسطے
دل کو تو پرنور کر دے علی احمد ثانی کے طفیل
ان کے چہرہ کی چمک اور ضیا کے واسطے
صدقے مولانا کرم احمد کے تو کر دے کرم
شاد رکھ ہم کو خدا ان اولیا کے واسطے
حب احمد کی ضیا سے میرا دل معمور کر
شہ حبیب احمد رئیس الاولیا کے واسطے
بندگانِ پارسا میں کر لے شامل اے خدا
میرِ زین العابدین مردِ خدا کے واسطے
میرے رب کر دے منور نور احمد سے مجھے
نور احمد واسطی نور الہدیٰ کے واسطے
کر عطا یا رب مجھے گلزار جنت میں جگہ
حضرتِ گلزار پیرِ دل رُبا کے واسطے
صدقہ ان عیاں کا دے چھ عین عز علم وعمل
عفو عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

https://alislami.net

شجرۂ جمالیہ

(شہزادۂ اصغر سرکار مسولی)

یا الٰہی ہر قدم مشکل مری آسان کر
شہ جمال احمد جمال الاولیا کے واسطے

غوث احمد حضرت مولانا فرزندِ حسین
پیر و محبوبِ حق غوث الوریٰ کے واسطے

جن کو کہتے ہیں الٰہی شاہ سید میر حسن
ان کی طیب زندگی کی ہر ادا کے واسطے

یا خدا ہم کو حسینی رکھ حسینی میں اٹھا
حضرت گلزار تاج الاصفیا کے واسطے

مرشدی سید محمد احمد و زیدی قطب
اس ولایت کے چراغِ پر ضیا کے واسطے

فضل احمد واسطی زیدی حسینی کے طفیل
فضل اپنا عام کر ہر اک گدا کے واسطے

صدقے مولانا کرم احمد کے تو کر دے کرم
شاد رکھ ہم کو خدا اِن اولیا کے واسطے

حب احمد کی ضیا سے میرا دل معمور کر
شہ حبیب احمد رئیس الاولیا کے واسطے

بندگانِ پارسا میں کر لے شامل اے خدا
میرِ زین العابدین مردِ خدا کے واسطے

میرے رب کر دے منور نور احمد سے مجھے
نور احمد واسطی نور الہدیٰ کے واسطے

کر عطا یا رب مجھے گلزار جنت میں جگہ
حضرتِ گلزار پیرِ دل رُبا کے واسطے

صدقہ ان عیاں کا دے چھ عین عز علم وعمل
عفو عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

https://alislami.net

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود
شافع روز جزا تم پہ کروروں درود — دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود
جان و دلِ اصفیا تم پہ کروروں درود — آب و گِلِ انبیا تم پہ کروروں درود
لائیں تو یہ دُوسرا دُوسرا جس کو ملا — کوشک عرش ودنیٰ تم پہ کروروں درود
اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود
طور پہ جو شمع تھا چاند تھا ساعیر کا — نیّر فاراں ہوا تم پہ کروروں درود
دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا — سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لا جواب — نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود
غایت وعلت سبب بہرِ جہاں تم ہو سب — تم سے بَنا، تم بِنا تم پہ کروروں درود
تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات — اصل سے ہے ظِلّ بندھا تم پہ کروروں درود
مغز ہو تم اور پوست، اور ہیں باہر کے دوست — تم ہو دَرُونِ سرا تم پہ کروروں درود
کیا ہیں جو بے حد ہیں لوث تم ہو غیث اور غوث — چھینٹے میں ہوگا بھلا تم پہ کروروں درود
تم ہو حفیظ ومغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث — تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود
وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج — کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود
نُحتَ فَلَاحَ الْفَلَاحُ رُحتَ فَرَاحَ الْمَرَاحُ — عُدْ لِیَعُوْدَ الْھَنَا تم پہ کروروں درود
جان وجہانِ مسیح داد کہ دل ہے جریح — نبضیں چھٹیں دم چلا تم پہ کروروں درود
اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ — اے مرے مشکل کشا تم پہ کروروں درود
تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود — تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود
خستہ ہوں اور تم معاذ بستہ ہوں اور تم ملاذ — آگے جو شہ کی رضا تم پہ کروروں درود
گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفوّ وغفور — بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود
مِہرِ خدا نور نور دل ہے سِیَہ دن ہے دور — شب میں کرو چاندنا تم پہ کروروں درود

https://alislami.net

تم ہو شہید وبصیر اور میں گُنہ پر دلیر — کھول دو چشم حیا تم پہ کروروں درود
چھینٹ تمہاری سحر چھوٹ تمہاری قمر — دل میں رچا دو ضیا تم پہ کروروں درود
تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور — لِم ہے یہ وہ اِنْ ہوا تم پہ کروروں درود
بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز — ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود
آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس — بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں درود
طارُمِ اعلیٰ کا عرش جس کفِ پا کا ہے فرش — آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود
کہنے کو ہیں عام وخاص ایک تمہیں ہو خلاص — بند سے کر دو رہا تم پہ کروروں درود
تم ہو شفائے مرض خلق خدا خود غرض — خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروروں درود
آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی بساط — اَلْمَدَد اے رہنما تم پہ کروروں درود
بے ادب و بد لحاظ کر نہ سکا کچھ حفاظ — عفو پہ بھولا رہا تم پہ کروروں درود
لوتہِ دامن کہ شمع جھونکوں میں ہے روزِ جمع — آندھیوں سے حشر اٹھا تم پہ کروروں درود
سینہ کہ ہے داغ داغ کہہ دو کرے باغ باغ — طیبہ سے آ کر صبا تم پہ کروروں درود
گیسو و قد لام الف کر دو بَلا منصرف — لا کے تہِ تیغِ لا تم پہ کروروں درود
تم نے بَرنگِ فلق جَیبِ جہاں کر کے شق — نور کا تڑکا کیا تم پہ کروروں درود
نوبت در ہیں فلک خادمِ در ہیں ملک — تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروروں درود
خَلق تمہاری جمیل خُلق تمہارا جلیل — خلق تمہاری گدا تم پہ کروروں درود
طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسل کے امام — نوشہِ مُلکِ خدا تم پہ کروروں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام — تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود
تم ہو جواد وکریم تم ہو رؤف ورحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود
خَلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم — تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود
نافع و دافع ہو تم شافع و رافع ہو تم — تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروروں درود
شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم — درد کو کردو دوا تم پہ کروروں درود

https://alislami.net

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروروں درود

مَظہر حق ہو تمہیں مُظہر حق ہو تمہیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

زور دِہِ نارَساں تکیہ گہِ بے کساں
بادشہِ ماورا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نِعَم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

اک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروروں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروروں درود

گندے نکمے کمین مہنگے ہیں کوڑی کے تین
کون ہمیں پالتا تم پہ کروروں درود

باٹ نہ در کے کہیں گھاٹ نہ گھر کے کہیں
ایسے تمہیں پالنا تم پہ کروروں درود

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروروں درود

گرنے کو ہوں روک لو غوطہ لگے ہاتھ دو
ایسوں پر ایسی عطا تم پہ کروروں درود

اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروروں درود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ تم پہ کروروں درود

کر دو عدو کو تباہ حاسدوں کو رو براہ
اہل ولا کا بھلا تم پہ کروروں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

کام غضب کے کیے اس پہ ہے سرکار سے
بندوں کو چشم رضا تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے
جلوہ قریب آ گیا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضاؔ تم پہ کروروں درود

https://alislami.net

مصادرومراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین ومترجمین
۱	قرآن مجید	کلام الٰہی
۲	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، متوفی ۶۸ھ
۳	تفسیر الرازی	امام فخر الدین الرازی، متوفی ۶۰۴ھ
۴	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین ابن کثیر، متوفی ۷۷۴ھ
۵	تفسیرات احمدیہ	علامہ احمد بن ابوسعد حنفی المعروف بملا جیون، متوفی ۱۲۲۵ھ
۶	تفسیر روح البیان	شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ
۷	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی ۱۲۲۵ھ
۸	تفسیر خزائن العرفان	علامہ نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ
۹	الموطا لامام مالک	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ
۱۰	المسند للامام احمد	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ
۱۱	سنن الدارمی	حافظ عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ
۱۲	صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ
۱۳	الصحیح لمسم	حضرت علامہ ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ
۱۴	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ
۱۵	سنن ابی داود	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ
۱۶	جامع الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ
۱۷	سنن النسائی	امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ
۱۸	شرح معانی الآثار (طحاوی شریف)	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ
۱۹	سنن البیہقی	نورالدین علی بن احمد السمھودی، متوفی ۹۱۱ھ
۲۰	المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ
۲۱	المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ
۲۲	ریاض الصالحین	امام محی الدین ابوزکریا بن شرف نووی، متوفی ۶۸۶ھ

https://alislami.net

۲۳	نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ	علامہ جمال الدین ابو عبداللہ بن یوسف الزیلعی، متوفیٰ ۷۶۲ھ
۲۴	ضعفاء الکبیر	ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکی، متوفیٰ ۳۲۲ھ
۲۵	فتح الباری شرح صحیح البخاری	حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفیٰ ۸۵۲ھ
۲۶	مرقات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفیٰ ۱۰۱۴ھ
۲۷	شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی، متوفیٰ ۱۴۳۸ھ
۲۸	المنھاج شرح صحیح مسلم	امام محی الدین ابو ذکریا بن شرف نووی، متوفیٰ ۶۸۶ھ
۲۹	الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث	الاستاذ احمد بن شاکر
۳۰	العلل المتناھیۃ فی الاحادیث الواھیۃ	ابن الجوزی عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، متوفیٰ ۵۹۷ھ
۳۱	المختصر للقدوری	علامہ ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد القدوری، متوفیٰ ۴۲۸ھ
۳۲	المبسوط للسرخسی	شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سھل السرخسی، متوفیٰ ۴۸۳ھ
۳۳	خلاصۃ الفتاویٰ	علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری، متوفیٰ ۵۴۲ھ
۳۴	بدائع الصنائع	علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، متوفیٰ ۵۸۷ھ
۳۵	فتاویٰ قاضی خان	علامہ حسن بن منصور قاضی خان، متوفیٰ ۵۹۲ھ
۳۶	الھدایۃ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفیٰ ۵۹۳ھ
۳۷	الفتاویٰ التاتارخانیۃ	امام فرید الدین عالم بن العلاء الاندرپتی، متوفیٰ ۷۸۶ھ
۳۸	العنایۃ علی ھامش فتح القدیر	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی، متوفیٰ ۷۸۶ھ
۳۹	البنایۃ فی شرح الھدایۃ	محمود بن احمد بن موسیٰ المعروف بدر الدین العینی، متوفیٰ ۸۵۵ھ
۴۰	الجوھرۃ النیرۃ	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفیٰ ۸۰۰ھ
۴۱	الفتاویٰ البزازیۃ	علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری، متوفیٰ ۸۲۷ھ
۴۲	شرح الوقایۃ	عبیداللہ بن مسعود بن محمود المعروف صدر الشریعہ، متوفیٰ ۷۴۷ھ
۴۳	شرح فتح القدیر علی الھدایۃ	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفیٰ ۸۶۱ھ
۴۴	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم، ابن نجیم، متوفیٰ ۹۷۰ھ
۴۵	تبیین الحقائق	امام فخر الدین عثمان بن زیلعی، متوفیٰ ۷۴۳ھ
۴۶	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی، متوفیٰ ۱۰۰۴ھ
۴۷	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی حصکفی، متوفیٰ ۱۰۸۸ھ

۴۸	حاشیة طحطاوی علی الدر المختار	سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی الحنفی، متوفی ۱۲۳۱ھ
۴۹	الفتاویٰ الهندیة	ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلماے ہند
۵۰	رد المحتار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ
۵۱	الفتاویٰ رضویة	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ
۵۲	السنیة الأنیقة فی فتاویٰ افریقة	مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ
۵۳	مراقی الفلاح بامداد الفتاح	شیخ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۶ھ
۵۴	حاشیة طحطاوی علی مراقی الفلاح	سید احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی الحنفی، متوفی ۱۲۳۱ھ
۵۵	قناطر الخیرات	امام ابو طاہر اسماعیل بن موسیٰ الجیطالی النفوسی
۵۶	نسیم الریاض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ
۵۷	مفاتیح الجنان	یعقوب بن سید علی البروسوی، متوفی ۹۳۱ھ
۵۸	الحدیقة الندیة	عارف باللہ علامہ عبد الغنی النابلسی الحنفی، متوفی ۱۱۴۱ھ
۵۹	العقود الدریة	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ
۶۰	المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی	امام برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز، متوفی ۶۱۶ھ
۶۱	الاشباه والنظائر	الشیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ
۶۲	غمز عیون البصائر	شیخ سید احمد بن محمد الحموی، متوفی ۱۰۹۸ھ
۶۳	اشرف الوسائل إلی فهم الشمائل	علامہ شہاب الدین احمد بن محمد ابن حجر الهیتمی، متوفی ۹۷۴ھ
۶۴	المعتقد المنتقد	علامہ فضل الرسول القادری البدایونی، متوفی ۱۲۸۹ھ
۶۵	فواتح الرحموت	علامہ عبد العلی محمد بن نظام الدین لکھنوی، متوفی ۱۲۲۵ھ
۶۶	وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ	نور الدین علی بن احمد السمهودی، متوفی ۹۱۱ھ
۶۷	فقه الاسلام شرح بلوغ المرام	امام احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ
۶۸	طرح التثریب فی شرح التقریب	عبد الرحیم بن الحسین بن عبد الرحمٰن بن ابوبکر العراقی، متوفی ۸۰۶ھ
۶۹	سبع سنابل شریف	میر عبد الواحد بلگرامی، متوفی ۱۰۱۷ھ
۷۰	البحور الزاخرة فی علوم الآخرة	علامہ محمد بن احمد سالم بن سلیمان، متوفی ۱۱۸۸ھ
۷۱	المغنی لإبن قدامة حنبلی	امام موفق الدین عبد اللہ بن احمد قدامہ حنبلی، متوفی ۶۲۰ھ
۷۲	بہار شریعت	صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ

https://alislami.net

۷۳	فتاویٰ امجدیہ	صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ
۷۴	فتاویٰ مصطفویہ	حضور محدث اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا، متوفی ۱۴۰۲ھ
۷۵	فتاویٰ شارح بخاری	فقیہ اعظم حضرت علامہ شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۱ھ
۷۶	فتاویٰ اشرفیہ	فقیہ اعظم حضرت علامہ شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۱ھ
۷۷	فتاویٰ فیض الرسول	فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی، متوفی ۱۴۲۲ھ
۷۸	فتاویٰ فقیہ ملت	فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی، متوفی ۱۴۲۲ھ
۷۹	فتاویٰ بحر العلوم	حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی، متوفی ۱۴۳۴ھ
۸۰	صحیفۂ فقہ اسلامی	ترتیب مفتی نظام الدین رضوی و مفتی معراج القادری مصباحی
۸۱	جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے	ترتیب مفتی نظام الدین رضوی مصباحی
۸۲	فیصلہ جات شرعی کونسل	ترتیب مفتی یونس رضا مونس اویسی
۸۳	الوجیز فی ایضاح قواعد الفقھیۃ الکلیۃ	الشیخ الدکتور محمد صدیقی بن احمد بن محمد البورنو
۸۴	الشامل فی ادلۃ المسائل	بلال احمد البستانی الرفاعی الحسینی
۸۵	فقہ السنۃ	سید سابق
۸۶	بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی	احمد بن عبد الرحمٰن البنا الساعتی، متوفی ۱۳۷۱ھ
۸۷	القول التمام فی شرح ملخص الامام	کرامت علی الجونفوری الحنفی البنجلا دیشی، متوفی ۱۲۹۰ھ
۸۸	مجموعۃ الفتاویٰ	شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی، متوفی ۷۲۸ھ
۸۹	کتاب الفقہ علی مذاھب الأربعۃ	شیخ عبد الرحمٰن الجزیری
۹۰	التعریفات الفقھیۃ	محمد عمیم الاحسان المجد دی البرکتی
۹۱	مصباح اللغات	مولوی ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی، متوفی ۱۰۰۴ھ
۹۲	خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	مفتی نظام الدین رضوی مصباحی
۹۳	فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول	مفتی نظام الدین رضوی مصباحی
۹۴	سراج الفقہا کی دینی مجالس	مفتی نظام الدین رضوی مصباحی
۹۵	آپ کے مسائل	مفتی نظام الدین رضوی مصباحی
۹۶	ماہ نامہ اشرفیہ	ایڈیٹر مبارک حسین مصباحی
۹۷	شہاب ثاقب	مولوی حسین احمد ٹانڈوی، متوفی ۱۳۷۴ھ

https://alislami.net

۹۸	حفظ الایمان	مولوی اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
۹۹	براهین قاطعه	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ۱۳۴۶ھ
۱۰۰	فتاویٰ رشیدیه	مولوی رشید احمد گنگوہی، متوفی ۱۳۲۳ھ
۱۰۱	تحذیر الناس	مولوی قاسم نانوتوی، متوفی ۱۲۹۷ھ

https://alislami.net

صدائے دل

عرصۂ دراز سے یہ ارمان میرے دل میں مچل رہا تھا کہ طلبا و خطبا اور سادہ لوح دین دار مسلمانوں کے لیے آسان لب و لہجے میں مسائل شریعت کو جاننے کے لیے ایسی کتاب مرتب کرواؤں جس میں روز مرہ کے شرعی مسائل سے مسلمانوں کو روشناس کرایا جائے۔ حسنِ اتفاق اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی غیبی مدد سے

"مفتی غلام محی الدین قادری مصباحی صاحب"

سے ملاقات ہوئی، میں نے ایسی کتاب کی ضرورت کا ذکر کیا، مفتی صاحب نے ہامی بھر لی اور چند ہی دنوں کی محنت اور لگن سے عظیم کتاب **"مسائل شریعت"** کے نام سے تیار ہو گئی جو آج آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اب آرزو ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے اور میرے خاندان، اعزا و اقربا بالخصوص حاجی محمد خلیل مرحوم، حجن نجم النسا مرحومہ، حجن شمس النسا مرحومہ اور تمام مسلمانوں کے لیے ایصال ثواب کا ذریعہ بنے اور میرے بچوں، اہلیہ اور میرے لیے حصول نجات کا ذریعہ بنے۔

طالب دعا و ناشر

حاجی محمد اکرم انصاری اسمٰعیلی و جملہ شہزادگان

اسلم پرویز، محمد طلحہ پرویز، اطہر پرویز انصاری اسمٰعیلی

درگاہ میر محمد شہید بابا، پیلی کوٹھی، بنارس

PERSENTED BY.:

MOHD. AKRAM ANSARI ISMAEILI WA JUMLA SHAHZADGAAN

DARGAAH, MOHAMMAD SHAHEED, PEELIBHEET KOTHI, BANARAS

https://alislami.net